عمران سیریز

پاور ایکشن



ظہیر احمد

پیش لفظ

محترم قارئین۔ السلام وعلیکم۔
نیا ناول " پاور ایکشن " آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ ناول " چیلنج فائٹ " جس میں کافرستان اور روسیاہ نے پاکیشیا کے خلاف اپنا بلیک مشن مکمل کرنے کی مذموم کوشش کی تھی جسے عمران اور اس کے جیالے ساتھیوں نے سبوتاژ کر دیا تھا۔ کافرستان کا بلیک مشن پاکیشیا کے خلاف ایک ایسا جارحانہ اقدام تھا جسے عمران کسی بھی صورت میں معاف نہیں کر سکتا تھا۔ اس لئے وہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ بدلہ لینے کافرستان پہنچ گیا۔ کافرستانی حکام کو جب عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے آنے کی خبر ملی تو انہوں نے فوری طور پر عمران اور اس کے ساتھیوں کا راستہ روکنے کے لئے کافرستان سیکرٹ سروس کا ایک نیا چیف مقرر کر دیا۔ جس کا نام پنڈت نارائن تھا۔ پنڈت نارائن جو انتہائی درندہ صفت، بے رحم اور سفاک انسان تھا۔ اس نے کافرستانی سیکرٹ سروس کا چارج سنبھالتے ہی عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے کافرستان پہنچنے کے تمام راستے سیلڈ کر دیئے اور ہر طرف موت کا ایسا بھیانک جال بچھا دیا جس میں پھنس کر عمران اور اس کے ساتھی یقینی موت کا شکار ہو سکتے تھے مگر عمران بھی آخر عمران ہے اس نے بھی ایسے حیرت انگیز اور ناقابل یقین طریقے اختیار کئے کہ

پنڈت نارائن اور کافرستانی حکام بے بسی سے کف افسوس ہی ملتے رہ گئے اور عمران اپنے جیالے ساتھیوں کے ہمراہ نہ صرف کافرستان میں داخل ہو گیا بلکہ اس نے اور اس کے ساتھیوں نے کافرستان میں تباہی اور بربادی کے ایسے نقش چھوڑنے شروع کر دیئے جنہیں دیکھ کر پنڈت نارائن اور کافرستانی حکام بری طرح بوکھلا اٹھے۔

انتہائی تیز اور خون کو رگوں میں منجمد کر دینے والا ایکشن لئے یہ خصوصی ناول یقیناً آپ کے معیار پر ہر لحاظ سے پورا اترے گا اور آپ اس کہانی سے ایک نیا اور انوکھا لطف حاصل کریں گے۔

کچھ دوستوں کی فرمائش ہے کہ میں اپنی تصویر شائع کراؤں۔ آپ کی یہ خواہش انشاء اللہ جلد پوری کر دی جائے گی۔ اس کے علاوہ قارئین کے خطوط شائع کرنے کا سلسلہ بھی جلد شروع کیا جا رہا ہے۔ آپ کے خطوط کا انتظار رہے گا۔

اب اجازت دیجئے

والسلام

ظہیر احمد

کافرستان کے ایوان صدر میں اس وقت خاصی چہل پہل نظر آ رہی تھی۔ میٹنگ ہال میں خاصے لوگ جمع ہو چکے تھے جن سرکاری عہدے دار، وزراء اور وزیراعظم تک پہنچ چکے تھے۔ طویل و عریض میز کے گرد موجود تقریباً تمام کرسیاں پر ہو چکی تھیں۔ صرف صدر مملکت کی سیٹ ابھی تک خالی نظر آ رہی تھی۔

وزیراعظم سمیت اس وقت ہر کوئی ایک دوسرے سے باتیں کرنے میں مصروف نظر آ رہا تھا۔ ان سب کے چہروں پر بے پناہ پریشانی دکھائی دے رہی تھی۔ ان سب کی گفتگو کا موضوع پاکیشیا میں ناکام ہونے والے بلیک مشن کے بارے میں تھا۔ جسے اکیلے علی عمران اور اس کے ایک ساتھی جوزف نے مکمل طور پر سبوتاژ کر دیا تھا اور ان کی کھربوں ڈالر کی سپر فائی مشین کے ساتھ ساتھ انہوں نے

روسیاہ کے برڈ گروپ اور میجر ہارپ جیسے فعال، منجھے ہوئے اور زیرک ایجنٹ کا خاتمہ کر دیا تھا۔

بلیک مشن کے فیل ہونے کی ذمہ داری کافرستانی حکومت روسیاہ اور اس کے ایجنٹوں پر ڈال رہی تھی۔ برڈ گروپ کی ناقص کارکردگی اور خاص طور پر میجر ہارپ کی حد سے زیادہ خود اعتمادی انہیں لے ڈوبی تھی۔ اس کی وجہ سے نہ صرف بلیک مشن ختم ہو گیا تھا بلکہ وہ خود بھی علی عمران کے ہاتھوں مارا گیا تھا۔ حالانکہ اس مشن کو مکمل کرنے اور اسے یقینی طور پر کامیاب کرنے کے لئے کافرستانی حکومت نے اپنے بہترین اور انتہائی تربیت یافتہ ایجنٹوں کے نام روسیاہ حکومت کے سامنے رکھے تھے۔ مگر بلیک مشن کو مکمل کرنے کی ہر طرح کی ذمہ داری خود روسیاہ نے اپنے ہاتھ میں رکھی تھی اور اس مشن میں انہوں نے کافرستان کے کسی ایجنٹ کو اپنے ساتھ ملانے کی کوشش نہیں کی تھی۔ شاید یہی وجہ تھی کہ ان کا اس قدر عظیم اور بڑا منصوبہ مکمل طور پر ختم ہو گیا تھا اور روسیاہ کی وجہ سے اب ہر طرف سے ذلت کا سامنا کافرستان کو کرنا پڑ رہا تھا۔

کچھ دیر بعد وہاں کافرستانی صدر پہنچ گئے تو ان کے احترام میں سب لوگ اٹھ کر کھڑے ہوئے اور ہال میں اس قدر سکوت چھا گیا کہ اگر وہاں سوئی بھی گر جاتی تو اس کی بھی آواز سنائی دے جاتی۔ پھر صدر مملکت کے بیٹھتے ہی سب لوگ اپنی اپنی نشستوں پر براجمان ہو گئے اور پھر وہاں ملکی صورتحال پر بحث شروع ہو گئی۔ کافرستان کی

ناکامی اور ذلت آمیز شکست کا ذمہ دار وہاں بیٹھے ہوئے ہر فرد نے روسیاہ کو ٹھہرایا اور ان سب نے کھل کر روسیاہ کو برا بھلا کہنا شروع کر دیا۔ صدر مملکت نے اس بحث کو سمیٹنے کی کوشش کرتے ہوئے ان کی توجہ ملک کے نازک مسئلے کی طرف مبذول کرائی اور پھر ان سے صلاح مشورے کرنے لگے۔ جب تمام امور طے پا گئے اور حکومت کے ہر محکمے نے اپنی اپنی ذمہ داری قبول کر کے اس پر عملدرآمد کا صدر کو یقین دلا دیا تو صدر مملکت نے ان سب کو خاموش کرا دیا۔

"ملکی نظم و ضبط کے تمام امور تو ہم نے طے پا لئے ہیں اور موجودہ ملکی صورتحال سے ہم نے کیسے نپٹنا ہے اس کے متعلق بھی ہم نے تمام فیصلے کر لئے ہیں۔ اس ہنگامی میٹنگ کا مقصد ملک کی روز بروز بگڑتی ہوئی صورتحال پر قابو پانے کا تھا۔ لیکن اب میں جس سیریئس اور اہم مسئلے کی طرف آپ سب کی توجہ مبذول کرانا چاہتا ہوں وہ ان تمام مسائل سے کہیں بڑھ کر ہے"۔ صدر مملکت نے اپنی بات کا آغاز کرتے ہوئے کہا اور تمام لوگ ایک بار پھر ہمہ تن گوش ہو کر ان کی طرف متوجہ ہو گئے۔

"کیا اس معاملے کا تعلق بھی کافرستانی ملک و قوم سے ہے جناب صدر"۔ وزیر اعظم نے صدر مملکت کی بات سن کر چونکتے ہوئے کہا۔

"ہاں"۔ صدر مملکت نے سوچ میں ڈوبے ہوئے لہجے میں اور ہونٹ چباتے ہوئے سر ہلا کر کہا۔

"تو بتایئے جناب صدر۔ ہم سب آپ کی بات سننے کے لئے بے تاب ہیں"۔ وزیراعظم نے جلدی سے کہا۔

"ابھی کچھ دیر قبل جب میں میٹنگ اٹنڈ کرنے کے لئے آرہا تھا تو مجھے پاکیشیا سے خصوصی طور پر ایک کال آئی تھی"۔ صدر مملکت نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا اور ان کی بات سن کر وہاں موجود سب لوگ بری طرح سے چونک اٹھے۔

"پاکیشیا سے کال آئی تھی جناب۔ کیا مطلب، کس کی کال تھی جناب صدر"۔ بری فوج کے سربراہ نے بری طرح سے چونک کر کہا۔

"علی عمران کی"۔ صدر مملکت نے ہونٹ کاٹتے ہوئے جواب دیا اور علی عمران کا نام سن کر وہاں پر بیٹھے ہوئے ہر شخص پر جیسے سکتہ طاری ہو گیا۔

"علی عمران۔ اوہ کیا کہہ رہا تھا جناب صدر"۔ وزیراعظم نے انتہائی پریشانی کے عالم میں ہونٹ کاٹتے ہوئے پوچھا۔

"علی عمران کا کہنا ہے کہ ہم نے اور روسیاہ نے پاکیشیا کے خلاف بلیک مشن کی جو گھناؤنی سازش کی تھی اس سازش کا تو اس نے قلع قمع کر دیا ہے۔ روسیاہ کے برڈ گروپ اور میجر ہارپ کے خاتمے کے ساتھ اس نے تمام قیمتی ریڈ ڈیوائیسز اور سپر فائی مشین کو فنا کر دیا ہے۔ مگر اس دوران اسے اور اس کے ساتھیوں اور اس کے ملک کے اعلیٰ حکام کو جس ذہنی خلفشار سے گزرنا پڑا تھا وہ ناقابل تلافی جرم ہے اور وہ اس بار کسی بھی طرح خاموش نہیں رہے گا۔ اس خوفناک

سازش کا بدلہ لینے کے لئے وہ نہ صرف کافرستان آئے گا بلکہ روسیاہ میں بھی جا کر اس ملک کی اینٹ سے اینٹ بجا دے گا۔ علی عمران نے مجھے واضح طور پر دھمکی دی ہے کہ اس کے عتاب کا پہلا نشانہ کافرستان ہے اور وہ بہت جلد کافرستان آئے گا اور وہ یہاں آکر ایسی خوفناک تباہیاں پھیلائے گا کہ ہم سینکڑوں برسوں تک اپنے زخم چاٹتے رہ جائیں گے۔ اس کا کارواں "موت کا کارواں" بن کر آئے گا اور کافرستان میں ہر طرف موت کے مہیب سائے پھیلاتا ہوا آگے بڑھ جائے گا۔ وہ کافرستان میں اپنی دہشت کے ایسے نشان ثبت کر جائے گا جسے مٹانا کسی بھی طرح ہمارے بس میں نہیں ہوگا۔ ہم اپنی حفاظت کے لاکھ بندوبست کر لیں مگر اس نے ہمارے ملک پر ظلم اور دہشت کی جو داستان رقم کرنے کا قصد کیا ہے وہ ہر حال میں پورا کر کے رہے گا"۔ صدر مملکت نے عمران کی بتائی ہوئی تمام باتیں تفصیلاً بتاتے ہوئے کہا جسے سن کر میٹنگ ہال میں بیٹھے ہوئے ہر فرد کا چہرہ جیسے دھویں میں گہنا گیا تھا۔ ان کی آنکھوں اور چہرے پر گہرے غور و فکر اور تفکرات کے سائے منڈلانے لگے تھے۔

"آپ بالکل درست فرما رہے ہیں جناب صدر۔ عمران جیسے خطرناک انسان کی دھمکیوں کو ہمیں کسی بھی صورت میں نظرانداز نہیں کرنا چاہئے۔ وہ واقعی ایک خوفناک عفریت ہے۔ کہا جاتا ہے جو گرجتے ہیں وہ برستے نہیں۔ لیکن علی عمران گرجتا بھی ہے اور برستا بھی ہے۔ اگر وہ سچ مچ کافرستان آنے کی دھمکیاں دے رہا ہے تو سمجھ لیجئے کہ

کافرستان کے برے دن آگئے ہیں"۔وزیر دفاع نے انتہائی پریشانی کے عالم میں کہا۔

" ہم سب پہلے ہی بے پناہ مسائل اور ملک کی نازک صورتحال میں الجھے ہوئے ہیں ایسے میں اگر علی عمران یہاں آگیا تو حقیقتاً وہ ہمیں ناکوں چنے چبوا دے گا"۔وزیر داخلہ نے تفکرانہ لہجے میں کہا۔

" علی عمران کا دوسرا نام موت ہے اور وہ جس مشن پر نکلتا ہے اسے ہر حال میں پورا کرتا ہے اور بڑے سے بڑا طوفان اسے روکنے کی جرأت نہیں کر پاتا"۔وزیر اطلاعات و نشریات نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

" میں نے آپ لوگوں کو عمران کے قصیدے سنانے کے لئے نہیں بلایا۔آپ تو علی عمران کے یوں گن گا رہے ہیں جیسے وہ اس ملک کا دشمن نہیں بلکہ ہیرو ہو"۔ان سب کی باتیں سن کر صدر مملکت نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

" معاف کیجئے گا جناب صدر۔لیکن علی عمران کے بارے میں بتاتے ہوئے آپ کا انداز بھی تعریفانہ تھا"۔وزیراعظم نے کہا۔

" میں نے عمران کی دھمکیوں اور اس کی کارکردگی کے بارے میں بتایا تھا اس کی تعریف نہیں کی تھی"۔صدر مملکت نے بڑے تلخ لہجے میں کہا۔

" بہرحال علی عمران نے اپنے ملک میں اور خاص طور پر روسیاہ کے ایجنٹوں سے مقابلہ کیا تھا اور روسیاہی ایجنٹ اپنی احمقانہ پالیسی اور بے وقوفی کی وجہ سے بلیک مشن میں ناکامیاب ہوئے تھے۔اگر بلیک

مشن ہمارے سپر ایجنٹوں کے سپرد کیا ہوتا یا ہمارا ایک بھی ایجنٹ اس مشن پر ورک کر رہا ہوتا تو اس مشن میں ناکامی کا تصور بھی محال تھا"۔وزیراعظم نے بڑے کڑوے لہجے میں کہا۔

" بہرحال جو ہونا تھا وہ ہو گیا۔اب علی عمران کافرستان آرہا ہے۔اس نے جو دھمکیاں دی ہیں اس پر وہ لامحالہ عملدرآمد بھی کرے گا۔اس سے کیسے بچنا ہے یا اسے کافرستان داخل ہونے سے کیسے روکنا ہے آپ اس سلسلے میں بات کیجئے"۔صدر مملکت نے کہا۔

" میرے خیال میں آپ سب بلاوجہ اس علی عمران نامی ایجنٹ سے خوفزدہ ہیں۔آپ کا کیا خیال ہے علی عمران کو یہاں روکنے والا کوئی نہیں ہو گا۔یہاں کی پولیس، انٹیلی جنس، سیکرٹ سروس اور دوسری ایجنسیاں کیا اس قدر بے دست و پا ہیں کہ وہ علی عمران اور اس کے ٹولے کو نہ روک سکیں گے"۔وزیراعظم نے تند مزاج انداز میں کہا۔

" بھٹناگر صاحب آپ ابھی ابھی نئے وزیراعظم کی سیٹ پر آئے ہیں۔آپ علی عمران کو نہیں جانتے۔پولیس، انٹیلی جنس اور بہت سی ایسی سرکاری ایجنسیاں ہیں جن کے بس میں حقیقتاً عمران جیسے انسان کو روکنا یا اس کے خلاف کسی قسم کی کوئی کارروائی کرنا محال ہے اور رہی بات سیکرٹ سروس کی تو آپ اچھی طرح سے جانتے ہیں کہ چند روز قبل سیکرٹ سروس کا چیف ایک کار کے حادثے میں ہلاک ہو چکا ہے۔ایک وہی شخص تھا جو علی عمران جیسے خطرناک انسان کو آڑے

ہاتھوں لیتا تھا۔ اب وہی نہیں رہا تو سیکرٹ سروس کیا کرے۔ آپ نے خود ہی اس بات کی ذمہ داری لی تھی کہ اس بار آپ خود سیکرٹ سروس کے نئے چیف کی تقرری کریں گے۔ اس سلسلے میں آپ نے ابھی تک کوئی رپورٹ نہیں دی۔ اگر آپ کی نظر میں کوئی انتہائی باہمت، ذہین اور فوری فیصلہ کرنے والا وطن پرست شخص ہے تو بتایئے۔ ہم اسے سیکرٹ سروس کا چیف بنا کر یہ کیس اسے سونپ دیتے ہیں"۔ صدر مملکت کہتے چلے گئے۔

"جی ہاں جناب صدر۔ ایک شخص ہے جو علی عمران تو کیا اس جیسے دس ناقابل تسخیر ایجنٹوں کی بھی بیخ کنی کر سکتا ہے۔ اس جیسا ذہین، فوری فیصلہ کرنے والا انسان اور انتہائی حد تک نڈر انسان آج تک میری نظروں سے نہیں گزرا۔ میں نے اس کی ہر طرح سے آزمائش کر لی ہے اور وہ سیکرٹ سروس کے سابقہ چیف سے ہزاروں گنا تیز اور فعال انسان ہے۔ اگر علی عمران اپنا کوئی مشن لے کر کافرستان میں آ گیا تو کافرستان کی زمین پر پیر رکھتے ہی موت کے بھیانک پنجے اس کی گردن دبوچ لیں گے"۔ وزیراعظم نے انتہائی فاخرانہ لہجے میں کہا۔

"اوہ، کون ہے وہ۔ اس کا نام بتایئے"۔ صدر مملکت نے بے چین ہو کر کرسی پر پہلو بدلتے ہوئے کہا۔ وزیراعظم کی بات سن کر ہال میں بیٹھے ہوئے دوسرے افراد بھی بے چین اور اشتیاق بھری نظروں سے وزیراعظم کی جانب دیکھنے لگے۔

"آپ اس شخص کو پہلے سے ہی جانتے جناب صدر"۔ وزیراعظم نے

مسکرا کر کہا۔ اس کا لہجہ بے حد پراسرار تھا جیسے وہ جان بوجھ کر ان سب کا مزہ لے رہا ہو۔

"اس کا نام بتائیں"۔ صدر مملکت نے وزیراعظم کے پراسرار انداز پر قدرے ناخوش ہوتے ہوئے کہا۔

"وہ شخص اسی بلڈنگ میں موجود ہے جناب صدر۔ اگر آپ حکم دیں تو اسے یہیں بلا لیا جائے"۔ وزیراعظم نے صدر کی ناگواری کا نوٹس نہ لیتے ہوئے اسی لہجے میں کہا۔

صدر مملکت چند لمحے ناگوار نظروں سے وزیراعظم کو دیکھتے رہے اور ہونٹ کاٹتے رہے۔ پھر انہوں نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"ٹھیک ہے۔ بلا لیں اسے یہاں"۔ صدر مملکت نے بدستور ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔ وزیراعظم نے مین گیٹ کے قریب کھڑے محافظ کو کوئی مخصوص اشارہ کیا تو اس نے اثبات میں سر ہلا دیا اور میٹنگ ہال کا دروازہ سپیشل طریقے سے کھول کر باہر نکل گیا۔ ہال میں بیٹھے ہوئے ہر شخص کی نگاہ دروازے کی جانب مرکوز ہو گئی۔

اسی وقت دروازے میں سے ایک لمبے قد کا دبلا پتلا اور منحنی سا ادھیڑ عمر شخص اندر داخل ہوا۔ اس کی ناک لمبی، پچکے ہوئے گال اور سر گنجا تھا۔ آنکھوں پر اس نے دھوپ کا چشمہ لگا رکھا تھا اور اس کے چہرے پر باریک مونچھیں تھیں۔ اس کے چہرے پر بلا کی سنجیدگی تھی۔ جیسے ہی وہ اندر داخل ہوا اسے دیکھ کر صدر مملکت اور وزیراعظم کے سوا سب گھبرائے ہوئے انداز میں جلدی سے اٹھ کر

کھڑے ہو گئے اور ان کی آنکھوں میں خوف ابھر آیا تھا۔ صدر مملکت بھی اس دبلے پتلے شخص کو دیکھ کر بری طرح سے چونک اٹھے تھے۔

"پنڈت"۔ صدر مملکت کے منہ سے بے اختیار نکلا۔

"جی ہاں۔ کرنل پنڈت نارائن۔ وہی کرنل پنڈت نارائن جس نے ملٹری انٹیلی جنس میں اپنے نام کا ڈنکا بجا رکھا ہے"۔ وزیراعظم نے مسکراتے ہوئے کہا۔ صدر مملکت غور سے اس دبلے پتلے پنڈت نارائن کو دیکھ رہے تھے جس کے چہرے پر بے حد سفاکانہ سنجیدگی تھی۔ وہ جیسے ہی ان کے قریب آیا۔ ایک وزیر نے جلدی سے اس کے لئے اپنی کرسی خالی کر دی۔ پنڈت نارائن بڑی شان بے نیازی سے کرسی پر بیٹھ گیا جیسے صدر مملکت اور وزیراعظم سمیت ان سب سے اس کا رتبہ بڑا ہو جو اس وقت میٹنگ ہال میں موجود تھے۔

" بیٹھ جائیں"۔ پنڈت نارائن نے پاٹ دار آواز میں کہا تو سب لوگ جلدی سے اپنی اپنی کرسیوں پر یوں بیٹھ گئے جیسے اگر انہیں ایک لمحے کی بھی دیر ہو گئی تو پنڈت نارائن انہیں گولیاں مار دے گا۔ وزیراعظم نے اپنے سامنے پڑی ہوئی ایک موٹی فائل کھول کر احتراماً صدر مملکت کے سامنے رکھ دی۔

" ویسے تو پنڈت نارائن کسی تعارف کے محتاج نہیں ہیں۔ انہوں نے ملٹری انٹیلی جنس میں رہ کر کافرستان کے لئے جو کارہائے نمایاں سرانجام دیئے ہیں انہیں نہ صرف ہم سب بلکہ پورا کافرستان جانتا ہے۔ مجرموں خاص طور پر غیر ملکی مجرموں کی جس طرح پنڈت نارائن نے

بیخ کنی کی ہے اسے ہر اعلیٰ آفیسر جانتا ہے۔ پنڈت نارائن غیر ملکی مجرموں کو ایک لمحے میں پہچاننے کی کمال حد تک مہارت رکھتا ہے اور مجرم چاہے پاتال کی آخری تہہ میں بھی کیوں نہ چھپا ہو اسے بے ضرر کینچوئے کی طرح باہر نکال لاتا ہے اور اس مجرم کا پنڈت نارائن جو حشر کرتا ہے اسے دیکھ اور سن کر بڑے بڑے نامور مجرموں کی روح فنا ہو جاتی ہے۔ پنڈت نارائن ملٹری انٹیلی جنس میں نمبر ٹو کی حیثیت سے کام کرتے ہیں مگر اس کے باوجود انہوں نے ملک کی سالمیت اور بقاء کے لئے بہت کچھ کیا ہے جو اس فائل میں درج ہے۔ ان کی ذہانت، تیز رفتاری سے کام کرنے کی عادت اور فطری جذبہ حب الوطنی دیکھ کر اور اس کے علاوہ ان کے کارناموں کی تفصیل دیکھ کر میں نے انہیں خصوصی طور پر کافرستانی سیکرٹ سروس کے چیف کا عہدہ دینے کی آفر کرتے ہوئے یہاں بلایا ہے۔

پنڈت نارائن فطری طور پر بے حد سخت گیر، انتہائی حد تک سفاک اور بے رحم انسان ہیں۔ ان کے نزدیک ایسے انسانوں کو زندہ رہنے کا کوئی حق نہیں جو کافرستان کے خلاف دل میں ذرا سا بھی بغض رکھتے ہوں۔ پنڈت نارائن کو جس پر معمولی سا بھی شک ہوتا ہے وہ اس سے بات بعد میں کرتے ہیں گولی پہلے مارتے ہیں۔ ان کی انہی عادتوں کی بناء پر ان کے نام کا شہرہ ہے اس لئے مجرموں کی اکثریت جرم کرنے سے پہلے ایک بار ضرور یہ سوچنے پر مجبور ہو جاتی ہے کہ اس کا سامنا اگر پنڈت نارائن سے ہو گیا تو اس کا انجام کیا ہو

سکتا ہے"۔ وزیراعظم نے پنڈت نارائن کی تعریف میں ایک بار پھر
زمین و آسمان کے قلابے ملاتے ہوئے کہا۔ صدر مملکت نے ساری
بات سن کر اثبات میں سرہلایا اور فائل کھول کر اس کے چیدہ چیدہ
صفحات کا مطالعہ کرنے میں مصروف ہوگئے۔

"مسٹر پنڈت نارائن کیا آپ علی عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس
کے بارے میں کچھ جانتے ہیں"۔ صدر نے فائل بند کر کے ایک طویل
سانس لی اور پنڈت نارائن سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"یس سر، ان لوگوں کے بارے میں، میں اچھی طرح جانتا ہوں"۔
پنڈت نارائن نے کہا۔

"مسٹر پنڈت نارائن۔ اب اگر علی عمران اور اس کے ساتھی کوئی
مشن لے کر یہاں کافرستان آجائیں اور آپ کو یہاں کی سیکرٹ سروس
کا چیف نامزد کر دیا جائے تو کیا آپ کو یقین ہے کہ آپ ان کا راستہ
روک سکیں گے اور انہیں یہاں سے زندہ سلامت واپس نہ جانے دیں
گے"۔ وزیراعظم نے گہری نظروں سے پنڈت نارائن کی جانب دیکھتے
ہوئے کہا۔

"اگر نہیں۔ علی عمران اور اس کے ساتھی اب یقیناً یہاں آئیں گے
اور وہ نہ صرف یہاں آئیں گے بلکہ وہ روسیاہ بھی جائیں گے۔ میں جانتا
ہوں کہ اس وقت کافرستان اور روسیاہ کن مشکلات سے دوچار ہے۔
آپ نے اور روسیاہی حکام نے مل کر پاکیشیا کو تباہ و برباد کرنے کا جو
خواب دیکھا تھا وہ ناکام ہو چکا ہے اور اس بلیک مشن کو مکمل طور پر

ختم کرنے کا سہرا سو فیصد علی عمران کے سر پر ہے۔ یہ درست ہے کہ
اس مشن کی تکمیل کے دوران روسیاہ کے برڈ گروپ اور خاص طور پر
وہاں کے سپر ایجنٹ میجر بارپ سے کوتاہیاں ہوئیں تھیں۔ اس مشن
میں گو کافرستان کا کوئی ایجنٹ کام نہیں کر رہا تھا لیکن علی عمران جیسے
انسان کو مشن کی تمام تفصیلات مل چکی ہیں۔ اب وہ کافرستان اور
روسیاہ سے بدلہ لینے ضرور آئے گا اور وہ کن راستوں سے اور کیا عزائم
لے کر یہاں آسکتا ہے۔ اس کا مجھے بخوبی اندازہ ہے"۔ پنڈت نارائن
نے بڑے ٹھوس لہجے میں کہا۔

"اوہ، تو آپ بلیک مشن کے پس منظر سے بھی آگاہ ہیں"۔ صدر
مملکت نے چونک کر کہا۔

"پنڈت نارائن کافرستان کا خیر خواہ ہے اور ہر وقت اپنی آنکھیں
کھلی رکھتا ہے۔ اس لئے تمام حالات کا علم رکھنا بہت ضروری ہے"۔
پنڈت نارائن نے سنجیدگی سے جواب دیا۔

"بہت خوب، مجھے آپ کا یہ جواب سن کر دلی طور پر اطمینان ہو گیا
ہے کہ اگر علی عمران اور اس کے ساتھی کافرستان میں کوئی مشن مکمل
کرنے آتے ہیں تو انہیں نہ صرف یقینی ناکامیوں کا سامنا کرنا پڑے
گا بلکہ وہ یہاں سے زندہ بچ کر بھی نہ جانے پائیں گے۔ جناب
وزیراعظم آپ پنڈت نارائن کو کافرستان سیکرٹ سروس کا چیف مقرر
کرنے کے اجازت نامے پر مجھ سے دستخط کروالیں تاکہ رسمی کارروائی
پوری ہو جائے"۔ صدر مملکت نے کہا۔

"بہتر جناب" ۔ وزیر اعظم نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

" جناب صدر ۔ اس سے پہلے کہ میں سیکرٹ سروس کا چیف مقرر کیا جاؤں ۔ میں آپ سے چند ضروری گزارشات کرنا چاہتا ہوں " ۔ اچانک پنڈت نارائن نے کہا تو صدر کے ساتھ ساتھ وزیر اعظم بھی چونک کر اس کی طرف دیکھنے لگے ۔

" فرمایئے " ۔ صدر مملکت نے غور سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

" علی عمران اور اس کے ساتھیوں کے کام کرنے کے طریقے سے میں اچھی طرح آگاہ ہوں اور انہوں نے یہاں کافرستان اور روسیاہ میں اپنا نیٹ ورک قائم کر رکھا ہے ۔ وہ یہاں پہلے بھی کئی مشن مکمل کر چکے ہیں ۔ کافرستان میں رہ کر وہ اس انداز میں کام کرتے ہیں جیسے یہ اس کا اپنا ملک ہو اور ہے بھی ایسا ہی ۔ یہاں کی کچھ کالی بھیڑیں باقاعدہ انہیں سپورٹ کرتی ہیں ۔ اس لئے میں چاہتا ہوں کہ اگر مجھے عمران اور اس کے ساتھیوں کی ہلاکت کا جو کیس دیا جا رہا ہے اس کے لئے مجھے فری ہینڈ دیا جائے ۔ کوئی بھی وزیر ، مشیر ، سرکاری عہدے دار چاہے وہ کتنے ہی بڑے عہدے پر کیوں نہ فائز ہو میرے کام میں مداخلت نہ کرے ۔ اس کیس کے لئے یا تو میں آپ کو جواب دہ ہوں گا یا پھر جناب وزیر اعظم کو ، تیسرا کوئی ایسا شخص نہ ہو گا جس کے سامنے مجھے جواب دہ ہونا پڑے ۔ میں اپنے مخصوص طریقے اور خاص انداز سے کام کرتا ہوں " ۔ پنڈت نارائن نے صاف اور واضح لہجے میں

کہا۔

" میں آپ کی باتوں کا مقصد سمجھ رہا ہوں مسٹر پنڈت نارائن ۔ مجھے بہرحال علی عمران اور اس کے ساتھیوں کی حتمی ناکامی اور یقینی موت چاہئے اگر آپ علی عمران اور اس کے ساتھیوں کو مارنے میں کامیاب ہو گئے تو سمجھ لیجئے کہ ہم نے پاکیشیا میں جو ذلت آمیز شکست کھائی ہے اس کا ہمیں کوئی رنج اور افسوس نہیں رہے گا اور اس کامیابی کے بعد آپ کو حکومت ، کافرستان کے سب سے بڑے اعزاز سے نوازے گی اور آپ کا یہ کارنامہ باقاعدہ سنہرے حروف میں لکھا جائے گا اور رہی آپ کے اختیارات کی بات تو میں آپ کو ریڈ اتھارٹی لیٹر جاری کر دیتا ہوں ۔ اس ریڈ اتھارٹی لیٹر کی وجہ سے میرے بعد سب سے زیادہ اختیارات صرف آپ کے پاس ہوں گے " ۔ صدر مملکت نے کہا۔

ان کی بات سن کر ہال میں بیٹھے ہوئے تمام افراد کے رنگ بدل گئے اور وہ صدر مملکت کے اس اقدام پر نکتہ چینی کرنے لگے ۔ ان میں صرف وزیر اعظم اور پنڈت نارائن اپنی جگہ سکون سے بیٹھے تھے ۔ باقی سب لوگ پنڈت نارائن کو اس قدر اختیار دینے پر صدر مملکت کو سمجھانے کی اور انہیں اس زمرے میں ہونے والے نقصانات کے بارے میں بتانے کی کوشش کر رہے تھے ۔

" بس میں نے جو فیصلہ کر لیا ہے وہ بالکل ٹھیک ہے ۔ پاکیشیا سے اتنی بڑی شکست کھانے اور ساری دنیا میں اس قدر رسوائی کرانے

کے بعد میں اب اور کوئی رسک نہیں لینا چاہتا۔ پنڈت نارائن ان تمام اختیارات کے بل بوتے پر علی عمران اور اس کے ساتھیوں کا خاتمہ کریں گے۔ ہر صورت میں اور ہر حال میں۔ اس سلسلے میں، میں کوئی کوتاہی برداشت نہیں کروں گا اور پنڈت نارائن ایک بات آپ بھی سن لیجئے ان تمام اختیارات کا آپ کسی بھی طرح ناجائز فائدہ اٹھانے کی کوشش نہیں کریں گے۔

اگر علی عمران اور اس کی ٹیم یہاں پہنچ گئی اور اسے آپ ختم نہ کر پائے اور انہوں نے یہاں آکر اگر کسی قسم کا کوئی نقصان پہنچانے کی کوشش کی تو اس کی ذمہ داری صرف اور صرف آپ پر ہوگی"۔ صدر مملکت نے ان سب کو خاموش کراتے ہوئے پنڈت نارائن سے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

"علی عمران اور اس کی ٹیم اول تو کافرستان کی زمین پر قدم ہی نہ رکھ پائے گی اور اگر وہ کسی طرح یہاں پہنچ بھی گئے تو میں ان کے لئے کافرستان کی زمین اس قدر تنگ کر دوں گا کہ ان کا ہر قدم صرف اور صرف موت کی طرف ہی اٹھے گا"۔ پنڈت نارائن نے دبنگ لہجے میں کہا۔

"گڈ، مجھے آپ سے اسی جواب کی امید تھی"۔ صدر مملکت نے کہا۔

"اور ہاں۔ آپ کی سفارش چونکہ وزیراعظم آر کے بھٹناگر صاحب نے کی تھی اس لئے آپ اب صرف وزیراعظم صاحب کو ہی جواب دہ ہوں گے۔ ضرورت کے وقت آپ مجھ سے بھی رابطہ کر سکتے ہیں"۔

صدر مملکت نے کہا تو وزیراعظم کی آنکھوں میں بے پناہ چمک ابھر آئی۔

"تھینک یو سر"۔ پنڈت نارائن نے کہا۔

اس کے بعد میٹنگ برخواست کر دی گئی اور تمام لوگ ایک ایک کر کے میٹنگ ہال سے باہر نکلتے چلے گئے۔

عمران نے اپنی کار رانا ہاؤس کے گیٹ پر روکی اور مخصوص انداز میں ہارن بجانے لگا۔ چند ہی لمحوں میں اندر موجود جوزف نے گیٹ کھول دیا تو عمران اپنی کار اندر لے گیا اور پورچ میں جا کر روک دی۔

جوزف نے گیٹ بند کیا اور لمبے لمبے ڈگ بھرتا ہوا عمران کی کار کے قریب آ گیا اور عمران کو کار سے نکلتے دیکھ کر اس نے سلام کیا اور دانت نکالنے لگا۔

"کیا بات ہے شب دیجور کی اولاد۔ بڑے دانت نکال رہے ہو"۔ عمران نے اسے دانت نکالتے دیکھ کر خوش مزاجی سے کہا۔

"آج میں بہت خوش ہوں باس۔ اس لئے دانت نکال رہا ہوں"۔ جوزف نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

"کیوں، آج کیا تمہاری کسی بلیک بیوٹی سے شادی ہو رہی ہے جو

تم خوش ہو"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"خوشی کے لئے شادی ضروری نہیں ہوتی"۔ جوزف نے جلدی سے کہا۔

"تو تم ہی بتا دو خوشی کے لئے کیا ضروری ہوتا ہے۔ تاکہ میں بھی خوش ہو لیا کروں"۔ عمران نے بھی اسی کے انداز میں کہا۔

"پچھلے کیس میں مجرموں نے دانش منزل کو تباہ کر کے مجھ پر بہت بڑا احسان کیا تھا"۔ جوزف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ، تو کیا تم اس وجہ سے خوش ہو"۔ عمران نے چونک کر اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ اس کے لہجے میں قدرے حیرت کا عنصر تھا جیسے وہ جوزف کی اس بات کو سمجھنے کی کوشش کر رہا ہو۔

"ہاں باس، جب سے آپ اور طاہر صاحب نے ہیڈ کوارٹر دانش منزل میں شفٹ کیا ہے آپ لوگ مجھے بھول ہی گئے ہیں۔ مجھے رانا ہاؤس میں آپ لوگوں نے صرف چوکیداری پر لگا رکھا ہے۔ کبھی کبھار ہی جب کوئی غرض ہوتی ہے تو پوچھ لیتے ہیں ورنہ میں یہاں بے کار ہی پڑا رہتا ہوں۔ جس کی وجہ سے مجھے اور میری صلاحیتوں کو زنگ لگتا جا رہا ہے۔ کبھی کبھی تو میں آپ کی شکل تک دیکھنے کو ترس جاتا ہوں۔ اب دانش منزل تباہ ہو چکی ہے تو آپ لامحالہ رانا ہاؤس کو ہی اپنا ہیڈ کوارٹر بنائیں گے۔ اس طرح آپ کا یہاں آنا جانا لگا رہے گا اور میری ساری کوفت دور ہو جائے گی۔ اس لئے میں بہت خوش ہوں"۔ جوزف نے اپنی شکایات اور خوشی کا پلندہ ایک ساتھ عمران کے سامنے

کھولتے ہوئے کہا۔ تو عمران کے چہرے پر موجود مسکراہٹ گہری ہو گئی۔

" اچھا تو جب میں تمہارے سامنے آتا ہوں تب تم خوش ہوتے ہو"۔ عمران نے اس کی باتوں کا مطلب سمجھتے ہوئے کہا۔

" ہاں باس۔ تمہیں دیکھ کر دل کو بے پناہ سکون ملتا ہے۔ جب بھی تم میرے سامنے آتے ہو میں اپنے سارے دکھ، سارے غم بھول جاتا ہوں۔ میری بیمار رگوں میں جان پڑ جاتی ہے۔ دل خوشی سے دھڑکنے لگتا ہے اور۔ اور........ "جوزف وفور جذبات سے کہتا چلا گیا۔

" ارے۔ ارے۔ جج، جوزف۔ کیا ہو گیا ہے تمہیں۔ تمہاری طبیعت تو ٹھیک ہے ناں"۔ جوزف کا یہ انداز دیکھ کر عمران نے بوکھلاتے ہوئے کہا۔

" ہاں باس، اب میں بالکل ٹھیک ہوں۔ البتہ تمہارے آنے سے پہلے میں بیمار تھا۔ تمہاری یاد میں آنسو بہا رہا تھا۔ ٹھنڈی آہیں بھر رہا تھا اور افریقہ کے قدیم سوگوار نغمے گا گا کر اپنا دل بہلا رہا تھا"۔ جوزف نے بڑے سوگوار لہجے میں کہا اور عمران سچ مچ حیرت سے اس کی شکل دیکھنے لگا۔ جوزف جیسا سنجیدہ اور سخت گیر انسان جو اس کے سامنے زبان کھولنے کی جرأت نہ کر پاتا تھا آج اس کے سامنے مسحزوں جیسے انداز میں باتیں کر رہا تھا۔

" جوزف تم فوراً کسی ڈاکٹر سے رجوع کرو۔ لگتا ہے تمہاری جنس تبدیل ہو رہی ہے"۔ عمران نے منہ چلاتے ہوئے کہا۔

" اوہ، نہیں باس۔ ایسی کوئی بات نہیں ہے"۔ جوزف نے جھینپتے ہوئے کہا۔

" ایسی ہی بات ہے پیارے۔ تمہارے ڈائیلاگ خالص عاشقانہ مزاج کے ہیں اور ایسے ڈائیلاگ اپنے محبوب کے لئے محبوبائیں کہتی ہیں جو ان کے لئے دن بھر جاگ کر اور راتوں کو گہری نیند سو کر دوسرے دن اپنے محبوب کو بے وقوف بنانے کے لئے کہتی ہیں"۔ عمران نے سنجیدگی سے کہا۔

" تم بھی تو میرے لئے کسی محبوب سے کم تو نہیں ہو باس"۔ جوزف نے شرماتے ہوئے کہا اور عمران اچھل کر اس سے پرے ہٹ گیا۔

" دیکھا، دیکھا میں نہ کہتا تھا تمہاری جنس تبدیل ہو رہی ہے"۔ عمران نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

" کیا بات کر رہے ہو باس۔ میں تو........ "جوزف شاید عمران کو ستانے کے موڈ میں تھا، نے عمران کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

" پپ، پیچھے، پیچھے رہو۔ اس سے پہلے کہ تم جوزف سے جوزفین بن کر مجھ سے چمٹنے کی کوشش کرو مجھے یہاں سے بھاگ جانا چاہئے"۔ عمران نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا اور پھر اس نے سچ مچ جوزف کو غچہ دیا اور تیزی سے اندرونی عمارت کی جانب بھاگ اٹھا۔

" باس، باس۔ میری بات تو سنیئے باس"۔ اسے بھاگتے دیکھ کر جوزف نے اس کے پیچھے چیختے ہوئے کہا مگر عمران تیزی سے عمارت

میں داخل ہو گیا اور مختلف کمروں سے ہوتا ہوا آپریشن روم میں آ گیا جہاں بلیک زیرو اپنی مخصوص سیٹ پر پہلے سے ہی موجود تھا۔ اس کے سر پر پٹیاں بندھی ہوئی تھیں۔ چہرے پر جا بجا زخموں کے نشان تھے اور جسم کے دوسرے حصوں پر بھی بینڈیج نظر آ رہی تھی۔ عمران جیسے ہی آپریشن روم میں داخل ہوا بلیک زیرو اس کے احترام میں اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

" تم زندہ ہو۔ ارے باپ رے "۔ عمران بلیک زیرو کو دیکھ کر یوں ٹھٹھک گیا جیسے بلیک زیرو کو زندہ دیکھ کر اسے واقعی شدید جھٹکا لگا ہو یا اسے اپنی آنکھوں پر یقین ہی نہ آ رہا ہو۔

" کیوں، آپ کا کیا خیال تھا کہ میں مر گیا ہوں"۔ بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" اور نہیں تو کیا۔ میں نے تو تمہاری موت کا پوری دنیا میں اعلان کرا دیا ہے۔ اعلان ہی نہیں میں نے تو تمہارے قل، ساتواں، آٹھواں، رسم چہلم اور نجانے کیا کیا کرا دیا ہے۔ اتنی رسمیں شادی بیاہ پر پوری نہیں کی جاتیں جتنی میں نے تمہارے مرنے پر کرا دی ہیں۔ چالیس ہزار لوگوں کو چالیس روز تک تین تین مرتبہ زبردستی کھانا مفت بانٹ کر میری اور میرے پیارے باورچی آغا سلیمان پاشا کی روحیں تک مقروض ہو گئی ہیں اور تم، تم ابھی ڈھیٹوں کی طرح سے زندہ ہو"۔ عمران نے باقاعدہ دونوں ہاتھوں سے سر پکڑتے ہوئے کہا۔

" آپ کو یہ سب کرنے کے لئے کس نے کہا تھا"۔ بلیک زیرو نے

ہنستے ہوئے کہا۔

" ڈاکٹر فاروقی نے۔ اس کمبخت نے کہا تھا کہ تمہارے بچنے کے چانسز بہت کم ہیں"۔ عمران نے منہ بگاڑ کر کہا۔

" تو آپ کو میرے زندہ رہنے پر افسوس ہو رہا ہے"۔ بلیک زیرو نے بدستور مسکراتے ہوئے کہا۔

" افسوس در افسوس۔ ارے میں تمہارے مرنے کی رسمیں نبھاتے ہوئے کئی لاکھ صرف کر چکا ہوں اور میں نے محکمہ اوقاف سے باقاعدہ تمہارا مزار بنانے کی پرمیشن بھی لے لی تھی۔ میں خود اب قوال بننے کی تیاریاں کر رہا تھا۔ سیکرٹ سروس کے ارکان کو بھی ساتھ ملا لیا ہے۔ میرے فلیٹ کے باہر عمران، سلیمان اور ہمنوا کا بورڈ بھی لگ چکا ہے۔ تمہیں زندہ دیکھ کر سب کچھ خاک میں مل گیا"۔ عمران نے رو دینے والے لہجے میں کہا اور بلیک زیرو کا ہنستے ہنستے برا حال ہو گیا۔

" ہنسو، ہنسو۔ ہماری بے بسی پر ہنسو"۔ عمران نے رو دینے والے لہجے میں کہا اور آگے بڑھ کر کرسی پر دھم سے بیٹھ گیا۔

" اس بار اللہ تعالیٰ نے ہمارے ملک پر خاص کرم کیا ہے۔ ورنہ دشمن ملکوں نے اس بار پاکیشیا کو ختم کرنے کا جو پلان بنایا تھا وہ بے حد خوفناک اور جامع تھا۔ ہماری ہر طرح کی مشینری جام کر کے ان کا اچانک پاکیشیا پر اٹیک بے حد خوفناک صورتحال پیدا کر سکتا تھا"۔ بلیک زیرو نے سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

"ہاں، پاکیشیا پر واقعی اس بار اللہ تعالیٰ کا خاص کرم ہوا ہے۔ میرے پاس بھی کوئی خاص کلیو نہیں تھا۔ صفدر وغیرہ ایک لحاظ سے اندھیرے میں ہی ٹامک ٹوئیاں مار رہے تھے۔ خاور اور صدیقی کے ساتھ تم بھی بری طرح سے زخمی ہو چکے تھے۔ اس مشن میں میجر ہارپ مجھے اپنا غلام بنانے کے چکر میں مار کھا گیا۔ ویسے اس نے بھی ایک نئی اور حیرت انگیز ایجاد سے مجھے اپنے بس میں کر لیا تھا۔ یہ تو میری قسمت اچھی تھی کہ برین کنٹرول ہیر والوز سسٹم بجلی جانے کی وجہ سے آف ہو گیا تھا ورنہ شاید وہی کچھ ہوتا جو میجر ہارپ نے سوچ رکھا تھا"۔ عمران نے بھی سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا اور پھر وہ بلیک زیرو کو بلیک مشن کی تفصیلات بتانے لگا جسے سن کر بلیک زیرو کی آنکھیں حیرت سے پھیلتی چلی گئیں۔ عمران نے کافرستان کے صدر سے آخر میں ہونے والی بات چیت کے متعلق بھی بتا دیا۔

"اوہ تو آپ نے کافرستان کے صدر کو جو دھمکی دی ہے کیا واقعی اس پر عمل پیرا ہوں گے"۔ بلیک زیرو نے چونکتے ہوئے کہا۔

"ہاں، یہ بہت ضروری ہے۔ کافرستان چند سالوں سے کچھ زیادہ ہی آپے سے باہر ہوا ہوا ہے۔ آئے دن پاکیشیا کے خلاف سازشیں کرنا، جھوٹے پروپیگنڈے کر کے پاکیشیا کو بدنام کرنے اور آئے دن سرحدوں پر فوجیں جمع کر کے جنگ کی دھمکیاں دینا ان کا معمول بن چکا ہے۔ اس لئے میں نے فیصلہ کیا ہے کہ اس بار ان کو وہاں جا کر ایسی چوٹ پہنچاؤں کہ وہ پاکیشیا کے خلاف سازشیں کرنا تو کیا پاکیشیا

کا نام لینا تک بھول جائیں"۔ عمران نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"لیکن ایسا کرنے کی آپ کو کیا ضرورت ہے۔ پاکیشیا کے خلاف وہ جو بھی سازشیں کرتے ہیں انہیں ناکامی کا ہی سامنا کرنا پڑتا ہے اور اس بار جیتی ہوئی جنگ ہار کر انہیں جو زخم لگے ہیں اس کا درد انہیں کئی برس تک محسوس ہوتا رہے گا اور پھر ایسا کر کے ان کی پوری دنیا میں رسوائی بھی تو ہوئی ہے"۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"ایسے زخم اور ایسی رسوائیاں وہ آئے دن سہتے رہتے ہیں۔ اس سے ان کو کوئی فرق نہیں پڑتا۔ تمہارا کیا خیال ہے بلیک مشن کے فیل ہونے پر وہ پاکیشیا کے خلاف سازشیں کرنا بند کر دیں گے۔ وہ لوگ ایک منصوبہ شروع کرنے سے پہلے پاکیشیا کو صفحہ ہستی سے مٹانے کے لئے دوسرے منصوبے کی تیاریوں میں لگ جاتے ہیں۔ جو لوگ دن رات، سوتے جاگتے پاکیشیا کو تباہ کرنے کے بارے میں سوچتے رہتے ہیں وہ کچھ نہ کچھ کرتے رہتے ہیں۔ اس مشن میں روسیاہ کے ایجنٹ کام کر رہے تھے۔ کافرستان نے اس مشن میں صرف سرمایہ کاری کی حد تک سپورٹ کیا تھا اور تم اس قوم کو تو اچھی طرح سے جانتے ہی ہو۔ جنگ کا میدان ہو یا کھیل کا میدان پاکیشیا سے ناکامی پر وہ دیوانی ہو جاتی ہے۔ فوجوں کی ناکام واپسی کے بعد اب تک جو اطلاعات آئی ہیں اس کے تحت کافرستان میں مسلمانوں کا جینا محال ہو گیا ہے۔ کافرستانی اس ناکامی کا بدلہ لینے کے لئے وہاں کے معصوم اور بے گناہ مسلمانوں کا قتل عام کر رہے ہیں۔ ہر گلی اور بازار میں

مسلمانوں کی لاشیں پڑی ہوئی ہیں جن کو سرکاری اہلکار بھی اٹھانے کی جرأت نہیں کر پاتے۔ یہ سب کچھ حکومت کی ایماء پر ہی ہو رہا ہے"۔ عمران نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"تو آپ کا کیا خیال ہے۔ آپ کافرستان میں جو مشن لے کر جائیں گے اس سے مسلمانوں کا قتل عام بند ہو جائے گا"۔ بلیک زیرو بھی شاید عمران سے بحث کرنے پر اتر آیا تھا۔

"کوشش تو میں ضرور کروں گا۔ باقی جو اللہ تعالیٰ کو منظور ہو گا وہی ہو گا"۔ عمران نے مبہم سا جواب دیتے ہوئے کہا۔

"گویا آپ کافرستان جانے کا تہیہ کر چکے ہیں"۔ بلیک زیرو نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"نہ صرف کافرستان بلکہ روسیاہ بھی جانے کا تہیہ کر چکا ہوں"۔ عمران نے کہا اور بلیک زیرو خاموش ہو کر غور سے اس کی شکل دیکھنے لگا۔

"لیکن آپ وہاں جا کر کریں گے کیا"۔ چند لمحے خاموش رہ کر بلیک زیرو نے عمران سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"یہ فیصلہ کافرستان جا کر کروں گا"۔ عمران نے بیزاری سے جواب دیا۔

"اس کا مطلب ہے آپ کافرستان میں باقاعدہ پلاننگ کر کے نہیں جائیں گے۔ بلکہ آپ وہاں بلائنڈ مشن لے کر جانا چاہتے ہیں"۔ بلیک زیرو نے پر خیال انداز میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"بلائنڈ مشن۔ ہاں، ایسا ہی سمجھ لو"۔ عمران نے چونکتے ہوئے کہا۔

"ایسا ہی سمجھ لوں یا آپ مجھے بتانا نہیں چاہتے"۔ بلیک زیرو نے اپنی بات پر زور دیتے ہوئے کہا۔

"لگتا ہے جب سے دانش منزل تمہارے اوپر گری ہے ساری کی ساری دانش تمہارے سر میں منتقل ہو گئی ہے۔ باہر جوزف مجھے گھس رہا تھا یہاں تم"۔ عمران نے منہ بنا کر کہا۔

"تو پھر آپ بتا کیوں نہیں دیتے"۔ بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"کیا بتاؤں"۔ عمران نے گہرا سانس لیتے ہوئے پوچھا۔

"یہی کہ آپ کافرستان اور روسیاہ کیا مشن لے کر جائیں گے"۔ بلیک زیرو نے پوچھا۔

"تم بتاؤ، تمہارا کیا خیال ہے۔ میں وہاں کیا مشن لے کر جا سکتا ہوں"۔ عمران نے اس کے سوال کا جواب دینے کی بجائے الٹا اس سے سوال کر دیا۔

"جہاں تک میرا خیال ہے آپ ایئر کرافٹ مشن پر کافرستان جانا چاہتے ہیں۔ کافرستان ان دنوں دنیا کا انتہائی ہلکا اور انتہائی تیز رفتار ایئر کرافٹ بنانے میں مصروف ہے جو نہ صرف زیادہ سے زیادہ اور وزنی ایمونیشن لوڈ کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے بلکہ دنیا کا کوئی راڈار اسے کسی بھی طرح سے چیک نہیں کر سکتا اور اس ایئر کرافٹ میں

ایسی صلاحیتیں بھی پیدا کی جارہی ہیں کہ وہ اپنا ہدف سو فیصد درست رکھ سکے۔ ظاہر ہے ایسے ایئر کرافٹس بنا کر کافرستان پاکیشیا پر اپنی برتری ظاہر کرنا چاہتا ہے اور اگر وہ واقعی ایسے ایئر کرافٹس بنانے میں کامیاب ہو تو پاکیشیا کی فضائیہ اس کے سامنے زیرو ہو کر رہ جائے گی۔ کافرستان نے اس ایئر کرافٹ کا کوڈ نام "ایرو کرافٹ" تجویز کیا ہے"۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"خدا کی پناہ"۔ عمران نے اس کی بات سن کر دونوں ہاتھوں سے اپنا سر پکڑ لیا۔

"کیا ہوا"۔ عمران کو سر پکڑتے دیکھ کر بلیک زیرو نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

"یار میرا خیال ہے کہ جوزف سے کہہ کر ایک دو بم رانا ہاؤس پر گرا کر اس کے ملبے تلے میں، میں بھی دو تین روز کے لئے دفن ہو جاؤں۔ ملبے تلے دفن ہونے سے دماغ کی بیٹریاں اسی قدر تیز ہو جاتی ہیں۔ اس بارے میں تو میں نے کبھی خواب میں بھی نہیں سوچا تھا"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تو میرا خیال درست ہے"۔ بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"ہاں، لیکن تمہیں ان ایئر کرافٹس کی خبر کہاں سے مل گئی۔ کافرستان پچھلے کئی ماہ سے اس پراجیکٹ پر کام کر رہا ہے اور ان کا یہ پراجیکٹ اس قدر خفیہ ہے کہ سوائے ان ایئر کرافٹس کے متعلقہ

لوگوں کے کسی کو اس کا علم ہی نہیں ہے"۔ عمران نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"آتے ہیں غیب سے یہ مضامیں خیال میں"۔ بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور عمران بے اختیار اپنے سر پر ہاتھ پھیرنے لگا۔ بلیک زیرو نے اس پر بڑے خوبصورت انداز میں چوٹ کی تھی کیونکہ بلیک مشن کے شروع ہونے سے پہلے عمران کو انہی ایرو ایئر کرافٹس کی رپورٹ ملی تھی جو اسے کافرستان میں موجود ایک فارن ایجنٹ نے دی تھی اور پھر وہ لاپتہ ہو گیا تھا۔ بعد میں عمران نے بلیک زیرو کی ڈیوٹی لگائی تھی کہ وہ کافرستان میں اپنے دوسرے فارن ایجنٹس سے رابطہ کر کے اس لاپتہ ہونے والے ایجنٹ اور ایرو ایئر کرافٹس کے بارے میں معلومات حاصل کرے اور پھر وہ بلیک مشن میں پھنس کر اس بات کو بھول ہی گیا تھا۔

"اس کا مطلب ہے کہ تمہارے پاس ان ایرو ایئر کرافٹس کی فائنل رپورٹ آچکی ہے"۔ عمران نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"جی ہاں، ابھی کچھ دیر پہلے میری این ٹی سے بات ہوئی تھی"۔ عمران کو سنجیدہ دیکھ کر بلیک زیرو نے بھی سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

"کیا رپورٹ دی ہے اس نے"۔ عمران نے اور زیادہ سنجیدگی سے پوچھا۔

"این ٹی کو حتمی رپورٹ ملی ہے کہ ان دنوں کافرستان ایرو ایئر کرافٹس تیار کرنے میں مصروف ہے اور وہ کامیابی کے آخری

مراحل میں ہے"۔ بلیک زیرو نے جواب دیا۔

"یہ تو مجھے بھی معلوم ہے۔اس کے علاوہ این ٹی نے جو بتایا ہے وہ بتاؤ"۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"این ٹی کو یہ تفصیلات اس کے ایک دوست سے ملی تھیں۔اس کا وہ دوست اس ہیوی مکینیکل فیکٹری میں انجنیئر ہے جہاں ایرو ایئر کرافٹ تیار کیا جا رہا ہے۔اس فیکٹری میں کام کرنے والے ہر فرد کو ایک مخصوص مدت کے لئے پابند رکھا گیا ہے۔اس شخص جس نے این ٹی کو تفصیلات بتائی ہیں اس کی بیوی کے فوت ہونے کی وجہ سے اسے فیکٹری سے چند روز کے لئے باہر بھیجا گیا تھا اور اتفاقاً اس کی ملاقات این ٹی سے ہو گئی۔این ٹی کے مطابق وہ شخص بلا کا مے نوش ہے اور ایسے لوگوں سے کچھ اگلوانے کے لئے این ٹی ہر وہ کام کر گزرتا ہے جس کی اسے ضرورت ہوتی ہے۔اس نے اس شخص یعنی اپنے دوست کے دکھ کا فائدہ اٹھاتے ہوئے اسے ایک رات اپنے گھر بطور مہمان رکھا تھا اور اس کا غم غلط کرنے کے لئے اسے اتنی شراب پلا دی تھی کہ وہ مکمل طور پر آؤٹ ہو گیا تھا اور اس موقع کا فائدہ اٹھا کر این ٹی نے ہر وہ راز اگلوا لیا تھا جس کی اسے ضرورت تھی۔اس شخص کے مطابق اس فیکٹری جہاں ایرو ایئر کرافٹس پر کام ہو رہا ہے بہت بڑی اور جدید سازوسامان سے آراستہ ہے۔بڑے بڑے انجنیئر سمیت وہاں بے شمار سائنسدان بھی کام کر رہے ہیں اور ایرو ایئر کرافٹس کو جدید سے جدید اور دنیا کا انتہائی تیز ترین ایئر کرافٹ بنانے میں مصروف ہیں۔

اس خاص ایئر کرافٹس کی پانچ ایروٹائپ کی باڈیاں اور انجن تیار ہو چکا ہے۔اس پر کچھ مکینیکل اور سائنسی کام باقی ہے جس کے پورے ہوتے ہی پانچ سپیشل ایرو ایئر کرافٹس مکمل ہو جائیں گے جو اس صدی کے سب سے بڑے عجوبوں میں شمار ہوں گے۔

ان ایئر کرافٹس کی تیاری میں کافرستان پانی کی طرح پیسہ بہا رہا ہے"۔ بلیک زیرو نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"این ٹی نے اس فیکٹری کی لوکیشن اور سپاٹ کے بارے میں اپنے دوست سے کیا معلوم کیا تھا"۔ عمران نے پوچھا۔

"جس جگہ ایرو ایئر کرافٹس کی تیاری تکمیل پذیر ہے اسے ان تمام لوگوں سے پوشیدہ رکھا گیا ہے جو اس فیکٹری میں کام کرتے ہیں۔این ٹی کے دوست نے این ٹی کو بتایا تھا کہ جب اسے فیکٹری میں لے جایا گیا تھا تو اسے اس کی کوٹھی سے بے ہوش کر کے لے جایا گیا تھا۔لے جانے سے پہلے اس سے تمام معاملات پہلے ہی طے کر لئے گئے تھے۔اس نے این ٹی کو بتایا کہ جب اسے ہوش آیا اور اس نے اپنی ریسٹ واچ دیکھی تو اسے معلوم ہوا تھا کہ اسے پورے سات روز بعد ہوش میں لایا گیا ہے۔سات دنوں میں اسے کہاں رکھا گیا تھا اس کے ساتھ کیا کیا گیا تھا اس کے بارے میں اسے کچھ خبر نہیں تھی۔اس طرح اس کی بیوی کی وفات کے وقت جب اسے فیکٹری سے نکالا گیا تھا تو تب بھی اسے بے ہوش کر کے نکالا گیا تھا اور اسے اپنی کوٹھی میں اسی طرح سات روز بعد ہی ہوش آیا تھا۔جس سے اس نے صرف اتنا ہی اندازہ

لگایا تھا کہ جس مقام پر اسے لے جایا گیا تھا وہ وہاں سے سات روز کی
..ری پر ہے اور وہ جگہ اور مقام کتنے فاصلے پر ہے اس کا اندازہ لگانا اس
کے لئے مشکل تھا اسے جہاز میں لے جایا گیا تھا، شپ میں یا پھر بائی
روڈ"۔ بلیک زیرو نے بتایا۔

"ہوں، وہ شخص کافرستان کے کون سے شہر میں رہتا ہے"۔ عمران
نے پوچھا۔ تو بلیک زیرو نے اسے اس شہر کا نام بتا دیا۔

"یہ تو کافرستان کا وسطی شہر ہے اور واقعی وہاں سے اس بات کا
اندازہ لگانا کہ سات دن کی مسافت پر اسے کہاں لے جایا گیا ہوگا
بہت مشکل ہے۔ اس لحاظ سے ایرو ایئر کرافٹس کی ورکشاپ واقعی
پوشیدہ ہے اور یہی وجہ ہے کہ این ٹی یہ معلوم نہیں کر سکا کہ وہ ملک
کے کس حصے میں ہے"۔ عمران نے کہا۔

"جی ہاں، ایسا ہی ہے"۔ بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا کر کہا۔

"اس کے علاوہ اور کچھ جو این ٹی نے بتایا ہو"۔ عمران نے پوچھا۔

"ہاں ایک خاص پیغام این ٹی نے یہ دیا ہے کہ کافرستانی سیکرٹ
سروس کا چیف مقرر کر دیا گیا ہے"۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"اوہ، یہ اہم اطلاع ہے۔ اس کا نام و پتہ اور حدود اربعہ"۔ عمران
نے چونک کر کہا۔

"پنڈت نارائن"۔ بلیک زیرو نے غور سے عمران کی شکل دیکھتے
ہوئے کہا اور عمران بری طرح سے اچھل پڑا۔ اس کی آنکھوں میں ایک
لمحے کے لئے تحیر کے سائے لہرائے اور پھر وہ نارمل ہو گیا۔

"بڑا اچھا انتخاب کیا ہے اس بار انہوں نے"۔ عمران نے کافرستانی
حکومت کے انتخاب کی تعریف کرتے ہوئے کہا۔

"بڑا ہی خطرناک، چالاک، فعال اور سفاک قسم کا انسان ہے وہ۔
اس جیسا خطرناک، ظالم اور بے رحم انسان شاید ہی اس دنیا میں کوئی
ہو"۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"ہوں، اس کا مطلب ہے اس بار ہمارا مقابلہ بے حد سخت بلکہ
بے حد خوفناک ہوگا"۔ عمران نے سوچ میں ڈوبے ہوئے لہجے میں
کہا۔

"ظاہر سی بات ہے۔ آپ نے کافرستانی صدر کو جو دھمکیاں دی ہیں
اس لحاظ سے انہوں نے آپ کے مقابلے میں کسی سورما کو ہی اتارنا
تھا"۔ بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے جواب دیا تو عمران بھی مسکرا
دیا۔

"اب تو میرا کافرستان پہنچنا اور بھی زیادہ ضروری ہو گیا ہے۔
پنڈت نارائن کو چیلنج کے طور پر میرے مقابل لایا گیا ہے تو مجھے ان
لوگوں کو زیادہ انتظار نہیں کرانا چاہئے"۔ عمران نے مسکراتے
ہوئے کہا تو بلیک زیرو ہنس پڑا۔

"اس مشن میں آپ کن کن کو ساتھ لے جائیں گے"۔ بلیک زیرو
نے پوچھا۔

"محلے کی مسجد میں جا کر اعلان کراؤں گا جو اس مشن میں میرے
ساتھ جانے پر آمادہ ہوں گے ان کے نام لکھ کر تمہارے سپرد کر دوں

گا"۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا اور بلیک زیرو جھینپ گیا۔ کیونکہ اس کا یہ سوال بچگانہ سا تھا۔ خاور اور صدیقی ابھی تک فاروقی ہسپتال میں زیر علاج تھے۔ وہ اس مشن میں کسی بھی طور پر عمران کے ساتھ نہیں جا سکتے تھے۔ باقی صفدر، جولیا، نعمانی، چوہان، تنویر اور جوزف ہی تھے۔ ظاہر سی بات تھی عمران ان کے علاوہ اور کسے اپنے ساتھ لے جا سکتا تھا۔

"میرا مطلب ہے ممبروں میں آپ کتنے افراد کو اپنے ساتھ لے جائیں گے"۔ بلیک زیرو نے اپنی جھینپ اور خفت مٹاتے ہوئے جلدی سے کہا۔

"تمہارے علاوہ سب میرے ساتھ جائیں گے"۔ عمران نے بلیک زیرو کی بات کا مطلب سمجھتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

"کیوں، اتنے اہم مشن میں، میں کیوں نہیں"۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"اپنی حالت دیکھو اور پھر یہاں کا نظم و نسق بھی کسی نہ کسی کو تو سنبھالنا ہی ہوتا ہے"۔ عمران نے بلیک زیرو کو سمجھاتے ہوئے کہا۔ بلیک زیرو نیم رضامندی سے سر ہلانے لگا۔ بھلا وہ عمران کے فیصلے کے سامنے کیسے بول سکتا تھا۔

"اب اتنا برا منہ مت بناؤ کہ میری ہنسی چھوٹ جائے"۔ عمران نے ہنستے ہوئے کہا اور بلیک زیرو نہ چاہتے ہوئے بھی ہنس پڑا۔

"اچھا اب یہ بتایئے آپ کا جانے کا پروگرام کب کا ہے"۔ بلیک

زیرو نے اپنی ہنسی روکتے ہوئے کہا۔

"پہلے پروگرام تو ترتیب دے لیں پھر جانے کے بارے میں بھی بتا دوں گا"۔ عمران نے کہا۔

"اس کا مطلب ہے ابھی میں ممبروں کو کال نہ کروں"۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"ابھی نہیں۔ کافرستان میں سیکرٹ سروس کا چارج پنڈت نارائن جیسے گھاگ انسان نے سنبھالا ہے۔ وہ لومڑی کی طرح چالاک اور ہزاروں آنکھیں رکھنے والا شیطان ہے۔ وہ ہر حال میں میری راہ میں رکاوٹ بننے کی کوشش کرے گا اور ہمارے کافرستان میں داخل ہونے کے تمام راستے مسدود کر دے گا۔ اس لئے اب مجھے بہت سوچ سمجھ کر کافرستان میں داخل ہونا پڑے گا"۔ عمران نے کہا تو بلیک زیرو اس کی تائید میں سر ہلانے لگا۔

"کافی پیئں گے"۔ عمران کو سوچ میں ڈوبتے دیکھ کر بلیک زیرو نے کہا۔

"اگر پلاؤ گے تو کافی ساری پی لوں گا"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ جواب میں بلیک زیرو نے جوزف کو آواز دی تو وہ الہ دین کے چراغ کے جن کی طرح نمودار ہو گیا۔ اس کا منہ پھولا ہوا تھا۔ بلیک زیرو نے اسے دو کپ کافی بنانے کے لئے کہا تو عمران نے اسے روک دیا۔

"یہ تمہارا منہ کیوں پھولا ہوا ہے"۔ عمران نے جوزف کی جانب

غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

" کچھ نہیں باس"۔ جوزف نے سنجیدگی سے پوچھا۔

" کتنی بوتلیں پی ہیں آج تم نے"۔ عمران نے پوچھا تو جوزف چونک کر اس کی جانب دیکھنے لگا۔

" ایک بھی نہیں"۔ جوزف نے جواب دیا۔

" کیوں۔ حیرت ہے۔ چار چھ بوتلیں تو سنا ہے تمہاری قبیل کے دودھ پیتے بچے بھی پی لیتے ہیں۔ اور تم نے ایک بوتل بھی نہیں پی"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو جوزف کی آنکھوں میں ویرانی سی چھا گئی۔

" وہ باس۔ میں........ " جوزف نے کچھ کہنے کے لئے منہ کھولا پھر کچھ سوچ کر خاموش ہو گیا۔

" آج سے تمہارا کوٹہ دس بوتلیں"۔ عمران نے کہا تو جوزف کی آنکھوں میں مزید ویرانی سی چھا گئی۔

" اوہ باس۔ کہاں وہ دودھ سوڈا کی بوتلیں اور کہاں یہ جوزف دی گریٹ مگر تم عظیم ہو۔ تم........ " جوزف نے کہا اور وہ عمران کے سامنے گھٹنوں کے بل بیٹھ کر مؤدبانہ انداز میں جھک گیا۔ یہ افریقہ کے قبیلوں کے احترام کا سب سے قدیم اور بہترین طریقہ تھا۔ جو قبیلے کے افراد دیوی، دیوتاؤں کے سامنے اپناتے تھے۔

" پنڈت نارائن۔ میرا خیال ہے کہ ڈائری میں پنڈت نارائن کی تفصیلات موجود ہیں۔ ذرا مجھے میری ڈائری تو لا کر دینا میں پنڈت

نارائن کی کوئی کمزوری تو تلاش کروں تاکہ ضرورت کے وقت میں اس کا کچھ فائدہ اٹھا سکوں"۔ عمران نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد کہا تو بلیک زیرو سر ہلا کر اٹھا اور دوسرے کمرے میں چلا گیا اور چند ہی لمحوں میں ایک رجسٹر نما ڈائری لے آیا اور لا کر عمران کو دے دی۔ عمران نے پی کے انڈکس میں پنڈت کا نام دیکھا اور اس کے صفحہ کا نمبر دیکھ کر ڈائری کے صفحات پلٹنے لگا اور پھر مطلوبہ صفحات کھول کر اس میں لگی ہوئی پنڈت نارائن کی تصویر کو غور سے دیکھنے لگا اور پھر تصویر کے نیچے لکھی ہوئی تفصیلات پڑھنے میں مصروف ہو گیا۔

پنڈت نارائن سیکرٹ سروس کے ہیڈ کوارٹر میں موجود اپنے دفتر میں تھا اور وہ اس وقت میز پر پھیلے ہوئے نقشے پر جھکا اسے غور سے دیکھنے میں مصروف نظر آ رہا تھا۔ اس کے ہاتھ میں ایک پنسل تھی جس سے وہ نقشے کے مختلف حصوں میں دائرے لگا رہا تھا۔ اس نے نقشے کو دیکھتے ہوئے ایک جگہ پنسل کا نشان لگایا اور پھر اس نے ہونٹ بھینچتے ہوئے پنسل نقشے پر پٹختے ہوئے نفی میں سر ہلانا شروع کر دیا۔

"ناممکن، عمران ان راستوں سے کسی بھی صورت میں کافرستان میں داخل ہونے کی کوشش نہیں کرے گا۔ اس نے برملا صدر کو اپنے آنے کی اطلاع دی ہے اور وہ اچھی طرح جانتا ہے کہ اگر وہ ان راستوں سے آنے کی کوشش کرے گا تو اس کا کیا حشر ہوگا۔ وہ یقینی طور پر کافرستان میں داخل ہونے کا ایسا راستہ اختیار کرے گا جو ہماری

نظروں میں غیر اہم اور محفوظ ترین ہوگا۔ اس نقشے کو دیکھ کر میں خواہ مخواہ اپنا وقت برباد کر رہا ہوں"۔ پنڈت نارائن نے کرسی پر بیٹھ کر اس کی پشت پر سر ٹکاتے ہوئے گہری سوچوں میں ڈوبتے ہوئے لہجے میں کہا۔

وہ کافی دیر سوچتا رہا پھر اس نے سر اٹھایا اور سیدھا ہو گیا۔ نقشے کو اٹھا کر اس نے رول بنا کر ایک طرف رکھا اور فون اپنی طرف گھسیٹ لیا اور پھر اس نے فون کا رسیور اٹھا کر کان سے لگایا اور نمبر پریس کرنے لگا۔

"روہن کمار سپیکنگ"۔ دوسری طرف چند ہی لمحوں میں رابطہ قائم ہو گیا اور ایک تیز اور بھاری آواز سنائی دی۔

"پنڈت"۔ پنڈت نارائن نے اپنے مخصوص کرخت اور انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

"اوہ، یس سر۔ یس سر، حکم سر"۔ دوسری طرف سے پنڈت نارائن کا نام سن کر جیسے بری طرح سے اچھلتے ہوئے اور انتہائی بوکھلاہٹ زدہ لہجے میں کہا گیا۔

"مسٹر روہن کمار۔ آپ کافرستانی سیکرٹ سروس کے انفارمیشن ڈیپارٹمنٹ کے چیف ہیں"۔ پنڈت نارائن نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

"یس سر"۔ روہن کمار نے تقریباً لرزتے ہوئے انداز میں کہا۔

"آپ میرے آفس میں تشریف لائیں"۔ پنڈت نارائن نے کہا اور

رسیور کان سے ہٹائے بغیر اس نے کریڈل دبا کر ٹون بحال کی اور ایک بار پھر نمبر پریس کرنے لگا۔ دوسری طرف چند لمحے بیل بجتی رہی پھر کسی نے رسیور اٹھا لیا۔

" گولڈن کلب "۔ دوسری طرف سے ایک تیز اور چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔

" بلمور سے بات کراؤ "۔ پنڈت نارائن نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

" کون بلمور۔ تم کون بول رہے ہو "۔ دوسری طرف سے انتہائی سخت اور اکھڑ لہجے میں پوچھا گیا۔

" پنڈت نارائن "۔ پنڈت نارائن نے ٹھہرے ہوئے لہجے میں کہا۔

" پنڈت نارائن، اوہ، اوہ سس سوری۔ آئی ایم رئیلی سوری سر۔ مم، میں۔ میں...... " دوسری طرف سے انتہائی حد تک بوکھلاہٹ زدہ لہجے میں کہا گیا۔ جیسے پنڈت نارائن کا نام سن کر دوسری طرف موجود شخص کو جاڑے کا بخار چڑھ گیا ہو۔

" میری بلمور سے بات کراؤ احمق۔ جلدی "۔ پنڈت نارائن نے غراتے ہوئے کہا۔

" یس سر، میں ابھی بات کراتا ہوں سر۔ ایک منٹ ہولڈ رکھئے سر۔ صرف ایک منٹ "۔ دوسری طرف سے بدستور گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا گیا اور پھر رسیور کے رکھے جانے اور بھاگتے قدموں کی آواز

سنائی دی اور پھر ایک منٹ پورا ہونے سے پہلے دوسری طرف سے رسیور اٹھا لیا گیا۔

" بلمور۔ میں بلمور بول رہا ہوں جناب "۔ دوسری طرف سے بلمور کی خوف سے بھری ہوئی آواز آئی۔

" بلمور، ریڈہاک کہاں ہے "۔ پنڈت نارائن نے پوچھا۔

" ریڈہاک۔ وہ اپنے فلیٹ میں ہوگا جناب۔ ان دنوں وہ فارغ ہے۔ فراغت کے دنوں میں وہ اپنا زیادہ تر وقت فلیٹ میں ہی گزارتا ہے "۔ دوسری طرف سے بلمور نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" اس کے فلیٹ کا فون نمبر بتاؤ "۔ پنڈت نارائن نے کہا تو بلمور نے اسے نمبر بتا دیئے۔ پنڈت نارائن نے کریڈل پر پھر ہاتھ مارا اور ٹون آتے ہی بلمور کے بتائے ہوئے نمبر ملانے لگا۔ دوسری طرف چند لمحے گھنٹی بجتی رہی اور پھر رسیور اٹھا لیا گیا۔

" شمشیر سنگھ بول رہا ہوں "۔ دوسری طرف سے ایک خمار آلود آواز سنائی دی۔

" پنڈت نارائن سپیکنگ "۔ پنڈت نارائن نے کہا۔

" پنڈت آپ۔ اوہ، ریڈہاک بول رہا ہوں جناب۔ حکم "۔ دوسری طرف سے شمشیر سنگھ نے جو ریڈہاک کہلاتا تھا پوری طرح سے ہوشیار ہوتے ہوئے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

" ریڈہاک۔ مجھے حکومت نے سیکرٹ سروس کا چیف بنا دیا ہے۔ میں اس وقت سیکرٹ سروس کے ہیڈکوارٹر میں ہوں۔ فوری طور پر

میرے پاس پہنچ جاؤ۔ مجھے تم سے ایک نہایت ضروری کام ہے"۔ پنڈت نارائن نے کہا۔

"ٹھیک ہے سر۔ مجھے ایڈریس بتایئے"۔ ریڈہاک نے مؤدبانہ لہجے میں کہا تو پنڈت نارائن نے اسے پتہ بتادیا۔

"میں آدھے گھنٹے تک آپ کے پاس پہنچ جاؤں گا۔ اور کوئی حکم"۔ ریڈہاک نے بدستور مؤدب لہجے میں کہا۔

"باقی حکم یہاں آؤ گے تو دوں گا۔ بس تم پہنچ جاؤ"۔ پنڈت نارائن نے کہا اور فون کا رسیور کریڈل پر رکھ کر فون بند کر دیا۔

"مجھے اس راستے کے بارے میں سوچنا ہے جہاں سے عمران کافرستان میں داخل ہونے کا سوچ سکتا ہے۔ مگر وہ راستہ کون سا ہو سکتا ہے"۔ پنڈت نارائن نے سوچتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے کمرے کا دروازہ کھلا اور ایک دبلا پتلا ادھیڑ عمر شخص اندر آگیا اور دروازے کے قریب رک گیا۔

"کیا میں اندر آسکتا ہوں جناب"۔ اس شخص نے پنڈت نارائن کی جانب گھبرائی ہوئی نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"آؤ"۔ پنڈت نارائن نے چونک کر اس کی جانب دیکھتے ہوئے لہجے میں کہا تو وہ شخص اندر آگیا اور پنڈت نارائن کے سامنے مؤدبانہ انداز میں کھڑا ہو گیا۔

"میں روہن کمار ہوں سر۔ انفارمیشن ڈیپارٹمنٹ سے"۔ آنے والے دبلے پتلے شخص نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"بیٹھو، پاکیشیا اور کافرستان کی حالیہ کشیدگی کے بعد دونوں ملکوں کے جنگی قیدیوں کے تبادلے کی فہرست کیا آپ کو موصول ہو چکی ہے"۔ پنڈت نارائن نے اس کی جانب غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"جی ہاں جناب"۔ روہن کمار نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"ہمارے کتنے قیدی پاکیشیا کے پاس ہیں"۔ پنڈت نارائن نے پوچھا۔

"تقریباً آٹھ ہزار کے قریب ہیں جناب اور یہ سب بلیک مشن کے دوران سرحد پار کر گئے تھے کہ اب انہیں کوئی روکنے والا نہیں ہے کیونکہ اٹیک کرنے کا وقت طے ہو چکا تھا۔ اسی دوران پاکیشیائی جوانوں کو قیدی بنایا گیا تھا۔ وہ اپنی جگہ مطمئن تھے کہ اب جنگ نہیں ہوگی کیونکہ ان کے افسران کو بتادیا گیا تھا کہ بلیک مشن ناکام کر دیا گیا ہے۔ اس لئے وہ غفلت میں جنگی قیدی بن گئے تھے"۔ روہن کمار نے جواب دیا۔

"ہوں، ان کی واپسی کا جو معاہدہ ہوا ہے اس کا کیا طریقہ کار ہے"۔ پنڈت نارائن نے پوچھا۔

"معاہدے کے تحت سات سو کافرستانی قیدی چار سو پاکیشیائی قیدیوں کے بدلے چھوڑے جائیں گے۔ اسی طرح ہمارے سو قیدیوں کے بدلے میں وہ تقریباً دو سو قیدی رہا کریں گے"۔

"قیدیوں کا پہلا تبادلہ کب ہوگا اور کس طریقہ کار کے تحت ہوگا اور کہاں"۔ پنڈت نارائن نے چند لمحے سوچنے کے بعد پوچھا تو روہن

کماراس کی تفصیلات بتانے لگا۔

" ہوں، آپ ان تمام قیدیوں کی ایک الگ فہرست بنائیں اور اپنے آدمیوں کو بھیج کر ہرایک کے بارے میں پوری معلومات حاصل کریں۔ میں پاکیشیا سے آنے والے قیدیوں کو کریگ ٹاؤن میں پہنچانے کی ہدایات دیتا ہوں۔ان تمام قیدیوں سے میں خود ملوں گا اور انہیں پوری جانچ پڑتال کے بعد جانے دوں گا"۔پنڈت نارائن نے کہا تو روہن کمار نے اثبات میں سرہلا دیا اور پھر وہ پنڈت نارائن کو مؤدبانہ انداز میں سلام کرتا ہوا وہاں سے نکل گیا۔تو پنڈت نارائن نے اپنا سر پھر کرسی کی پشت سے لگا دیا اور کمرے کی چھت پر نظریں گاڑ دیں۔اس کی آنکھوں میں مسلسل سوچ کی پرچھائیاں لہرا رہی تھیں۔

کچھ دیر بعد پھر دروازہ کھلا تو وہ چونک کر دروازے کی جانب دیکھنے لگا اس بار کمرے میں ایک لمبا تڑنگا اور مضبوط جسامت والا نوجوان داخل ہوا تھا۔جس نے جینز اور چیک دار شرٹ پہن رکھی تھی۔اس کا چہرہ صاف تھا البتہ بائیں آنکھ کے نیچے ایک پرانے زخم کا ابھرا ہوا نشان صاف نظر آرہا تھا جو اڑتے ہوئے عقاب کی مانند تھا۔

" آؤ ریڈ ہاک۔میں تمہارا ہی انتظار کر رہا تھا"۔پنڈت نارائن نے اس شخص کو دیکھ کر کرسی پر سیدھے بیٹھتے ہوئے کہا اور وہ نوجوان سر ہلاتا ہوا اندر آگیا۔

" بیٹھو"۔پنڈت نارائن نے کہا تو وہ شکریہ کہہ کر اس کے سامنے کرسی پر بیٹھ گیا۔

" سب سے پہلے تو میں آپ کو سیکرٹ سروس کا چیف بننے کی مبارکباد پیش کرتا ہوں۔دیر بعد ہی سہی لیکن آخرکار حکومت نے آپ کو آپ کا اصل مقام دینے کا فیصلہ کر ہی لیا"۔ریڈ ہاک نے مسکراتے ہوئے مگر نہایت مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

" یہ سب تمہاری ہمت اور محنت کا نتیجہ ہے ریڈ ہاک۔اگر تم میری مدد نہ کرتے تو شاید اگلے دس بیس سال تک کافرستانی سیکرٹ سروس کا چیف نہ بن پاتا"۔پنڈت نارائن نے کہا۔

" کرنل ایس ایک عرصے سے سیکرٹ سروس کی سیٹ پر سانپ بن کر بیٹھا ہوا تھا۔اب اس کا سر کچلا ہے تو یہ سیٹ آپ کے لئے خالی ہوئی ہے"۔ریڈ ہاک نے جواب دیتے ہوئے کہا۔تو پنڈت نارائن نے اثبات میں سرہلا دیا جیسے وہ ریڈ ہاک کی بات سے اتفاق کرتا ہو۔

" اچھا، اس وقت میں نے تمہیں ایک ضروری کام سے بلایا ہے"۔پنڈت نارائن نے کہا۔

" حکم"۔ریڈ ہاک نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

" علی عمران کو جانتے ہو"۔پنڈت نارائن نے اس کی جانب غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

" اوہ، وہ احمق انسان۔کیوں آپ اس کے بارے میں کیوں پوچھ رہے ہیں"۔ریڈ ہاک نے یوں منہ بنا کر کہا جیسے اس نے علی عمران کا نام سن کر کونین کی کڑوی گولی چبالی ہو۔

" پاکیشیا سے اس نے کافرستانی صدر کو دھمکی دی ہے کہ وہ اپنے

ساتھیوں کے ساتھ کافرستان آ رہا ہے۔ اس کا ارادہ کافرستان میں خطرناک کارروائیاں کرنے کا ہے"۔ پنڈت نارائن نے کہا۔

" اوہ، تو آپ کا کیا خیال ہے۔ کیا وہ ایسا کر سکتا ہے"۔ ریڈہاک نے چونکتے ہوئے کہا۔

"ہاں، میں اس شیطان کو اچھی طرح جانتا ہوں۔ وہ جو کہتا ہے کر گزرتا ہے۔ اس کیس کو صدر مملکت نے خاص طور پر میرے ہاتھوں میں دیا ہے۔ ان کا کہنا ہے یا تو علی عمران اور اس کے ساتھی کافرستان میں کسی بھی طرح داخل ہی نہ ہونے پائیں اور اگر وہ کسی طرح کافرستان پہنچ جائیں تو زندہ بچ کر نہ جانے پائیں۔ میں نے علی عمران اور اس کے ساتھیوں کے کافرستان میں داخلے کے تمام راستے مسدود کر دیئے ہیں۔ ایئرپورٹس اور ان تمام راستوں پر میں نے خصوصی انتظامات کر دیئے ہیں جہاں جہاں سے ان کی کافرستان میں آمد ممکن ہو سکتی ہے۔ اگر علی عمران اور اس کے ساتھی پاکیشیا کے علاوہ ارد گرد کے دوسرے ممالک سے بھی بھیس بدل کر آنے کی کوشش کریں گے تو ہماری نظروں سے کسی بھی طرح نہ بچ سکیں گے۔ سرحدی علاقوں پر بھی میں نے اپنے آدمی تعینات کر دیئے ہیں اور انہیں خصوصی طور پر ایسے آلات مہیا کر دیئے ہیں کہ عمران اور اس کے ساتھی کسی بھی طرح ان کی نظروں میں آئے بغیر سرحد کراس نہیں کر سکتے۔

ان دنوں پاکیشیا اور کافرستان کے جنگی قیدیوں کے تبادلوں کے

معاہدات ہو رہے ہیں۔ ہو سکتا ہے علی عمران اور اس کے ساتھی جنگی قیدیوں کا روپ دھار کر کافرستان میں داخل ہونے کی کوشش کریں گے۔ اس لئے میں نے اپنی زیادہ توجہ اسی طرف مبذول کر رکھی ہے۔ پاکیشیا سے آنے والے جنگی قیدیوں کو فوری طور پر رہا نہیں کیا جائے گا۔ ان کی میں خود جانچ پڑتال کروں گا اور پوری طرح سے ان سے مطمئن ہونے کے بعد انہیں رہا کرنے کے آرڈر دوں گا۔ اپنی دانست میں، میں نے ان تمام ممکنہ راستوں کی پلاننگ کر رکھی ہے جہاں سے وہ کافرستان میں داخل ہونے کی کوشش کریں گے۔ تمہیں اپنے پاس بلانے کا مقصد یہ تھا کہ تم چونکہ انڈر ورلڈ سے تعلق رکھتے ہو اور تمہاری زیر زمین دنیا میں دور تک رسائی ہے۔ ہو سکتا ہے عمران اور اس کے ساتھی صدر کو دھمکیاں دینے سے پہلے ہی کافرستان پہنچ چکے ہوں اور انہوں نے صدر صاحب کو یہیں کافرستان سے ہی کال کی ہو۔ ہم ان کا کافرستان میں داخل ہونے کا انتظار کرتے رہ جائیں اور وہ کافرستان میں اپنی کارروائیاں شروع کر دیں۔

عمران اور اس کے ساتھیوں کے لامحالہ زیر زمین دنیا اور خاص طور پر کافرستان کے خلاف کام کرنے والی تنظیموں سے تعلقات ہوں گے۔ ان کی امداد کے بغیر ان کے لئے کافرستان میں کارروائیاں کرنا ممکن نہیں۔ تم اس امکان کو ذہن میں رکھتے ہوئے زیر زمین دنیا سے معلومات حاصل کرنے کی کوشش کرو۔ تم سے بہتر یہ کام کوئی نہیں کر سکتا"۔ پنڈت نارائن نے کہا۔

"علی عمران کافرستان میں اگر کارروائیاں کرنا چاہتا ہے تو اس کے لئے وہ لامحالہ این ٹی گروپ کا سہارا لے گا"۔ ریڈہاک نے پرخیال انداز میں کہا۔

"این ٹی گروپ"۔ ریڈہاک کی بات سن کر پنڈت نارائن نے چونک کر کہا۔

"ہاں، این ٹی گروپ اس وقت کافرستان کے خلاف کام کرنے والی سب سے باوسائل اور متحرک تنظیم ہے۔ یہ گروپ غیرقانونی دھندوں، قتل و غارت اور خاص طور پر کافرستان میں دنگے فساد کرانے میں اپنا ثانی نہیں رکھتا۔ میری اطلاعات کے مطابق کافرستان میں دہشت گردی کرنے کے لئے یہ گروپ سب سے زیادہ ہتھیار حاصل کرتا ہے اور کافرستان میں ہونے والے فسادات اور دھماکوں میں سب سے زیادہ اسی گروپ کا ہاتھ ہوتا ہے"۔ ریڈہاک نے سوچتے ہوئے انداز میں کہا۔

"اوہ کیا اس گروپ کے کسی آدمی سے تمہارا رابطہ ہے"۔ اس کی بات سن کر پنڈت نارائن نے بری طرح سے چونکتے ہوئے کہا۔ اس کی آنکھوں میں اچانک ایک بے حد سفاک اور پراسرار چمک ابھر آئی تھی۔

"ہاں، اس گروپ کا ایک آدمی جس کا نام پاشا ہے کو میں جانتا ہوں"۔ ریڈہاک نے اثبات میں سرہلا کر کہا۔

"پاشا۔ ہوں، اس سے تمہارا کوئی خاص تعلق"۔ پنڈت نارائن

نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"مہاراج، میرا تعلق انڈرورلڈ سے ہے اور میں ایسے ہی لوگوں کے لئے کام کرتا ہوں۔ پاشا سے میرے خاص مراسم ہیں اور میں اس کے توسط سے ایک لحاظ سے این ٹی گروپ کا ممبر ہی ہوں"۔ ریڈہاک نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"گڈ، ویری گڈ"۔ پنڈت نارائن نے اس کی تعریف کرتے ہوئے کہا۔

"پاشا سے اکثر و بیشتر میری علیحدگی میں ملاقاتیں ہوتی رہتی ہیں۔ وہ حد سے زیادہ مے نوش ہے اور جب وہ نشے میں ہوتا ہے تو بہت کچھ اگل جاتا ہے۔ ابھی چند روز قبل ہی اس نے مجھ سے کہا تھا کہ میں تیار ہو جاؤں۔ این ٹی ان کے ذمہ ایک ایسا کام لگانے والا ہے جسے پورا کر کے ہماری قسمت کھل جائے گی اور بے شمار دولت ہمارے ہاتھ آ جائے گی۔ میں نے اسے کریدنے کی کوشش کی مگر لاشعور میں ہونے کے باوجود اس نے مجھے نہیں بتایا۔ میری چونکہ پاشا سے گہری دوستی ہے اس لئے اس نے مجھے بتا رکھا ہے کہ وہ این ٹی کا نمبر ٹو ہے۔ اس کی باتوں کا انداز اور پراسرار پن اور پھر آپ کی بتائی ہوئی باتوں سے مجھے اندازہ ہو رہا ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس اور علی عمران اسی این ٹی گروپ کے ذریعے کافرستان میں داخل ہو کر کارروائیاں کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں"۔ ریڈہاک نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اور تمہاری حیثیت کیا ہے اس گروپ میں"۔ پنڈت نارائن نے

پوچھا۔

" میں پاشا کا نائب ہوں۔ یعنی نمبر ٹو"۔ ریڈہاک نے مسکرا کر کہا۔

" اس گروپ کا پس منظر کیا ہے"۔ پنڈت نارائن نے پوچھا تو ریڈہاک اس کی تفصیل بتانے لگا۔

"اس گروپ کے سربراہ کو جانتے ہو"۔ پنڈت نارائن نے پوچھا۔

" نہیں، این ٹی کبھی کسی کے سامنے نہیں آیا۔ وہ اپنے احکامات بذریعہ ٹیلی فون یا وائرلیس سے پاشا تک پہنچاتا ہے اور پھر باقی گروپ اسی پاشا کی ہدایات کے تحت چلتا ہے"۔ ریڈہاک نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" اس کا مطلب ہے کہ ایک لحاظ سے این ٹی کے بعد پاشا ہی اس گروپ کا مین آدمی ہے"۔ پنڈت نارائن نے کہا۔

"جی ہاں"۔ ریڈہاک نے اثبات میں سرہلا کر کہا۔

" تو پھر دیر کیوں کر رہے ہو۔ اس سے جیسے بھی ہو معلوم کرو کہ علی عمران اور اس کی ٹیم کافرستان میں کب، کس راستے سے اور کن مقاصد کے لئے آرہی ہے"۔ پنڈت نارائن نے کہا۔

" پاشا بڑا سخت جان، چالاک اور تیز آدمی ہے۔ وہ آسانی سے تو کچھ بتانے پر تیار ہوگا نہیں۔ اس کے لئے مجھے اس کے ذہن کی سکیننگ کرنا پڑے گی"۔ ریڈہاک نے کہا تو پنڈت نارائن چونک پڑا۔

" کیا تمہارے پاس برین سکیننگ مشین ہے"۔ پنڈت نارائن نے

حیران ہو کر پوچھا۔

" ہاں۔ آپ کیوں بھول رہے ہیں باس کہ میں انڈر ورلڈ کا ایک بہت بڑا ناگ ہوں۔ جس کا سابقہ ہر قسم کے جرائم پیشہ افراد سے ہر وقت پڑتا رہتا ہے۔ ونڈر گروپ جو انڈر ورلڈ کا ایک طاقتور گروپ ہے کا سربراہ باشان میرا گہرا دوست ہے۔ اس نے اپنے کلب کے تہہ خانوں میں مجرموں اور خاص طور پر اپنے سینڈیکیٹ کے مفاد میں ایسی بہت سی مشینیں نصب کرا رکھی ہیں۔

میں پاشا کو کسی بہانے روشن کلب میں لے جاؤں گا اور اسے شراب میں بے ہوشی کی دوا دے دوں گا اور پھر میں اسے روشن کلب کے مالک اور ونڈر گروپ کے چیف کے تہہ خانے میں لے جا کر اس کے ذہن میں موجود تمام معلومات حاصل کر لوں گا"۔ ریڈہاک نے کہا۔

" ٹھیک ہے۔ بلکہ میں تو کہتا ہوں کہ تم پاشا کو تم بہت اچھی طرح سے جانتے ہو۔ اس کی عادات، اس کے بولنے کا انداز، اس کے ذہن کی سکیننگ کرو اور این ٹی کے بارے میں بھی معلومات حاصل کر کے اس کا میک اپ کر کے اس کی جگہ لے کر این ٹی کے قریب ہو جاؤ۔ اس سے تمہیں این ٹی سے ملنے والی تمام ہدایات کا علم رہے گا ورنہ ہر بار جاننے کے لئے تمہیں پاشا کو برین سکیننگ مشین تک لے جانا پڑے گا"۔ پنڈت نارائن نے کہا۔

" ہاں، یہ بہتر رہے گا۔ اچھا آئیڈیا ہے۔ میں پاشا کی آواز کی بھی

آسانی سے نقل کر لوں گا" ۔ ریڈ ہاک نے کہا۔

" میرا تمہارا رابطہ بی سیون ٹرانسمیٹر پر رہے گا۔ جیسے ہی کوئی اہم بات معلوم ہو تم بی سیون ٹرانسمیٹر پر کسی بھی وقت کال کر سکتے ہو۔ تمہارا کوڈ زیرو سیون ہو گا اور میرا زیرو ون ۔ اوکے" ۔ پنڈت نارائن نے کہا تو ریڈ ہاک نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر پنڈت نارائن نے میز کی دراز سے ایک ٹرانسمیٹر نکال کر اسے دے دیا اور ایک بار پھر علی عمران اور سیکرٹ سروس کے ممبروں کے بارے میں سوچنے لگا کہ اس نے ان لوگوں کو کافرستان میں داخل ہونے سے روکنے کے جو اقدامات کئے ہیں ان میں کوئی کمی نہ رہ گئی ہو۔ اس نے ریڈ ہاک کے ساتھ مل کر جس طرح سیکرٹ سروس کے سابقہ چیف کرنل ایس کو ہلاک کر کے اس کی جگہ حاصل کی تھی۔ اب وہ اس سیٹ کو کسی بھی صورت میں نہیں چھوڑنا چاہتا تھا اور وہ سیکرٹ سروس کے چیف کی سیٹ پر تب ہی کنفرم ہو سکتا تھا جب وہ علی عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کی ٹیم کو کسی بھی طرح کافرستان میں داخل ہونے کو ناممکن بنا دیتا یا پھر ان کا خاتمہ کر دیتا۔ ریڈ ہاک اس دوران کمرے سے باہر جا چکا تھا۔

پھر اچانک پنڈت نارائن بری طرح سے چونک اٹھا۔ اس کے چہرے پر یکلخت سراسیمگی پھیلتی چلی گئی۔

" اوہ، اوہ اس طرف کا تو میں نے سوچا ہی نہیں ۔ عمران اور اس کے ساتھیوں نے اس راستے سے کافرستان میں داخل ہونے کی

کوشش کی تو ۔ اوہ، اس طرف تو میری توجہ ہی نہیں گئی تھی" ۔ اس نے پریشانی کے عالم میں بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر وہ ایک جھٹکے سے اٹھا اور پھر تقریباً بھاگتا ہوا اپنے کمرے سے نکلتا چلا گیا۔

میٹنگ ہال میں اس وقت عمران کے ساتھ جولیا، صفدر، تنویر، نعمانی اور چوہان موجود تھے۔ خاور اور صدیقی چونکہ بلیک مشن کیس میں بری طرح سے زخمی ہو گئے تھے اور وہ ابھی تک فاروقی ہسپتال میں زیر علاج تھے اس لئے وہ وہاں نظر نہیں آ رہے تھے۔

ایکسٹو نے ان ممبروں کو سپیشل کال کر کے یہاں بلوایا تھا۔ جب وہ رانا ہاؤس پہنچے تو جوزف نے ان کو میٹنگ ہال میں پہنچا دیا۔ جہاں عمران پہلے سے ہی موجود تھا۔

سلام و دعا کے بعد وہ سب آپس میں خوش گپیوں میں مصروف تھے کہ اچانک میز پر پڑے ہوئے ٹرانسمیٹر کا ایک بلب آن ہو گیا اور اس میں سے ٹوں ٹوں کی آواز آنے لگی۔

ٹرانسمیٹر کے آن ہوتے ہی تمام ممبر چونکے ہو گئے تھے جبکہ عمران

نے لاپرواہی سے منہ چلاتے ہوئے کرسی کی پشت پر سر ٹکا کر آنکھیں بند کر لیں اور اس کے منہ سے خراٹے نشر ہونا شروع ہو گئے۔ ممبروں نے چونک کر عمران کی جانب دیکھا مگر عمران یوں خراٹے لے رہا تھا جیسے وہ اپنے بیڈ روم میں آرام دہ نیند سو رہا ہو۔

جولیا چند لمحے غصیلی نظروں سے عمران کو گھورتی رہی پھر اس نے ہاتھ بڑھا کر ٹرانسمیٹر کا بٹن آن کر دیا۔

"کیا تمام ممبر آ گئے ہیں"۔ بٹن آن ہوتے ہی ایکسٹو کی مخصوص سرد آواز کمرے میں گونج اٹھی۔

"یس چیف۔ سوائے خاور اور صدیقی کے تمام ممبر یہاں موجود ہیں"۔ جولیا نے مودبانہ لہجے میں کہا۔ یہ چونکہ سپیشل ٹرانسمیٹر تھا جس میں سپیکر اور مائیک ایک ساتھ لگا ہوا تھا اس لئے انہیں بار بار اوور کرنے کی ضرورت نہ پڑتی تھی۔

"اور عمران"۔ ایکسٹو نے کہا۔

"وہ بھی موجود ہے چیف"۔ جولیا نے پریشان نظروں سے عمران کی جانب دیکھتے ہوئے کہا جو بدستور خراٹے لینے میں مصروف تھا۔ جولیا کے اشارے پر صفدر نے عمران کو کاندھا پکڑ کر ہلایا تو وہ یوں ہڑبڑا کر سیدھا ہو گیا جیسے سچ مچ گہری نیند سے جاگا ہو۔

"عمران صاحب چیف"۔ صفدر نے اس کے کان میں سرگوشی کرتے ہوئے کہا۔

"اوہ یس سر۔ میں حاضر ہوں جناب۔ حکم جناب"۔ عمران نے

احمقوں کے سے انداز میں جلدی سے اٹھ کر بڑے گھبرائے ہوئے لہجے میں ٹرانسمیٹر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"تم لوگ جانتے ہو کہ میں نے تمہیں یہاں کیوں بلایا ہے"۔ ایکسٹو نے عمران کے انداز کو نظرانداز کرتے ہوئے کہا۔

"نو سر"۔ جولیا نے جلدی سے کہا۔

"میں جانتا ہوں جناب"۔ عمران نے جلدی سے کہا تو وہ سب چونک کر اس کی جانب دیکھنے لگے۔ ان کے چہروں پر حیرت تھی کیونکہ اگر عمران جانتا تھا کہ انہیں ایکسٹو نے وہاں کس لئے طلب کیا ہے تو اس نے اس کا ان سے ذکر کیوں نہیں کیا تھا۔

"کیا مطلب، کیا جانتے ہو تم"۔ ایکسٹو نے کرخت لہجے میں پوچھا۔

"آپ مجھے ترقی دے کر اس کلاس کا مانیٹر بنانا چاہتے ہیں جناب۔ مس جولیا سے اس کلاس کے بچے کسی طرح قابو میں نہیں آتے۔ اس لئے آپ چاہتے ہیں کہ اس کلاس کا نظم و ضبط میں سنبھال لوں اور جو کوئی بھی شرارت کرے اس کے کان پکڑوا دوں۔ چاہے وہ تنویر ہو یا پھر تنویر ہی ہو"۔ عمران نے احمقانہ لہجے میں کہا۔ اس کی بات سن کر تنویر نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے تھے جبکہ دوسرے ممبروں کے چہروں پر مسکراہٹ ناچنے لگی تھی۔

"عمران سنجیدگی اختیار کرو"۔ ایکسٹو نے غراتے ہوئے کہا۔

"مس سنجیدگی کو تو میں نہیں جانتا جناب۔ اگر کہیں تو میں مس جولیا کو اختیار کر لوں۔ بلکہ اس کے اختیارات لے لوں۔ آپ یقین

کریں میں اسے......" عمران کی زبان کسی تیز قینچی کی طرح چل پڑی۔

"شٹ اپ، نانسنس"۔ اچانک ایکسٹو حلق کے بل دھاڑا اور وہاں موجود تمام ممبر بری طرح سہم گئے۔ عمران کے چہرے پر بھی یکلخت بوکھلاہٹ ناچنے لگی تھی جبکہ عمران پر اس طرح ایکسٹو کو گرم ہوتے دیکھ کر تنویر کے چہرے پر قدرے سکون ابھر آیا تھا۔

"تم بعض اوقات اپنی حد بھول جاتے ہو عمران اور یہ بھی نہیں سوچتے کہ کس سے ہمکلام ہو"۔ ایکسٹو نے گرجتے ہوئے کہا۔

"م، میں جانتا ہوں چیف۔ م، میں ایکسٹو دی گریٹ سے۔ م، میرا مطلب ہے میں۔ وہ۔ میں......" عمران نے بوکھلانے کی شاندار اداکاری کرتے ہوئے کہا۔

"بکواس بند کرو اور یہاں سے باہر نکل جاؤ"۔ ایکسٹو نے پہلے سے زیادہ گرجدار لہجے میں کہا۔

"باہر، م۔ مگر چیف"۔ عمران نے خوف سے کانپتے ہوئے کہا۔ اس کی غیر ہوتی ہوئی حالت دیکھ کر سوائے تنویر کے سب ممبروں کو اس پر ترس آنے لگا تھا۔

"میں تمہیں حکم دے رہا ہوں۔ اٹھ کر یہاں سے باہر چلے جاؤ۔ ورنہ اس کرسی پر میں تمہیں جلا کر راکھ کر دوں گا"۔ ایکسٹو نے دھاڑتے ہوئے کہا اور عمران سب ممبروں کی جانب حسرت بھری نظروں سے دیکھتا ہوا اپنی جگہ سے اٹھا اور مردہ چال چلتے ہوئے اور گردن جھکائے میٹنگ ہال سے باہر نکل گیا۔

"عمران باہر چلا گیا ہے چیف"۔ جولیا نے کچھ توقف کے بعد ڈرتے ڈرتے ایکسٹو سے مخاطب ہو کر کہا۔ ایکسٹو کو اس سے زیادہ غصے میں انہوں نے پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا۔ اس کا انداز اس قدر خوفناک تھا کہ اگر عمران سچ مچ کرسی سے اٹھ کر باہر نہ جاتا تو ایکسٹو اسے اسی کرسی پر الیکٹرک شاک لگا کر واقعی جلا کر راکھ بنا ڈالتا۔ اس بات کا عمران کو بھی احساس تھا اس لئے وہ اٹھ کر چپ چاپ میٹنگ ہال سے باہر چلا گیا تھا۔

"آج کے بعد آپ اور عمران کا کوئی تعلق نہیں رہے گا۔ سمجھے آپ لوگ"۔ ایکسٹو کے لہجے میں زخمی ناگ کی سی پھنکار تھی۔

"یس سر چیف"۔ جولیا نے نہ چاہتے ہوئے بھی جلدی سے کہا۔

"عمران کا حد سے زیادہ احمق پن اب ناقابل برداشت ہوتا جا رہا ہے۔ اس لئے میں نے فیصلہ کیا ہے کہ آج کے بعد سیکرٹ سروس اور سیکرٹ سروس کے ممبر عمران کے ساتھ کوئی تعلق نہیں رکھیں گے اور نہ ہی اس سے صلاح مشورے کریں گے"۔ ایکسٹو نے کہا تو سوائے تنویر کے تمام ممبروں نے بے دلی سے سر جھکا لئے۔ جولیا کی آنکھوں میں ایکسٹو کا یہ حکم سن کر نمی آ گئی تھی۔

"یس سر"۔ جولیا نے خود کو سنبھالنے کی ناکام کوشش کرتے ہوئے کہا۔

"گڈ، آپ لوگوں کو ایک اہم مشن سرانجام دینے کے لئے کافرستان جانا ہے"۔ ایکسٹو نے کہا۔

"کافرستان"۔ ایکسٹو کی بات سن کر وہ سب بری طرح سے چونک اٹھے تھے۔

"ہاں، گو کہ پاکیشیا اور کافرستان کی حالیہ کشیدگی میں پاکیشیا کی جیت ہوئی ہے اور کافرستان کو انتہائی ذلت آمیز شکست سے ہمکنار کیا ہے۔ اس شکست نے کافرستان کی ساکھ پوری دنیا میں ختم کر دی ہے۔

کافرستان جو میڈیا اور دوسرے ذرائع سے پاکیشیا کو نیچا دکھانے کے درپے رہتا تھا اور آئے دن پاکیشیا کو نیست و نابود کرنے کی دھمکیاں دیتا رہتا تھا اس ذلت آمیز شکست کے بعد اسے احساس ہو گیا ہے کہ پاکیشیا ہر لحاظ سے لوہے کا چنا ہے جسے چبانا کافرستان کے بس کی بات نہیں ہے۔

گو کہ کافرستان اور روسیاہ نے مل کر پاکیشیا کو تباہ کرنے کے لئے جس بلیک مشن کا آغاز کیا تھا۔ ان کا منصوبہ بے داغ اور جامع تھا مگر آپ لوگوں نے اسے سبوتاژ کرنے میں اپنی جانوں تک کی بھی پرواہ نہ کی اور ان کے مشن کو بری طرح ناکام کر دیا جس سے کافرستان اور روسیاہ جیسے طاقتور ملکوں کے یقیناً ہوش ٹھکانے پر آ گئے ہوں گے۔

بلیک مشن روسیاہ اور کافرستان کا مشترکہ مشن تھا مگر اس مشن پر عملدرآمد کا بیڑا روسیاہ نے اٹھایا تھا اور اس کے ایجنٹ اس مشن پر ورک کر رہے تھے۔ انہوں نے کافرستان کے کسی ایجنٹ کو اس مشن میں شریک نہیں کیا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ اس مشن کی ناکامی کا ذمہ دار

کافرستان روسیاہ کو ٹھہرا رہا ہے۔

کافرستان ان دنوں ایرو ایئر کرافٹ نامی طیارے بنانے میں مصروف ہے۔ جو تمام جنگی طیاروں سے زیادہ تیز رفتار اور خطرناک ہیں۔ ان ایئر کرافٹس کے بارے میں مجھے جو معلومات ملی ہیں ان کے مطابق ان ایئر کرافٹس کو کافرستان پاکیشیا کے خلاف استعمال کرنا چاہتا ہے۔ ان ایئر کرافٹس میں ایک خوبی تو یہ ہے کہ یہ دوسرے جنگی طیاروں سے زیادہ تیز رفتار ہیں۔ دوسرے ان ایئر کرافٹس کو دنیا کے کسی راڈار سے چیک نہیں کیا جا سکتا۔ تیسرے یہ کہ ان جنگی ایئر کرافٹس میں عام جنگی طیاروں کی نسبت زیادہ ایمونیشن لوڈ کیا جا سکتا ہے۔ کافرستان ان ایئر کرافٹس کو کسی خفیہ فیکٹری میں تیار کر رہا ہے اور اب تک وہ پانچ ایئر کرافٹس تقریباً تیار کر چکا ہے۔ ان ایئر کرافٹس کی سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ ان طیاروں کو کسی بھی طرح ہٹ نہیں کیا جا سکتا۔

کافرستان اگر ان ایرو ایئر کرافٹس کو تیار کر لیتا ہے تو ان کے مقابلے میں پاکیشیا کا فضائی نظام یکسر ناکارہ ہو کر رہ جائے گا جو پاکیشیا کے لئے ناقابل تلافی نقصان ہے۔ آپ سب جانتے ہیں کہ کافرستان سے لڑی گئی ہر جنگ میں سب سے زیادہ کارکردگی فضائی افواج کی ہوتی ہے اور پاکیشیائی فضائی افواج نے پاکیشیا کے لئے جو کچھ کیا ہے وہ کسی سے ڈھکا چھپا نہیں ہے۔

اب اگر کافرستان ان خطرناک اور تیز رفتار ایرو ایئر کرافٹس کو

میدان میں لے آتا ہے تو اس سے پاکیشیا ایئر فورس کا گراف زیرو ہو کر رہ جائے گا اور میں ان ایرو ایئر کرافٹس اور ان ایئر کرافٹس تیار کرنے والی فیکٹری کی مکمل تباہی کا مشن آپ کو سونپتا ہوں۔ اس مشن کو آپ نے لامحالہ کافرستان میں داخل ہو کر پورا کرنا ہے۔ کافرستان میں داخل ہو کر آپ ایرو ایئر کرافٹس کی فیکٹری کو کیسے ٹریس کرتے ہیں یہ سب آپ کی اپنی صلاحیتوں پر منحصر ہے۔ بہرحال آپ کے کافرستان میں داخلے کے تمام انتظامات کر دیئے جائیں گے۔ کافرستان میں داخل ہونے کے بعد آپ جو کچھ کریں گے اپنی صوابدید پر کریں گے۔ مجھے بہرحال آپ سب کی صلاحیتوں پر پورا اعتماد ہے اور پھر اس سے پہلے بھی آپ کافرستان میں کئی اہم مشن مکمل کر چکے ہیں۔ وہاں این ٹی گروپ کے علاوہ بھی آپ کو کئی تنظیمیں سپورٹ کریں گی۔

کافرستان کے اس پراجیکٹ کو ختم کر کے ہم کافرستان کو ایسی کاری ضرب لگائیں گے جس کے لئے وہ صدیوں خون کے آنسو بہاتا رہے گا۔ کیونکہ ایرو ایئر کرافٹس کے منصوبے پر وہ نہ صرف بے پناہ کافرستانی سرمایہ صرف کر رہا ہے بلکہ اس پراجیکٹ کو مکمل کرنے کے لئے وہ اپنے دوست ممالک سے بے پناہ قرض حاصل کر رہا ہے۔ اس منصوبے کی تباہی اسے بے پناہ مقروض کر دے گی اور پھر وہ برسوں تک پاکیشیا کے خلاف منصوبہ بندی کرنا تو کیا پاکیشیا کا نام لینا تک بھول جائے گا"۔ ایکسٹو تقریر کرنے والے انداز میں کہتا چلا گیا۔

سیکرٹ سروس کے ممبر نہایت خاموشی اور انہماک سے ایکسٹو سے تفصیل سن رہے تھے۔

" چیف، کیا ہمیں واقعی کافرستان میں ایرو ایئر کرافٹس اور اس فیکٹری کو تباہ کرنے جانا ہے جہاں ایرو ایئر کرافٹس تیار کئے جاتے ہیں"۔ ایکسٹو کے خاموش ہونے کے بعد چند لمحے توقف کے بعد جولیا نے دھیمے لہجے میں پوچھا۔ اس کے سوال پر سیکرٹ سروس کے ممبر چونک کر اس کی جانب دیکھنے لگے۔

" کیا مطلب، تم کیا کہنا چاہتی ہو"۔ ایکسٹو کا انداز بھی چونکنے والا تھا۔

"چیف، عمران نے کافرستان کے صدر کو جو دھمکی آمیز فون کیا تھا اس کے مطابق تو وہ کافرستان سے بلیک مشن کا انتقام لینا چاہتا تھا۔ اس نے واضح طور پر کافرستان کے صدر کو دھمکیاں دیں تھیں کہ وہ اپنی ٹیم کے ساتھ کافرستان میں آکر اس قدر تباہیاں پھیلائے گا کہ کافرستانی صدیوں تک اپنے زخم چاٹنے پر مجبور ہو جائیں گے۔ ظاہر سی بات ہے عمران آپ کے نوٹس میں لائے بغیر نہ کافرستان کے صدر کو فون کرنے کی جرأت کر سکتا ہے اور نہ ہی اسے ایسی دھمکیاں دے سکتا ہے۔ اس لئے میں نے پوچھا تھا کہ کافرستان میں ہم نے واقعی عمران کے کہنے کے مطابق کارروائیاں کرنی ہیں یا صرف ایرو ایئر کرافٹس اور اس کی فیکٹری کو ٹریس کر کے تباہ کرنا ہے"۔ جولیا نے نہایت ذہانت سے تمام معاملات کو واضح کرتے ہوئے کہا۔ جولیا

کے اس ذہانت آمیز سوال پر سیکرٹ سروس کے ممبر اس کی جانب نہایت تحسین آمیز نگاہوں سے دیکھنے لگے تھے۔ کیونکہ عمران نے ان سب کے سامنے ہی کافرستان کے صدر کو فون کر کے دھمکیاں دی تھیں۔

" تم درست کہہ رہی ہو جولیا۔ عمران نے کافرستان کے صدر کو میرے ہی حکم سے فون کیا تھا۔ کافرستان کے صدر کو فون کرنے کا مقصد صرف اتنا تھا کہ میں اس آڑ میں تم سب کو ایرو ایئر کرافٹس کے مشن کے لئے بھیجنا چاہتا تھا۔ عمران کے دھمکی آمیز فون کی وجہ سے کافرستان کے صدر اور وہاں کی سرکاری ایجنسیاں اور سیکرٹ سروس اس چکر میں پڑی رہیں گی کہ عمران کسی طرح کافرستان میں داخل نہ ہونے پائے اور اگر وہ کسی بھی طرح کافرستان میں گھس بھی جاتا ہے تو اسے کافرستان میں کارروائیاں کرنے سے روک سکیں"۔ ایکسٹو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" لیکن چیف۔ عمران کے فون نے کافرستان کی تمام فورسز اور ایجنسٹوں کو ریڈ الرٹ نہ کر دیا ہوگا۔ ایسے حالات میں کیا ہم آسانی سے کافرستان میں داخل ہو پائیں گے"۔ جولیا نے کہا۔

" کافرستان کے صدر کو فون کرنے کا مقصد بھی یہی تھا کہ وہ اپنی تمام فورسز اور ایجنسٹوں کو الرٹ کر دیں۔ انہوں نے یقینی طور پر پورے ملک میں ایمرجنسی نافذ کر دی ہو گی اور ایسے تمام راستے مسدود کر دیئے ہوں گے جہاں سے ان کے خیال کے مطابق آپ یا

عمران کسی بھی طرح کافرستان میں داخل ہونے کی کوشش کر سکتے ہیں۔ وہ تمام خاص اور اہم راستوں کی نگرانی کریں گے اور کافرستان میں داخل ہونے والے ہر ملکی اور غیر ملکی کو خصوصی طور پر چیک کریں گے۔ خاص طور پر سرحدی علاقوں پر بھی ان کی گہری نظر ہو گی"۔ ایکسٹو نے کہا۔

" تو پھر ہم ان حالات میں کافرستان میں کیسے داخل ہو سکیں گے چیف۔ اس لحاظ سے تو وہ ارد گرد کے ممالک سے بھی آنے والے افراد کی سختی سے چیکنگ کریں گے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس ان ممالک سے میک اپ میں کافرستان میں داخل نہ ہو جائیں"۔ جولیا نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

" میں جانتا ہوں۔ اس لئے تو میں نے کہا تھا کہ آپ لوگوں کے کافرستان میں داخل ہونے کے انتظامات میں خود کروں گا۔ کافرستان میں آپ کو داخل کرنے کی ذمہ داری میری ہے۔ اس کے بعد کے حالات سے آپ کو خود نپٹنا ہو گا"۔ ایکسٹو نے کہا تو جولیا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

" چیف کیا ہمیں وہاں کھلے طور پر کام کرنے کی اجازت ہو گی یا ہمیں کسی خاص پلاننگ یا منصوبہ بندی کے تحت کام کرنا ہو گا"۔ تنویر نے پہلی بار ایکسٹو سے ڈرتے ڈرتے سوال کرتے ہوئے کہا۔ اس کی بات سن کر ممبروں کے چہروں پر مسکراہٹ آ گئی کیونکہ وہ تنویر کی بات کا مقصد سمجھ گئے تھے۔

" میں تمہاری بات کا مقصد سمجھ گیا ہوں تنویر۔ تم ڈائریکٹ اور فاسٹ ایکشن کے قائل ہو۔ کافرستان ہمارا دشمن ملک ہے اور تمہارے لئے اس دشمن ملک میں کام کرنے پر کوئی پابندی نہیں ہو گی۔ تم سب وہاں حالات اور سچوئیشنز کے تحت کام کرو گے۔ جہاں پلاننگ کی ضرورت ہو پلاننگ کرنا اور جہاں ایکشن کی ضرورت ہو ایکشن کرنا"۔ ایکسٹو نے کہا تو تنویر کا چہرہ مسرت سے کھل اٹھا جیسے ایکسٹو نے اسے کھل کر کام کرنے کی اجازت دے کر اس کی دلی خواہش پوری کر دی ہو۔

"اور کوئی سوال"۔ ایکسٹو نے پوچھا۔

"یس چیف"۔ جولیا نے سہمے ہوئے انداز میں کہا۔

" پوچھو، کیا پوچھنا ہے"۔ ایکسٹو نے قدرے نرم لہجے میں پوچھا۔

" کیا اس مشن میں آپ واقعی ہمارے ساتھ عمران کو نہیں بھیجیں گے"۔ جولیا نے ڈرتے ڈرتے پوچھا۔

" جولیا"۔ جولیا کی بات سن کر ایکسٹو کے لہجے میں ایک بار پھر کرختگی آ گئی۔

"یس چیف"۔ جولیا نے لرز کر کہا۔

" میں نے عمران کو اس کی حماقتوں کی وجہ سے تمہارے سامنے باہر بھیج دیا تھا۔ میں نے اسے قطعی طور پر فارغ کر دیا ہے۔ اب وہ ہمارے لئے کوئی کام نہیں کرے گا۔ اس کا خیال ذہن سے نکال دو۔ یہ صرف اور صرف سیکرٹ سروس کا مشن ہے۔ سمجھیں تم"۔ ایکسٹو

نے غراتے ہوئے کہا۔

"یس سر"۔ جولیا نے مایوس اور مردہ سے لہجے میں کہا۔

"یہی تم سب کے حق میں بہتر ہے"۔ ایکسٹو نے کہا۔

"ہمیں مشن پر کب جانا ہے چیف"۔ جولیا نے خود کو سنبھالتے ہوئے ایکسٹو سے پوچھا۔

"تم سب تیار رہو۔ کافرستان بھیجنے کے لئے تمہیں کسی بھی وقت کاشن دیا جا سکتا ہے"۔ ایکسٹو نے جواب دیا۔

"رائٹ چیف"۔ جولیا نے کہا اور اس کے ساتھ ہی ٹرانسمیٹر آف ہو گیا۔ جولیا نے بھی ہاتھ بڑھا کر ٹرانسمیٹر کا بٹن آف کر دیا۔ عمران کو اس مشن پر ان کے ساتھ نہ بھیجنے کا حتمی فیصلہ سنا کر ایکسٹو نے ان سب کو دکھی کر دیا تھا لیکن یہ چیف کا فیصلہ تھا جس کے سامنے کسی کو بھلا کچھ کہنے کی جرأت کیونکر ہو سکتی تھی۔ وہ چند لمحے وہیں گم صم بیٹھے رہے اور پھر جولیا ایک طویل اور سرد سانس لیتی ہوئی اٹھ کھڑی ہوئی۔ اسے اٹھتا دیکھ کر دوسرے ممبر بھی تھکے تھکے اور افسردہ انداز میں وہاں سے جانے کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے۔ ان میں سب سے زیادہ نارمل تنویر نظر آ رہا تھا۔ جیسے ایک تو چیف نے فاسٹ اور ڈائریکٹ ایکشن کی اجازت دے دی تھی اور دوسرے اس کا رقیب بھی اس مشن میں ان کے ساتھ نہیں جا رہا تھا جس کی وجہ سے وہ بغیر کسی رکاوٹ اور مرضی سے کھل کر کام کر سکتا تھا۔

"میری سمجھ میں نہیں آ رہا عمران صاحب کہ اس مشن سے آپ ڈراپ کیوں ہو رہے ہیں۔ جبکہ اس مشن کے اصل روح رواں آپ خود تھے"۔ بلیک زیرو نے عمران کی جانب حیرت بھری نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا جو اس کے سامنے کرسی پر بیٹھا دھیرے دھیرے کافی کے سپ لیتا ہوا گہری سوچ میں غلطاں نظر آ رہا تھا۔

"کیا، کیا کہا تم نے"۔ عمران نے یوں چونک کر پوچھا جیسے اس نے بلیک زیرو کی بات سنی ہی نہ ہو۔ اس کی انہماکی دیکھ کر بلیک زیرو اور زیادہ حیران ہو گیا۔

"خیر تو ہے عمران صاحب۔ اس مشن کے لئے آپ کچھ زیادہ ہی اپ سیٹ نظر آ رہے ہیں"۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"اس مشن میں ہمارا مقابلہ پنڈت نارائن جیسے انسان سے ہے بلیک زیرو"۔ عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے جواب دیا۔

"تو کیا ہوا"۔ بلیک زیرو نے حیران ہوتے ہوئے پوچھا۔

"پنڈت نارائن۔ ایک سفاک، ظالم اور انتہائی خطرناک انسان ہے۔ تیز رفتاری اور ذہانت اس کا خاصہ ہے۔ معاملہ فہمی اور دور اندیشی میں وہ مجھ سے بھی شاید دو جوتے آگے ہے۔ چالاکی اور مکاری بھی اس میں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہے۔ اس جیسے شیطانی دماغ رکھنے والے انسان کا مقابلہ کرنا سیکرٹ سروس کے لئے اس قدر آسان نہیں ہوگا"۔ عمران نے سوچ میں ڈوبے ہوئے اور انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"تو کیا آپ پنڈت نارائن سے ڈر رہے ہیں"۔ بلیک زیرو نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا تو عمران بے اختیار ہنس دیا۔

بعض اوقات تم بھی احمقانہ باتیں کر جاتے ہو بلیک زیرو"۔ عمران نے ہنستے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب"۔ بلیک زیرو نے چونک کر پوچھا۔

"پنڈت نارائن کوئی جناتی مخلوق نہیں ہے جس سے میں ڈر جاؤں گا"۔ عمران نے کہا۔

"تو پھر"۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"میں اس کی ذہانت اور اس کی کارکردگی کی بات کر رہا ہوں۔ فارن ایجنٹ کی رپورٹ تم نے نہیں سنی۔ پنڈت نارائن نے کافرستانی سیکرٹ سروس کا عہدہ سنبھالتے ہی صدر سے ریڈ اتھارٹی لیٹر حاصل کر لیا ہے۔ کافرستانی ریڈ اتھارٹی لیٹر کے تحت پنڈت نارائن

اس وقت کافرستان کا چیف کنٹرولر بن چکا ہے۔ سوائے صدر اور اس ملک کے وزیراعظم کے پنڈت نارائن کسی کو جواب دہ نہیں ہے۔ پنڈت نارائن کے اختیارات اس ملک کے تمام عہدے داروں سے زیادہ ہیں۔ وہ بڑے سے بڑے وزیر کو اپنے سامنے طلب کر سکتا ہے۔ کافرستان فوج کا بڑے سے بڑا سربراہ بھی اس وقت اس کے حکم کے سامنے سر جھکانے پر مجبور ہے۔ وہ اس وقت پوری طرح کافرستان کا کنٹرول سنبھالے ہوئے ہے۔ ایک تو اس نے کافرستان کی تمام سرحدوں کو سیلڈ کر دیا ہے۔ دوسرے اس نے کافرستان کے تمام اہم مقامات پر زبردست پکٹنگ کر رکھی ہے۔ جہاں جہاں اس کے خیال کے مطابق میں یعنی علی عمران اور پاکیشیائی سیکرٹ سروس کارروائی کر سکتی ہے۔ اس ریڈ اتھارٹی لیٹر کے تحت وہ کسی کے بھی خلاف بلیک وارنٹ جاری کر سکتا ہے۔ کسی پر معمولی سا شک ہونے پر بھی اس سے کچھ پوچھے بغیر ہلاک کر سکتا ہے۔ پنڈت نارائن کی ناک شکاری کتوں سے بھی زیادہ حساس اور تیز ہے۔ مجرموں خاص طور پر وہ غیر ملکی ایجنٹوں کی بو دور سے ہی سونگھ لیتا ہے۔ اس جیسے خطرناک انسان کی موجودگی میں کسی بھی غیر ملکی ایجنٹ کا کافرستان میں کسی بھی قسم کی کارروائی کرنا انتہائی مشکل ہو سکتا ہے۔ اس نے خاص طور پر مجھ سے اور پاکیشیائی سیکرٹ سروس سے ٹکر لینے کے لئے کئی سپیشل سیکشن قائم کر دیئے ہیں۔ جن میں کافرستان انٹیلی جنس اور ملٹری انٹیلی جنس کے منجھے ہوئے افراد شامل ہیں۔ جو پورے کافرستان

میں جگہ جگہ پاکیشیا سیکرٹ سروس اور میرے لئے موت کے جال بچھائے ہوئے ہیں"۔ عمران نے بلیک زیرو کو تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اوہ، ان حالات میں تو واقعی پاکیشیا سیکرٹ سروس کو کام کرنے میں بے پناہ دقتوں کا سامنا کرنا پڑے گا"۔ بلیک زیرو نے تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

"اسی لئے تو میں اس مشن سے ڈراپ ہوا ہوں"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ تو بلیک زیرو زور سے چونک پڑا۔

"کیا مطلب۔ آپ ممبروں کو موت کے منہ میں دھکیل کر خود کو بچانے کے لئے ایسا کر رہے ہیں"۔ بلیک زیرو نے قدرے غصیلے لہجے میں کہا تو عمران ایک بار پھر ہنس پڑا۔

"دانش منزل کے ختم ہوتے ہی لگتا ہے تمہاری بھی دانش کا خانہ ختم ہو گیا ہے۔ جو ایسی احمقانہ باتیں کر رہے ہو"۔ عمران نے کہا۔

"میں واقعی آپ کی بات کا مقصد نہیں سمجھا عمران صاحب"۔ بلیک زیرو نے سر جھٹکتے ہوئے کہا۔

"پہلے یہ بتاؤ ہم نے ممبروں کو کافرستان میں کس راستے سے بھجوانے کا پروگرام بنایا تھا"۔ عمران نے الٹا اس سے سوال کرتے ہوئے پوچھا۔

"بہت سے منصوبے بنائے تھے"۔ بلیک زیرو نے جواب دیا۔

"کون، کون سے"۔ عمران نے اس کی جانب گہری نظروں سے

دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"پہلے آپ نے سوچا تھا کہ آپ خود اور سیکرٹ سروس کے ارکان کافرستانی قیدیوں کے بھیس میں کافرستان داخل ہوں گے۔ پھر آپ نے غیر ملکی وفد اور پھر انٹرنیشنل خبر رساں ایجنسی کے تحت کافرستان میں داخل ہونے کا ارادہ بنایا تھا۔ اس میں بہت سی پیچیدگیوں کو مدنظر رکھ کر آپ نے مختلف ملکوں مثلاً ایکریمیا، گریٹ لینڈ، کرانس اور ناپال کے راستے کافرستان میں داخل ہونے کا پروگرام بنایا تھا۔ پھر اسے طویل پراسیس سمجھ کر اسے بھی ڈراپ کر دیا۔ اس کے بعد آپ نے فائنل طور پر پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ممبروں کو بارڈر پر ہلاک ہونے والے کافرستانی فوجیوں کے تابوتوں میں چھپا کر وہاں پہنچانے کا منصوبہ بنایا تھا۔ ان تابوتوں میں ہوا کی آمدورفت اور انہیں اندر سے خصوصی طور پر کھولنے کی سہولت بھی رکھی گئی تھی۔ انہی تابوتوں میں آپ خود بھی کافرستان داخل ہونا چاہتے تھے۔ مگر اب ...." بلیک زیرو کہتے کہتے رک گیا۔

"اب، اب بھی پاکیشیا سیکرٹ سروس انہی تابوتوں میں پروگرام کے تحت کافرستان جائے گی۔ جیسے ہی تابوت کافرستان پہنچیں گے ان تابوتوں کو کافرستان میں موجود این ٹی گروپ کے افراد فوری طور پر غائب کر دیں گے۔ اس سلسلے میں ان کے تمام انتظامات مکمل ہیں۔ لیکن میں نے بتایا ہے کہ اس بار ہمارا مقابلہ دنیا کے ایک خطرناک اور شیطانی دماغ رکھنے والے پنڈت نارائن کے ساتھ ہے۔ جو ہماری

اس پلاننگ کو بھی سمجھ سکتا ہے۔ اگر اسے معمولی سا بھی اس بات کا اندازہ ہو گیا تو وہ ان تابوتوں کو کافرستان پہنچتے ہی ایئرپورٹ پر ہی جلانے کے آرڈرز دے سکتا ہے۔ اس لئے یہ رسک خطرناک بھی ہو سکتا ہے"۔ عمران نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اوہ، تو آپ اسی لئے خود کو سیکرٹ سروس سے الگ کر رہے ہیں کہ آپ ان سے علیحدہ رہ کر ان کی حفاظت کر سکیں"۔ بلیک زیرو نے چونک کر سمجھ جانے والے انداز میں سرہلاتے ہوئے کہا۔

"شکر ہے۔ کوئی بات تو تمہاری سمجھ میں آئی"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"پہلے آپ کی باتوں کا انداز ہی ایسا تھا"۔ بلیک زیرو نے جواباً مسکراتے ہوئے کہا۔

"بہرحال، تابوتوں کو یہاں سے لے جانے کے لئے کافرستان سے ایک الگ طیارہ آئے گا اور قیدیوں کو لے جانے کے لئے الگ۔ میری پلاننگ ایسی ہے کہ جو طیارہ تابوتوں کو لینے کے لئے آئے گا۔ اس میں سیکرٹ سروس کے ممبروں کے تابوت رکھے جائیں گے۔ میں اس طیارے کو لانے والے پائلٹ کی جگہ لے لوں گا۔ اس طرح ایک تو میں آسانی کے ساتھ کافرستان پہنچ جاؤں گا دوسرے میں اپنے ساتھیوں پر نظر بھی رکھ سکوں گا۔ اگر پنڈت نارائن یا اس کے آدمیوں نے ان تابوتوں کو ایئرپورٹ پر نقصان پہنچانے یا انہیں جلانے کی کوشش کی تو میں انہیں آسانی سے کور کر لوں گا اور پھر این ٹی گروپ کے

ساتھ ان سب کو آسانی سے نکال کر لے جاؤں گا"۔ عمران نے اپنی پلاننگ بتاتے ہوئے کہا تو بلیک زیرو کے چہرے پر اطمینان پھیلتا چلا گیا۔

"بہت خوب عمران صاحب۔ آپ واقعی انتہائی جامع اور گہرا پلان بناتے ہیں۔ پنڈت نارائن اگر شیطانی دماغ رکھتا ہے تو آپ بھی"۔ بلیک زیرو کہتے کہتے رک گیا۔ اس کے چہرے پر شرارتی مسکراہٹ تھی۔

"میں بھی کیا"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ وہ بلیک زیرو کی بات سمجھ گیا تھا۔ بلیک زیرو واضح طور پر اسے شیطانوں کا شیطان کہہ رہا تھا۔

"کچھ نہیں۔ میں آپ کو شیطان تو نہیں کہہ سکتا ناں"۔ بلیک زیرو نے جلدی سے کہا۔

"کیوں"۔ عمران مسکرایا۔

"کیونکہ میرے خیال میں وہ بے چارہ بھی آپ کے سامنے پانی بھرتا ہوگا"۔ بلیک زیرو نے کہا تو عمران کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

"گویا میں شیطان سے بھی اونچی چیز ہوں"۔ عمران نے ہنستے ہوئے کہا۔

"کوئی شک کی گنجائش ہے کیا"۔ بلیک زیرو نے جواباً ہنس کر کہا تو عمران اس کے خوبصورت جواب پر ایک بار پھر کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

"تو پھر تم میرے خاص چیلے ہوئے۔ یعنی اصل شیطان"۔ عمران

نے کہا تو بلیک زیرو کی ہنسی نکل گئی۔

"اچھا اب آپ کا جانے کا پروگرام کب ہے"۔ بلیک زیرو نے اپنی ہنسی روکتے ہوئے کہا۔

"یہ معلوم کرنا تمہارا کام ہے"۔ عمران نے کہا۔

"کافرستان آپ نے جانا ہے اور اس کے بارے میں معلوم کرنا میرا کام ہے۔ میں سمجھا نہیں"۔ بلیک زیرو نے واقعی حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"بھلے آدمی یہ معلوم کرو کہ کافرستان سے جنگی قیدیوں اور تابوتوں کو لینے کے لئے طیارے کب آ رہے ہیں"۔ عمران نے کہا تو بلیک زیرو واقعی شرمندہ ہو گیا تھا کیونکہ یہ سامنے کی بات بھی آسانی سے اسے سمجھ میں نہیں آئی تھی۔

پنڈت نارائن اپنے دفتر میں موجود تھا۔ اس کے سامنے ایک فائل کھلی ہوئی تھی جس پر وہ جھکا انتہائی انہماک سے مطالعے میں مصروف تھا۔

اچانک میز پر پڑے ہوئے مختلف رنگوں کے فون سیٹوں میں سے زرد رنگ کے فون کی گھنٹی بجی تو وہ چونک اٹھا۔ یہ فون سیکرٹ سروس کے ارکان کے لئے مخصوص تھا۔ سیکرٹ سروس کے ممبروں کو جب بھی چیف سے بات کرنا ہوتی یا رپورٹ دینا ہوتی تو وہ اسی نمبر پر کال کرتے تھے۔

"یس"۔ پنڈت نارائن نے رسیور اٹھا کر کان سے لگاتے ہوئے انتہائی کرخت لہجے میں کہا۔

"ریڈ سیکشن کا انچارم واسو بول رہا ہوں چیف"۔ دوسری طرف سے ایک ڈری ہوئی اور مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"ہاں واسو، کیا رپورٹ ہے"۔ پنڈت نارائن نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

"چیف میں نے معلوم کر لیا ہے۔ قیدیوں کو لانے والا سی ون تھرٹی طیارہ آج شام چھ بجے ناگری ایئرپورٹ پر آرہا ہے اور دوسرا سی ون تھرٹی جو پاکیشیائی سرحدوں پر ہمارے ہلاک ہونے والے فوجیوں کے تابوت لا رہا ہے وہ رات آٹھ بجے کے قریب اسی ایئرپورٹ پر آئے گا"۔ دوسری طرف سے ریڈ سیکشن کے انچارج واسو نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"گڈ، ایئرپورٹ کی حفاظت کے تم نے کیا انتظامات کئے ہیں"۔ پنڈت نارائن نے پوچھا۔

"آپ کے حکم کے مطابق میں نے ایئرپورٹ کے تمام حساس حصوں پر خصوصی آدمی بٹھا دیئے ہیں جو مسلح ہیں اور ہر قسم کی سچوئیشن سے نپٹنے کی بھرپور صلاحیت رکھتے ہیں"۔ واسو نے جواب دیا۔

"کیا تمہیں یقین ہے کہ قیدیوں یا قیدیوں کو لانے والے طیارے کا عملہ اگر پاکیشیائی ایجنٹوں کا گروپ ہوا اور انہوں نے اچانک حملہ کرنے کی کوشش کی تو تم اور تمہارا گروپ انہیں کنٹرول کر لے گا"۔ پنڈت نارائن نے انتہائی سخت لہجے میں پوچھا۔

"یس چیف۔ ان طیاروں میں اگر پاکیشیائی ایجنٹ ہوئے اور انہوں نے کوئی چالاکی دکھانے کی کوشش کی تو میں اور میرے آدمی

انہیں سنبھال لیں گے"۔ واسو نے پورے وثوق کے ساتھ کہا۔

"اور بند تابوتوں کو چیک کرنے والی مشینوں کا انچارج کون ہے"۔ پنڈت نارائن نے پوچھا۔

"وہ میرا نمبر ٹو راجندر سنگھ ہے چیف۔ اس نے سپر الٹرا ریز استعمال کرنے کی خصوصی ٹریننگ لے رکھی ہے۔ ان تابوتوں میں اگر کوئی زندہ انسان ہوا تو انہیں انہی تابوتوں میں سپر الٹرا ریز سے جلا کر بھسم کر دیا جائے گا"۔ ریڈ سیکشن کے انچارج نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"گڈ، مجھے پورا یقین ہے کہ عمران اور اس کے ساتھی جنگی قیدیوں کو لانے والے طیاروں کے عملوں یا پھر ان تابوتوں میں ہی آنے کی کوشش کریں گے کیونکہ انہیں اطلاع مل گئی ہوگی کہ میں نے ان کے لئے کافرستان میں داخل ہونے والے تمام راستوں کو مکمل طور پر سیل کر دیا ہے۔ میں نے اسی خطرے کے پیش نظر تم جیسے تیز اور طاقتور گروپ کو اس ایئرپورٹ پر تعینات کیا ہے۔ تاکہ اگر عمران اور اس کے ساتھی وہاں پہنچیں تو تم اور تمہارے ساتھی انہیں اسی جگہ موت کے گھاٹ اتار دیں"۔ پنڈت نارائن نے کہا۔

"ہم آپ کے اعتماد پر پورا اترنے کے لئے جان کی بازی لگا دیں گے چیف اور ان میں سے کسی ایک کو بھی ایئرپورٹ کے احاطے سے زندہ نکلنے کا موقع نہیں دیں گے"۔ ریڈ سیکشن کے انچارج واسو نے پراعتماد لہجے میں کہا۔

" ایسا نہ ہوا تو میں تمہارا اور تمہارے سارے سیکشن کا جو حشر کروں گا وہ تم سوچ بھی نہیں سکتے" ۔ پنڈت نارائن نے کہا اور پھر اس نے فون بند کر دیا۔

چند لمحے وہ فائل کو دیکھتا رہا پھر اس نے فائل بند کی اور زرد رنگ کا فون اپنی جانب کھسکایا اور نمبر پریس کرنے لگا۔ مگر پھر کوئی اور خیال آتے ہی اس نے رسیور دوبارہ کریڈل پر رکھ دیا اور میز کی دراز سے ایک ٹرانسمیٹر نکالا اور اسے آن کر کے فریکوئنسی ملانے لگا۔

" ہیلو، ہیلو زیرو ون کالنگ یو ۔ ہیلو۔ ہیلو اوور" ۔ پنڈت نارائن نے تیز تیز لہجے میں کہنا شروع کر دیا۔

" یس، زیرو سیون اٹنڈنگ یو ۔ اوور" ۔ چند لمحوں بعد دوسری طرف سے ریڈ ہاک کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

" کیا رپورٹ ہے زیرو سیون ۔ اوور" ۔ پنڈت نارائن نے اپنے مخصوص کرخت اور انتہائی سرد لہجے میں پوچھا۔

" میں نے اپنا کام مکمل کر لیا ہے باس ۔ اوور" ۔ ریڈ ہاک کی آواز سنائی دی۔

" کوئی خاص بات سامنے آئی ہے ۔ اوور" ۔ پنڈت نارائن نے پوچھا۔

" یس باس، بہت اہم بات سامنے آئی ہے ۔ اوور" ۔ ریڈ ہاک نے جوش بھرے لہجے میں کہا۔

" کون سی بات ۔ اوور" ۔ پنڈت نارائن نے تیز لہجے میں پوچھا۔

" عمران اور اس کے ساتھی آج رات کسی بھی وقت کافرستان پہنچ رہے ہیں ۔ اوور" ۔ ریڈ ہاک نے بتایا۔

" پوری تفصیل بتاؤ احمق ۔ وہ کب اور کیسے آ رہے ہیں اور تمہیں یہ اطلاع کیسے ملی ۔ اس کے علاوہ تم نے این ٹی گروپ کے نمبر ٹو پاشا پر کیسے قابو پایا ۔ اس سے ملنے والی تفصیلات بھی بتاؤ ۔ اوور" ۔ پنڈت نارائن نے غصیلے لہجے میں کہا۔

" سوری باس، میں جوش اور مسرت میں آپ کو پوری بات بتانا بھول گیا تھا ۔ آپ سے ملنے کے بعد میں سیدھا وائٹ روز کلب گیا تھا جہاں این ٹی گروپ کے نمبر ٹو پاشا کا زیادہ اٹھنا بیٹھنا تھا ۔ وہ مجھے وہیں مل گیا ۔ اس نے کہا کہ وہ میرا ہی انتظار کر رہا تھا ۔ آج اسے ایک ضروری کام کے سلسلے میں میری بلکہ سارے این ٹی گروپ کی ضرورت ہے ۔ میرے استفسار پر اس نے مجھے کچھ نہیں بتایا تو میں اسے بہانے سے وہاں سے کچھ فاصلے پر موجود روشن کلب لے گیا اور میں نے اسے بار میں بٹھا کر اس کی پسندیدہ مخصوص شراب پلانا شروع کر دی ۔ میں نے اس کی شراب میں بے ہوشی کی دوا ملا دی تھی ۔ جیسے ہی وہ بے ہوش ہوا میں روشن کلب کے مالک جیزی، جو میرا بہترین دوست تھا کی مدد سے اس پاشا کو اس کے تہہ خانوں میں لے گیا اور پھر میں نے جیزی کی مدد سے اس کی برین سکیننگ کر کے تمام معلومات حاصل کر لیں ۔

پاشا این ٹی گروپ کا کیا تھا ۔ اس کا این ٹی سے کیسے رابطہ ہوتا تھا

اوران کے مخصوص کوڈورڈز اوراس کے ساتھیوں کی تفصیل میں نے اچھی طرح سے ذہن نشین کرنے کے علاوہ اپنے پاس ریکارڈ بھی کر لی تھی۔این ٹی نے اپنے نمبر ٹو پاشا کو ہدایات دی تھیں کہ وہ آج چار بجے پوری طرح اور نہایت خفیہ طریقے سے ناگری ایئرپورٹ کو گھیرے گا۔رات آٹھ بجے پاکیشیا سے کافرستان کا ایک سپیشل سی ون تھرٹی طیارہ کافرستانی فوجیوں کی لاشیں تابوتوں میں لا رہا ہے۔این ٹی نے پاشا کو حکم دیا ہے کہ ہمیں ایئرپورٹ کے اندر سے یا باہر سے ڈیڈ باڈیز کے تابوت لے جانے والی وینوں سے ان تابوتوں کو اڑانا ہے۔پاشا کے مطابق اس کے بہت سے آدمی پہلے سے ہی ناگری ایئرپورٹ پر موجود ہیں جو ان کی پوری امداد کریں گے۔اوور"۔ریڈہاک نے پنڈت نارائن کو پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا تو پنڈت نارائن کی آنکھوں میں موجود چمک کئی گنا بڑھ گئی۔

"اوہ، تو میرا اندازہ سو فیصد درست تھا۔عمران اوراس کے ساتھی ڈیڈ باڈیز بن کر ہی کافرستان میں داخل ہونے کی کوشش کر رہے ہیں"۔پنڈت نارائن نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"یس باس"۔ریڈہاک نے جواب دیا۔

"زیرو سیون، کیا تمہیں ان تمام افراد کے نام وپتے معلوم ہیں جو ناگری ایئرپورٹ پر پہلے سے موجود ہیں اور جو بعد میں ڈیڈ باڈیز حاصل کرنے کے لئے ریڈ کرنے والے ہیں۔اوور"۔پنڈت نارائن نے چند لمحے توقف کے بعد پوچھا۔

"یس باس، میں نے پاشا کے دماغ کی پوری طرح سے پڑتال کی ہے۔مجھے سب باتوں اور اس کے آدمیوں کا علم ہے۔اوور"۔ریڈہاک نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"گڈ، ان کے نام بتاؤ جو ایئرپورٹ پر موجود ہیں اور وہ کس پوزیشن پر ہیں۔میں ان کو فوری طور پر گرفتار کرنا چاہتا ہوں۔اس کے علاوہ یہ بھی بتاؤ کہ پاشا اوراس کے آدمیوں کو ناگری ایئرپورٹ پر کس مقام پر ریڈ کرنے کے آرڈرز ملے ہیں۔ان سب کا خاتمہ بے حد ضروری ہے۔اوور"۔پنڈت نارائن نے کہا تو ریڈہاک اسے تفصیل بتانا شروع ہو گیا۔

"اوکے، تم چونکہ پاشا کے روپ میں ہو گے اس لئے تم ریڈ ایریئے سے دور رہنے کی کوشش کرنا۔ایسا نہ ہو میرے آدمی تمہیں بھی دشمن سمجھ کر ہلاک کر دیں۔اوور"۔پنڈت نارائن نے کہا۔

"اوکے باس۔اوور"۔ریڈہاک نے کہا۔

"اوکے۔اوور اینڈ آل"۔پنڈت نارائن نے کہا پھر اس نے ٹرانسمیٹر آف کر کے واپس میز کی دراز میں رکھا اور فون کا رسیور اٹھا کر کان سے لگا کر انکوائری کے نمبر ڈائل کرنے لگا۔

"انکوائری پلیز"۔چند لمحوں بعد ایک نسوانی مگر بے حد مترنم آواز سنائی دی۔

"ناگری ایئرپورٹ کا نمبر دو"۔پنڈت نارائن نے تیز لہجے میں کہا تو دوسری طرف سے نمبر بتا دیا گیا۔پنڈت نارائن نے کریڈل پر ہاتھ مار

کرٹون بحال کی اور آپریٹر کے بتائے ہوئے نمبر ڈائل کرنے لگا۔

"یس"۔ دوسری جانب سے رابطہ ملتے ہیں آواز سنائی دی۔

"ٹاور سیکشن کا نمبر ملائیں جلدی"۔ پنڈت نارائن نے تقریباً چیختے ہوئے کہا۔

"آپ کون ہیں"۔ دوسری طرف سے سخت لہجے میں پوچھا گیا۔

"پنڈت نارائن بول رہا ہوں نانسنس۔ جلدی کرو نمبر ملاؤ"۔ پنڈت نارائن نے دھاڑتے ہوئے کہا۔

"اوہ، یس۔ یس سر۔ میں ملاتا ہوں سر"۔ دوسری طرف سے انتہائی بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"یس ٹاور سیکشن فرام ناگری ایئرپورٹ"۔ دوسری طرف رابطہ ملتے ہیں ایک بھاری آواز سنائی دی۔

"پنڈت نارائن بول رہا ہوں۔ یہاں ریڈ سیکشن کا انچارج واسو ہے اس سے میری بات کراؤ"۔ پنڈت نارائن نے کہا۔

"اوہ، یس سر۔ بات کیجئے سر"۔ دوسری طرف سے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا گیا۔

"یس، واسو سپیکنگ"۔ دوسری طرف سے واسو کی آواز سنائی دی۔

"یو نانسنس۔ باسٹرڈ۔ تم نے مجھے اپنے ساتھ رابطے کا ڈائریکٹ نمبر کیوں نہیں بتایا۔ تم سے بات کرنے کے لئے مجھے کئی احمقوں سے نمبر مانگنے پڑے تھے۔ کیا تم پرائم منسٹر ہو"۔ پنڈت نارائن نے واسو کی آواز سن کر دھاڑتے ہوئے کہا۔

"وہ، وہ سر۔ مم، میں۔ میں......" پنڈت نارائن کو غضبناک دیکھ کر واسو کی حالت غیر ہو گئی۔

"وہ، وہ کیا لگا رکھی ہیں۔ اپنا ڈائریکٹ نمبر بتاؤ۔ نانسنس"۔ پنڈت نارائن نے بدستور غصیلے لہجے میں کہا تو واسو نے جلدی جلدی اسے نمبر بتانا شروع کر دیا۔

"ایئرپورٹ پر تمہارے ساتھ کتنے آدمی ہیں"۔ نمبر نوٹ کر کے پنڈت نارائن نے پوچھا۔

"پچاس آدمی ہیں سر"۔ واسو نے جواب دیا۔

"پچاس آدمی۔ صرف پچاس آدمی۔ ہونہہ، پاکیشیا سیکرٹ سروس کے مقابلے کے لئے صرف پچاس آدمی۔ ہونہہ، تم خود کو کیا سمجھتے ہو۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس اور عمران کو روکنے کے لئے تمہارے پچاس آدمی کافی رہیں گے"۔ پنڈت نارائن نے اور زیادہ غضبناک ہوتے ہوئے کہا۔

"یس سر، وہ پوری طرح سے مسلح اور......" واسو نے گھبراہٹ زدہ لہجے میں کہا۔

"ہونہہ، اس کے لئے تو پوری بٹالین بھی ناکافی ہے نانسنس۔ تم سب کے سب احمق، بے وقوف اور پرلے درجے کے گدھے ہو۔ پچاس آدمیوں کو عمران جیسا عفریت اکیلا ہی نگل جائے گا"۔ پنڈت نارائن نے کہا۔

"یس سر۔ نن نو سر۔ وہ۔ وہ......" واسو کا مارے بوکھلاہٹ اور

خوف سے برا حال ہو رہا تھا اور اس سے صحیح الفاظ بھی ادا نہیں ہو پا رہے تھے جیسے اسے سمجھ میں نہ آ رہی ہو کہ وہ پنڈت نارائن کو کیا جواب دے اور کیا نہیں۔

" تم لوگوں سے کچھ نہیں ہو گا۔ جو کچھ کرنا ہے وہ مجھے ہی کرنا ہو گا"۔ پنڈت نارائن نے غراتے ہوئے کہا اور غصے سے فون ایک جھٹکے سے بند کر دیا۔

" ہونہہ، باسٹرڈ۔ عمران اور اس کی ٹیم کو ہلاک کرنے کے لئے صرف پچاس آدمیوں کو اپنے ساتھ لے گیا ہے۔ نانسنس۔ وہ انہیں عام مجرم سمجھ رہا ہے۔ باسٹرڈ"۔ پنڈت نارائن نے ہونٹ بھینچتے ہوئے غصے سے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ وہ چند لمحے سوچتا رہا پھر وہ ناگری ایئرپورٹ کو پوری طرح کنٹرول میں لینے کے لئے ملٹری اور ایئرفورس کے ہیڈ کوارٹرز سے رابطے ملانے لگا۔

کافرستان میں پاکیشیا کا نامور فارن ایجنٹ ایک تیز طرار اور خاصا خوش شکل نوجوان تھا۔ جو ایک عرصہ سے ایکسٹو کے حکم سے کافرستان میں تعینات تھا اور وہ اپنے فرائض نہایت خوش اسلوبی اور احسن طریقے سے سرانجام دے رہا تھا۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس کا مین فارن ایجنٹ ہونے کی وجہ سے اس نے پاکیشیا کے لئے بہت سے کارنامے سرانجام دیئے تھے۔ اس لئے ایکسٹو نے اسے کافرستان میں موجود تمام فارن ایجنٹس کا چیف مقرر کر دیا گیا تھا۔

این ٹی کا اصل نام کچھ اور تھا مگر وہ کافرستان میں پرنس یاور کے نام سے رہ رہا تھا اور کاروان نامی ہوٹل کا مینجر تھا۔ ایکسٹو نے خصوصی طور پر اسے کافرستان کی شہریت دلوا رکھی تھی۔

پرنس یاور نے اپنی محنت، ہمت، ذہانت اور اپنے کام کرنے کے

مخصوص انداز سے وہاں اپنے لئے جگہ بنالی تھی اور وہاں اپنا نام پیدا کر کے اثر ورسوخ بھی بنالیا تھا۔

فارن ایجنٹوں میں اس نے پاشا نام کے ایجنٹ کو اپنا نمبر ٹو بنایا ہوا تھا۔ پرنس یاور آج تک کبھی کسی کے سامنے نہیں آیا تھا۔ وہ پاشا سے بھی فون یا ٹرانسمیٹر پر رابطہ کر کے اسے دوسرے ایجنٹوں تک اپنی ہدایات پہنچاتا تھا۔ پاشا پر اسے حد سے زیادہ اعتماد تھا۔ وہ اس پورا بھروسہ کرتا تھا۔ پاشا کو معلوم تھا کہ این ٹی کون ہے۔ اس کے علاوہ وہاں چند ایسے خاص ایجنٹ تھے جو پرنس یاور کو این ٹی کی حیثیت سے جانتے تھے۔ این ٹی نے کافرستان میں کام کرنے کے لئے ایجنٹوں کے مختلف گروپ بنائے ہوئے تھے۔ جو پورے کافرستان میں موجود تھے۔ ان گروپس کے سربراہ بھی تھے جو اسے اس کے اصل نام سے جانتے اور پہچانتے تھے ورنہ اور کوئی ایسا نہیں تھا جو این ٹی کی اصلیت سے واقف ہو۔

ایکسٹو نے این ٹی کو اس بار خاص طور پر عمران اور سیکرٹ سروس کے خفیہ مشن کے سلسلے میں بریف کیا تھا اور اسے بتایا تھا کہ وہ سب کس طریقے سے پاکیشیا سے کافرستان میں داخل ہوں گے۔ پرنس یاور نے عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کو ناگری ایئرپورٹ سے بند تابوتوں سمیت اڑانے کا پروگرام بنایا تھا اور اس نے تمام انتظامات مکمل کرنے کی ذمہ داری پاشا کو دے دی تھی۔ اسے یقین تھا کہ یہ معمولی کام پاشا اپنے آدمیوں کے ساتھ مل کر نہایت خوش

اسلوبی سے سرانجام دے لے گا۔ اس کے باوجود این ٹی نے پاشا کو ہدایات دیں تھیں کہ وہ اسے کارروائی شروع ہونے سے پہلے اور کارروائی شروع ہوتے ہی پل پل کی رپورٹ دے۔

پاشا پچھلے دو گھنٹوں سے پہلے تو این ٹی کو پوری ذمہ داری سے رپورٹ دیتا رہا مگر پھر وہ جیسے این ٹی سے رابطہ کرنا ہی بھول گیا۔ پاشا کے پاس این ٹی سے رابطہ کرنے کے لئے پین ٹرانسمیٹر تھا جس پر این ٹی اسے بار بار کال کر رہا تھا مگر پاشا جیسے اس کی کال رسیو ہی نہیں کر رہا تھا۔ جس کی وجہ سے این ٹی پاشا کے لئے خاصا فکر مند تھا اور سوچ رہا تھا کہ نجانے کیا بات ہے کہ پاشا اس کی کال رسیو نہیں کر رہا اور اس نے پچھلے دو گھنٹوں سے اسے کوئی رپورٹ ہی نہیں دی تھی۔

این ٹی نے ان تابوتوں کو جس میں پاکیشیائی سیکرٹ سروس کے ممبر آرہے تھے کو ایئرپورٹ کے قریب پکٹنگ کر کے حاصل کرنے کا پروگرام بنایا تھا۔ ایکسٹو سے اس نے اس پلاننگ پر باقاعدہ ڈسکس کی تھی اور اس سے ان تابوتوں کے بارے میں تفصیلات بھی حاصل کر لی تھی جس میں پاکیشیائی سیکرٹ سروس کے ممبر موجود تھے۔

اس وقت این ٹی اپنے ہوٹل کے دفتر میں موجود تھا اور نہایت بے چینی سے پاشا کی کال کا منتظر تھا۔ اس نے آج کے دن کے تمام پروگرام کینسل کر کے خود کو اپنے دفتر میں محدود کر رکھا تھا اور دروازہ اندر سے لاک کر کے دیواروں پر آٹومیٹک ربڑ کی موٹی تہیں چڑھا کر اسے پوری طرح ساؤنڈ پروف بنالیا تھا تاکہ کوئی اس کے معاملات

میں خلل نہ ڈال سکے۔

" ہونہہ، آخر پاشا کہاں غائب ہو گیا ہے۔ اس نے اس سے پہلے تو کبھی غیر ذمہ داری کا ثبوت نہیں دیا۔ پھر آج ...." این ٹی نے پریشانی کے عالم میں بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

" اوہ، پاشا کسی پریشانی میں تو نہیں پھنس گیا"۔ اچانک اس خیال نے این ٹی کو بری طرح سے چونکنے پر مجبور کر دیا۔ پھر وہ ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑا ہوا۔ میز کے پیچھے سے نکل کر وہ تیزی سے شمالی دیوار کی جانب بڑھتا چلا گیا۔ اس دیوار کے ساتھ ایک لڑکی کی خوبصورت تصویر آویزاں تھی۔ این ٹی نے تصویر کے پاس آکر لڑکی کی دائیں آنکھ پر انگلی رکھ کر اسے دبا دیا۔ لڑکی کی آنکھ انگلی کے دباؤ سے اندر دھنستی چلی گئی۔ ہلکی سی گڑگڑاہٹ کی آواز کے ساتھ دیوار کا ایک حصہ دوسری دیوار میں دھنستا چلا گیا اور وہاں ایک خلا نظر آنے لگا۔ این ٹی تیزی سے خلا کی طرف بڑھا اور پھر اندر داخل ہو گیا۔ جیسے ہی وہ کمرے میں داخل ہوا ہلکی سی گڑگڑاہٹ کی آواز کے ساتھ دروازہ بند ہو گیا اور اس کے ساتھ ہی این ٹی کو ایک ہلکا سا جھٹکا لگا اور کمرے کا فرش جیسے نیچے بیٹھتا چلا گیا۔ یہ جدید ساخت کی لفٹ تھی۔

جیسے ہی نیچے جا کر لفٹ رکی ایک بار پھر گڑگڑاہٹ کی آواز سنائی دی اور این ٹی کے سامنے دروازہ کھل گیا۔ لفٹ این ٹی کو ہوٹل کے زمین دوز تہہ خانے میں لے آئی تھی۔ این ٹی لفٹ سے نکل کر آگے بڑھ گیا۔ تہہ خانے میں چھوٹے بڑے بے شمار کمرے بنے ہوئے تھے۔

این ٹی سیدھا لفٹ کے سامنے والے کمرے کے دروازے کی طرف بڑھا۔ اس کمرے کا دروازہ لوہے کا تھا۔ این ٹی دروازے کی سائیڈ پر لگے بٹنوں کے پینل میں سے چند مختلف بٹن دبانے لگا اور پھر اس نے اس پینل پر لگی چھوٹی سی سکرین پر اپنے بائیں ہاتھ کا انگوٹھا رکھ دیا۔ کٹاک کٹاک کی آواز ابھری جیسے اندرونی لاک کھلے ہوں اور پھر سرر کی آواز کے ساتھ فولادی دروازہ خود بخود کھلتا چلا گیا۔ یہ جدید نظام این ٹی نے نہایت خفیہ طور پر بنوایا تھا۔ جب تک سپیشل کوڈ نمبر اور اس کے انگوٹھے کا نشان پینل سکرین پر ثبت نہ ہوتا دروازہ کسی صورت بھی نہ کھل سکتا تھا۔ سامنے ایک ہال نما بہت بڑا کمرہ تھا جہاں بے شمار مشینیں دیواروں کے ساتھ نصب نظر آ رہی تھیں۔ جن میں کئی مشینیں آن تھیں اور کئی بند پڑی تھیں۔ یہ این ٹی کا مین آپریشن روم تھا جہاں سے وہ تمام فارن ایجنٹس کو کنٹرول کرتا تھا۔ اس آپریشن روم کے بارے میں سوائے اس کے اور کوئی نہیں جانتا تھا۔

این ٹی تیزی سے ایک بڑی مشین کی جانب بڑھتا چلا گیا۔ مشین پر کئی قسم کے بٹن ڈائل اور ایک مائیک بھی تھا۔ اس کے ساتھ ایک سکرین بھی منسلک تھی جس کے نیچے ایک سرخ رنگ کا بلب جل بجھ رہا تھا۔ این ٹی اس مشین کے قریب پڑی ہوئی کرسی پر بیٹھ گیا۔ اس نے ایک بٹن پریس کیا تو اچانک سکرین روشن ہو گئی۔ سکرین بالکل صاف تھی۔

این ٹی نے ایک بٹن دبایا اور اس کے ساتھ لگے ہوئے ایک

ڈائل کو دائیں طرف گھمانے لگا۔ سکرین پر آڑی ترچھی لکیریں ابھر آئیں تو این ٹی نے ایک ہینڈل کو پکڑ کر نیچے کھینچ لیا۔ جیسے ہی سکرین پر نظر آنے والی لکیریں سیدھی ہوئیں۔ این ٹی نے مشین کی سائیڈ میں لگے ہوئے نمبر پینل کے مختلف نمبر دبانے شروع کر دیئے اور ساتھ ساتھ مسلسل ڈائل گھماتا رہا۔ اس کی نظریں مسلسل سکرین پر جمی ہوئیں تھیں پھر اچانک ایک جھماکا ہوا اور سکرین پر سے لکیریں غائب ہو گئیں۔ سکرین پر اچانک ایک بڑا سا سرخ دھبہ نمودار ہوا۔ جسے دیکھ کر این ٹی کے چہرے پر شدید تشویش کے آثار دکھائی دینے لگے۔ وہ تیزی سے مشین کے دوسرے بٹن دبانے لگے اور مسلسل ڈائل گھماتا رہا مگر سکرین پر سے سرخ دھبہ غائب نہ ہوا۔

"یہ، یہ کیسے ہو سکتا۔ یہ کیسے ممکن ہے۔ ایس ٹی آر آن کیوں نہیں ہو رہا"۔ اس نے پریشانی کے عالم میں بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ پھر وہ بار بار ڈائل گھماتے ہوئے مشین کے مختلف بٹن دباتا رہا اور نمبر پینل کے نمبر پریس کرتا رہا مگر سکرین سے سرخ دھبہ کسی طرح غائب نہ ہوا تو اس کا چہرہ شدید پریشانی سے بگڑ گیا۔ اس نے مشین کے دائیں طرف موجود ایک شیشے کی پلیٹ اٹھائی اور اس کے نیچے موجود بٹن جو سرخ رنگ کا تھا پریس کر دیا۔ ایک جھماکا ہوا اور اچانک سکرین آف ہو گئی۔ سکرین کو آف ہوتے دیکھ کر این ٹی بے اختیار اچھل پڑا۔ اس کا چہرہ شدید پریشانی اور خوف سے بگڑ کر رہ گیا تھا۔

"اوہ، اوہ اس کا مطلب ہے ایس ٹی آر آف ہو چکا ہے۔ اور ایس ٹی

آر کے آف ہونے کا مطلب ہے کہ پاشا ختم ہو چکا ہے۔ اوہ، اوہ مگر یہ کیسے ممکن ہے۔ پاشا کو کون ہلاک کر سکتا ہے۔ اور کیسے"۔ این ٹی نے خوف اور پریشانی کے عالم میں بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

این ٹی نے پاشا اور دوسرے تمام فارن ایجنٹس کے جسموں میں مائیکرو چپیں ایڈجسٹ کر رکھی تھیں۔ جن کی مدد سے این ٹی اس سپیشل مشین پر نہ صرف ان کی حرکات و سکنات دیکھ سکتا تھا بلکہ ان پر کڑی نظر بھی رکھ سکتا تھا۔ اگر اس کا کوئی ساتھی کہیں پھنس گیا ہو اور اس کے وہاں سے نکلنے کے چانسز نہ ہوں یا وہ اپنے دوسرے ساتھیوں کے لئے خطرے کا باعث بن گیا ہو تو اس چپ میں موجود مائیکرو بم سے این ٹی اس کا فوری خاتمہ کر سکتا تھا یا اگر اس کے کسی ساتھی کو ہلاک کر دیا گیا ہو تو اس کا بھی این ٹی کو پتہ چل جاتا تھا اور اس وقت پاشا کے جسم میں موجود ایس ٹی آر مائیکرو چپ آف تھی جس کا واضح مطلب تھا کہ وہ زندہ نہیں ہے۔

پاشا کی غیر متوقع ہلاکت نے این ٹی کو بری طرح سے ہلا کر رکھ دیا تھا۔ اس کی پیشانی پر پسینے کے ننھے ننھے قطرے چمکنے لگے تھے۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ممبر کافرستان پہنچنے ہی والے تھے کہ ایسے میں پاشا کا خاتمہ ہو گیا یا کر دیا گیا تھا۔ ناگری ایئرپورٹ اور تابوتوں سے سیکرٹ سروس کے ممبروں کو زندہ سلامت نکلنے کا مشن پاشا کے ہاتھ میں تھا۔ اس نے وہاں کیا انتظامات کئے تھے اور کن کن لوگوں کو اس کام کے لئے مامور کیا تھا ان کی تفصیلی رپورٹ ابھی پاشا نے

اسے دینی تھی مگر اب۔ این ٹی کا پریشانی سے برا حال ہو رہا تھا۔ پھر اس نے اس کام کو سرانجام دینے کے لئے اپنے دوسرے گروپ سے رابطہ کرنے کے بارے میں سوچا ہی تھا کہ اچانک کمرے میں ٹوں ٹوں کی آواز گونج اٹھی اور این ٹی بری طرح سے چونک اٹھا۔ وہ اٹھ کر تیزی سے ایک دوسری مشین کے پاس آیا اور اس کے مختلف بٹن پریس کرنے لگا۔ پھر اس نے مائیک نکالا اور پھر ایک بٹن دبا دیا۔

"ہیلو، ہیلو زیرو زیرو ٹو کالنگ۔ اوور"۔ دوسری طرف سے ایک آواز سنائی دی اور اس آواز کو سن کر این ٹی اس بری طرح سے اچھل پڑا جیسے یکلخت اسے ہزاروں وولٹ کا شاک لگ گیا ہو۔ یہ آواز اور کوڈ اس کے نمبر ٹو یعنی پاشا کا تھا۔ جس کے بارے میں سپر مشین بتا چکی تھی کہ پاشا ہلاک ہو چکا ہے۔

پنڈت نارائن نے فوج کے اعلیٰ حکام سے ناگری ایئرپورٹ پر فوج کی پوری بٹالین طلب کر لی تھی۔ فوج کے جوان نہ صرف پوری طرح سے مسلح تھے بلکہ وہ ایئرپورٹ پر باقاعدہ بکتر بند گاڑیاں لے آئے تھے۔ اس کے علاوہ پنڈت نارائن نے ایئر مارشل سے بات کر کے وہاں چار گن شپ ہیلی کاپٹر اور فائٹر طیارے بھی منگوا لئے تھے۔

پنڈت نارائن کسی قسم کا کوئی رسک نہیں لینا چاہتا تھا۔ وہ عمران اور اس کے ساتھیوں کو وہاں سے بچ نکلنے کا کوئی موقع نہیں دینا چاہتا تھا۔ ان تمام انتظامات کو مکمل کرا کر وہ خود ایک ہیلی کاپٹر کے ذریعے ناگری ایئرپورٹ پر گیا تھا۔ اس نے تمام فوجیوں کو ایئرپورٹ کے مختلف حصوں میں چھپا دیا۔ بکتر بند گاڑیوں اور طیارہ شکن توپوں کو بھی کیموفلاج کر دیا گیا اور ایئرپورٹ کو ظاہری طور پر

عام ایئرپورٹ کی طرح فری کر دیا گیا تھا۔

پنڈت نارائن عمران اور اس کے ساتھیوں کو کسی شک کا موقع دیئے بغیر اس وقت انہیں پکڑنا چاہتا تھا جب تک طیارہ ایئرپورٹ پر اتر نہ جاتا اور اس کے تمام انجن بند نہ کر دیئے جاتے۔

ابھی ان خصوصی طیاروں کے آنے میں بہت وقت تھا۔ تمام انتظامات مکمل ہونے پر پنڈت نارائن مطمئن انداز میں واپس اپنے آفس میں آگیا تھا۔ ابھی اسے وہاں آئے ہوئے کچھ ہی دیر ہوئی ہو گی کہ اچانک کمرے میں ٹوں ٹوں کی آواز سن کر وہ چونک پڑا۔ اس نے جلدی سے میز کی دراز کھول کر اس میں سے ٹرانسمیٹر نکال لیا۔ اس نے جیسے ہی ٹرانسمیٹر کا بٹن آن کیا اس میں سے نکلنے والی ٹوں ٹوں کی آواز بند ہو گئی۔ پنڈت نارائن نے جلدی سے دوسرا بٹن دبا دیا۔

"ہیلو، ہیلو زیرو سیون کالنگ۔ ہیلو۔ ہیلو۔ اوور"۔ دوسری جانب سے ریڈ ہاک کی آواز سنائی دی۔

"یس، زیرو ون اٹنڈنگ یو۔ اوور"۔ پنڈت نارائن نے تیز لہجے میں کہا۔

"باس، میں نے آپ کو ایک اہم رپورٹ دینی ہے۔ اوور"۔ دوسری طرف سے ریڈ ہاک نے کہا۔

"بولو، سن رہا ہوں۔ اوور"۔ پنڈت نارائن نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

"باس میں نے پاشا کے چیف این ٹی کو کال کی تھی۔ اوور"۔

ریڈ ہاک نے کہا۔

"پھر۔ اوور"۔ پنڈت نارائن نے چونک کر کہا۔

"اس نے سارا پروگرام اور سیٹ اپ چینج کر دیا ہے باس۔ اوور"۔ ریڈ ہاک کی پریشانی سے بھرپور آواز سنائی دی۔

"سیٹ اپ اور پروگرام چینج کر دیا ہے۔ کیا مطلب، کیا کہہ رہے ہو۔ اوور"۔ پنڈت نارائن نے بری طرح سے اچھلتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر اچانک تحیر کے ساتھ تشویش کے آثار بھی نمایاں ہو گئے تھے۔

"یس باس۔ این ٹی نے نئے آرڈرز جاری کرتے ہوئے کہا ہے کہ پاکیشیائی ایجنٹوں نے سی ون طیاروں میں تابوتوں میں آنے کا پروگرام ڈراپ کر دیا ہے۔ اوور"۔ ریڈ ہاک نے کہا تو پنڈت نارائن کی پیشانی پر لاتعداد شکنوں کا جال پھیل گیا۔

"کیا کہہ رہے ہو۔ کیا وجہ بتائی ہے اس نے۔ اوور"۔ پنڈت نارائن نے غصے اور پریشانی سے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"اس کے مطابق جو افراد سی ون طیارے میں سپیشل تابوتوں میں آ رہے تھے انہیں کسی قسم کا شک ہو گیا تھا اس لئے انہوں نے کافرستان میں اس طریقے سے داخل ہونے کا پروگرام کینسل کرتے ہوئے دوسرا پروگرام بنایا ہے۔ اوور"۔ ریڈ ہاک نے کہا۔

"اوہ، کیا ہے ان کا دوسرا پروگرام۔ اوور"۔ پنڈت نارائن نے بدستور جبڑے بھینچتے ہوئے کہا۔ اسے ریڈ ہاک کی بات سن کر این ٹی

اور پاکیشیا سیکرٹ سروس پر بے پناہ غصہ آرہا تھا۔ ان کو گھیرنے کے لئے اس نے ناگری ایئر پورٹ پر جو انتظامات کئے تھے وہ انتہائی سخت اور جامع تھے جس سے بچ نکلنا عمران اور اس کے ساتھیوں کے لئے کسی بھی طرح ممکن نہیں تھا۔ پنڈت نارائن ان تمام انتظامات سے بالکل مطمئن ہو گیا تھا اور اس نے پہلے ہی مرحلے میں علی عمران اور اس کے ساتھیوں کو گھیر کر خوفناک انداز میں ہلاک کرنے کا انتظام کر لیا تھا اور اب جبکہ ان کی ہلاکت کے تمام انتظامات مکمل ہو چکے تھے اچانک ریڈہاک پروگرام چینج ہونے کی اطلاع دے رہا تھا۔

" تاران سے کافرستان کو آئل سپلائی کرنے والا جو شپ آرہا ہے۔ عمران اور اس کے ساتھی اس شپ میں یہاں پہنچ رہے ہیں۔ اوور"۔ ریڈہاک نے کہا۔

" کیا مطلب۔ یہ کیسے ممکن ہے۔ وہ لوگ اس شپ میں کیسے آ سکتے ہیں۔ تمہارا دماغ تو نہیں خراب ہو گیا۔ اوور"۔ پنڈت نارائن نے غصے سے کہا۔

" این ٹی نے مجھے تفصیل بتائی ہے باس۔ اس نے کہا ہے کہ عمران اور اس کے ساتھی ایک سپیشل ہیلی کاپٹر کے ذریعے انٹرنیشنل بارڈر کراس کر کے اس شپ جس کا نام روان ہے میں پہنچے تھے۔ اس شپ پر جانے کے لئے انہوں نے باقاعدہ حکومت تاران سے خصوصی اجازت حاصل کی تھی۔ تاران چونکہ پاکیشیا کا دوست ملک ہے اور مسلم ملک ہے اس لئے وہ آسانی سے پاکیشیا کی بات مان گیا تھا۔

روان نامی شپ میں چند افراد کو انڈر گراؤنڈ کر دیا جائے گا اور ان کی جگہ عمران اور اس کے ساتھی لے لیں گے اور پھر جب شپ کافرستان کی مین بندرگاہ میں لنگر انداز ہو گا تو وہ لوگ خاموشی سے سمندر میں اتر جائیں گے۔ این ٹی نے میری سپیشل ڈیوٹی لگائی ہے کہ میں ناگری ایئر پورٹ سے اپنے تمام آدمیوں کو نکال کر واسانا پورٹ پر پہنچ جاؤں۔ اوور"۔ ریڈہاک نے بتایا تو پنڈت نارائن نے بے اختیار جبڑے بھینچ لئے۔

" ہونہہ۔ عمران اور اس کے ساتھی واقعی انتہائی ذہین ہیں۔ کافرستان میں داخل ہونے کا ان کا یہ پروگرام بھی واقعی ان کی ذہانت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ مگر میں بھی کسی سے کم نہیں ہوں۔ میں انہیں کسی بھی راستے سے کافرستان کی سرزمین پر قدم نہیں رکھنے دوں گا"۔ پنڈت نارائن نے غصے سے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

" ہیلو باس۔ آپ تفصیل سن رہے ہیں ناں باس۔ اوور"۔ ریڈہاک کی آواز سنائی دی۔

" یس۔ اوور"۔ پنڈت نارائن نے کہا۔

" تو پھر میرے لئے کیا حکم ہے۔ اوور"۔ ریڈہاک نے پوچھا۔

" کہیں ایسا تو نہیں کہ این ٹی کو تم پر شک ہو گیا ہو اور اس نے تمہیں ڈاج دینے کے لئے نئی پلاننگ بتائی ہو۔ اوور"۔ پنڈت نارائن نے کسی خیال کے تحت چونک کر کہا۔

" نہیں باس، ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ این ٹی کو اگر میری ذات

پر شک ہوتا تو وہ فوری طور پر ایسی پلاننگ مجھے نہ بتاتا۔ اس کا انداز صاف بتا رہا تھا کہ وہ مجھ پر بے پناہ اعتماد کرتا ہے۔ اوور"۔ ریڈ ہاک نے کہا۔

"پھر بھی، تم ان فارن ایجنٹس کو نہیں جانتے۔ یہ خطرے کی بو بڑی دور سے سونگھ لیتے ہیں۔ بہرحال اگر ایسا بھی ہوا تو میں ناگری ایئرپورٹ پر سے اپنی گرفت کمزور نہیں ہونے دوں گا۔ اس کے ساتھ ساتھ اب مجھے واساناپورٹ پر بھی ان مجرموں کو کور کرنے کے لئے خصوصی انتظامات کرانے پڑیں گے۔ اوور"۔ پنڈت نارائن نے کہا۔

"یس باس۔ یہ بہت ضروری ہیں۔ اوور"۔ ریڈ ہاک نے کہا۔

"این ٹی کے جن نمبروں پر تم نے کال کی تھی اس کا کچھ پتہ چلا۔ اوور"۔ پنڈت نارائن نے پوچھا۔

"نہیں باس۔ یہ ٹیلی فون نمبر کسی ایکسچینج کا نہیں ہے۔ اس کا رابطہ ڈائریکٹ کسی خلائی سیارے سے ہے۔ اس لئے اس نمبر کے ذریعے این ٹی کو ٹریس کرنا مشکل ہے۔ اوور"۔ ریڈ ہاک نے کہا۔

"ہوں۔ پاشا کہاں ہے۔ اوور"۔ پنڈت نارائن نے پوچھا۔

"اسے ہلاک کر کے گٹر میں پھینک دیا گیا ہے باس۔ اوور"۔ ریڈ ہاک نے کہا۔

"کیا تم نے اس کی مکمل تلاشی لی تھی۔ اوور"۔ پنڈت نارائن نے پوچھا۔

"یس باس۔ اس کے پاس جو کچھ بھی تھا وہ سب میری تحویل میں

ہے۔ اوور"۔ ریڈ ہاک نے جواب دیا۔

"اور اس کے جسم میں کسی ایس ٹی آر کی موجودگی کا نشان۔ اوور"۔ پنڈت نارائن نے کہا۔

"ایس ٹی آر۔ اوہ نہیں باس۔ مجھے اس بات کا خیال نہیں آیا تھا۔ میں نے ایسا کوئی نشان چیک نہیں تھا۔ اوور"۔ ریڈ ہاک نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا تو پنڈت نارائن نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

"اسے میں تمہاری غیر ذمہ داری کہوں یا تمہاری حماقت۔ اوور"۔ پنڈت نارائن غرایا۔

"سس، سوری باس۔ رئیلی ویری سوری۔ اوور"۔ ریڈ ہاک نے انتہائی بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ہونہہ۔ فوری طور پر جا کر سب سے پہلے پاشا کی ڈیڈ باڈی چیک کرو اور سپیشل گائیگر سے اس کے جسم میں ایس ٹی آر کی موجودگی کا پتہ لگاؤ۔ اگر اس کے جسم میں ایس ٹی آر ہوا تو تم سمجھ سکتے ہو کہ این ٹی نے تمہارے ساتھ کیا کھیل کھیلا ہے۔ اوور"۔ پنڈت نارائن نے غصے سے کہا۔

"یس باس۔ میں ابھی چیک کرتا ہوں باس۔ اوور"۔ ریڈ ہاک نے جلدی سے کہا۔

"جلدی کرو اور مجھے فوری رپورٹ دو۔ اگر اس کے جسم میں ایس ٹی آر مل جائے تو ہمیں یقینی ثبوت مل جائے گا کہ این ٹی کو پاشا کی

ہلاکت کا علم ہو چکا ہے اور اس نے جان بوجھ کر ہمیں ڈاج دینے کے
لئے پلاننگ تبدیل کی ہے۔ تاکہ ہم ناگری ایئرپورٹ پر سے اپنی گرفت
کمزور کر لیں اور وہ آسانی سے اپنا کام کر گزرے۔ اگر پاشا کے جسم میں
ایس ٹی آر نہ ہوا تو ہمیں بہرحال اس کی باتوں پر یقین کرنا پڑے گا۔
تمہاری رپورٹ کے بعد ہی میں کوئی فیصلہ کروں گا کہ میں واسانا
پورٹ پر انتظامات کراؤں یا نہیں۔ اوور"۔ پنڈت نارائن نے کہا۔

" یس باس، میں ابھی آدھے گھنٹے میں آپ کو رپورٹ دیتا ہوں۔
اوور"۔ ریڈ ہاک نے جلدی سے کہا۔

" اوکے۔ اوور اینڈ آل"۔ پنڈت نارائن نے کہا اور ٹرانسمیٹر بند کر
دیا اور کسی گہرے خیالوں میں کھو گیا۔ اسی لمحے اس کے سامنے پڑے
ہوئے سرخ رنگ کے ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی تو وہ چونک پڑا۔

" یس سر، پنڈت نارائن سپیکنگ"۔ پنڈت نارائن نے مؤدبانہ
لہجے میں کہا کیونکہ اس سرخ ٹیلی فون کا رابطہ براہ راست صدر مملکت
کے ساتھ تھا۔

" مجھے اطلاع ملی ہے کہ آپ نے ناگری ایئرپورٹ پر کوئی ملٹری
آپریشن کرنے کا پروگرام بنایا ہے"۔ دوسری طرف سے صدر کی باوقار
آواز سنائی دی۔

" یس سر"۔ پنڈت نارائن نے کہا۔

" اس ملٹری آپریشن سے لوگ کس قدر خوفزدہ ہیں۔ اس کا آپ کو
اندازہ ہے۔ ابھی ہم پاکیشیا کے خلاف ملٹری آپریشن کی ندامت سے

نکلے نہیں ہیں۔ ان حالات میں کافرستان کے اندر ملٹری آپریشن کرنا
کیا عقلمندی ہے"۔ صدر مملکت نے غصیلے لہجے میں کہا۔

" آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں سر مگر میرے لئے اس وقت ایسا کرنا
بہت ضروری ہو گیا تھا سر"۔ پنڈت نارائن نے کہا۔

" کیوں ضروری ہو گیا تھا۔ یہی تو میں پوچھ رہا ہوں"۔
صدر مملکت نے تیز لہجے میں پوچھا۔

" آج علی عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کا کافرستان میں داخل
ہونے کا امکان ہے سر اور مصدقہ اطلاع کے مطابق علی عمران اور
پاکیشیا سیکرٹ سروس انہی طیاروں میں آ رہے ہیں جو پاکیشیا سے
ہمارے جنگی قیدی اور ڈیڈ باڈیز لینے گئے ہیں"۔ پنڈت نارائن نے
کہا اور پھر اس نے صدر مملکت کو ساری تفصیل بتا دی۔

" اوہ، بڑا حیرت انگیز اور عجیب و غریب منصوبہ بنایا ہے انہوں نے
کافرستان میں داخل ہونے کا"۔ صدر مملکت نے کہا۔

" یس سر۔ وہ ایسے ہی ہیں"۔ پنڈت نارائن نے کہا۔

" اگر ایسی بات ہے تو تب آپ کا یہ اقدام بالکل درست ہے۔ آپ
کس طرح ان جاسوسوں کا خاتمہ کر دیں۔ پھر میں یہ معاملہ انٹرنیشنل
لیول پر اٹھاؤں گا کہ پاکیشیا نے انٹرنیشنل رولز کی خلاف ورزی کرتے
ہوئے ہمارے طیاروں میں اپنے جاسوس بھیجنے کی کوشش کی تھی"۔
صدر مملکت نے جوش بھرے لہجے میں کہا۔

" بالکل سر ایسا ہی ہونا چاہئے۔ اس سے پاکیشیا کے وقار کو یقیناً

دھچکا لگے گا"۔ پنڈت نارائن نے کہا۔

"او کے، آپ اپنا کام جاری رکھیں۔ جیسے ہی آپریشن مکمل ہو آپ فوری طور پر مجھے اس کی اطلاع دیں گے"۔ صدر مملکت نے کہا۔

"شکریہ سر۔ آپ بے فکر رہیں۔ پاکیشیائی سیکرٹ سروس اور علی عمران کسی بھی طرح میرے ہاتھوں بچ نہیں سکیں گے"۔ پنڈت نارائن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"او کے وش یو گڈ لک"۔ صدر مملکت نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ پنڈت نارائن نے ایک طویل سانس لے کر فون کریڈل پر رکھ دیا۔ اسی وقت میز پر پڑے ہوئے ٹرانسمیٹر سے ٹوں ٹوں کی آواز سن کر وہ ایک بار پھر چونک اٹھا۔ اس نے جلدی سے ٹرانسمیٹر کو آن کر دیا۔

"یس زیرو ون سپیکنگ۔ اوور"۔ پنڈت نارائن نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

"زیرو سیون بول رہا ہوں باس۔ آپ کا اندازہ درست ہے سر۔ پاشا کے جسم میں واقعی ایس ٹی آر موجود تھا۔ اوور"۔ ریڈہاک نے کہا تو پنڈت نارائن کا چہرہ غصے سے سرخ ہو گیا۔

"اوہ، ویری بیڈ۔ ویری بیڈ۔ تمہاری ذرا سی لاپرواہی نے مجھے کتنی بڑی پریشانی میں مبتلا کر دیا تھا۔ اس کا مطلب ہے این ٹی کو تمہارے نقلی ہونے کا یقین تھا اس لئے اس نے تمہیں ڈاج دینے کی کوشش کی تھی۔ اوور"۔ پنڈت نارائن نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"سوری باس۔ لیکن اب ہمیں پتہ چل گیا ہے۔ این ٹی نے اس لئے ڈاج دینے کی کوشش کی ہو گی کہ ہماری توجہ واسانا پورٹ اور تاران کے روان نامی شپ کی جانب مبذول ہو جائے اور ہم ناگری ایئرپورٹ کو فری کر دیں۔ اس بات سے تو یہ کنفرم ہو گیا ہے کہ عمران اور اس کے ساتھی پہلے پروگرام کے تحت یہاں پہنچ رہے ہیں۔ اوور"۔ ریڈہاک نے کہا۔

"تم پرلے درجے کے احمق اور گدھے ہو ریڈہاک۔ سی ون طیاروں کے آنے میں ابھی تین گھنٹوں سے زیادہ وقت باقی ہے۔ اوور"۔ پنڈت نارائن نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"تت، تو۔ کیا وہ۔ اوور"۔ ریڈہاک نے ہکلاتے ہوئے کہا۔

"ظاہر سی بات ہے۔ تمہاری اصلیت جان کر این ٹی یقینی طور پر پاکیشیا اطلاع دے دے گا اور انہیں روک دے گا۔ یہ سب تمہاری غفلت اور لاپرواہی کی وجہ سے ہو گا۔ اب وہ نئے سرے سے پلاننگ کریں گے اور نجانے کس راستے سے کافرستان آنے کی کوشش کریں۔ اوور"۔ پنڈت نارائن نے غصے سے جبڑے بھینچتے ہوئے کہا۔

"اوہ، ویری بیڈ۔ واقعی مجھ سے بہت بڑی غلطی ہو گئی ہے باس۔ میں شرمندہ ہوں۔ بے حد شرمندہ۔ اوور"۔ ریڈہاک کی شرمندگی سے بھرپور آواز سنائی دی۔

"شرمندہ، ہونہہ۔ نانسنس۔ اب تمہارے شرمندہ ہونے سے کیا ہو گا۔ اگر تم میرے خاص آدمی نہ ہوتے تو تمہاری اس لاپرواہی اور

غفلت کی میں تمہیں ایسی بھیانک سزا دیتا کہ تمہاری روح صدیوں تک بلبلاتی رہتی۔ اوور اینڈ آل"۔ پنڈت نارائن نے انتہائی غصبناک لہجے میں کہا اور پھر اس نے غصے سے ٹرانسمیٹر بند کر کے میز پر پٹخا اور دونوں ہاتھوں سے اپنا سر پکڑ لیا۔

کافرستان کا سی ون تھرٹی طیارہ پاکیشیا ایئرپورٹ کے رن وے پر نہایت تیزی سے دوڑ رہا تھا۔ اینڈنگ پوائنٹ پر پہنچتے ہی طیارہ نہایت تیزی کے ساتھ فضا میں بلند ہوتا چلا گیا۔

اس طیارے کی پائلٹ سیٹ پر عمران موجود تھا۔ جس نے کافرستانی پائلٹ کا میک اپ کر رکھا تھا۔ وہ اس وقت باقاعدہ فوجی یونیفارم میں تھا۔ اس کے ساتھ سیکنڈ پائلٹ کے روپ میں صفدر تھا۔ اس نے بھی فوجی وردی پہن رکھی تھی اور وہ بھی کافرستانی میک اپ میں تھا۔

سیکرٹ سروس کے باقی ممبر طیارے کے عملے کے روپ میں تھے جو خاص طور پر کافرستان سے تابوتوں کی حفاظت کے پیش نظر آئے تھے۔

عمران کو این ٹی کی طرف سے مکمل رپورٹ مل چکی تھی کہ ان کا طیارے کے عملے کے روپ میں آنا یا تابوتوں میں بند ہو کر آنا اب خطرناک ہو سکتا ہے۔ این ٹی نے ایکسٹو کو بتا دیا تھا کہ اس کے نمبر ٹو کو ہلاک کر کے اس سے تمام تفصیلات حاصل کر لی گئی ہیں اور پنڈت نارائن نے ناگری ایئرپورٹ کا محاصرہ کر کے نہ صرف اس کے تمام ساتھیوں کو گرفتار کر لیا ہے بلکہ اس نے ناگری ایئرپورٹ پر ان سب کا خاتمہ کرنے کے لئے ایک بہت بڑے فوجی آپریشن کی تیاری کر رکھی ہے۔ ان کے وہاں سے بچ نکلنے کے تمام راستے مسدود کر دیئے گئے ہیں۔ اس لئے این ٹی نے مشورہ دیا تھا کہ وہ اس پلاننگ سے ہٹ کر کسی دوسرے راستے سے کافرستان میں داخل ہوں تو زیادہ بہتر رہے گا۔ اس کے لئے این ٹی نے کافرستان میں داخل ہونے والے چند خفیہ راستوں کے بارے میں بھی بتایا تھا۔

بلیک زیرو سے این ٹی کی رپورٹ سن کر عمران بے اختیار مسکرا دیا تھا۔ اس نے کہا تھا کہ اگر پنڈت نارائن نے اس کے اور اس کے ساتھیوں کے لئے ناگری ایئرپورٹ پر ان کی موت کا سامان تیار کر رکھا ہے تو وہ اب ہر صورت میں اور ہر حال میں وہاں جائے گا اور پنڈت نارائن ناگری ایئرپورٹ پر بٹالین تو کیا کافرستان کی پوری فوج بھی لے آئے وہ تب بھی خود کو اور اپنے ساتھیوں کو وہاں سے نکال لے جائے گا۔

بلیک زیرو نے عمران کو سمجھانے کی بے حد کوشش کی مگر وہ

عمران ہی کیا جو آسانی سے مان جائے۔ اس نے صرف اتنا مان لیا تھا کہ وہ ممبروں کو تابوتوں میں بند نہیں کرے گا بلکہ طیارے کے عملے کے روپ میں اپنے ساتھ لے جائے گا تو بلیک زیرو خاموش ہو گیا۔

پھر عمران سیکرٹ سروس کے ممبروں کو ایئرپورٹ پہنچنے کی ہدایات دیتے ہوئے خود بھی وہاں پہنچ گیا۔ کافرستانی طیارے آ چکے تھے اور ان طیاروں کے پائلٹوں اور عملے کو خصوصی گیسٹ روم میں رکھا گیا تھا۔ جہاں عمران اور اس کے ساتھیوں نے آسانی سے انہیں چھاپ لیا۔ سیکرٹ سروس کے ممبروں کو ایکسٹو نے بتا دیا تھا کہ عمران نے اس سے باقاعدہ تحریری طور پر اپنی سابقہ غلطیوں کی معافی مانگتے ہوئے سر سلطان سے سفارش کروائی تھی جس کی وجہ سے اس نے اس بار عمران کو معاف کر دیا ہے اور ان کے ساتھ اسے کافرستان مشن پر بھیجنے کے لئے رضامند ہو گیا ہے اور اب عمران ان کے ساتھ کافرستان مشن پر جا رہا تھا۔ یہ واقعی سیکرٹ سروس کے لئے بے حد خوشی کی بات تھی اس لئے وہ بے حد خوش اور ہشاش بشاش نظر آ رہے تھے۔

" عمران نے این ٹی کی طرف سے ملنے والی رپورٹ کے بعد بھی اسی طیارے میں سفر کرنے کا پروگرام بنایا تھا جس میں ڈیڈ باڈیز لے جائی جا رہی تھیں۔ وہ چاہتا تو آسانی سے قیدیوں کو لے جانے والے طیارے کے عملے کی جگہ لے سکتا تھا اور ان قیدیوں کو یرغمال بنا کر پنڈت نارائن اور ناگری ایئرپورٹ پر موجود فوج کو وہاں سے نکلنے پر

مجبور کر سکتا تھا۔ لیکن اس کی ریڈی میڈ کھوپڑی میں کیا تھا یہ کون جان سکتا تھا۔ اب عمران اور اس کے ساتھی طیارے میں سوار کافرستان کی جانب رواں دواں تھے۔

" عمران صاحب، میری سمجھ میں ایک بات نہیں آرہی۔ کیا آپ اس کی وضاحت کرنا پسند کریں گے"۔ صفدر جو طیارے کے بلند ہونے تک خاموش بیٹھا تھا نے آخر زبان کھولتے ہوئے کہا۔

" کون سی بات۔ پہلے اس کی تو وضاحت کرو پیارے بھائی"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"یہی کہ آپ پہلے بھی ایکسٹو کے ساتھ اس طرح کے بلکہ اس سے بھی بڑے بڑے مذاق کرتے آئے ہیں۔ پہلے تو چیف نے آپ کو اس حد تک سزا نہیں دی تھی۔ پھر اس بار کیوں انہوں نے ہماری آپ سے ملنے پر بھی پابندی لگا دی تھی"۔ صفدر نے کہا۔ اس کی ذہانت دیکھ کر عمران دل ہی دل میں اسے داد دیئے بغیر نہ رہ سکا۔ صفدر نے واقعی بے حد ٹھوس اور گہری بات کی تھی۔

" تمہارا کیا خیال ہے۔ چیف انسان نہیں ہے"۔ عمران نے الٹا اس سے سوال کرتے ہوئے کہا۔

" کیا مطلب، میں سمجھا نہیں"۔ صفدر نے چونک کر اور واقعی حیران ہوتے ہوئے کہا۔

" بھئی، چیف تمہاری اور میری طرح باقاعدہ انسانوں میں شمار ہوتا ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ وہ سات پردوں کے پیچھے عورتوں کی

طرح چھپا ہوا ہے۔ مگر ہے تو انسان ہی ناں اور انسانی فطرت پر موڈ ہمیشہ حاوی رہتا ہے۔ موڈ اچھا ہو تو غصے والی باتیں بھی ہنسا دیتی ہیں۔ موڈ آف ہو تو ہنسی والی باتیں بھی بری لگتی ہیں اور جب موڈ کا فیوز ہی اڑ گیا ہو تو پھر تم خود ہی سوچ لو کہ کیا ہو سکتا ہے"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو صفدر بھی ہنس پڑا۔

" تو آپ کا خیال ہے کہ اس وقت چیف کے موڈ کا فیوز اڑا ہوا تھا"۔ صفدر نے ہنستے ہوئے کہا۔

" ظاہر سی بات ہے ورنہ میں نے کون سا چیف کی نقاب کشائی کا اعلان کر دیا تھا کہ چیف مجھے اس طرح میٹنگ ہال سے نکال باہر کرتا"۔ عمران نے کہا تو صفدر سر ہلانے لگا۔

" ہو سکتا ہے آپ ٹھیک کہہ رہے ہوں"۔ اس نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا تو اس بار عمران چونک پڑا۔

" ہو سکتا ہے سے تمہاری کیا مراد ہے"۔ عمران نے اس کی جانب حیران نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔ صفدر کا انداز بتا رہا تھا کہ وہ عمران کی اس دلیل سے مطمئن نہیں ہوا تھا۔

" اگر ایسی بات ہوتی تو چیف اپنا فیصلہ کبھی تبدیل نہ کرتا اور ان کے کئے ہوئے فیصلوں کے خلاف صدر مملکت تک اعتراض نہیں کر سکتے۔ پھر وزارت خارجہ کے سیکرٹری سر سلطان کی درخواست پر چیف نے آپ کی معافی بھی منظور کر لی اور آپ کو ہمارے ساتھ کافرستان مشن پر بھی بھیجنے کے لئے تیار ہو گئے۔ کیا یہ حیران کن بات

نہیں ہے"۔ صفدر نے کہا تو عمران بے اختیار اپنے سر پر ہاتھ پھیر کر رہ گیا۔ صفدر بے حد وزنی اور مدلل باتیں کر رہا تھا۔

"اس بات کا جواب تو تمہارا چیف ہی دے سکتا ہے۔ کہو تو جہاز موڑوں۔ پہلے چیف سے اس سلسلے میں پوچھ گچھ کر لیں بعد میں مشن کے بارے میں سوچتے رہیں گے"۔ عمران نے کہا۔

"ارے نہیں۔ ایسا مت کریں عمران صاحب۔ میں تو یونہی وقت گزاری کے لئے باتیں کر رہا تھا۔ بہرحال وہ چیف ہے جو مرضی فیصلے کرے۔ اسے بھلا کون چیلنج کر سکتا ہے"۔ صفدر نے جلدی سے کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

"بس گھبرا گئے۔ تم نے تو میرے دل میں تجسس پیدا کر دیا ہے۔ میرا خیال ہے جہاز موڑ ہی لیتے ہیں"۔ عمران نے ہنستے ہوئے کہا۔

"اپنے ساتھ ساتھ اب آپ شاید مجھے بھی مروانا چاہتے ہیں"۔ صفدر نے ہنستے ہوئے کہا۔

"تو اچھا ہے ناں۔ اس شعر پر ہم عملی جامعہ پہنا دیں گے"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"کون سے شعر کی بات کر رہے ہیں"۔ صفدر نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"وہی، تم تو ڈوبے ہو صنم بے وفا ہمیں بھی لے ڈوبو گے"۔ عمران نے کہا تو صفدر کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

"یہ شعر نہیں محاورہ ہے اور عمران صاحب آپ نے اس محاورے

کی ٹانگ توڑ دی ہے"۔ صفدر نے ہنستے ہوئے کہا۔

"تو تم جوڑ دو"۔ عمران نے کہا تو صفدر ایک بار پھر ہنس پڑا۔

"محاورہ اس طرح ہے۔ ہم تو ڈوبے ہیں صنم تمہیں بھی لے ڈوبیں گے"۔ صفدر نے محاورے کی تصحیح کرتے ہوئے کہا۔

"محاورہ ہی سہی لیکن ڈوبنا تو بہرحال ساتھ صنم کو بھی پڑتا ہے وہ بے وفا ہو یا باوفا"۔ عمران نے کہا تو صفدر کی ہنسی تیز ہو گئی۔

"اچھا چھوڑیئے یہ بتایئے۔ اب آپ کا کیا پروگرام ہے"۔ صفدر نے موضوع بدلتے ہوئے کہا۔

"تم اور تمہارے ساتھیوں کے ساتھ مل کر جولیا کو اغوا کر کے کافرستان لے جا رہا ہوں۔ شاید وہاں بات بن جائے"۔ عمران نے کہا تو صفدر سمجھ گیا کہ عمران فی الحال اسے کچھ بتانا نہیں چاہتا اس لئے وہ ادھر ادھر کی ہانک رہا ہے۔

"عمران صاحب کم از کم یہ تو بتا دیں کہ ایرو ایئر کرافٹس جہاں تیار کئے جا رہے ہیں وہ فیکٹری کافرستان کے کس علاقے میں ہے"۔ صفدر نے چند لمحے توقف کے بعد پھر پوچھا۔

"یہ بات میں کافرستان کے صدر یا وزیر اعظم سے پوچھوں گا۔ امید ہے کم از کم مجھے وہ اس سوال کا جواب ضرور دے دیں گے"۔ عمران نے طنزیہ لہجے میں کہا تو صفدر نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے کیونکہ عمران کے جواب سے واضح ہو گیا تھا کہ وہ خود بھی نہیں جانتا کہ ایرو ایئر کرافٹس کی فیکٹری کافرستان کے کس علاقے میں ہے۔

"بس اب خاموش ہو جاؤ۔ ہم کافرستانی سرحد کراس کرنے والے ہیں"۔ عمران نے کہا تو صفدر نے اثبات میں سر ہلا کر خاموشی اختیار کر لی اور پھر وہ کافرستانی بارڈر کراس کر کے جیسے ہی آگے بڑھے اسی لمحے مین پینل پر ایمرجنسی ٹرانسمیٹر جاگ اٹھا اور ایک بلب تیزی سے جلنے بجھنے لگا۔

"اوہ، کسی کنٹرول ٹاور سے ہم سے رابطہ قائم کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے"۔ عمران نے چونک کر کہا اور ہاتھ بڑھا کر اس نے ٹرانسمیٹر کا بٹن آن کر دیا۔

"ہیلو، ہیلو سپیشل فلائیٹ۔ ہیلو، ہیلو۔ سپیشل کنٹرول ٹاور کالنگ یو۔ ہیلو۔ ہیلو۔ اوور"۔ دوسری طرف سے ایک کرخت آواز آنے لگی۔

"یس سپیشل فلائٹ۔ فرسٹ پائلٹ اٹنڈنگ یو۔ اوور"۔ عمران نے آواز بدلتے ہوئے کہا۔ صفدر سمجھ گیا تھا کہ عمران نے اس پائلٹ کی آواز میں بات کی ہے جس کی جگہ عمران نے لے رکھی تھی۔

"اپنی شناخت کراؤ۔ اوور"۔ دوسری طرف سے کرخت لہجے میں کہا گیا۔

"میجر جسونت سنگھ فرسٹ پائلٹ اینڈ سیکنڈ پائلٹ از کیپٹن سریندر کمار۔ اوور"۔ عمران نے تیز لہجے میں کہا۔

"اپنے دوسرے آدمیوں کا نام بتاؤ۔ اوور"۔ دوسری طرف سے کہا گیا تو عمران نے اپنے دوسرے ساتھیوں کے نام بتا دیئے۔

"او کے سپیشل کوڈ دوہراؤ۔ اوور"۔ دوسری طرف سے پہلے سے زیادہ کرخت لہجے میں کہا گیا۔

"زیرو زیرو ایکس تھری ون۔ اوور"۔ عمران نے سپیشل کوڈ دوہراتے ہوئے کہا۔

"تمہاری منزل کیا ہے۔ اوور"۔ دوسری طرف سے پوچھا گیا۔

"سرحدی علاقے سے دو ہزار کلومیٹر کافرستان کا ناگری ایئرپورٹ۔ اوور"۔ عمران نے پائلٹ سے حاصل کی ہوئیں معلومات کے تحت بڑے اطمینان سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ناگری ایئرپورٹ کے علاوہ اگر تم نے طیارہ کسی اور طرف موڑنے یا لے جانے کی کوشش کی تو تمہارا طیارہ ہٹ کر دیا جائے گا۔ اوور اینڈ آل"۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی ٹرانسمیٹر آف ہو گیا۔ عمران کے لبوں پر بے اختیار ایک زہرانگیز مسکراہٹ پھیل گئی۔

"اندر جاؤ اور تمام ساتھیوں کو تیار رہنے کا حکم دو۔ ہمیں ہر قسم کی صورتحال سے نپٹنے کے لئے تیار رہنا ہوگا"۔ عمران نے صفدر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"کیا مطلب، آپ کے خیال میں کیا وہ لوگ آپ کے بتائے ہوئے ناموں اور کوڈ ورڈز سے مطمئن نہیں ہوئے"۔ صفدر نے چونک کر پوچھا۔

"تمہارا کیا خیال ہے وہ لوگ بے وقوف ہیں"۔ عمران نے منہ

بناتے ہوئے کہا۔

" لیکن ان کا انداز تو ایسا تھا جیسے وہ آپ سے مطمئن ہو گئے ہوں"۔ صفدر نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

" وہ ہمیں ناگری ایئرپورٹ پر گھیرنے کا پروگرام بنائے بیٹھے ہیں۔ ہمارے اطمینان کے لئے انہوں نے میرے غلط کوڈ بھی درست تسلیم کر لئے ہیں"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو صفدر بے اختیار اچھل پڑا۔

" کک، کیا مطلب۔ آپ نے جو کوڈ بتائے تھے وہ درست نہیں تھے"۔ صفدر نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

" ہمارے مقابلے پر کافرستانی سیکرٹ سروس ہے اور تمہیں شاید معلوم نہیں ہے کہ کافرستانی سیکرٹ سروس کا جو نیا چیف بنایا گیا ہے وہ بے حد کائیاں انسان ہے۔ بلکہ اسے شیطان کا بھائی کہا جائے تو بے جا نہیں ہوگا۔ پنڈت نارائن یاد ہے تمہیں"۔ عمران نے کہا تو صفدر ایک بار پھر اچھل پڑا۔

" پنڈت نارائن۔ اوہ، اوہ تو اس بار ہمارے مقابلے پر پنڈت نارائن آرہا ہے۔ اوہ پھر آپ اس طرح کیوں اطمینان سے کافرستان میں داخل ہو رہے ہیں عمران صاحب"۔ صفدر نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

" بعض اوقات موت سے آنکھ مچولی کھیلنے میں مزا آتا ہے صفدر۔ ہم ہر مشن کی باقاعدہ ذہانت اور سوچ بچار کر کے پلاننگ کرتے ہیں۔

اس بار میں اس مشن کو ڈائریکٹ ایکشن سٹائل میں پورا کرنا چاہتا ہوں۔ مقابلے پر پنڈت نارائن ہے۔ اسے بھی تو پتہ چلے کہ اس کے مقابلے پر پاکیشیا سیکرٹ سروس ہے"۔ عمران نے کہا تو صفدر اثبات میں سر ہلانے لگا۔

" تو آپ کا ارادہ فاسٹ ایکشن کا ہے"۔ صفدر نے کہا۔

" بہت عرصہ ہو گیا کھل کر کام کئے ہوئے۔ اس بار موقع ملا ہے تو کیوں نہ ہاتھ پیر کھول کر پوری طرح سے کام کریں"۔ عمران نے کہا۔ اس سے پہلے کہ عمران کی بات کا صفدر کوئی جواب دیتا انہیں لڑاکا طیاروں کا تیز شور سنائی دیا اور وہ چونک اٹھے۔

" لو آگئے باراتی۔ اب سہرا بندی کی تیاری کر لو"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو صفدر نے اثبات میں سر ہلایا اور اٹھ کر تیزی سے کاک پٹ سے نکل کر دوسری طرف چلا گیا۔

چار کافرستانی لڑاکا طیاروں نے اس طیارے کو گھیر لیا تھا۔ ایک لڑاکا طیارہ آگے تھا، ایک پیچھے اور دو لڑاکا طیارے اس طیارے کے دائیں بائیں پرواز کرنے لگے تھے۔ اسی وقت طیارے میں نصب ٹرانسمیٹر ایک بار پھر جاگ پڑا۔

" ہیلو۔ ہیلو سپیشل فلائٹ۔ کیا تم ہماری آواز سن رہے ہو۔ اوور"۔ ایک لڑاکا طیارے کے پائلٹ کی کرخت آواز گونجی۔

" ہاں سن رہا ہوں۔ لیکن جہاز کو کیوں گھیرا جا رہا ہے۔ کیا چاہتے ہیں آپ لوگ۔ اوور"۔ عمران نے جواباً انتہائی کرخت لہجے میں کہا۔

" یہ معمول کی کارروائی ہے۔ تم پاکیشیا سے آرہے ہو اس لئے اس کی حفاظت کے پیش نظر ایسا کیا گیا ہے۔ اوور"۔ دوسری طرف سے بظاہر نہایت نرم لیکن زہر خند لہجے میں کہا گیا۔

" ٹھیک ہے۔ اوور"۔ عمران نے لاپرواہی سے جواب دیا۔

" اوور اینڈ آل"۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر رابطہ ختم ہو گیا۔
عمران نے نیچے دیکھا وہ اس وقت ایک گھنے جنگل کے اوپر سے گزر رہا تھا۔ اس جنگل کے آگے دریا تھا۔ پھر پہاڑی سلسلہ اور اس کے بعد ایک اور جنگل تھا جو خاصا طویل و عریض تھا۔ عمران نے کنٹرول پینل پر لگے مختلف بٹن دبانے شروع کر دیئے۔

" تنویر کاک پٹ میں آؤ فوراً"۔ عمران نے ایک بٹن دباتے ہوئے ہیڈ فون میں کہا اور بٹن آف کر دیا۔ چند لمحوں بعد تنویر کاک پٹ میں آ گیا۔ اس کے چہرے پر کوئی میک اپ نہ تھا۔ وہ اپنے اصل حلیئے میں تھا۔

" کیا بات ہے۔ کیوں بلایا ہے مجھے"۔ تنویر نے بڑے اکھڑے ہوئے لہجے میں کہا۔ اسے شاید اس بات کا غصہ تھا کہ اس مشن میں پھر عمران کو ان کے ساتھ بھیج دیا گیا ہے اور اب عمران کی موجودگی میں وہ کھل کر کام نہیں کر سکتا تھا۔

" ہمارے جہاز کو چار لڑاکا طیاروں نے گھیر رکھا ہے"۔ عمران نے اس کے لہجے کی پرواہ کئے بغیر سنجیدگی سے کہا۔

" تو پھر"۔ تنویر نے سامنے اور دائیں بائیں جہاز کے ساتھ لڑاکا

طیاروں کو آگے بڑھتے دیکھ کر کہا۔

" میں تمہارے سوا باقی سب ممبروں کو شنگانا جنگل میں اتارنا چاہتا ہوں"۔ عمران نے اسی سنجیدگی سے کہا تو تنویر چونک کر اس کی شکل دیکھنے لگا۔

" تو"۔ تنویر نے جیسے نہ سمجھنے والے انداز میں کہا۔

" تم اس قدر احمق نہیں ہو۔ تم اچھی طرح سے سمجھ رہے ہو کہ میں کیا کہنا چاہتا ہوں"۔ عمران نے سخت لہجے میں کہا۔

" میں تمہاری بات سمجھ رہا ہوں مگر......." تنویر کچھ کہتے کہتے رک گیا۔ اس نے سر جھٹکا اور پھر پر خیال انداز میں سر ہلانے لگا۔

" شنگانا جنگل تک تم کتنی دیر میں پہنچ جاؤ گے"۔ تنویر نے پوچھا۔

" زیادہ سے زیادہ ایک گھنٹے تک"۔ عمران نے جواب دیا۔

" او کے تم کیا چاہتے ہو"۔ تنویر نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

" وہی جو تمہارے ذہن میں ہے"۔ عمران نے سادہ سے لہجے میں کہا۔

" یعنی ان لڑاکا طیاروں سے چھٹکارا"۔ تنویر نے عمران کی جانب غور سے دیکھتے ہوئے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

" لیکن، اگر ان طیاروں کو مار گرایا گیا تو ان کی جگہ اور لڑاکا طیارے نہیں آجائیں گے"۔ تنویر نے کہا۔

" جب تک اور طیارے آئیں گے ہم شنگانا جنگل میں غائب ہو چکے ہوں گے"۔ عمران نے سنجیدگی سے جواب دیا۔

" اوہ، ٹھیک ہے میں سمجھ گیا ہوں۔ لیکن یہ چار فائٹر طیارے ہیں۔ ان چاروں کو میں اکیلا"۔ تنویر نے کہنا چاہا۔

" جولیا کو ساتھ لے لو۔ ان میں سے کسی ایک طیارے کو بھی نہیں بچنا چاہئے"۔ عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

" بے فکر رہو۔ ایسا ہی ہو گا"۔ تنویر نے مسرت بھرے لہجے میں کہا اور تیزی سے کاک پٹ سے نکل گیا۔ اس کے چہرے پر بے پناہ جوش اور مسرت کے آثار تھے جیسے عمران نے اسے اس کے مطلب کا کام دے کر اس کی ساری کوفت دور کر دی ہو۔

ٹیلی فون کی گھنٹی بجی تو پنڈت نارائن نے جھپٹ کر یوں رسیور اٹھا لیا جیسے اگر اسے ایک لمحے کی بھی دیر ہو گئی تو فون کی گھنٹی بجنا بند ہو جائے گی۔

" یس"۔ پنڈت نارائن نے بے حد سخت اور سرد لہجے میں کہا۔

" ٹاور سیکشن سے واسو بول رہا ہوں جناب"۔ دوسری طرف سے ریڈ سیکشن کے انچارج واسو کی آواز سنائی دی۔

" یس، کیا رپورٹ ہے"۔ پنڈت نارائن نے تیز لہجے میں پوچھا۔

" سر، پاکیشیا سے آنے والے دونوں طیاروں میں ٹی ٹی ون موجود ہے اور پی آر ٹی سے ان کا لنک ہو چکا ہے"۔ دوسری طرف سے جوش بھرے لہجے میں کہا گیا۔

" گڈ، ویری گڈ۔ کیا ٹی ٹی ون سٹار لائٹ آن کرنے کی پوزیشن میں ہے"۔ پنڈت نارائن نے پوچھا۔ اس کی آنکھوں میں واسو کی بات سن

کر تیز چمک آگئی تھی۔

"ابھی سی ون تھرٹی طیارے ایک ہزار کلو میٹر کی دوری پر ہیں سر۔ پی ٹی آر سٹار لائٹ کو زیادہ سے زیادہ پانچ سو کلو میٹر کی رینج میں آن کر سکتی ہے"۔ واسو نے جواب دیا۔

"اوہ، کیا پی ٹی آر مشین میں زیرو ایکس تھرٹین فکس نہیں ہے"۔ پنڈت نارائن نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

"زیرو ایکس تھرٹین۔ اوہ، نہیں باس۔ لیکن واقعی اگر پی ٹی آر میں زیرو ایکس تھرٹین فکس کر دیا جائے تو ان طیاروں میں موجود ٹی ٹی ون کے ساتھ پی ٹی آر مشین کا رابطہ ڈائریکٹ سیٹلائٹ کے تحت ہو جائے گا اور پھر سٹار لائٹ کو بھی آسانی سے آن کیا جا سکتا ہے"۔ واسو نے جلدی سے کہا۔

"تو پھر اس ڈیوائس کو مشین میں ایڈجسٹ کراؤ۔ سٹار لائٹ کو میں خود آکر آن کروں گا"۔ پنڈت نارائن نے سخت لہجے میں کہا۔

"رائٹ سر"۔ واسو نے کہا اور فون بند کر دیا۔ پنڈت نارائن نے بھی فون بند کیا اور ٹرانسمیٹر پر ریڈ ہاک کو کال کرنے لگا۔

"یس، زیرو سیون سپیکنگ۔ اوور"۔ رابطہ ملتے ہی ریڈ ہاک کی آواز سنائی دی۔

"زیرو ون۔ اوور"۔ پنڈت نارائن نے تیز لہجے میں کہا۔

"اوہ، یس سر۔ حکم سر۔ اوور"۔ ریڈ ہاک نے کہا اس کا لہجہ بے حد مؤدبانہ تھا۔

"ناگری ایئر پورٹ پر پہنچو فوراً۔ اوور"۔ پنڈت نارائن نے کہا۔

"یس سر۔ اوور"۔ ریڈ ہاک نے کہا تو پنڈت نارائن نے اوور اینڈ آل کہہ کر ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔ اس نے ریسٹ واچ پر نظر ڈالی اور پھر ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

"وکرم"۔ اس نے دروازے کی طرف دیکھتے ہوئے آواز دی۔ دوسرے ہی لمحے ایک دبلا پتلا نوجوان اندر آگیا۔

"یس سر"۔ اس نے مؤدب لہجے میں پوچھا۔

"کیپٹن وشال کو بلاؤ"۔ پنڈت نارائن نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"یس سر"۔ وکرم نے کہا اور تیزی سے کمرے سے باہر چلا گیا۔ چند لمحوں بعد ایک خوش پوش نوجوان اندر آگیا۔ اس نے نہایت مؤدبانہ اور فوجی انداز میں پنڈت نارائن کو سلام کیا۔

"یس سر"۔ آنے والے کیپٹن وشال نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"میں نے تمہیں ہیلی کاپٹر تیار کرنے کا حکم دیا تھا"۔ پنڈت نارائن نے کہا۔

"ہیلی کاپٹر تیار ہے سر"۔ کیپٹن وشال نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"گڈ، کون جا رہا ہے میرے ساتھ"۔ پنڈت نارائن نے پوچھا۔

"میجر سنگھ سر"۔ کیپٹن وشال نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے۔ آؤ میرے ساتھ"۔ پنڈت نارائن نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا اور تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا آفس سے نکلتا چلا گیا۔ کیپٹن

وشال بھی اس کے پیچھے ہو لیا۔ مختلف راستوں سے ہوتے ہوئے وہ ایک لفٹ میں آ گئے اور پھر لفٹ میں بیٹھ کر وہ سولہ منزلہ عمارت کی چھت پر پہنچ گئے۔ جہاں ایک طرف ہیلی پیڈ بنا ہوا تھا۔ ہیلی پیڈ پر ایک ٹرانسپورٹر ہیلی کاپٹر موجود تھا۔ جیسے ہی پنڈت نارائن اور کیپٹن وشال چھت پر پہنچے ہیلی کاپٹر کی پائلٹ سیٹ پر بیٹھے ہوئے میجر سنگھ نے ہیلی کاپٹر سٹارٹ کر لیا اور ہیلی کاپٹر کے پر گردش کرنے لگے۔

"تم یہیں رکو۔ میں میجر سنگھ کے ساتھ جاؤں گا"۔ پنڈت نارائن نے کیپٹن وشال سے کہا تو کیپٹن وشال نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پنڈت نارائن جھکے جھکے انداز میں تیزی سے ہیلی کاپٹر کی جانب بڑھ گیا اور ہیلی کاپٹر کے دوسری طرف جا کر اس نے پائلٹ کی سائیڈ والی سیٹ کا دروازہ کھولا اور اچھل کر اس میں سوار ہو گیا۔

"ناگری ایئرپورٹ چلو"۔ پنڈت نارائن نے کہا تو میجر سنگھ نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پنڈت نارائن کے دروازہ بند کیا اور سیٹ بیلٹ باندھنے لگا۔ اس اثناء میں ہیلی کاپٹر کے گردش کرتے ہوئے پر پوری رفتار پکڑ چکے تھے۔ میجر سنگھ نے لیور دبا کر ہینڈل کھینچا تو ہیلی کاپٹر اوپر اٹھنا شروع ہو گیا۔ بلندی پر آ کر ہیلی کاپٹر کا رخ مڑا اور پھر وہ نہایت تیزی سے ناگری ایئرپورٹ کی جانب اڑتا چلا گیا۔

تقریباً آدھے گھنٹے بعد پنڈت نارائن ناگری ایئرپورٹ کے کنٹرول ٹاور میں موجود تھا جہاں اس کا استقبال ریڈ سیکشن کے انچارج واسو نے کیا تھا۔

"کام ہو گیا"۔ پنڈت نارائن نے ایک آرام دہ کرسی پر بیٹھتے ہوئے واسو سے پوچھا۔

"یس سر۔ پی ٹی آر مشین میں، میں نے خود زیرو ایکس تھرٹین فکس کیا ہے۔ مشین نے آٹومیٹک ایڈجسٹمنٹ کر کے اوکے کا کاشن بھی دے دیا ہے"۔ واسو نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"اسے آن کرو"۔ پنڈت نارائن نے سامنے پڑی ہوئی مشین کی طرف دیکھتے ہوئے کہا جس پر ایک تین انچ کی سکرین بھی نصب تھی۔ واسو نے اثبات میں سر ہلایا اور مشین آپریٹ کرنا شروع ہو گیا۔ مشین سے گھرر گھرر کی آوازیں نکلنے لگیں اور اس پر موجود مختلف رنگوں کے بلب تیزی سے جلنے بجھنے لگے اور ساتھ ہی مشین پر لگی سکرین بھی آن ہو گئی۔

ایک جگہ مشین پر دو بٹن لگے ہوئے تھے جن کے نیچے مارکر سے سی ون تھرٹی اے اور سی ون تھرٹی بی لکھا ہوا تھا۔ اس کے ساتھ ہی ایک سرخ بٹن اور ایک لیور موجود تھا۔

"مشین آن ہے سر۔ سب سے پہلے آپ کس طیارے کو چیک کرنا پسند کریں گے"۔ واسو نے کہا۔ پنڈت نارائن اپنی جگہ سے اٹھا اور مشین کے قریب آ گیا۔ اس نے ہاتھ بڑھا کر سی ون تھرٹی اے کا بٹن پریس کیا اور لیور گھماتے ہوئے ایک سرخ بٹن دبا دیا۔ اسی وقت سکرین پر جھماکا ہوا اور ایک منظر ابھر آیا۔ اس میں ایک فوجی سی ون تھرٹی طیارہ نظر آ رہا تھا۔ جو آسمان کی وسعتوں میں نہایت تیزی سے تیر

رہا تھا۔ پنڈت نارائن نے مشین کے مختلف بٹن دبائے تو جہاز کا اندرونی منظر سکرین پر ابھر آیا۔ جہاں بہت سے فوجی قیدی موجود تھے۔ پنڈت نارائن لیور گھما گھما کر باری باری ان فوجیوں کا کلوزاپ لینے لگا۔ ہر فوجی کا کلوزاپ لیتے ہوئے وہ سٹار لائٹ والا سرخ بٹن بھی دبا رہا تھا۔

تمام فوجیوں کو چیک کرنے کے بعد اس نے دو بٹن اکٹھے دبائے اور سکرین پر جہاز کا کاک پٹ نظر آنے لگا۔ جہاں دو کافرستانی پائلٹ موجود تھے۔ پنڈت نارائن نے باری باری سٹار لائٹ کا بٹن دبایا۔ پھر اس نے نفی میں اور مایوسی میں سر ہلا دیا۔

" نہیں، ان میں کوئی بھی میک اپ میں نہیں ہے"۔ پنڈت نارائن نے مایوسانہ لہجے میں کہا تو واسو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

" سی ون تھرٹی بی کو چیک کر لیں سر"۔ واسو نے کہا۔ اسی لمحے کنٹرول ٹاور میں ریڈ ہاک داخل ہوا تو پنڈت نارائن چونک کر اس کی جانب دیکھنے لگا۔

ریڈ ہاک نے پنڈت نارائن کو نہایت مؤدبانہ انداز میں سلام کیا۔

" آؤ، زیرو سیون۔ مصدقہ اطلاع ملی ہے کہ عمران اور اس کے ساتھی انہی طیاروں میں آ رہے ہیں"۔ پنڈت نارائن نے کہا تو ریڈ ہاک چونک پڑا۔

" مصدقہ اطلاع"۔ ریڈ ہاک نے چونکتے ہوئے کہا۔

" ہاں، میں نے پاکیشیا میں کافرستانی فارن ایجنٹ کو خاص طور پر عمران اور اس کے ساتھیوں پر نظر رکھنے کے احکام دیئے ہوئے تھے۔ اس کی طرف سے رپورٹ ملی ہے کہ جو طیارے پاکیشیا سے قیدی اور ڈیڈ باڈیز لینے کے لئے گئے تھے۔ ان میں سے ایک طیارے کے پورے عملے کو خفیہ جگہ نظر بند کر دیا ہے۔ اس فارن ایجنٹ نے اپنے ذرائع سے ایئرپورٹ کے سپیشل سیکورٹی والوں سے یہ خبر نکالی ہے۔ ان لوگوں کی جگہ پاکیشیائی ایجنٹ ان طیاروں میں سے کسی ایک طیارے میں سوار ہوئے ہیں۔ فارن ایجنٹ نے انتہائی کوششوں کے بعد اس بات کا بھی پتہ چلا لیا ہے کہ طیارے کا وہ عملہ کس جگہ نظر بند کیا گیا ہے۔ اس کے بعد اس نے طیارے کے اس عملے سے ملاقات بھی کی تھی۔ طیارے کے عملے اور پائلٹوں کی وہاں موجودگی سے یہ بات یقینی ہو گئی ہے کہ علی عمران اور اس کے ساتھیوں نے اپنے پروگرام میں کوئی تبدیلی نہیں کی۔ وہ انہی طیاروں میں سے کسی ایک طیارے میں کافرستان پہنچ رہے ہیں۔ سارے عملے کی وہاں موجودگی سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ وہ تابوتوں میں آنے کی بجائے عملے کا میک اپ کر کے یہاں پہنچ رہے ہیں"۔ پنڈت نارائن نے اسے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

" اوہ بڑی حیرت کی بات ہے۔ عمران جیسا ذہین اور جہاندیدہ شخص ایسی بیوقوفی بھی کر سکتا ہے"۔ ریڈ ہاک نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

" بیوقوفی، کیا مطلب"۔ اس کی بات سن کر پنڈت نارائن بری

طرح سے چونک پڑا۔

" یس باس۔ این ٹی کے سامنے ایس ٹی آر کی وجہ سے میری اصلیت کھل چکی تھی۔ اسی طرح اسے یہ بھی معلوم ہو گیا ہو گا کہ اس کے دوسرے آدمی جو پہلے سے ایئرپورٹ پر موجود تھے ان کا کیا ہوا ہے۔ اس کی لازماً اس نے انکوائری کی ہو گی اور اسے یقینی طور پر ناگری ایئرپورٹ کی صورتحال کا علم ہو گیا ہو گا اور پھر اس نے ظاہری بات ہے یہ اطلاع پاکیشیا بھیج دی ہو گی۔ ایسی صورتحال عمران اور اس کے ساتھیوں کے لئے کس قدر خوفناک ہو سکتی ہے اس کا اسے بھرپور اندازہ ہو گیا ہو گا۔ اس صورتحال کو مدنظر رکھ کر اسے اپنے پروگرام کو یقینی طور پر بدل دینا چاہئے تھا۔ لیکن اس کے باوجود اس نے ایسا نہیں کیا۔ کیا یہ اس کے احمق پن کا ثبوت نہیں ہے"۔ ریڈہاک نے کہا۔

" ہو سکتا ہے۔ عمران اور اس کے ساتھیوں نے یہ سمجھ لیا ہو کہ ساری صورتحال جاننے کے بعد ہم ناگری ایئرپورٹ پر اپنی گرفت کمزور کر دیں اور وہ آسانی سے یہاں سے نکل جانے میں کامیاب ہو جائیں"۔ پنڈت نارائن نے کہا۔

" نہیں، میرا خیال کچھ اور ہے"۔ ریڈہاک نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

" کیا"۔ پنڈت نارائن نے پوچھا۔

" عمران اور اس کے ساتھیوں نے طیارے کے عملے کو یرغمال

بنایا ہے تو لازماً اس کے پیچھے ان کا کچھ اور مقصد بھی ہو گا"۔ ریڈہاک نے کہا۔

" تم کہنا کیا چاہتے ہو کہ ہو سکتا ہے وہ اس طیارے کو ناگری ایئرپورٹ کی بجائے کہیں اور لے جانے کی کوشش کریں گے یا راستے میں ہی کہیں ڈراپ ہونے کی کوشش کریں گے"۔ پنڈت نارائن نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" ایسا ممکن ہے ناگری ایئرپورٹ پر آ کر وہ صریحاً خود کشی تو نہیں کریں گے"۔ ریڈہاک نے کہا۔

" وہ کچھ بھی نہیں کر سکتے۔ میں نے تمام انتظامات مکمل کر لئے ہیں۔ ایک بار، صرف ایک بار وہ اس جہاز میں سوار ہو کر کافرستان میں داخل ہو جائیں پھر وہ یہاں سے زندہ واپس نہیں جا سکیں گے کسی بھی صورت میں اور کسی بھی حال میں"۔ پنڈت نارائن نے مسکراتے ہوئے کہا۔ پھر چند لمحے توقف کے بعد اس نے دوبارہ کہنا شروع کیا۔

" میں نے ایئر مارشل سے معلوم کر لیا تھا کہ جو طیارے پاکیشیا روانہ کئے گئے ہیں ان میں سرچنگ ٹی ٹی ون موجود ہیں یا نہیں۔ جواب میں جب مجھے معلوم ہوا کہ ان دونوں طیاروں میں سرچنگ ٹی ٹی ون سسٹم موجود ہے تو میں نے فوری طور پر اس ٹاور پر پی ٹی آر مشین منگوا لی اور اس میں سپیشل سیٹلائٹ زیرو ایکس تھرٹین فکس کرا دیا پھر اس مشین کے ذریعے میں نے طیاروں میں موجود ٹی ٹی ون

سسٹم کو آن کرا دیا۔ اس سسٹم کے تحت میں یہاں بیٹھا نہ صرف ان دونوں طیاروں کو اندر اور باہر سے دیکھ سکتا ہوں بلکہ پی ٹی آر کے سپیشل فنکشن کے ذریعے ان طیاروں میں سٹار لائٹ آن کر کے طیاروں میں موجود ایک ایک شخص کو آسانی سے چیک کر سکتا ہوں۔ جس طیارے میں وہ لوگ موجود ہوں گے مجھے آسانی سے پتہ چل جائے گا اور سٹار لائٹ کی وجہ سے ان کے میک اپ میں ہونے کے باوجود ان کے اصل چہرے نظر آ جائیں گے۔ انہوں نے اگر کہیں ڈراپ ہونے یا طیارے کو کسی اور طرف لے جانے کی کوشش کی تو میں ان کی یہ کوشش بھی ناکام بنا دوں گا"۔ پنڈت نارائن نے کہا تو ریڈہاک پنڈت نارائن کی ذہانت پر اس کی جانب ستائشی نظروں سے دیکھنے لگا۔

" میں نے ایک طیارے کو چیک کر لیا ہے۔ اس طیارے کے پائلٹ، طیارے کا عملہ اور طیارے میں موجود لائے جانے والے قیدی اصلی ہیں۔ عمران اور اس کے ساتھی یقینی طور پر دوسرے طیارے میں آ رہے ہیں۔ یہ تم بھی اپنی آنکھوں سے دیکھ لو"۔ پنڈت نارائن نے بڑے فاخرانہ لہجے میں کہا۔ ساتھ ہی اس نے مشین کا دوسرا بٹن پریس کیا اور لیور دبا دیا۔ دوسرے ہی لمحے سکرین پر جھماکا ہوا اور اس پر سے پہلے طیارے کا منظر غائب ہو گیا۔ اس سے پہلے کہ پنڈت نارائن دوسرا بٹن پریس کر کے دوسرے طیارے کو سکرین پر لاتا اسے جیسے کوئی خیال آ گیا۔ اس نے لیور سے ہاتھ ہٹا لیا اور بٹن آف

کر دیا۔

" کیا ہوا"۔ اسے مشین سے پیچھے ہٹتے دیکھ کر ریڈہاک نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

" ایک منٹ"۔ پنڈت نارائن نے کہا اور اس مشین سے ہٹ کر دوسری طرف آ گیا جہاں ٹرانسمیٹر سسٹم موجود تھا۔

" میری سپیشل کنٹرول ٹاور سے بات کراؤ۔ جلدی"۔ پنڈت نارائن نے ٹرانسمیٹر آپریٹر سے مخاطب ہو کر کہا۔ تو اس نے اثبات میں سر ہلا کر سپیشل کنٹرول ٹاور کی فریکوئنسی ملانا شروع کر دی۔ چند ہی لمحوں بعد دوسری طرف رابطہ قائم ہو گیا تو آپریٹر نے مائیک پنڈت نارائن کو پکڑا دیا۔

" پنڈت نارائن بول رہا ہوں۔ چیف آف کافرستان سیکرٹ سروس۔ اوور"۔ پنڈت نارائن نے اپنا تعارف کراتے ہوئے کہا۔

" یس سر۔ حکم سر"۔ دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا تو پنڈت نارائن نے صدر مملکت سے ریڈ اتھارٹی لیٹر کا حوالہ اور سپیشل کوڈ بتا کر وہاں موجود ایئر کمانڈر سے بات کرتے ہوئے اسے حکم دیا کہ وہ اپنے چار لڑاکا طیارے تیار رکھے۔ پاکیشیا سے آنے والا سپیشل سی ون تھرٹی جیسے ہی کافرستان کا بارڈر کراس کرے چاروں لڑاکا طیارے اسے گھیر لیں اور اس طیارے کو ناگری ایئرپورٹ کے سوا کسی دوسری سمت نہ جانے دیں۔ اس نے ایئر کمانڈر کو یہ بھی ہدایات دی تھیں کہ جب ان کا طیارے کے پائلٹ سے رابطہ ہو اور وہ اسے صحیح یا

غلط کوڈ بتائیں تب بھی انہیں شک نہ ہونے دیں کہ ان کو خصوصی طور پر گھیرا جا رہا ہے بلکہ ان سے یہی کہا جائے کہ وہ طیارہ چونکہ پاکیشیا سے آ رہا ہے اس لئے معمول کی کارروائی کے تحت ایسا کیا جا رہا ہے۔ تمام ہدایات دے کر پنڈت نارائن نے ٹرانسمیٹر آف کر دیا اور دوبارہ پی ٹی آر مشین کے سامنے آ گیا۔

اس نے سی ون تھرٹی بی کا بٹن پریس کیا اور لیور گھماتے ہوئے اس نے دوسرا بٹن پریس کر دیا۔ سکرین پر جھماکا سا ہوا اور بجائے سکرین پر طیارے کا منظر ابھرنے کے سکرین یکلخت آف ہو گئی۔ سکرین کو اس طرح آف ہوتے دیکھ کر نہ صرف پنڈت نارائن بلکہ وہاں موجود تمام لوگ بھی بری طرح سے اچھل پڑے۔

"یہ، یہ کیا۔ یہ سکرین کیوں آف ہو گئی ہے"۔ پنڈت نارائن نے بری طرح سے چیختے ہوئے کہا۔

"معلوم نہیں سر۔ میں، میں ابھی چیک کرتا ہوں"۔ واسو نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا اور جلدی سے مشین کے قریب آ کر اس کے مختلف بٹن پریس کرنے لگا لیکن سکرین کسی بھی طرح روشن نہ ہوئی تو اس کے چہرے پرچ مچ بوکھلاہٹ ناچنے لگی۔

"اوہ لگتا ہے سی ون تھرٹی بی کا سرچنگ ٹی ٹی ون سسٹم ناکارہ کر دیا گیا ہے"۔ واسو نے گھبراہٹ زدہ لہجے میں کہا۔

"اور یہ کام سوائے عمران کے اور کوئی نہیں کر سکتا"۔ ریڈہاک نے کہا تو پنڈت نارائن نے غصے سے ہونٹ بھینچ لئے۔

"ہونہہ، اس کا مطلب ہے اس طیارے کو اب نہ ہم دیکھ سکتے ہیں اور......" پنڈت نارائن نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"اب تو یہ کنفرم ہو چکا ہے باس کہ عمران اور اس کے ساتھی اسی طیارے میں موجود ہیں۔ آپ سپیشل کنٹرول ٹاور سے کہیں کہ جیسے ہی طیارہ کافرستان میں داخل ہو جیٹ لڑاکا طیارے اسے فوری طور پر ہٹ کر دیں"۔ ریڈہاک نے پنڈت نارائن کو مشورہ دیتے ہوئے کہا۔

"نہیں، میں عمران کو اس قدر آسان موت نہیں مرنے دوں گا"۔ پنڈت نارائن نے اچانک غراتے ہوئے کہا تو اس کی بات سن کر ریڈہاک اور واسو بری طرح سے چونک پڑے۔

"مم، مگر سر"۔ ریڈہاک نے ہکلاتے ہوئے کچھ کہنا چاہا۔

"عمران اور اس کے ساتھی خود کو بے حد چالاک سمجھتے ہیں۔ مگر میں ان کی ساری چالاکی اور عیاری ان کی ناک کے راستے باہر نکال دوں گا۔ لڑاکا جیٹ طیاروں کی موجودگی میں نہ وہ کسی جگہ ڈراپ ہو سکیں گے اور نہ ہی طیارے کو ناگری ایئرپورٹ کے علاوہ کسی اور جگہ لے جا سکیں گے۔ میں ان کو زندہ گرفتار کر کے انہیں اپنے ہاتھوں سے ہلاک کروں گا۔ ان کی موت میرے ہاتھوں اس قدر اذیت ناک ہو گی کہ مرنے کے بعد بھی ان کی روحیں صدیوں تک بلبلاتی رہیں گی۔ آنے دو انہیں یہاں"۔ پنڈت نارائن نے غراتے ہوئے کہا۔ اس کا لہجہ اس قدر خوفناک تھا کہ ریڈہاک اور واسو سمیت وہاں موجود سب افراد بری طرح سے سہم کر رہ گئے۔

تنویر کاک پٹ سے نکل کر جیسے ہی دوسری طرف آیا سب ممبر چونک کر اس کی طرف دیکھنے لگے۔

" کیا کہہ رہا تھا عمران "۔ جولیا نے اس کی جانب دیکھتے ہوئے پوچھا۔ وہاں بے شمار تابوت پڑے تھے جس پر وہ بیٹھے ہوئے تھے۔

" ہمیں فوری طور پر آپریشن کرنا ہے "۔ تنویر نے جواب دیا۔

" کیسا آپریشن "۔ اس کی بات سن کر وہ سب چونک پڑے۔

" ہمارے طیارے کو چار فائٹر طیاروں نے گھیر رکھا ہے۔ ان سے چھٹکارا حاصل کرنا ہے "۔ تنویر نے آگے بڑھ کر ایک تابوت کھولتے ہوئے اس میں سے ایک منی راکٹ لانچر نکالتے ہوئے کہا۔

" چھٹکارا حاصل کرنا ہے فائٹر طیاروں سے۔ کیا مطلب، کیا تم انہیں تباہ کرنا چاہتے ہو "۔ جولیا نے چونک کر کہا۔

" ہاں، عمران صاحب نے مجھے اور مس جولیا آپ کو حکم دیا ہے کہ

ہم ان چاروں طیاروں کو مار گرائیں "۔ تنویر نے دوسرا تابوت کھول کر اس میں سے منی راکٹ نکال کر لانچر میں ڈالتے ہوئے کہا۔

" عمران کا دماغ تو نہیں خراب ہو گیا۔ ہم اس وقت کافرستانی طیارے میں کافرستان کے اندر پرواز کر رہے ہیں۔ ان فائٹر طیاروں کو تباہ کر کے وہ یہ اوپن کرنا چاہتا ہے ان کے طیارے پر ان کے دشمنوں کا قبضہ ہے اور ان چار طیاروں کو تباہ کرنے کا مطلب ہمارے لئے صریحاً خودکشی کے مترادف ہوگا۔ کافرستان کی پوری ایئرفورس ہمارے پیچھے آ جائے گی اور وہ فضا میں ہی ہمارے پرخچے اڑا دیں گے۔ کہاں ہے یہ عمران میں اس سے بات کر کے آتی ہوں "۔ جولیا نے غصے سے چیختے ہوئے کہا اور تیزی سے کاک پٹ کی جانب بڑھتی چلی گئی۔

" واقعی اس طرح تو دشمنوں پر ہمارا راز فوراً فاش ہو جائے گا۔ یہ عمران صاحب کیا کر رہے ہیں "۔ صدیقی نے حیرت اور قدرے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

" عمران صاحب کی حکمت عملی کو سمجھنا آسان نہیں ہے۔ وہ جو کچھ کرتے ہیں اس کے پیچھے کوئی نہ کوئی گہرا راز ضرور ہوتا ہے اور اس کے ہمیشہ مثبت نتائج ہی سامنے آتے ہیں "۔ صفدر نے کہا۔

" عمران صاحب شنگانا جنگل میں ڈراپ ہونا چاہتے ہیں۔ اس جنگل میں اترنے کے لئے ہمیں لازمی طور پر ان لڑاکا طیاروں سے چھٹکارا حاصل کرنا پڑے گا۔ شنگانا جنگل یہاں سے ایک آدھ گھنٹے کے فاصلے پر ہے۔ ان لڑاکا طیاروں کو تباہ کر کے ہم فوری طور پر شنگانا

جنگل میں اتر جائیں گے"۔ تنویر نے کہا۔

" اوہ تو یہ بات ہے۔ لیکن پھر اس طیارے کا کیا ہوگا"۔ نعمانی نے کہا۔

" میں نے کنٹرول پینل کو دیکھا تھا۔ عمران صاحب نے اسے ریڈیو کنٹرول کر رکھا ہے۔ ہم شنگانا جنگل میں ڈراپ ہوں گے تو عمران صاحب طیارے کو ریموٹ کنٹرول سے جنگل سے دور کہیں گرا کر تباہ کر دیں گے"۔ تنویر نے سنجیدگی سے کہا۔

" گڈ، اچھی پلاننگ ہے"۔ صدیقی اور نعمانی نے عمران کی پلاننگ کو سراہتے ہوئے کہا۔ اس اثناء میں تنویر دو راکٹ لانچروں میں چار چار چھوٹے میزائل لوڈ کر چکا تھا۔

" لیکن تم ان لڑاکا طیاروں کو کیسے تباہ کرو گے۔ لڑاکا طیاروں نے ہمارے جہاز کو چاروں طرف سے گھیر رکھا ہے۔ جیسے ہی ان کا ایک لڑاکا طیارہ ہٹ ہوا تو دوسرے طیارے فوری طور پر کارروائی کر کے ہمارے طیارے کو ہٹ کر دیں گے"۔ نعمانی نے کہا۔

" اس لئے ہمیں ان چاروں طیاروں کو بیک وقت ہٹ کرنا ہوگا"۔ تنویر نے جواب دیا۔

" مگر کیسے۔ یہی تو میں پوچھ رہا ہوں"۔ نعمانی نے اپنی بات پر زور دیتے ہوئے کہا۔

" میں اور مس جولیا ایک ساتھ ایکشن کریں گے تو مجھے یقین ہے کہ ہم بیک وقت ان چاروں طیاروں کو ہٹ کرنے میں کامیاب ہو

جائیں گے"۔ تنویر نے جواب دیا۔

" ایک لڑاکا طیارہ ہمارے جہاز سے آگے ہے۔ ایک دائیں طرف اور ایک بائیں طرف موجود ہے۔ ایک ساتھ ان طیاروں کو ہٹ کرنا مشکل نہیں ہوگا"۔ صدیقی نے کہا۔

" کچھ مشکل نہیں ہے۔ صفدر تم جہاز کا نچلا دروازہ اوپن کرو۔ جہاں سے سامان لوڈ کیا جاتا ہے اور نعمانی تم سامان والے حصے سے جا کر دو مضبوط اور لمبے رسے لے آؤ"۔ تنویر نے کہا۔

" رسے، یہ رسے کیا کرنے ہیں"۔ نعمانی نے چونک کر پوچھا۔ تو تنویر انہیں اپنا پروگرام بتانے لگا۔

" اوہ، بڑی خطرناک پلاننگ ہے تمہاری۔ کیا تمہیں یقین ہے اس طریقے پر عمل کر کے تم ان طیاروں کو مار گرانے میں کامیاب ہو جاؤ گے"۔ صفدر نے تشویش زدہ لہجے میں کہا۔

" کوشش کرنے میں کیا حرج ہے"۔ تنویر نے مسکراتے ہوئے کہا تو صفدر نے کندھے اچکا دیئے۔ نعمانی جہاز کے سامان والے حصے کی طرف چلا گیا۔ کچھ دیر بعد وہ موٹے رسوں کے گچھے لے آیا۔ تنویر کے کہنے پر نعمانی نے ایک رسے کا سرا جہاز میں لگے ہوئے ایک کنڈے میں پھنسا کر اچھی طرح اور نہایت مضبوطی سے باندھ دیا اور تنویر اس گچھے کو کھولنے لگا۔ پھر اس نے رسے کا دوسرا سرا پکڑا اور اسے اپنی ایک ٹانگ سے باندھنے لگا۔

" اس طرح الٹے لٹک کر نیچے جانے کی بجائے اگر رسی کو تم اپنی کمر

سے باندھ لو تو زیادہ بہتر نہیں رہے گا۔اس طرح تم سیدھے نیچے جاؤ
گے اور ان طیاروں کا نشانہ لینے میں بھی تمہیں آسانی رہے گی"۔صفدر
نے اسے مشورہ دیتے ہوئے کہا۔

"ہاں، یہ بھی ٹھیک ہے"۔تنویر نے اس کا مشورہ مانتے ہوئے کہا
اور ٹانگ سے رسی کھول کر اسے کمر میں اس طریقے سے باندھنے لگا کہ
وہ جہاز سے باہر نکلے تو اس کا بیلنس درست رہے۔

"یہ مس جولیا کہاں رہ گئی ہیں۔ہمیں جلد سے جلد ان طیاروں سے
چھٹکارا پانا ہے۔کیونکہ ہم ٹھیک اگلے پندرہ منٹوں بعد شنگانا جنگل
میں داخل ہونے والے ہیں"۔تنویر نے اپنی ریسٹ واچ پر نظر ڈالتے
ہوئے پریشانی کے عالم میں کہا۔

"میرا خیال ہے عمران صاحب کے ساتھ کسی بحث میں الجھی ہوئی
ہیں۔میں چلوں تمہارے ساتھ"۔صدیقی نے پوچھا۔

"چلو"۔تنویر نے میزائل گن اپنی گردن اور کندھے سے لٹکا کر
اسے دونوں ہاتھوں میں پکڑتے ہوئے کہا تو صدیقی بھی دوسرے رسے
کو تنویر کے انداز میں اپنی کمر میں باندھنے لگا۔نعمانی نے رسی کا دوسرا
سرا دوسرے کنڈے میں ڈال کر اسے بھی مضبوطی کے ساتھ باندھ
دیا۔پھر وہ دونوں جہاز کے دم والے حصے کی طرف آگئے جہاں جہاز کے
اندر سامان لوڈ کرنے والا عمودی دروازہ تھا۔صفدر چند لمحے غور سے
ان کی طرف دیکھتا رہا پھر اس نے آگے بڑھ کر دروازہ کھولنے والا بٹن
پریس کر دیا۔ہلکی سی گڑگڑاہٹ کی آواز کے ساتھ دروازہ بنا تختہ

کھلتا چلا گیا۔دروازہ کھلنے کی وجہ سے ہوا کا تیز پریشر اندر آنے لگا۔
انہوں نے جلدی سے جہاز کی سائیڈوں کی دیواروں پر لگے کنڈوں کو
پکڑ لیا۔

"چلو"۔تنویر نے کہا اور اس نے اچانک کھلے ہوئے دروازے سے
باہر چھلانگ لگا دی۔صدیقی نے بھی ایک لمحے کے توقف کے بعد
چھلانگ لگا دی۔وہ بجلی کی سی تیزی سے جہاز سے نکل کر نیچے گرتے
چلے گئے۔ہوا کے تیز دباؤ کی وجہ سے ان کے رخ مڑ گئے اور وہ بری طرح
سے لہرانے لگے مگر ان دونوں نے بروقت عقلمندی کا مظاہرہ کرتے
ہوئے خود کو سنبھالا اور اپنا بیلنس درست کر لیا۔تنویر نے اپنی
میزائل گن سیدھی کی اور اپنے جہاز کے پیچھے آنے والے لڑاکا طیارے کا
نشانہ لے کر میزائل چھوڑ دیا۔میزائل گن سے نکل کر بجلی کی سی تیزی
سے لڑاکا طیارے کی طرف بڑھا اور اس کی ونڈ سکرین سے جا ٹکرایا۔
ایک ہولناک دھماکا ہوا اور اس لڑاکا طیارے کے پرخچے اڑ گئے۔
صدیقی نے بھی نہایت تیزی سے جہاز کے آگے اڑنے والے طیارے کا
نشانہ لے کر میزائل فائر کر دیا تھا جو ٹھیک اس طیارے کی پشت سے
جا ٹکرایا تھا اور خوفناک دھماکے سے اس لڑاکا طیارے کے بھی پرخچے
اڑ گئے تھے اور وہ آگ کا گولا بنا نیچے گرتا چلا گیا۔اسی وقت عمران نے
بروقت عقلمندی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اپنے جہاز کو اوپر اٹھا لیا ورنہ
آگے جانے والے لڑاکا طیارے کے ٹکڑے یقینی طور پر اس کے
طیارے سے ٹکرا جاتے اور اس طیارے کو نقصان پہنچ سکتا تھا۔

اچانک جہاز اوپر اٹھنے کی وجہ سے تنویر اور صدیقی کو زبردست جھٹکا لگا تھا اور ان کے جسم فضا میں گھوم گئے تھے۔ ادھر لڑاکا طیاروں کے پائلٹوں نے جیسے ہی اپنے دو طیاروں کو ہٹ ہوتے دیکھا انہوں نے بجلی کی سی تیزی سے اپنے طیاروں کا رخ موڑ لیا۔ اس سے پہلے کہ وہ دور جاتے تنویر اور صدیقی نے خود کو سنبھالتے ہوئے یکے بعد دیگرے ان طیاروں کا نشانہ لے کر ان کی طرف میزائل چھوڑ دیئے۔ یکے بعد دیگرے چھوڑے ہوئے تنویر کے میزائلوں میں سے ایک میزائل طیارے سے ٹکرایا اور اس طیارے کے پرخچے اڑ گئے جبکہ صدیقی جس کا بیلنس کافی حد تک بگڑ چکا تھا کے چھوڑے ہوئے میزائل اس لڑاکا طیارے کے اردگرد سے گزرتے چلے گئے اور وہ طیارہ عمودی رخ پر ان میزائلوں سے بچ کر نکل جانے میں کامیاب ہو گیا۔

"اوہ یہ کیا ہوا۔ ایک طیارہ بچ گیا ہے۔ یہ ہمارے لئے خطرناک ہو سکتا ہے"۔ صدیقی نے پریشانی کے عالم میں کہا۔

"تم ٹھیک طرح نشانہ نہیں لے سکتے تھے"۔ تنویر نے غصے سے چیختے ہوئے کہا۔

"میں کیا کرتا۔ میرا بیلنس بگڑ گیا تھا"۔ صدیقی نے بھی جواباً چیختے ہوئے کہا کیونکہ تیز ہوا اور انجنوں کے شور کی وجہ سے کان پڑی آواز سنائی نہیں دے رہی تھی۔

"اب وہ طیارہ پلٹ کر آئے گا اور لازمی طور پر ہمارے جہاز کو ہٹ کرنے کی کوشش کرے گا"۔ تنویر نے کہا۔ اس کے لہجے میں بے پناہ

غصہ تھا اور پھر واقعی انہوں نے دور سے طیارے کو پلٹتے دیکھا۔ اپنے تین لڑاکا طیاروں کو ہٹ ہوتے دیکھ کر اس طیارے کا پائلٹ شاید ضرورت سے زیادہ ہی غصے میں آ گیا تھا۔ اس نے اپنے طیارے کو پلٹاتے ہی اچانک فائرنگ کرنا شروع کر دی تھی۔ اس طیارے میں لگی چار گنوں سے آگ کی لکیریں نکل رہی تھیں۔ وہ بجلی کی سی تیزی سے ان کے پیچھے آ رہا تھا۔ جیسے ہی وہ ان کے طیارے کے قریب آیا۔ تنویر نے میزائل گن کا بٹن دبا کر اس لڑاکا طیارے پر فائر کر دیا مگر گولیوں کی مسلسل بوچھاڑ سے بچنے کے لئے عمران نے اسی وقت جہاز کو دائیں طرف گھما لیا تھا۔ جھٹکا لگنے کی وجہ سے تنویر کی گن سے نکلا ہوا میزائل لڑاکا طیارے کے قریب سے گزر گیا اور اس طیارے کی گنوں سے نکلنے والی گولیوں کی لمبی لکیریں تنویر اور صدیقی کے قریب سے گزرتی چلی گئیں۔ تنویر اور صدیقی نے اپنے جسموں کو زور سے جھٹکے دے کر اوپر اٹھا لئے تھے۔ جس کی وجہ سے گولیوں کی بوچھاڑ عین ان کے نیچے سے نکل گئی تھی۔ لڑاکا طیارہ چنگھاڑتا ہوا آگے نکل گیا اور پھر آگے جا کر وہ تیزی سے پلٹا اور اس نے سامنے کے رخ سے مسلسل فائرنگ کرتے ہوئے اچانک دو میزائل بھی چھوڑ دیئے۔

"اوہ اس نے میزائل فائر کر دیئے ہیں۔ ان میزائلوں کا نشانہ لو جلدی"۔ صدیقی نے چیختے ہوئے کہا۔ اس نے اپنے جھومتے ہوئے جسم کو سنبھالا اور پھر سامنے سے آتے ہوئے میزائلوں کا نشانہ لے کر اپنی گن کا بٹن دبا دیا۔ آگ کی زبردست چنگاریاں اڑاتا ہوا ایک میزائل

اس کی گن سے نکلا اور سامنے سے آنے والے ایک میزائل سے جا ٹکرایا۔ ایک ہولناک دھماکہ ہوا اور طیارے کے سامنے آگ کا الاؤ سا پھیل گیا۔ اسی لمحے عمران نے طیارے کو اوپر اٹھا لیا اور لڑاکا طیارے کا دوسرا میزائل اس کے نیچے اور تنویر اور صدیقی کے عین پیروں کے قریب سے گزرتا چلا گیا۔ اسی لمحے لڑاکا طیارے نے تیزی سے پلٹا کھایا اور تنویر اور صدیقی پر فائرنگ کرتا ہوا تیزی سے مڑ گیا۔ تنویر اور صدیقی تو ان گولیوں سے بچ گئے مگر اس طیارے کی ایک گولی تنویر کی رسی پر پڑ گئی۔ تنویر کو ایک جھٹکا لگا۔ اس نے خود کو سنبھالنے کی کوشش کی مگر اسی لمحے رسی کا وہ حصہ یکلخت ٹوٹ گیا جہاں گولی لگی تھی۔ یہ دیکھ کر صدیقی بوکھلا گیا۔ اس نے اپنے جسم کو جھٹکا دے کر آگے بڑھ کر تنویر کی رسی پکڑنے کی کوشش کی مگر تنویر انتہائی برق رفتاری سے نیچے گرتا چلا گیا۔ یہ دیکھ کر صدیقی کا منہ حیرت اور خوف سے بگڑتا چلا گیا۔ وہ تیر کی سیدھ میں نیچے جا رہا تھا۔ اس کا سر اوپر تھا اور وہ سر اٹھائے بے خوفی سے صدیقی کی جانب دیکھ رہا تھا۔ اسی لمحے لڑاکا طیارہ پلٹا اور آگے بڑھ کر اس نے طیارے کو نشانے پر لے کر جیسے ہی میزائل چھوڑنا چاہا اسی لمحے نیچے جاتے ہوئے تنویر نے میزائل گن سیدھی کی اور یکے بعد دیگرے دو میزائل چھوڑ دیئے۔ لڑاکا طیارے نے ان میزائلوں سے بچنے کے لئے تیزی سے اپنا رخ موڑا مگر عین اسی لمحے تنویر کا چلایا ہوا میزائل اس طیارے سے جا ٹکرایا۔ ایک ہولناک دھماکا ہوا اور اس طیارے کے ٹکڑے فضا میں بکھرتے چلے گئے۔ نیچے

جاتے ہوئے بھی تنویر نے اپنا کام کر دکھایا تھا اور اس نے اس لڑاکا طیارے کو بھی ہٹ کر دیا تھا۔ صدیقی مسلسل نیچے جاتے ہوئے تنویر کو دیکھ رہا تھا جس کے جسم پر پیراشوٹ بھی نہیں تھا۔ اس قدر بلندی سے بغیر پیراشوٹ کے نیچے گرنے سے تنویر کا جو حشر ہونا تھا وہ اظہر من الشمس تھا۔ دیکھتے ہی دیکھتے تنویر نیچے غائب ہو گیا۔ اسے غائب ہوتا دیکھ کر بے اختیار صدیقی کی آنکھوں میں نمی آ گئی۔ اپنے ساتھیوں کی جان بچانے کے لئے تنویر جیسے بہادر اور محب وطن شخص نے اپنی جان ان پر نچھاور کر دی تھی۔ جس کا ازالہ وہ کسی صورت میں نہیں کر سکتے تھے۔ اسی لمحے صدیقی کو ایک زوردار جھٹکا لگا اور جہاز میں موجود اس کے ساتھی رسے کو کھینچ کر اسے اوپر اٹھانا شروع ہو گئے۔

پنڈت نارائن کا چہرہ غصے اور نفرت سے بگڑا ہوا تھا۔ اس کی آنکھیں شعلے اگل رہی تھیں۔ وہ غصے اور نفرت سے بار بار مٹھیاں بھینچ رہا تھا۔

" سر لڑاکا طیارے کے ایک پائلٹ سے ہمارا رابطہ ہو گیا ہے"۔ اچانک وائرلیس کنٹرول پر بیٹھے ہوئے ایک شخص نے جلدی سے کہا تو پنڈت نارائن چونک کر اس کی طرف دیکھنے لگا۔ پھر وہ تیزی سے آگے بڑھا اور اس نے آپریٹر سے مائیک لینے کی بجائے جھپٹ لیا۔

" سپیشل فلائٹ زیرو ون زیرو کا پائلٹ ایم جیت لائن پر ہے سر"۔ آپریٹر نے پنڈت نارائن کو بتاتے ہوئے کہا تو پنڈت نارائن نے اثبات میں سرہلا دیا۔

" ہیلو۔ ہیلو اوور"۔ دوسری طرف سے فائٹر طیارے کے پائلٹ کی

مسلسل آواز سنائی دے رہی تھی۔

" پنڈت نارائن چیف آف کافرستان سیکرٹ سروس۔ اوور"۔ پنڈت نارائن نے تیز لہجے میں کہا۔

" یس سر۔ پائلٹ کیپٹن ایم جیت بول رہا ہوں۔ اوور"۔ دوسری طرف سے آواز سنائی دی۔

" ایم جیت، سی ون ایٹین کی کیا پوزیشن ہے۔ اوور"۔ پنڈت نارائن نے تیز لہجے میں پوچھا۔

" ہم نے اسے چاروں طرف سے گھیر رکھا ہے۔ میرا طیارہ رائٹ ونگ پر ہے۔ کیپٹن ناشان کا لیفٹ ونگ پر اور کیپٹن امرجیت اور کیپٹن سریندر اس طیارے کے آگے پیچھے ہیں۔ ہم نے طیارے کے پائلٹ سے بات کی ہے اور اسے کہا ہے وہ اپنی پرواز سیدھی رکھے اور ناگری ایئرپورٹ کے روٹ پر رہے۔ اوور"۔ کیپٹن ایم جیت نے کہا۔

" گڈ، ان لوگوں نے کسی شک وشبے کا اظہار تو نہیں کیا۔ اوور"۔ پنڈت نارائن نے پوچھا۔

" نہیں، ہم نے ان سے اس انداز میں بات کی ہے کہ انہیں کسی صورت ہم پر شک نہیں ہو سکتا۔ اگر شک ہو بھی گیا تو وہ کسی طرح ہمارے گھیرے سے نہیں نکل سکتے۔ اوور"۔ کیپٹن ایم جیت کی آواز سنائی دی۔

" اگر انہوں نے تمہارے طیاروں پر حملہ کرنے کی کوشش کی تو۔

اوور"۔ پنڈت نارائن نے کہا۔

" ان کے پاس سی ون تھرٹی طیارہ ہے جناب اور ہم سپیشل ہنڈرڈ ایگل فائٹر طیاروں میں ہیں۔ ہمارا مقابلہ کرنا ان کے لئے ناممکن ہے سر۔ اوور"۔ کیپٹن ایم جیت نے فاخرانہ لہجے میں کہا۔

" پھر بھی احتیاط کرنا۔ وہ لوگ انتہائی منجھے ہوئے اور تربیت یافتہ ہیں۔ ان کے بارے میں مشہور ہے کہ وہ ہر سچوئیشن پر قابو پانے کی جادوگری کی حد تک صلاحیتیں رکھتے ہیں۔ اوور"۔ پنڈت نارائن نے کہا۔

" ہمارے طیاروں کو ہٹ کرنے کے لئے انہیں طیاروں سے باہر آنا ہوگا سر اور یہ ناممکن ہے۔ طیارے سے باہر نکلنا ان کے لئے ممکن ہی نہیں ہے۔ اور۔ اوہ، اوہ ...." کیپٹن ایم جیت کہتے کہتے یکدم رک گیا اور اس کے منہ سے یکلخت حیرت اور خوف بھری آوازیں نکلنے لگیں۔ جسے سن کر پنڈت نارائن سمیت وہاں موجود سبھی لوگ بری طرح سے چونک اٹھے۔

" کیا ہوا کیپٹن۔ کیا ہوا ہے۔ ہیلو، ہیلو۔ اوور"۔ پنڈت نارائن نے بری طرح سے چیختے ہوئے کہا مگر دوسری طرف سے کوئی آواز سنائی نہ دی۔

" یہ کیا ہو رہا ہے۔ کیپٹن ایم جیت میری بات کا جواب کیوں نہیں دے رہا"۔ پنڈت نارائن نے بری طرح سے چیختے ہوئے کہا اور مائیک کا بٹن دبا کر زور زور سے ایم جیت کو پکارنے لگا لیکن دوسری

طرف مکمل خاموشی چھائی ہوئی تھی جیسے دوسری طرف سے رابطہ منقطع ہو گیا ہو یا کر دیا گیا ہو۔

" مم، میں دوبارہ دیکھتا ہوں جناب"۔ وائرلیس آپریٹر نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا اور پنڈت نارائن نے مائیک اسے دے دیا۔ تو وہ اسی فائٹر طیارے کے پائلٹ سے دوبارہ رابطہ قائم کرنے کی کوشش کرنے لگا جو پنڈت نارائن سے بات کر رہا تھا۔ کافی دیر بعد آخرکار اس کا رابطہ اس پائلٹ سے قائم ہو گیا تو پنڈت نارائن نے جھپٹ کر اس سے مائیک پکڑ لیا۔

" ایم جیت، کیا بات ہے تم نے رابطہ کیوں منقطع کر دیا تھا۔ اوور"۔ پنڈت نارائن نے چیختے ہوئے کہا۔

" انہوں نے انتہائی حیرت انگیز اور انوکھے طریقے سے ہمارے تین فائٹر طیارے تباہ کر دیئے ہیں جناب۔ اوور"۔ ایم جیت کی گھبرائی ہوئی آواز سنائی دی اور اس کی بات سن کر پنڈت نارائن اور دوسرے لوگ بری طرح سے اچھل پڑے۔

" کیسے، تم تو کہہ رہے تھے یہ ناممکن ہے پھر انہوں نے تین فائٹر طیارے کیسے تباہ کر دیئے۔ اوور"۔ پنڈت نارائن نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔ تو کیپٹن ایم جیت اس کو تفصیل بتانے لگا تو پنڈت نارائن اور وہاں موجود سب لوگوں کے چہروں بری طرح بگڑتے چلے گئے۔

" ویری بیڈ۔ ویری بیڈ۔ میں نے پہلے ہی کہا تھا کہ وہ لوگ بے حد

خطرناک ہیں۔ اوور"۔ پنڈت نارائن نے غصے اور پریشانی سے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"یس سر، وہ لوگ واقعی جادوگر ہیں۔ رسوں سے لٹک کر طیارے سے باہر نکلنا اور پھر ہوا کے اس قدر دباؤ کے باوجود ان کے نشانے اس قدر بے داغ تھے کہ میرے ساتھیوں کو سوچنے سمجھنے کا موقع ہی نہیں مل سکا اور پھر سی ون تھرٹی طیارے کا پائلٹ جو کوئی بھی ہے بے حد تیز اور ماہر معلوم ہوتا ہے۔ اس نے جس طرح اپنے طیارے کو کنٹرول کر رکھا ہے وہ بھی انتہائی حیرت انگیز ہے ورنہ آگے جانے والے جس فائٹر کو انہوں نے تباہ کیا تھا اس کے ٹکڑے اگر اس طیارے کو لگ جاتے تو ان کا طیارہ بھی یقیناً تباہ ہو جاتا مگر۔ اوور"۔ کیپٹن ایم جیت نے کہا۔

"ہونہہ، تم کہاں ہو۔ اوور"۔ پنڈت نارائن نے غراتے ہوئے کہا۔

"میں نے ان کے میزائلوں سے بڑی مشکل سے خود کو بچایا ہے سر۔ ورنہ انہوں نے میرے طیارے کو بھی ہٹ کرنے میں کوئی کسر باقی نہ رکھ چھوڑی تھی۔ اوور"۔ کیپٹن ایم جیت نے کہا۔

"ہونہہ، اس طیارے کو ہٹ کر دو۔ تمہارے پاس جس قدر میزائل ہیں سب کے سب اس طیارے پر داغ دو۔ اس طیارے کے پرخچے اڑا دو۔ اس میں موجود کسی کو زندہ نہیں بچنا چاہئے۔ اوور"۔ پنڈت نارائن نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

"یس سر، مگر اس طیارے میں......" کیپٹن ایم جیت نے کچھ کہنا چاہا۔

"یو شٹ اپ نانسنس۔ اس طیارے میں ہمارے دشمنوں کے علاوہ کوئی موجود نہیں ہے۔ زیادہ سے زیادہ اس طیارے کی تباہی سے وہ تابوت جل کر راکھ ہو جائیں گے جن میں ہمارے فوجیوں کی لاشیں ہیں۔ اس سے کوئی فرق نہیں پڑے گا۔ تم فوری کارروائی کرو اور اس طیارے کو ہٹ کر دو۔ اٹ از مائی آرڈر۔ اوور"۔ پنڈت نارائن نے گرجتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے سر جیسا آپ کا حکم۔ اوور"۔ کیپٹن ایم جیت نے قدرے بے دلی سے کہا۔

"طیارے کو ہٹ کرکے فوری طور پر مجھے اطلاع کرو۔ اوور اینڈ آل"۔ پنڈت نارائن نے تیز لہجے میں کہا اور دوسری طرف سے جواب سنے بغیر اس نے ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔ مائیک آپریٹر کو پکڑا کر وہ تیزی سے پلٹا اور غصے اور بے چینی سے کیپٹن ایم جیت کی کال کا انتظار کرنے لگا۔

"عمران اور اس کے ساتھیوں نے ہمارے تین قیمتی اور بہترین فائٹر طیاروں کو تباہ کرکے ہمیں زبردست چوٹ پہنچائی ہے"۔ ریڈ ہاک نے پنڈت نارائن کو شدید غصے میں دیکھنے کے باوجود پریشانی کے عالم میں کہا۔

"ہاں، ایسا کرکے انہوں نے اپنے تابوت میں خود ہی آخری کیل

ٹھونک لیا ہے۔ اب وہ کسی صورت میں نہیں بچ سکتے"۔ پنڈت نارائن نے کہا۔

"اگر انہوں نے ہمارے اس فائٹر طیارے کو بھی ہٹ کر دیا تو"۔ ریڈہاک نے غور سے پنڈت نارائن کی جانب دیکھتے ہوئے پوچھا تو پنڈت نارائن چونک کر اس کی طرف دیکھنے لگا۔ اس کے چہرے پر شدید غصہ تھا۔

"کیا بکواس کر رہے ہو۔ ہمارا فائٹر ان کی زد سے دور رہ کر اگر ان پر میزائل داغ دے گا تو وہ کیا کر سکیں گے"۔ پنڈت نارائن نے غصے اور حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"آپ نے خود ہی تو کہا تھا کہ وہ لوگ سچوئیشن بدلنے پر جادوگری کی حد تک صلاحیتیں رکھتے ہیں۔ انہوں نے جس تیزی اور ذہانت سے ہمارے تین فائٹر طیاروں کو نشانہ بنایا ہے یہ کام واقعی کسی جادوگری سے کم نہیں ہے۔ اب وہ کیپٹن ایم جیت کے طیارے کو بھی ہٹ کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے"۔ ریڈہاک نے کہا۔

"ہونہہ، اگر انہوں نے ایسا کیا تو میں کافرستان کی ساری ایئر فورس ان کے پیچھے لگا دوں گا۔ کب تک اور کتنے فائٹر طیاروں کو وہ ہٹ کرتے رہیں گے"۔ پنڈت نارائن نے غصے سے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"وہ لوگ بہت چالاک ہیں باس۔ جب تک ہم مزید لڑاکا طیارے بھیجیں گے وہ کہیں نہ کہیں ڈراپ ہو جائیں گے"۔ ریڈہاک نے منہ

بناتے ہوئے کہا تو پنڈت نارائن بری طرح سے اچھل پڑا۔

"اوہ، اوہ تم بالکل ٹھیک کہہ رہے ہو۔ لڑاکا طیاروں کو ہٹ کرنے کا مقصد اب میری سمجھ میں آیا ہے۔ وہ یقینی طور پر راستے میں پیراشوٹوں کے ذریعے ڈراپ ہونا چاہتے ہیں۔ ان کے پاس یقینی طور پر کافرستان کا نقشہ ہو گا۔ ویسے بھی عمران اور اس کے ساتھی یہاں کئی مشنز پر کام کر چکے ہیں۔ وہ ہر راستے کے بارے میں آگاہ ہوں گے۔ انہیں معلوم ہو گا کہ جتنی دیر میں ہم دوسرے لڑاکا جہاز بھیجیں گے وہ کسی نہ کسی جگہ اتر جائیں گے اور انہوں نے یقینی طور پر ٹی ٹی ون سسٹم کو ختم کر کے جہاز کو ریڈیو کنٹرول کر رکھا ہو گا۔ کیونکہ ٹی ٹی ون سسٹم کو اس صورت میں ختم کیا جا سکتا ہے جب اس کی جگہ ریڈیو کنٹرول سسٹم کو ایڈجسٹ کر دیا جائے۔ اوہ، اوہ ان کی پروگرامنگ میری سمجھ میں آ رہی ہے۔ وہ کسی مخصوص جگہ پیراشوٹوں سے ڈراپ ہو کر طیارے کو ریموٹ سسٹم سے کسی دور جگہ پر گرا دیں گے۔ تاکہ ہم یہی سمجھتے رہیں کہ وہ اس طیارے سمیت ختم ہو گئے ہیں۔ اوہ، اوہ ویری بیڈ۔ ویری بیڈ۔ یہ لوگ تو ہماری توقع سے زیادہ تیز اور خطرناک ہیں"۔ پنڈت نارائن نے تیز تیز لہجے میں کہا۔ شدید پریشانی اور غصے سے اس کا چہرہ تاثر سے زیادہ سرخ ہو گیا تھا۔

"جس روٹ پر وہ لوگ آ رہے ہیں راستے میں سب سے گھنا اور وسیع شنگانا جنگل پڑتا ہے۔ اگر انہوں نے واقعی ایسی ہی پلاننگ پر عمل کرنے کی کوشش کی تو وہ یقیناً اسی جنگل میں اترنے کی کوشش

کریں گے"۔ ریڈہاک نے انتہائی ذہانت سے تجزیہ کرتے ہوئے کہا۔

" بالکل، وہ لوگ واقعی ایسا ہی کریں گے۔ اس جنگل سے نکل کر وہ یقینی طور پر کالاما قصبے میں جانے کی کوشش کریں گے۔ کیونکہ وہیں سے سارے راستے دارالحکومت اور دوسرے علاقوں کی طرف جاتے ہیں۔ اس جنگل سے واپس تو وہ جائیں گے نہیں۔ شمال اور جنوب کی طرف گہری کھائیاں ہیں۔ مغرب کی طرف رامبا آبشار اور اونچی اونچی پہاڑیاں ہیں۔ اس لئے وہ لامحالہ مشرق کی سمت ہی جائیں گے"۔ ریڈہاک نے مسلسل سوچ میں ڈوبے ہوئے لہجے میں کہا۔

" تمہارا تجزیہ بالکل درست ہے زیرو سیون۔ انہوں نے جو بھی کارروائیاں کرنی ہیں وہ دارالحکومت یا اردگرد کے علاقوں میں ہی کریں گے۔ قصبوں اور گاؤں وغیرہ میں کارروائیاں کرنے سے انہیں کیا حاصل ہوگا"۔ پنڈت نارائن نے مسلسل ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

" اگر انہوں نے ایسا کیا یعنی شنگانا جنگل میں اترنے کی کوشش کی تو وہ بہت بڑی حماقت کریں گے۔ اس جنگل میں یا اس جنگل سے باہر ہم انہیں نہایت آسانی سے گھیر سکتے ہیں"۔ ریڈہاک نے کہا۔

" ابھی تک کیپٹن ایم جیت نے کال نہیں کی۔ اس کا مطلب ہے وہ بھی ان بدبختوں کا نشانہ بن چکا ہے۔ کال کرواسے اور معلوم کرو کہ وہ زندہ بھی ہے یا نہیں"۔ پنڈت نارائن نے وائرلیس آپریٹر سے تحکمانہ لہجے میں کہا تو وہ فائٹر جہاز کے پائلٹ کیپٹن ایم جیت سے

رابطہ ملانے کی کوشش کرنے لگا۔ ناگری ایئرپورٹ سے وہ انتہائی دوری پر تھا اس لئے وہ اسے راڈار پر ابھی چیک نہیں کر سکتے تھے۔ آپریٹر کافی دیر تک رابطہ ملانے کی کوشش کرتا رہا مگر جب کسی طرح اس پائلٹ سے رابطہ نہ قائم ہوا تو انہیں یقین ہو گیا کہ وہ طیارہ بھی پاکیشیائی ایجنٹوں کے ہاتھوں ہٹ ہو چکا ہے۔ پنڈت نارائن اور ریڈہاک ایک دوسرے کی جانب معنی خیز نظروں سے دیکھنے لگے۔

" وہی ہوا جس کا خدشہ تھا۔ وہ لوگ واقعی جادوگر ہیں"۔ ریڈہاک نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

" تب پھر ہمیں فوری طور پر شنگانا جنگل پر حملے کرنے کی تیاری مکمل کر لینی چاہئے۔ کہیں ایسا نہ ہو وہ وہاں سے بھی نکل جانے میں کامیاب ہو جائیں"۔ ریڈہاک نے جلدی سے کہا۔

" شنگانا جنگل انتہائی گھنا، وسیع اور انتہائی حد تک پرخطر ہے۔ اس جنگل میں خونخوار درندے بھی موجود ہیں۔ وہاں سے آسانی سے نکلنا ان لوگوں کے بس کی بات نہیں ہے۔ ویسے بھی وہ کالاما قصبے تک پیدل ہی سفر کریں گے اور اس قصبے تک پہنچتے پہنچتے انہیں کئی روز لگ جائیں گے"۔ پنڈت نارائن نے کہا۔

" یہ بھی تو ممکن ہے کہ وہ کالاما قصبے کے قریب ہی کہیں ڈراپ ہونے کی کوشش کریں"۔ ریڈہاک نے کہا۔

" وہ ایسی حماقت کبھی نہیں کریں گے۔ ایسا کریں گے تو وہ نزدیکی کسی راڈار پر آسانی سے چیک ہو جائیں گے"۔ پنڈت نارائن

نے سرد لہجے میں کہا تو ریڈہاک اثبات میں سرہلانے لگا۔

" شنگانا جنگل میں وہ تقریباً وسط میں ڈراپ ہوں گے اور وہاں سے کالاما قصبے تک پہنچنے کے لئے انہیں کئی روز درکار ہوں گے۔ بہرحال ہمیں ان کے خاتمے سے غرض ہے۔ میں اس جنگل کو ہی ان کے مقبروں میں تبدیل کر دوں گا"۔ پنڈت نارائن نے کہا۔ پھر وہ وائرلیس سیٹ آن کر کے عمران اور اس کے ساتھیوں کو شنگانا جنگل میں ہی ہلاک کرنے کے انتظامات کرنے کے احکامات دینے لگا۔ تمام ہدایات دے کر وہ فارغ ہوا ہی تھا کہ اچانک ٹرانسمیٹر جاگ اٹھا۔

" ہیلو، ہیلو سپیشل فلائٹ سی ون تھرٹی بی کالنگ یو۔ ہیلو۔ ہیلو۔ اوور"۔ دوسری طرف سے ایک تیز آواز سنائی دی اور وہاں موجود سب لوگ اس آواز کو سن کر بری طرح سے اچھل پڑے۔

" کیا مطلب یہ، یہ تو علی عمران کی آواز ہے"۔ پنڈت نارائن نے بری طرح سے چونکتے ہوئے کہا۔

" یس سر۔ یہ کال سپیشل فلائٹ سی ون تھرٹی بی سے ہی کی جا رہی ہے۔ یہ دیکھئے اس فلائٹ کا سپیشل فریکوئنسی نمبر"۔ آپریٹر نے ٹرانسمیٹر کے ساتھ موجود چھوٹی سی سکرین پر ابھرنے والے فریکوئنسی نمبر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے پنڈت نارائن کو بتایا۔

" اوہ، اس کا مطلب ہے وہ لوگ ابھی تک طیارے میں ہی ہیں۔ لیکن وہ یہاں کال کیوں کر رہے ہیں اور یہاں کی فریکوئنسی کا نمبر انہیں کیسے معلوم ہوا ہے"۔ پنڈت نارائن نے پریشانی اور حیرت

سے ملے جلے لہجے میں کہا۔

" یہ شیطانوں کا ٹولہ ہے۔ انہوں نے کسی نہ کسی ذریعے سے معلوم کر لیا ہو گا"۔ ریڈہاک نے کہا تو پنڈت نارائن نے سرہلا دیا۔

" لیکن عمران یہاں کال کیوں کر رہا ہے۔ یہاں وہ کس سے بات کرنا چاہتا ہے اور کیوں"۔ پنڈت نارائن نے کہا۔ پھر اس نے ٹرانسمیٹر آپریٹر کو اشارہ کیا کہ وہ اس سے بات کرے۔ آپریٹر نے اثبات میں سر ہلایا اور مائیک پکڑ کر ٹرانسمیٹر کو آن کرنے کا بٹن پریس کر دیا۔

" یس کنٹرول ٹاور فرام ناگری ایئرپورٹ رسیونگ یو۔ اوور"۔ آپریٹر نے تیز لہجے میں کہا۔

" میری پنڈت نارائن سے بات کراؤ۔ میں علی عمران ایم ایس سی، ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں۔ اوور"۔ دوسری طرف سے عمران کی چہکتی ہوئی آواز سنائی دی اور اس کے منہ سے اپنا نام سن کر پنڈت نارائن بری طرح سے ایک بار پھر اچھلنے پر مجبور ہو گیا۔

"یہ تم کیا کر رہے ہو۔ تمہارا دماغ تو ٹھیک ہے"۔ کاک پٹ میں داخل ہوتے ہی جولیا نے عمران پر بری طرح سے برستے ہوئے کہا۔

"کک، کیوں۔ کیا کیا ہے میں نے"۔ عمران نے انتہائی حد تک بوکھلا جانے والی اداکاری کرتے ہوئے کہا۔

"تم نے تنویر سے کہا ہے کہ وہ ان لڑاکا طیاروں کو مار گرائے"۔ جولیا نے اسی طرح غصیلے لہجے میں کہا۔

"مار گرانے کے لئے میں نے نہیں کہا"۔ عمران نے جلدی سے کہا۔

"تو پھر اور کیا کہا ہے"۔ جولیا نے اسے بری طرح سے گھورتے ہوئے کہا۔

"میں نے کہا تھا کہ ہمیں ان لڑاکا طیاروں سے جان چھڑانی ہے"۔ عمران نے مسمسے سے لہجے میں کہا۔

"یہی تو پوچھ رہی ہوں۔ کیوں"۔ جولیا نے سر جھٹک کر کہا۔

"ہمارے طیارے کے اندر جب دو لڑاکا موجود ہیں تو ان کی موجودگی میں طیارے کے باہر چار لڑاکاؤں کی بھلا کیا ضرورت ہے۔ اس لئے میں نے تنویر سے کہا تھا کہ وہ ان لڑاکا طیاروں کو تباہ کرنے کے لئے تمہیں اپنے ساتھ لے لے۔ ہم شنگانا جنگل پہنچنے ہی والے ہیں۔ وہاں پہنچنے سے پہلے پہلے ہمیں ان طیاروں کو مار گرانا ہے"۔ عمران نے جولیا کو غصے میں دیکھ کر سہمے ہوئے لہجے میں کہا۔

"اوہ، مگر تم ایسا کیوں کر رہے ہو۔ کیا ان طیاروں کو تباہ کرنے سے کافرستان کی پوری ایئر فورس ہمارے پیچھے نہیں لگ جائے گی"۔ عمران کو سنجیدہ ہوتے دیکھ کر جولیا نے بھی جلدی سے سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا تو عمران نے اسے بھی وہی بات بتا دی جو تنویر کو بتائی تھی۔ وہ ان لڑاکا طیاروں سے چھٹکارا پا کر شنگانا جنگل میں اترنا چاہتے تھے۔

"میں نے اس طیارے کو ریڈیو کنٹرول کر رکھا ہے۔ جیسے ہی ہم شنگانا جنگل میں ڈراپ ہوں گے۔ میں اس طیارے کو ریڈیو کنٹرول کے ذریعے دور اس جنگل کی دوسری طرف گرا دوں گا۔ اس طیارے میں موجود تابوتوں میں لاشیں تک جل کر راکھ ہو جائیں گی۔ جتنی دیر وہ ان لاشوں کی راکھ میں ہمیں تلاش کرنے کی کوشش کریں گے ہم شنگانا جنگل سے نکل جائیں گے"۔ عمران نے کہا۔

"لیکن وہ راڈار پر بھی تو چیک کر سکتے ہیں۔ جنگل میں ہم کودیں گے تو کیا انہیں معلوم نہیں ہوگا"۔ جولیا نے اعتراض کرتے ہوئے

کہا۔

" میں جنگل میں انتہائی نیچی پرواز کروں گا تو ان کے راڈار ہمیں چیک نہیں کر سکیں گے"۔ عمران نے کہا تو جولیا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ اس سے پہلے کہ وہ مزید کوئی بات کرتی اچانک کنٹرول پینل پر ایک سرخ رنگ کا بٹن تیزی سے جلنے بجھنے لگا اور ساتھ ہی بزر کی تیز آواز ابھرنے لگی۔

" اوہ معلوم ہوتا ہے تنویر نے آپریشن کی تیاری کر لی ہے"۔ عمران نے کہا اور کنٹرول پینل کے مختلف بٹن دبانے لگا جس کے ساتھ ہی ایک سکرین پر طیارے کے اندر کا خاکہ ابھر آیا اور پھر اس سکرین پر انہیں سیکرٹ سروس کے ارکان کے حرکت کرتے ہوئے خاکے دکھائی دینے لگے۔

" یہ تو غالباً تنویر ہے۔ یہ اپنی کمر پر کیا باندھ رہا ہے اور اس کے پاس میزائل گن بھی ہے"۔ جولیا نے سکرین پر ایک خاکے کو غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

" یہ کمر کے گرد رسی لپیٹ رہا ہے۔ جہاز کا پچھلا دروازہ کھول کر یہ باہر کودے گا اور ہوا میں لٹک کر ان لڑاکا طیاروں کو نشانہ بنائے گا۔ گڈ آئیڈیا۔ ویری گڈ آئیڈیا"۔ عمران نے کہا۔ اسی لمحے انہوں نے سکرین پر جہاز کی دم کی طرف نیچے والا دروازہ کھلتے دیکھا اور دوسرے ہی لمحے واقعی تنویر اس کھلے ہوئے دروازے سے باہر کود گیا۔

" اوہ، صدیقی۔ کیا صدیقی بھی"۔ جولیا نے ایک اور خاکے کو اپنی

کمر کے گرد رسی لپیٹتے اور اسے کھلے ہوئے دروازے سے باہر کودتے دیکھ کر کہا۔

" تم یہاں موجود ہو تو ظاہر ہے تنویر کو کسی نہ کسی کو تو اپنے ساتھ لے جانا ہی تھا"۔ عمران نے منہ بنا کر کہا۔ اس نے سکرین کے قریب ایک اور بٹن کو دبایا تو سکرین پر سے جہاز کے اندر کا منظر غائب ہو گیا۔ تو عمران نے ایک اور بٹن دبا دیا۔ دوسرے ہی لمحے سکرین پر جہاز کے باہر کا منظر ابھر آیا اور پھر وہ رسوں سے لٹکے ہوئے تنویر اور صدیقی کی انتہائی حیرت ناک اور ناقابل یقین کارکردگی دیکھنے لگے۔ تنویر اور صدیقی نے نہایت مہارت کا مظاہرہ کرتے ہوئے اپنے طیارے کے پیچھے آنے والا لڑاکا طیارہ اور آگے جانے والے طیارے کو پہلے ہی حملے میں اپنا نشانہ بنا لیا تھا۔ جیسے ہی اگلا لڑاکا طیارہ تباہ ہوا۔ عمران نے نہایت مہارت سے طیارے کو دائیں طرف موڑتے ہوئے اوپر اٹھا لیا۔ ورنہ سامنے جو لڑاکا طیارہ تباہ ہو کر آگ کے الاؤ میں تبدیل ہوا تھا اس کے ٹکڑے اس طیارے یا کم از کم طیارے کے نیچے لٹکے ہوئے تنویر اور صدیقی کو نقصان پہنچا سکتے تھے۔

تنویر نے تیسرے طیارے کو بھی نہایت شاندار انداز میں ہٹ کر دیا تھا جبکہ چوتھا طیارہ صدیقی کے چلائے ہوئے میزائل سے بچ نکلنے میں کامیاب ہو گیا۔

" اوہ، ایک طیارہ بچ نکلا ہے۔ اب وہ یقیناً ہمارے طیارے کو ہٹ کرنے کی کوشش کرے گا"۔ جولیا نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

عمران نے اس کی بات کا کوئی جواب نہ دیا۔ اس کی نظریں مسلسل سکرین پر جمی ہوئی تھیں۔ جس میں بچ نکلنے والا طیارہ آگے جا کر تیزی سے موڑ کاٹ رہا تھا۔ موڑ کاٹتے ہی جیسے ہی وہ طیارہ سیدھا ہوا اس نے یکلخت فائرنگ شروع کر دی اور پھر اچانک اس نے دو میزائل یکے بعد دیگرے چھوڑ دیئے۔ عمران نے تیزی سے ہینڈل گھما دیا اور اسی تیزی سے بٹن بھی پریس کرنے لگا مگر اسی لمحے تنویر اور صدیقی کی میزائل گنوں سے دو میزائل نکلے اور انہوں نے لڑاکا طیارے کے دونوں میزائلوں کو راستے میں ہی تباہ کر دیا۔

"گڈ شو"۔ عمران کے منہ سے بے ساختہ نکلا۔ لڑاکا طیارہ خوفناک انداز میں چنگھاڑتا اور گولیاں برساتا ہوا ان کے طیارے کے قریب سے گزر گیا۔ آگے جا کر وہ پھر پلٹا اور مسلسل گولیاں برساتا ہوا ان کی طرف آنے لگا اور پھر خوفناک انداز میں شور مچاتا ہوا ان کے طیارے کے نیچے سے گزرتا چلا گیا۔ اسی لمحے انہوں نے تنویر کی رسی کو ٹوٹتے اور تنویر کو یکلخت نیچے گرتے دیکھا۔ لڑاکا طیارے کی کوئی گولی غالباً اس کی رسی کو کاٹ گئی تھی۔

"تنویر"۔ تنویر کو نیچے گرتے دیکھ کر جولیا حلق کے بل چیخ اٹھی۔ عمران نے بھی بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے تھے اور پھر نیچے گرتے ہوئے تنویر نے اپنی میزائل گن سیدھی کی۔ اس کی میزائل گن سے ایک میزائل نکلا اور سیدھا لڑاکا طیارے سے جا ٹکرایا اور لڑاکا طیارہ خوفناک دھماکے سے پھٹ کر فضا میں بکھرتا چلا گیا۔

"نن، نہیں۔ نہیں"۔ جولیا نے ہکلاتے ہوئے کہا تو عمران نے بے اختیار جبڑے بھینچ لئے۔ تنویر انتہائی سرعت سے نیچے جاتا ہوا چند لمحے سکرین پر دکھائی دیتا رہا پھر غائب ہو گیا۔ یہ دیکھ کر جولیا کی آنکھوں میں نمی سی آ گئی۔ وہ تیزی سے اٹھی اور وہاں سے نکلتی چلی گئی۔

"تنویر ماہر ہوا باز ہے وہ اپنے راستے بنانا جانتا ہے تم سب تیار ہو جاؤ ہم شنگانا جنگل میں پہنچنے ہی والے ہیں۔ پیراشوٹ باندھ کر دروازے کے قریب چلے جاؤ۔ جیسے ہی میں کہوں کود جانا"۔ عمران نے کہا تو صفدر تیزی سے اٹھا اور ایک طرف پڑے ہوئے بیگ اور پیراشوٹ کٹس اٹھا کر لے آیا۔

"مس جولیا پیراشوٹ باندھ لیں۔ عمران کی بات درست ہے تنویر ماہر ہوا باز ہے وہ پیراشوٹ کے بغیر بھی خود کو سنبھال لے گا"۔ صفدر نے کہا اور پھر انہوں نے ضروری سامان والے بڑے بڑے بیگ اپنی کمروں پر لادے اور پیراشوٹ کٹس باندھ لیں اور جہاز کے کھلے ہوئے دروازے کے قریب آ گئے۔

"کیا آپ لوگ تیار ہیں"۔ جہاز میں عمران کی آواز ابھری تو انہوں نے ایک ساتھ اثبات میں جواب دیا۔

"گڈ، میں تین تک گنوں گا تم سب وقفے وقفے سے کود جانا۔ سب سے آخر میں، میں جہاز سے کودوں گا"۔ عمران کی آواز سنائی دی اور پھر اس نے کاؤنٹنگ شروع کر دی۔ جیسے ہی اس نے تین کہا صفدر نے کھلے ہوئے دروازے سے باہر چھلانگ لگا دی۔ جہاز سے باہر نکلتے ہی

اسے ایک زوردار جھٹکا لگا اور وہ جہاز سے نکل کر یکلخت پہلے ہوا کے دباؤ سے اوپر اٹھتا چلا گیا پھر اس کا جسم کسی توپ سے نکلے ہوئے گولے کی رفتار سے نیچے جانے لگا۔ صفدر کے کودنے کے چند لمحوں بعد جہاز سے صدیقی کودا تھا۔ اس کے بعد نعمانی نے باہر چھلانگ لگائی۔ پھر جولیا نے بھی ہاتھوں کو کھول کر باہر چھلانگ لگا دی۔ سی ون کا دیو ہیکر طیارہ اس کے اوپر سے گزرتا چلا گیا۔

اپنے تمام ساتھیوں کو طیارے سے باہر چھلانگ لگاتے دیکھ کر عمران نے سکون کا سانس لیا۔ اس نے چند بٹن دبائے اور لیور کھینچ کر جہاز کو جنگل سے بلند کر لیا اور پھر کافی بلندی پر آکر اس نے طیارے کا رخ موڑا اور اسے لئے ایک طرف اڑتا چلا گیا۔ چند ہی لمحوں بعد اچانک ٹرانسمیٹر جاگ اٹھا۔

" ہیلو، ہیلو سپیشل ٹاور کنٹرول کالنگ۔ ہیلو، ہیلو۔ اوور"۔ دوسری طرف سے ایک مسلسل چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔ عمران کے ہونٹوں پر بے اختیار مسکراہٹ آگئی۔

"یس۔ اوور"۔ عمران نے مختصر سے لہجے میں کہا۔

" تمہاری حفاظت کے لئے جو چار فائٹر بھیجے گئے تھے ان کا کیا مسئلہ ہے وہ ہمارے ساتھ رابطہ کیوں نہیں کر رہے۔ اوور"۔ دوسری طرف سے چیختے ہوئے کہا گیا۔

" وہ رفع حاجت کے لئے بیت الخلا گئے ہیں۔ اوور"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" کیا۔ یہ کیا بکواس کر رہے ہو۔ کون ہو تم۔ اوور"۔ دوسری طرف سے بری طرح سے دھاڑتے ہوئے کہا گیا۔

" تمہارے فادر پنڈت نارائن کا گرینڈ فادر۔ اوور"۔ عمران نے بڑے اطمینان بھرے لہجے میں جواب دیا۔

" اوہ، یو باسٹرڈ۔ لگتا ہے تم نے ہمارے چاروں فائٹروں کو مار گرایا ہے۔ تم، تم......." دوسری طرف سے تیز اور تھرتھراتے ہوئے لہجے میں کہا گیا۔

" ناگری ایئرپورٹ پر پنڈت نارائن میرا انتظار کر رہا ہے۔ اس کی فریکوئنسی بتاؤ۔ اوور"۔ عمران نے اس بار انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

"پہلے تم بتاؤ۔ تم کون ہو اور تم اس طیارے کو کہاں لے جا رہے ہو۔ اوور"۔ دوسری طرف سے سخت لہجے میں پوچھا گیا۔

" میں اس طیارے کو بحفاظت ناگری ایئرپورٹ پر لے جانا چاہتا ہوں اور سن لو میں نے واقعی تمہارے چاروں فائٹر طیاروں کو مار گرایا ہے۔ اگر تم فائٹر طیاروں کا پورا اسکارڈن بھی بھیج دو تو میں ان کا بھی وہی حشر کروں گا۔ یاد رکھو اگر تم نے میرے طیارے کو نقصان پہنچانے کی کوشش کی تو تمہارا آدھا کافرستان ملیامیٹ ہو جائے گا۔ میں طیارے میں ایکس بی ایکس میزائل لا رہا ہوں۔ اس کی کیمیائی طاقت کا تمہیں بخوبی علم ہے۔ اگر میرے طیارے کو ہٹ کیا گیا یا میں نے اس طیارے کو کہیں گرا دیا تو وہی ہو گا جو میں بتا چکا ہوں۔ اوور"۔ عمران نے غراتے ہوئے کہا۔

" ایکس بی ایکس میزائل ۔اوہ، اوہ کیا تم سچ کہہ رہے ہو۔ کیا واقعی تمہارے طیارے میں ایکس بی ایکس میزائل موجود ہے۔ اوور"۔ دوسری طرف سے اس بار انتہائی گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا گیا۔

" راڈار پر نائن ون ون بی آر سکس ایڈجسٹ کرو تو تمہیں خود ہی معلوم ہو جائے گا۔ اوور"۔ عمران نے بڑے مطمئن لہجے میں کہا اور دوسری طرف سے تیز تیز بولنے کی آوازیں سنائی دینے لگیں۔ عمران نے مسکراتے ہوئے اپنی سیٹ کی دائیں طرف پڑا ہوا ایک چھوٹا سا بریف کیس اٹھایا اور اسے اپنے گھٹنوں پر رکھ لیا۔

نمبروں والا لاک کھول کر اس نے ایک بٹن پریس کیا تو بریف کیس کا اوپر والا حصہ کسی ڈھکن کی طرح کھلتا چلا گیا۔ بریف کیس میں ایک پرانے زمانے کے ٹیپ ریکارڈ جیسی مشین تھی جس پر باقاعدہ دونوں اطراف ٹیپ چڑھی ہوئی تھی۔ عمران نے مختلف بٹن دبا کر اسے آن کیا تو دونوں ریلیں چلنے لگیں اور مشینری پر لگے چند مختلف رنگوں کے بلب تیزی سے جلنے بجھنے لگے اور ساتھ ہی ٹیپ سے ہلکی ہلکی بیپ بیپ کی آواز سنائی دینے لگی۔ عمران نے بریف کیس کو بند کیا اور اسے لاک لگا کر دوسری سیٹ پر رکھ دیا۔ اس کے چہرے پر اب اطمینان تھا۔

" ہیلو، ہیلو۔ اوور"۔ ٹرانسمیٹر سے وہی گھبراہٹ زدہ آواز سنائی دی۔

"یس ۔اوور"۔ عمران نے کہا۔

" راڈار پر ایکس بی ایکس کی بیپ سنائی دے رہی ہے۔ تم، تم اس میزائل کو یہاں کیوں لائے ہو۔ اوور"۔ دوسری طرف سے انتہائی حد تک خوف اور ہکلاہٹ بھری آواز سنائی دی۔

" سن آف گرینڈ فادر پنڈت نارائن کی شادی ہے۔ جس کی خوشی میں گرینڈ فادر نے یہاں آتش بازی کرنی ہے۔ اوور"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" اوہ، یو باسٹرڈ۔ تم حد سے زیادہ گرے ہوئے اور سفاک انسان ہو۔ اگر ایکس بی ایکس واقعی آن ہو گیا تو اس سے ہزاروں لاکھوں بے گناہ انسان کیڑے مکوڑوں کی طرح ہلاک ہو جائیں گے۔ کافرستان کی آدھی سے زیادہ زمین جل کر سیاہ ہو جائے گی اور۔ اور"۔ دوسری طرف سے غصیلے اور نہایت پریشان لہجے میں کہا گیا۔

" اور زمین پر بھی چاند کی طرح ایک دھبہ پڑ جائے گا اور اس دھبے پر مدر آف سن چرخہ کاتے گی۔ کیوں یہی کہنا چاہتے تھے ناں تم۔ اوور"۔ عمران نے ہنستے ہوئے کہا تو دوسری طرف سے جیسے مغلظات کا طوفان ابل پڑا۔

" اپنی بکواس بند کرو اور مجھے ناگری ایئرپورٹ کی فریکوئنسی بتاؤ۔ میں پنڈت نارائن سے بات کرنا چاہتا ہوں۔ اگر تم نے مجھے پنڈت نارائن سے بات نہ کرنے دی تو میں سچ مچ طیارے کو نیچے گرا دوں گا۔ تم پاکیشیائیوں کے جذبہ حب الوطنی سے اچھی طرح آگاہ ہو۔ اپنے ملک کے مفاد کے لئے وہ اپنی جان تک کی بھی پرواہ نہیں کرتے۔

اوور"۔ عمران نے اچانک سنجیدہ ہوتے ہوئے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

" تم پنڈت نارائن سے کیا بات کرنا چاہتے ہو۔ اوور"۔ دوسری طرف سے چند لمحے خاموشی کے بعد پوچھا گیا۔

" اس بات کا جواب میں پنڈت نارائن کو ہی دوں گا۔ اوور"۔ عمران نے کہا تو دوسری طرف ایک بار پھر خاموشی چھا گئی۔

" ٹھیک ہے۔ فریکوئنسی نوٹ کرو"۔ دوسری طرف سے جیسے ہتھیار ڈالنے والے انداز میں کہا گیا اور ساتھ ہی وہ عمران کو ناگری ایئرپورٹ کے کنٹرول ٹاور کی فریکوئنسی بتائی جانے لگی۔

" اوکے۔ اوور اینڈ آل"۔ عمران نے کہا اور ہاتھ بڑھا کر ٹرانسمیٹر آف کر دیا اور پھر اس نے ناگری ایئرپورٹ کے کنٹرول ٹاور کی فریکوئنسی ملانا شروع کر دی۔ چند ہی لمحوں بعد دوسری طرف رابطہ قائم ہو گیا۔

" ہیلو، ہیلو سپیشل فلائٹ سی ون تھرٹی بی کالنگ یو۔ ہیلو۔ ہیلو اوور"۔ عمران نے مائیک پکڑ کر مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

" یس کنٹرول ٹاور فرام ناگری ایئرپورٹ رسیونگ یو۔ اوور"۔ دوسری طرف سے ایک تیز آواز سنائی دی۔

" میری پنڈت نارائن سے بات کراؤ۔ میں علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں۔ اوور"۔ عمران نے چیختے ہوئے لہجے میں کہا۔

" یس پنڈت نارائن سپیکنگ۔ اوور"۔ چند لمحوں بعد دوسری طرف سے ایک انتہائی کرخت اور سرد آواز سنائی دی اور عمران کے ہونٹوں پر بے اختیار مسکراہٹ آ گئی۔ وہ واقعی پنڈت نارائن کی ہی آواز تھی جسے عمران بہت اچھی طرح پہچانتا تھا۔

تنویر نے نیچے گرتے ہوئے میزائل گن کو سیدھا کیا اور سی ون تھرٹی بی طیارے کی طرف لڑاکا طیارے کو پلٹتے دیکھ کر اس کی طرف گن کا رخ کر کے بٹن پریس کر دیا۔ گن سے زوردار آواز کے ساتھ ایک منی میزائل نکلا اور بجلی کی سی تیزی سے لڑاکا طیارے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ لڑاکا طیارے نے اس میزائل سے بچنے کی کوشش کرتے ہوئے جیسے ہی اپنے طیارے کو گھمایا۔ میزائل اس سے جا ٹکرایا۔ فضا ایک ہولناک دھماکے سے گونج اٹھی اور اس طیارے کے ٹکڑے فضا میں بکھر کر رہ گئے۔ یہ دیکھ کر تنویر کی آنکھوں میں گہرا اطمینان آ گیا۔ اس نے نیچے دیکھا تو نیچے زمین انتہائی تیز رفتاری سے اسے اوپر آتی ہوئی دکھائی دینے لگی۔ نیچے ہر طرف گہری کھائیاں اور سنگلاخ چٹانوں کا طویل سلسلہ پھیلا ہوا تھا۔ دور کافی فاصلے پر تنویر کو ایک چمکدار پٹی

دکھائی دی۔ جو غالباً کوئی دریا تھا۔

دریا کو دیکھ کر تنویر کی آنکھوں میں چمک ابھر آئی۔ اس نے جلدی جلدی اپنے جسم کے گرد لپٹی ہوئی رسی کھول دی اور میزائل گن بھی نیچے پھینک دی پھر اس نے اپنے جسم کو جھٹکے دے کر زور سے موڑا اور دونوں ہاتھوں سے اپنے گھٹنوں کو پکڑ کر فضا میں ایک مخصوص انداز میں ریورس ڈائیو لگانے لگا۔

ریورس ڈائیو لگانے اور جسم کو زوردار جھٹکے دینے سے اس کا رخ مڑ گیا تھا اور وہ توپ سے نکلے ہوئے گولے کی طرح اس چمکدار پٹی کی جانب جانے لگا۔ جب دریا کا پاٹ اسے چوڑا ہوتا نظر آیا تو اس نے اپنے گھٹنے چھوڑ دیئے۔ اس نے اپنے پاؤں اور ہاتھ بالکل سیدھے کر لئے اور اپنا رخ عمودی کر لیا۔ ہوا کے تیز دباؤ کی وجہ سے وہ عمودی انداز میں نیچے گرتا چلا گیا۔ اس نے جس انداز میں فضا میں ریورس ڈائیو لگائی تھی اور اب جس عمودی انداز میں وہ ہوا میں تیرتا ہوا نیچے جا رہا تھا اس لئے اسے یقین تھا کہ وہ سیدھا اس دریا میں ہی جا گرے گا اور پھر وہی ہوا وہ ایک زوردار چھپاکے سے پانی میں جا گرا۔

انتہائی اونچائی سے نیچے آنے کی وجہ سے وہ نہایت تیزی سے پانی میں اترتا چلا گیا۔ اگر وہ عمودی انداز میں دریا میں نہ اترتا تو لامحالہ وہ دریا کی تہہ سے جا ٹکراتا جس سے اس کا زندہ بچ نکلنا ناممکن ہو جاتا۔ لیکن وہ چونکہ ایک تربیت یافتہ ایجنٹ تھا اور ایسی سچوئیشنز سے اس کا بیسیوں بار سابقہ پڑ چکا تھا اس لئے انتہائی بلندی سے اور بغیر پیراشوٹ

کے نیچے گرنے کے باوجود وہ نہ گھبرایا تھا بلکہ اس نے نہایت عقلمندی اور بروقت فیصلہ کرتے ہوئے خود کو یقینی موت سے بچا لیا تھا۔

پانی میں گرنے کی وجہ سے وہ کافی گہرائی تک نیچے اترتا چلا گیا۔ پھر جیسے ہی اس کی رفتار کم ہوئی۔ اس نے ہاتھ پیر مارنے شروع کر دیئے اور نہایت تیزی سے سطح پر آگیا۔ رات کی تاریکی ہر سو پھیلی ہوئی تھی۔ چاند کی ملگجی روشنی میں تنویر وہاں کے ماحول کو آسانی سے دیکھ رہا تھا۔ دریا کا پانی نہایت زور شور سے بہہ رہا تھا۔ تنویر تیزی سے ہاتھ پاؤں مارتا ہوا دریا کی الٹی سمت تیر رہا تھا اور پھر اس نے مشرقی کنارے کو دیکھ کر تیزی سے اس طرف تیرنا شروع کر دیا کیونکہ اسے مشرق کی ہی سمت میں آگے بڑھنا تھا۔ کچھ ہی دیر میں وہ دریا سے باہر نکل کر گہرے گہرے سانس لے رہا تھا۔ دریا کے تیز رفتار پانی میں مخالف سمت تیرنے کی وجہ سے اس کے اعصاب شل ہو گئے تھے۔ دور دور تک چٹانی علاقہ پھیلا ہوا تھا۔ کسی انسانی بستی یا انسانوں کا شائبہ تک نظر نہیں آرہا تھا۔

تنویر چند لمحے وہاں سستاتا رہا پھر وہ اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کے پاس کوئی سامان نہیں تھا۔ سفری بیگ وہ جہاز میں ہی چھوڑ آیا تھا اور میزائل گن وہ خود ہی پھینک چکا تھا۔ اس کی جیبوں میں سوائے ایک مشین پسٹل، چند ایکسٹرا میگزین، ایک چاقو اور ایک پرس کے سوا کچھ نہیں تھا۔ وہ سر اٹھا کر اوپر دیکھنے لگا۔ اس کا طیارہ غائب ہو چکا تھا۔

عمران اپنے پروگرام کے مطابق یقینی طور پر اپنے ساتھیوں سمیت شنگانا جنگل میں پہنچ چکا ہوگا اور اس نے ریڈیو کنٹرول کے ساتھ اپنے طیارے کو بھی دور کہیں گرا دیا ہوگا۔ شنگانا جنگل وہاں سے نجانے کتنا دور تھا۔ اس طرح پیدل چلتے ہوئے اس کا اپنے ساتھیوں تک پہنچنا بھی محال تھا۔ اس کے پاس لانگ رینج ٹرانسمیٹر بھی موجود نہیں تھا جس سے وہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ رابطہ کر کے انہیں اپنے زندہ بچ جانے کی اطلاع کر سکتا۔

اس قدر بلندی سے بغیر کسی پیراشوٹ کے نیچے گرنا جہاں نیچے ہر طرف گہری کھائیاں اور سنگلاخ چٹانیں پھیلی ہوں کسی کا زندہ بچ جانا ناممکنات میں سے تھا۔ اس کے ساتھی یقیناً یہی سمجھ رہے ہوں گے کہ تنویر ہزاروں فٹ کی بلندی سے گر کر یقینی طور پر ہلاک ہو گیا ہوگا۔ اس خیال کے آتے ہی تنویر کے لبوں پر بے اختیار مسکراہٹ آ گئی۔

وہ دریا کے کنارے کنارے چل رہا تھا۔ اونچی نیچی پہاڑیوں اور ٹیلوں سے گزرتے ہوئے وہ اس جگہ سے کافی دور نکل آیا تھا۔ ایکسٹو نے ان سب کو ایرو ایئر کرافٹس اور ان ایرو ایئر کرافٹس کو تیار کرنے والی فیکٹری کو تباہ کرنے کا مشن سونپا تھا۔ ایرو ایئر کرافٹس کس فیکٹری میں تیار ہو رہے تھے اور وہ فیکٹری کافرستان کے کس حصے اور کس علاقے میں تھی اس کے بارے میں کوئی کچھ نہیں جانتا تھا۔ تنویر کو صرف اتنا معلوم تھا کہ اس کے ساتھی شنگانا جنگل میں ڈراپ

ہوئے ہیں۔ شنگانا جنگل میں وہ یقیناً اس کے انتظار میں وہاں بیٹھے نہ
رہے ہوں گے۔ وہ آگے بڑھ رہے ہوں گے لیکن وہ اس جنگل میں
کہاں تھے اور وہاں سے ان کا آگے جانے کا پروگرام کیا تھا اس کے
بارے میں بھی تنویر لاعلم تھا۔ اس کے علاوہ تنویر یہ بھی نہیں جانتا تھا
کہ شنگانا جنگل یہاں سے کتنی دوری پر ہے اور وہ اس وقت کس
علاقے میں موجود ہے۔

وہ مسلسل چلتا رہا اور پھر اسی طرح دریا کے کنارے چلتے ہوئے وہ
مچھیروں کی بستی میں پہنچ گیا۔ مچھیرے بے حد خوش اخلاق اور مہمان
نواز تھے۔ تنویر نے ان سے خوب پیٹ کر مچھلیاں کھائیں اور خاصی دیر
آرام کر کے وہاں سے نکل کھڑا ہوا۔

مچھیروں نے اسے بتا دیا تھا کہ وہ اس وقت ناگری سے چھ سات سو
کلو میٹر دور ہے۔ یہاں سے بیل گاڑی میں بیٹھ کر اسے پہلے ناشانا نامی
قصبے میں جانا ہو گا جہاں سے اسے دارالحکومت والی بس ملے گی اور پھر
وہ دارالحکومت سے کسی بھی ذریعے سے ناگری پہنچ سکتا ہے۔ ناگری
جانے کا خیال تنویر کو اس لئے آیا تھا کہ عموماً عمران کافرستان میں جب
بھی کسی مشن پر جاتا تھا تو ناگری میں موجود ایک بلیو روز کلب میں جا
کر وہاں کے مینجر مولٹن سے ضرور ملتا تھا۔ جو عمران کے مطابق اس کے
گہرے دوستوں میں سے تھا اور عمران کی تقریباً ہر ضرورت پوری کرتا
تھا۔ تنویر نے سوچا تھا کہ وہ یہاں سے سیدھا ناگری جا کر مولٹن سے
رابطہ کرے گا۔ اگر مولٹن کا عمران سے رابطہ ہوا تو وہ یقینی طور پر اپنے

ساتھیوں سے جا ملے گا ورنہ بہرحال کافرستان میں وہ جس مشن کے
لئے آیا ہے اسے اپنے طور پر سرانجام دے گا۔ لیکن اس مشن کی تکمیل
کے لئے بھی اس کا مولٹن سے ملنا بے حد ضروری تھا۔ اس کی
ضروریات وہی پورا کر سکتا تھا اس کے علاوہ تنویر نہ کسی اور کو جانتا تھا
اور نہ ہی کوئی اس سے واقف تھا۔ اس کے پاس بہرحال اتنی کرنسی
موجود تھی کہ وہ آسانی سے ناگری میں موجود مولٹن تک پہنچ جاتا۔

"یس پنڈت نارائن سپیکنگ ۔ اوور"۔ پنڈت نارائن نے آپریٹر سے مائیک چھین کر انتہائی کرخت اور سرد لہجے میں کہا۔

"ارے تم وہ پنڈت تو نہیں ہو جس کی توند نکلی ہوتی ہے، سر گنجا ہوتا ہے، اس نے دھوتی باندھی ہوتی ہے اور پیروں میں جوتیاں نام کو نہیں ہوتیں اور جنہیں مفت کھانے پینے کے سوا دوسرا کوئی کام ہی نہیں ہوتا۔ اوور"۔ عمران نے چہکتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"بکواس بند کرو۔ مجھے کس لئے کال کی ہے۔ اوور"۔ اس کی بات سن کر پنڈت نارائن کو غصہ آگیا۔

"تمہارا حال دریافت کرنا چاہتا ہوں اور سناؤ کیسے ہو۔ تم نے جو دس درجن مرغیاں پال رکھی تھیں انہوں نے انڈے دینا شروع کئے ہیں یا نہیں اور اگر دیئے ہیں تو کتنے انڈوں کو اب تک سینک چکے ہو

اور ان میں سے کتنے انڈے خراب نکلے ہیں اور کتنوں میں سے بچے نکلے ہیں۔ اوور"۔ عمران نے خالص احمقانہ لہجے میں کہا تو پنڈت نارائن کا چہرہ غصے سے سرخ ہوتا چلا گیا۔

"یو شٹ اپ نانسنس۔ بتاؤ کس لئے کال کی ہے۔ اوور"۔ پنڈت نارائن نے حلق کے بل دھاڑتے ہوئے کہا۔

"ارے، ارے اتنا غصہ سچ، سچ انڈوں پر بیٹھنے والوں کو اتنا غصہ نہیں کرنا چاہئے ورنہ بچے لنگڑے لولے پیدا ہوتے ہیں۔ اوور"۔ عمران بھلا آسانی سے کہاں باز آنے والا تھا۔

"عمران، تم نے ہمارے چار لڑاکا طیاروں کو مار گرایا ہے۔ تم کیا سمجھتے ہو ان طیاروں کو مار گرا کر تم نے بہت بڑا قلعہ فتح کر لیا ہے۔ میں تمہارے پیچھے کافرستان کی پوری فورس لگا دوں گا۔ طیارے سمیت میں تمہارے اتنے ٹکڑے کرواؤں گا کہ مرنے کے بعد بھی تمہاری روح ان ٹکڑوں کو نہ گن پائے گی۔ اوور"۔ پنڈت نارائن نے بری طرح سے چیختے ہوئے کہا۔

"مگر میں تمہارے اتنے ٹکڑے کروں گا کہ تمہاری روح اسے آسانی سے گن لے گی۔ اوور"۔ عمران نے بڑے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

"تم، تم ...." پنڈت نارائن کا غصے کے مارے اس قدر برا حال ہو گیا تھا کہ اگر عمران سچ مچ اس کے سامنے ہوتا تو وہ واقعی اس کے ہزاروں ٹکڑے کر ڈالتا۔

"سنو پنڈت نارائن۔ میں کافرستان میں آگیا ہوں۔ میں تم لوگوں سے انتقام لینے کے لئے آیا ہوں۔ خوفناک انتقام۔ تمہارے ملک میں اس قدر فاسٹ اور پاور ایکشن کروں گا کہ تم اور تمہارے ملک کے لوگ صدیوں یاد رکھیں گے۔ مجھے معلوم ہوا تھا کہ مجھے اور میرے پاور ایکشن کو روکنے کے لئے میرے خلاف تمہیں میدان میں اتارا گیا ہے اور تم نے میدان میں آتے ہی میرے خلاف جال بننے شروع کر دیئے ہیں اور خاص طور تم نے ناگری ایئرپورٹ پر میرے استقبال کے لئے زبردست تیاریاں کر رکھی ہیں۔ اوور"۔ عمران نے کہا۔

"صرف ناگری ایئرپورٹ پر ہی نہیں۔ میں نے پورے کافرستان میں انتظامات کر رکھے ہیں۔ تمہارے لئے کافرستان کی زمین پر قدم رکھنا ناممکن ہو جائے گا۔ کافرستان آکر تم نے اپنی موت کے پروانے پر خود ہی مہر ثبت کر دی ہے عمران۔ یہاں تمہارا پاور ایکشن نہیں میرا پاور ایکشن چلے گا اور کافرستان کی ساری زمین تمہارے اور تمہارے ساتھیوں کے لئے تنگ پڑ جائے گی۔ اوور"۔ پنڈت نارائن نے نفرت زدہ لہجے میں کہا۔

"یہ تو وقت ہی بتائے گا پنڈت نارائن۔ کافرستان میں پاور ایکشن تمہارا ہوتا ہے یا میرا۔ میں نے تو تمہیں صرف اس لئے کال کی تھی کہ میں تمہیں بتا دوں کہ میں تمہارے پاس ناگری ایئرپورٹ پر آ رہا ہوں۔ اپنی فورس سامنے لے آؤ اور مجھے روک سکتے ہو تو روک لو۔ ایسا نہ ہو تم ہاتھ ملتے رہ جاؤ اور میں تمہارے سامنے سے نکل جاؤں۔

اوور"۔ عمران نے کہا تو پنڈت نارائن اس کی بات سن کر محاورتاً نہیں بلکہ حقیقتاً اچھل پڑا۔ ریڈیاک اور وہاں موجود دوسرے لوگ بھی عمران کی اس قدر حیرت انگیز بات سن کر بری طرح سے چونک پڑے تھے۔ عمران اس جگہ پہنچ رہا تھا جہاں واقعی اس کے لئے موت ہی موت بکھری ہوئی تھی۔

"کیا، کیا تم سچ کہہ رہے ہو۔ کیا تم واقعی ناگری آ رہے ہو۔ اوور"۔ پنڈت نارائن نے شدید حیرت اور یقین نہ آنے والے لہجے میں کہا۔

"تمہارے سینکے ہوئے انڈوں سے نکلے ہوئے بے شمار بچوں کی قسم۔ اوور"۔ عمران نے کہا تو پنڈت نارائن نے ایک بار پھر ہونٹ بھینچ لئے۔

"تو پھر آ جاؤ۔ دیکھتا ہوں تم میں کس قدر دم ہے۔ تمہارے ٹکڑے میں خود اپنے ہاتھوں سے کروں گا۔ یہ میرا وعدہ ہے۔ پنڈت نارائن کا وعدہ۔ اوور"۔ پنڈت نارائن نے غراتے ہوئے کہا۔

"گڈ، ویری گڈ۔ یہ ہوئی ناں زنخوں۔ ارے، ہپ۔ مم، میرا مطلب ہے مردوں والی بات۔ اوور"۔ عمران نے کہا تو پنڈت نارائن کا چہرہ غصے سے سیاہ پڑ گیا۔

"یو باسٹرڈ۔ نانسنس۔ تمہاری موت میرے ہاتھوں ہوگی۔ تم نے پنڈت نارائن کو للکارا ہے اور پنڈت نارائن کا دوسرا نام موت ہے موت۔ اوور"۔ پنڈت نارائن اس قدر غضبناک انداز میں دھاڑا کہ

اس کے گلے میں پھندہ لگ گیا اور وہ بے اختیار کھانسنا شروع ہو گیا۔

"ارے، ارے کیا ہوا۔ ابھی تو میں نے تمہیں اپنے آنے کی اطلاع دی ہے تو تمہارے گلے میں پھندہ لگ گیا ہے۔ جب میں ناگری ایئرپورٹ پر پہنچوں گا تو تم خود اپنے گلے میں رسی کا پھندہ ڈالنے پر مجبور ہو جاؤ گے۔ اوور"۔ عمران نے اس کا مذاق اڑاتے ہوئے کہا۔ اس بار پنڈت نارائن نے غضبناک ہو کر عمران کو جواب دینے کی بجائے مائیک کو پوری قوت سے میز پر دے مارا جو میز سے ٹکرا کر ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا۔ پنڈت نارائن کا جسم غصے کی شدت سے لرز رہا تھا اور اس کی آنکھوں سے جیسے غصے اور نفرت کی چنگاریاں پھوٹ رہی تھیں۔

"ہونہہ، نانسنس۔ یہاں مرنے کے لئے آ رہا ہے۔ اس کا کیا خیال ہے وہ ناگری ایئرپورٹ پر ہمارے ہاتھوں زندہ بچ جائے گا۔ ہونہہ"۔ پنڈت نارائن نے غراتے ہوئے انتہائی نفرت بھرے لہجے میں کہا۔ پھر وہ ریڈ سیکشن کے انچارج کو ہدایات دینے لگا کہ ساری کی ساری فورس کو وہ ایئرپورٹ پر بلا لے اور ایئرپورٹ کے ہر حصے کو پوری طرح سے کور کر لیا جائے۔ پنڈت نارائن کے حکم پر نہایت تیزی سے عملدرآمد کیا گیا۔ ایئرپورٹ پر ہر طرف بکتر بند گاڑیاں اور مسلح فوجی دکھائی دینے لگے جو ہر قسم کے ہتھیاروں سے مسلح تھے۔ ممکنہ حفاظت کے پیش نظر وہاں موجود دوسرے طیاروں کو ہٹا کر ایئرپورٹ خالی کرا لیا گیا تھا اور فوجیوں نے وہاں خصوصی مورچہ بندی بھی کر لی تھی تا کہ

عمران اور اس کے ساتھی اگر کسی قسم کی کارروائی کرنا چاہیں تو انہیں روکا جا سکے۔

"باس آپ عمران کو موقع کیوں دے رہے ہیں"۔ ان تمام حفاظتی اقدامات کو دیکھ کر ریڈ ہاک نے پنڈت نارائن سے مخاطب ہو کر کہا جو دوربین سے ایئرپورٹ کے انتظامات دیکھنے میں مصروف تھا۔

"موقع، کیسا موقع"۔ پنڈت نارائن نے چونک کر اس کی طرف مڑ کر دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"عمران نے کہا ہے کہ وہ ایئرپورٹ پر آ رہا ہے اور وہ ہماری تمام تر حفاظتی تدابیر کے باوجود یہاں سے نکل جانے میں کامیاب ہو جائے گا۔ آپ نے ان کو روکنے کے لئے اور ان کے خاتمے کے لئے جو اقدامات کئے ہیں وہ بے حد جامع ہیں مگر اس کے باوجود نجانے مجھے کیوں ایسا لگ رہا ہے جیسے عمران......" ریڈ ہاک کہتے کہتے رک گیا۔ اس کے لہجے میں تذبذب تھا جیسے اس کی سمجھ میں نہ آ رہا ہو کہ وہ کچھ کہے یا نہ کہے۔

"جیسے عمران۔ کیا جیسے عمران۔ کیا کہنا چاہتے ہو کھل کر کہو"۔ پنڈت نارائن نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔

"عمران ایک عفریت کا نام ہے باس۔ اگر اس نے یہاں کی سچوئیشن تبدیل کر دی اور یہاں سے واقعی بچ نکلنے میں کامیاب ہو گیا تو"۔ ریڈ ہاک نے ڈرتے ڈرتے کہا۔

"ہونہہ، یہ تم کہہ رہے ہو۔ میرے خاص آدمی۔ اس سچوئیشن میں

عمران کس طرح یہاں سے بچ کر نکل سکتا ہے"۔ پنڈت نارائن نے غصیلے لہجے میں کہا۔

" عمران کو آپ بھی جانتے ہیں باس اور میں بھی۔ ہمیں اسے ایئرپورٹ پر آنے کا موقع نہیں دینا چاہئے"۔ ریڈہاک نے رک رک کر کہا۔

" تم کھل کر کیوں نہیں بتا رہے۔ کہنا کیا چاہتے ہو"۔ پنڈت نارائن نے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

" باس، آپ میری بات سمجھ نہیں رہے"۔ ریڈہاک نے سر جھٹکتے ہوئے کہا۔

" کونسی بات"۔ پنڈت نارائن نے پوچھا۔

" اگر عمران کو اسی طرح ناگری ایئرپورٹ پر آنا تھا تو اسے ان چار لڑاکا طیاروں کو تباہ کرنے کی کیا ضرورت تھی۔ وہ طیارے بھی تو اس کے طیارے کو ناگری ایئرپورٹ کی طرف ہی لا رہے تھے"۔ ریڈہاک نے کہا تو پنڈت نارائن بری طرح سے اچھل پڑا۔

" اوہ، اوہ تو تمہارا خیال ہے۔ عمران ہمیں ڈاج دے رہا ہے"۔ پنڈت نارائن نے بری طرح سے چونکتے ہوئے کہا۔

" ظاہر بات ہے۔ وہ ہماری پوری توجہ ناگری ایئرپورٹ پر مبذول کرانا چاہتا ہے۔ تاکہ ہم اس کا یہاں انتظار کرتے رہ جائیں اور وہ آسانی سے اپنے طیارے کا رخ کسی اور طرف موڑ لے"۔ ریڈہاک نے کہا۔

" ہونہہ۔ ایسا ہونا ناممکن ہے۔ وہ لوگ کسی اور طرف طیارے کو لے جا ہی نہیں سکتے۔ اس سپیشل فلائٹ کو صرف ناگری ایئرپورٹ پر لینڈنگ کے آرڈرز ہیں۔ دوسرے تمام ایئرپورٹس پر ان طیاروں کی لینڈنگ ممنوع کر دی گئی ہے"۔ پنڈت نارائن نے سر جھٹک کر کہا۔

" لیکن وہ کسی دوسرے ایئرپورٹ پر ہنگامی لینڈنگ بھی تو کر سکتے ہیں اور عمران جیسا انسان تو کسی بھی جگہ کریش لینڈنگ کرنے سے بھی گریز نہیں کر سکتا"۔ ریڈہاک نے خدشہ ظاہر کرتے ہوئے کہا۔

" اوہ ہاں، ایسا ہو سکتا ہے۔ پھر تم کیا کہتے ہو۔ ہمیں کیا کرنا چاہئے"۔ پنڈت نارائن نے تشویش زدہ لہجے میں کہا۔ اس سے پہلے کہ ریڈہاک اس کی بات کا جواب دیتا ٹرانسمیٹر ایک بار پھر جاگ اٹھا۔ آپریٹر نے تیزی سے ٹرانسمیٹر آن کیا اور دوسری طرف سے آنے والی کال سننے لگا۔

" آپ کے لئے سپیشل کنٹرول ٹاور سے کال ہے جناب"۔ آپریٹر نے پنڈت نارائن سے مخاطب ہو کر کہا تو پنڈت نارائن کرسی سے اٹھا اور اس آپریٹر کے قریب چلا گیا اور اس کے ہاتھ سے مائیک لے لیا۔ یہ دوسرا ٹرانسمیٹر تھا۔ پہلے ٹرانسمیٹر کا مائیک پنڈت نارائن نے عمران سے باتیں کرتے ہوئے غصے سے میز پر مار کر توڑ دیا تھا تو وہاں موجود متعلقہ افراد نے فوری طور پر اسی فریکوئنسی کا دوسرا ٹرانسمیٹر نصب کر دیا تھا۔ کیونکہ کنٹرول ٹاور بغیر ٹرانسمیٹر کے کام نہیں کر سکتا

تھا۔

" یس پنڈت نارائن ہیئر۔ اوور"۔ پنڈت نارائن نے اپنے مخصوص سرد لہجے میں کہا۔

" وائس ایئر مارشل بول رہا ہوں۔آپ کا خدشہ بالکل درست ہے جناب۔ سی ون تھرٹی بی سپیشل فلائٹ میں واقعی مجرموں کا ٹولہ موجود ہے۔اوور"۔دوسری طرف سے وائس ایئر مارشل نے کہا۔

" جانتا ہوں۔کال کرنے کا مقصد بتاؤ۔اوور"۔پنڈت نارائن نے غصیلے لہجے میں کہا۔

" انہوں نے نہایت حیرت انگیز طریقے سے ہمارے انتہائی قیمتی اور طاقتور چاروں لڑاکا طیارے تباہ کر دیئے ہیں جناب اور......."
دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر سی ون تھرٹی بی کی سپیشل فلائٹ میں موجود عمران سے ہونے والی بات چیت کی تفصیل بتا دی جسے سن کر نہ صرف پنڈت نارائن بلکہ ریڈہاک اور وہاں موجود ہر شخص کے چہروں پر زردی پھیل گئی۔

" ایکس بی ایکس میزائل۔اوہ۔اوہ یہ تم کیا کہہ رہے ہو۔مگر عمران اس طیارے میں اس قدر مہلک اور خوفناک میزائل کیسے لا سکتا ہے۔اوور"۔پنڈت نارائن نے حقیقتاً خوف اور انتہائی پریشانی کے عالم میں تقریباً چیختے ہوئے کہا۔

" راڈار ایکس بی ایکس کی بیپ دے رہا ہے جناب اور سپر میزائل چیکر کمپیوٹر نے بھی اس بات کی تصدیق کر دی ہے کہ اس طیارے

میں بیس ہزار ٹن وار ہیڈ موجود ہے جو آدھے سے زیادہ کافرستان کو تباہ و برباد کرنے کے لئے کافی ہے۔اوور"۔دوسری طرف سے کہا گیا تو پنڈت نارائن کے چہرے پر زلزلے کے آثار ابھر آئے۔

" اوہ، مگر یہ کیسے ممکن ہے۔ عمران بین الاقوامی اصولوں کی خلاف ورزی کیسے کر سکتا ہے اور سرحدوں پر نصب میزائل چیکر ہیوی راڈارز نے اس خوفناک میزائل کا کاشن کیوں نہیں دیا۔اس کے علاوہ جن چار فائٹر طیاروں کو اس طیارے کی نگرانی کے لئے بھیجا گیا تھا ان طیاروں میں بھی نصب سپر ماسٹر میزائل چیکروں کو کوئی کاشن نہیں ملا۔اوور"۔پنڈت نارائن نے پریشانی سے بھرپور لہجے میں کہا۔

"یہی تو پریشانی کی بات ہے جناب۔اگر سرحدی پوائنٹس پر ایکس بی ایکس کا کاشن مل جاتا تو اس طیارے کو سرحد میں داخل ہی نہ ہونے دیا جاتا۔ ہمارے تمام سپر کمپیوٹرز اور راڈارز خاموش تھے۔ طیارے کے پائلٹ کے کہنے پر ہم نے سپیشل چیکنگ کی تو اس خوفناک اور مہلک میزائل کی موجودگی کا انکشاف ہوا تھا۔اوور"۔ دوسری طرف سے کہا گیا تو پنڈت نارائن کی پیشانی پر حقیقتاً پسینے کے قطرے ابھر آئے۔

" اوہ، عمران اس قدر ظالم، سفاک اور بے رحم انسان ہو سکتا ہے۔یقین نہیں آرہا۔اس کے بارے میں تو مشہور ہے کہ وہ انتہائی بااصول ہے اور انسانیت کی بقاء کے لئے اپنی جان بھی قربان کر سکتا ہے۔ پھر وہ اس قدر خطرناک اور مہلک ترین وار ہیڈ کافرستان کیسے لا

سکتا ہے۔ کیا وہ واقعی کافرستان کو مٹا دینا چاہتا ہے"۔ پنڈت نارائن نے بری طرح سے لرزتے ہوئے کہا۔

" پائلٹ نے مجھے دھمکی دی تھی کہ میں مزید لڑاکا طیارے نہ بھیجوں۔ اگر میں نے ایسا کیا تو وہ خود ہی طیارے کو کہیں گرا دے گا۔ اسے اپنی جان کی ذرا بھی پرواہ نہیں ہے جناب۔ وہ آپ سے بات کرنا چاہتا تھا۔ میں کافی دیر سے آپ سے رابطہ کرنے کی کوشش کر رہا تھا مگر آپ کا ٹرانسمیٹر مصروف تھا۔ اوور"۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

" ہونہہ، تو یہاں کی فریکوئنسی اسے تم نے بتائی تھی۔ اوور"۔ پنڈت نارائن نے ہونٹ بھینچ کر کہا۔

" یس سر۔ میں مجبور تھا سر۔ اوور"۔ دوسری طرف سے جلدی سے کہا تو پنڈت نارائن پر خیال انداز میں سر ہلانے لگا۔

" تم ایک بار پھر تمام راڈارز اور میزائل چیکر کمپیوٹروں سے چیک کرو۔ ہو سکتا ہے یہ بھی عمران کی کوئی چال ہو۔ اوور"۔ پنڈت نارائن نے کہا۔

" میں نے اس حساس اور مہلک میزائل کو چیک کرنے کی تمام کوششیں کر لی ہیں جناب۔ لیکن اگر آپ کہتے ہیں تو میں سپیشل ہیڈ کوارٹر میں جا کر ہیوی ڈیوٹی زیرو بی تھری مشین پر اسے چیک کر لیتا ہوں۔ اوور"۔ دوسری طرف سے آواز آئی۔

" ہاں یہ بہت ضروری ہے۔ سپیشل زیرو بی تھری ہی اس میزائل کی حتمی رپورٹ دے سکتا ہے۔ اس کام میں تمہیں کتنا وقت لگے گا۔

اوور"۔ پنڈت نارائن نے کہا۔

" زیرو بی تھری کی مشینری ناگرال کی سب سے بلند چوٹی ہائی ماؤنٹین کے ہیڈ کوارٹر میں نصب ہے۔ وہاں اگر میں تیز ترین ہیلی کاپٹر میں بھی جاؤں تو مجھے دو گھنٹے لگ جائیں گے اور میزائل کو چیک کرنے کے لئے بھی مجھے کم از کم ایک گھنٹہ چاہئے۔ اوور"۔ وائس ایئر مارشل نے کہا۔

" ٹھیک ہے تین گھنٹے ہی سہی بہرحال مجھے فائنل رپورٹ چاہئے۔ تم ناگرال سے ہی مجھے اس ٹرانسمیٹر پر ڈائریکٹ کال کر لینا۔ اوور"۔ پنڈت نارائن نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

" رائٹ سر۔ اوور"۔ دوسری طرف سے آواز سنائی دی۔

" اوکے، اوور اینڈ آل"۔ پنڈت نارائن نے کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔ اس کا چہرہ ابھی تک خوف اور پریشانی سے زرد تھا اور اس کی آنکھوں میں بھی شدید پریشانی اور الجھن کے سائے لہراتے نظر آ رہے تھے۔ عمران کو وہ اچھی طرح سے جانتا تھا۔ عمران انتہائی ذہین، دور اندیش اور نہایت باکردار انسان تھا۔ وہ کافرستانی حکومت سے ضرور ٹکر لے سکتا تھا اور کافرستان کو معاشی طور پر ضرور نقصان پہنچا سکتا تھا مگر محض انتقام لینے کے لئے وہ پورے کافرستان کے معصوم اور بے گناہ انسانوں کو یوں موت کے گھاٹ اتارنے کا سوچ بھی نہیں سکتا تھا۔ پھر یہ کیسے ممکن تھا کہ وہ طیارے میں اپنے ساتھ انتہائی ہولناک تباہی پھیلانے والا ایٹمی میزائل اس طرح کھلے عام کافرستان میں لے

آتا۔ اگر ان کا مقصد کافرستان کی تباہی ہی تھا تو اسے اس ایٹمی میزائل کو یہاں لانے کی کیا ضرورت تھی۔ وہ اس میزائل کو پاکیشیا سے بھی کافرستان میں فائر کر سکتے تھے اور پھر اس حساس اور خوفناک ترین میزائل کو عام سے طیارے میں بغیر کسی کے نوٹس میں لائے کیسے لایا جا سکتا تھا۔ اس جیسے میزائل کے اوپن ہوتے ہی پوری دنیا کے سیٹلائٹ اسے مارک کر لیتے۔

"تمہارا کیا خیال ہے زیرو سیون۔ کیا عمران یہاں ایکس بی ایکس میزائل لانے کی غلطی کر سکتا ہے"۔ کافی دیر سوچتے رہنے کے بعد پنڈت نارائن نے ریڈہاک سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"عمران بظاہر مسخرہ، احمق اور انتہائی سادہ نظر آتا ہے مگر حقیقت میں وہ ایک انتہائی خطرناک، ذہین اور دانش مند انسان ہے۔ اس کی فطرت سے میں واقف ہوں باس۔ وہ بے گناہ اور معصوم لوگوں کو کسی صورت میں ہلاکت میں نہیں ڈال سکتا۔ چاہے وہ کسی بھی مذہب یا کسی بھی فرقے سے کیوں نہ تعلق رکھتے ہوں۔ پاکیشیا کے خلاف سازش روسیاہی اور کافرستانی حکام نے کی تھی۔ عمران اس کا انتقام واقعی کافرستانی اور روسیاہی حکام سے لے گا۔ اس کے مطابق وہ کافرستان میں پاور ایکشن کرنا چاہتا ہے۔ پاور ایکشن میں وہ کافرستان کو مالی اور معاشی لحاظ سے تباہ کرے گا۔ یا کافرستان کے حساس مقامات کو اپنا نشانہ بنانے کی کوشش کرے گا۔ اگر اس کا مقصد پورے کافرستان کو تباہ کرنا ہوتا تو وہ اس قدر مہلک میزائل

اپنے ساتھ یہاں نہ لاتا۔ اسے وہ پاکیشیا سے ہی کافرستان پر داغ سکتا تھا۔ ویسے بھی عمران جیسا انسان انسانیت کو ختم کرنے کا نہیں سوچ سکتا۔ اس نے یقینی طور پر کوئی سائنسی حربہ استعمال کیا ہے جو سپیشل کنٹرول ٹاور کے راڈارز اور سپر کمپیوٹر ایکس بی ایکس کی بیپ اور کاشن دے رہے ہیں۔ میں یقین اور پورے وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ طیارے میں ایکس بی ایکس میزائل موجود نہیں ہے"۔ ریڈہاک نے انتہائی ذہانت سے صورتحال کا تجزیہ کرتے ہوئے کہا۔

"گڈ، میں بھی یہی سوچ رہا تھا۔ تمہارا تجزیہ بالکل درست ہے۔ عمران سب کچھ کر سکتا ہے لیکن معصوم اور بے گناہ انسانوں کا قتل عام اس کی فطرت میں شامل نہیں ہے۔ اوہ، اوہ میں سمجھ گیا۔ عمران نے یہ بات خاص طور پر کنٹرول ٹاور کو بتائی ہے تاکہ وہ اس کے طیارے کو ہٹ کرنے کے لئے مزید لڑاکا طیارے نہ بھیج سکے۔ سپیشل کنٹرول ٹاور کے انچارج اس سلسلے میں لازماً اعلیٰ حکام سے بات کریں گے اور اس عرصہ میں عمران کو اپنے ساتھیوں سمیت جہاں پہنچنا ہو گا آسانی سے پہنچ جائیں گے۔ واقعی عمران خطرناک حد تک ذہین اور چالاک انسان ہے۔ اگر اس کے پاس واقعی ایکس بی ایکس میزائل ہوتا تو وہ چار لڑاکا طیاروں کو کبھی تباہ نہ کرتا وہ انہیں بھی ایکس بی ایکس میزائل کی موجودگی کی دھمکی دے کر انہیں واپس بھجوا سکتا تھا"۔ پنڈت نارائن کہتا چلا گیا۔

"سر سی ون تھرٹی بی سپیشل فلائٹ ہمارے راڈار کے رینج میں آ

گئی ہے"۔ اچانک راڈار پر بیٹھے ہوئے آپریٹر نے کہا تو سب چونک کر اس کے سامنے راڈار سکرین پر دیکھنے لگے جہاں ایک نقطہ چمک رہا تھا اور مسلسل آگے بڑھ رہا تھا اور ایک گھومتی ہوئی لائن بار بار اسے مارک کر رہی تھی۔

"اس کی پوزیشن، فاصلہ اور ہائٹ چیک کرو۔ ہری اپ"۔ پنڈت نارائن نے بری طرح سے چیختے ہوئے کہا۔ آپریٹر نے طیارے کی بلندی، فاصلہ اور وے پوزیشن کے متعلق پنڈت نارائن کو بتایا تو پنڈت نارائن نے بے اختیار جبڑے بھینچ لئے۔

"اوہ، اس کا مطلب ہے وہ واقعی اسی طرف آ رہا ہے"۔ پنڈت نارائن نے غراتے ہوئے کہا۔

"یس باس۔ وہ ناگری ایئرپورٹ کی طرف ہی آ رہا ہے۔ یہ دیکھئے اس نے ایئرپورٹ پر اترنے کا کاشن بھی دینا شروع کر دیا ہے"۔ آپریٹر نے کہا۔

"زیرو سیون"۔ پنڈت نارائن نے چیخ کر کہا۔

"یس باس"۔ ریڈ ہاک نے مستعد لہجے میں کہا۔

"فورس کو الرٹ کر دو اور انہیں میری طرف سے ہدایات دے دو کہ جب تک میں نہ کہوں وہ کسی قسم کی کوئی کارروائی نہ کریں۔ میں کسی قسم کا کوئی رسک نہیں لینا چاہتا۔ ہری اپ"۔ پنڈت نارائن نے بری طرح سے چیختے ہوئے کہا اور میز پر پڑی ہوئی دوربین اٹھا کر ٹاور کے کارنر پر چلا گیا اور دوربین کو آنکھوں سے لگا کر اس طرف

دیکھنے لگا جس طرف سے عمران کے طیارے کی آمد متوقع تھی۔ تقریباً بیس منٹ بعد اسے دوربین میں سی ون تھرٹی بی کا سپیشل جہاز دکھائی دے گیا جس میں اس کا سب سے بڑا حریف اور کافرستان کا مجرم علی عمران موجود تھا۔ طیارے پر نظر پڑتے ہی پنڈت نارائن کے اعصاب کھنچ گئے اور اس کے چہرے پر سفاکی اور سپاٹ پن ابھر آیا۔

طیارہ خاصی نیچی پرواز کر رہا تھا اور پھر وہ نیچے اور نیچے آ گیا۔ اس کے پہیئے کھل گئے۔ نیچے آتے ہی طیارے کے پہیئے رن وے پر لگے۔ دھول سی اڑی اور پھر طیارہ پوری طرح رن وے پر اتر کر برق رفتاری سے دوڑتا چلا گیا۔

برق رفتاری سے نیچے گرتے ہوئے صفدر کو ایک زوردار جھٹکا لگا اور اس کا پیراشوٹ کھلتا چلا گیا۔ اچانک پیراشوٹ کھلنے اور اسے جھٹکا لگنے کی وجہ سے ایک لمحے کے لئے صفدر کا جسم تیزی سے اوپر اٹھ گیا تھا مگر پھر جیسے ہی پیراشوٹ میں ہوا بھری وہ آہستہ آہستہ نیچے جانے لگا۔ نیچے جاتے ہوئے صفدر نے سر اٹھا کر اوپر دیکھا تو اسے اپنے اوپر مزید پیراشوٹوں کے ہیولے دکھائی دیئے۔ جبکہ ان کا طیارہ تیزی سے آگے بڑھا چلا جا رہا تھا اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے وہ اندھیرے میں غائب ہو گیا۔

"کیا مطلب، عمران صاحب طیارے سے کیوں نہیں کودے"۔ صفدر نے حیرت زدہ لہجے میں کہا۔ پھر اس نے سوچا عمران نے طیارے کو جنگل سے دور گرانا ہے۔ اس لئے ہو سکتا ہے وہ آگے جا کر کود جائے۔ واچ ٹرانسمیٹر اور عمران کے دیئے ہوئے خصوصی بی فائیو

ٹرانسمیٹران کے پاس موجود تھے جو وسیع حیطہ عمل کے تھے۔ ان سے وہ ایک دوسرے سے آسانی سے رابطے کر سکتے تھے۔ یہ سوچ کر صفدر مطمئن ہو گیا اور نیچے دیکھنے لگا۔

نیچے واقعی بے حد گھنا اور وسیع جنگل پھیلا ہوا تھا۔ قدآور درخت اندھیرے میں بھوتوں کی طرح نظر آرہے تھے۔ صفدر پیراشوٹ کی رسیوں سے پیراشوٹ کو کنٹرول کرنے لگا۔ وہ جنگل میں کوئی خالی جگہ دیکھ رہا تھا جہاں وہ بغیر کسی درخت سے ٹکرائے نیچے اتر سکتا اور پھر اسے ایک جگہ ایک زمین کا خالی قطعہ نظر آ گیا۔ اس نے رسیوں کو کھینچ کر پیراشوٹ اس طرف موڑ لیا اور پھر وہ بغیر کسی درخت سے الجھے زمین پر آ گیا اور جیسے ہی اس کے قدم زمین سے لگے وہ آگے تک دوڑتا چلا گیا۔

یہاں تک کہ اس کا پیراشوٹ بھی زمین پر گر گیا۔ صفدر نے رک کر جلدی سے پیراشوٹ کی رسیاں کھولنا شروع کر دیں۔ رسیاں کھول کر وہ تیزی سے پیراشوٹ سمیٹنے لگا۔ اسی لمحے اس کے قریب صدیقی بھی زمین پر آ گیا۔ اس نے بھی اوپر سے صفدر کو غالباً خالی جگہ اترتے دیکھ کر اپنا پیراشوٹ اس جانب موڑ لیا تھا۔

صفدر نے جیب سے پنسل ٹارچ نکالی اور اس کا رخ اوپر کر کے اسے ہلاتے ہوئے اپنے دوسرے ساتھیوں کو اس طرف آنے کا کاشن دینے لگا۔ چند ہی لمحوں بعد جولیا اور نعمانی اس کے پاس موجود تھے۔ انہوں نے اپنے پیراشوٹوں کو لپیٹ کر وہاں موجود ایک گڑھے میں

ڈال کر اس پر بہت سی مٹی اور لکڑیاں ڈال دیں۔

"عمران کہاں ہے"۔ جولیا نے حیرت سے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"وہ جہاز کو آگے لے گئے تھے۔ ان کا ارادہ جہاز کو جنگل سے دور گرانے کا تھا۔ ہو سکتا ہے وہ آگے کہیں کود گئے ہوں"۔ صفدر نے کہا۔

"میں واچ ٹرانسمیٹر پر اسے کال کرتی ہوں تاکہ وہ یہیں آجائے"۔ جولیا نے سر ہلاتے ہوئے کہا تو صفدر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ جولیا نے کمر سے بندھا ہوا بڑا بیگ اتار کر نیچے رکھا اور واچ ٹرانسمیٹر پر عمران کو کال کرنے میں مصروف ہو گئی۔

"انتہائی گھنا اور خوفناک جنگل ہے"۔ نعمانی نے اندھیرے میں آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر چاروں طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ جنگل میں جھینگروں اور دوسرے جانوروں کے ساتھ ساتھ خوفناک درندوں کی آوازیں دور نزدیک سے آتی سنائی دے رہی تھیں۔

"ہاں، اپنے اپنے ہتھیار نکال کر ہاتھوں میں لے لو۔ کسی بھی وقت کوئی درندہ یہاں آ سکتا ہے"۔ صفدر نے کہا تو نعمانی اور صدیقی نے بیگ کھول کر لمبی نالوں والی گنیں نکال کر ہاتھوں میں لے لیں۔ جن کے آگے باقاعدہ سائیلنسر فٹ تھے۔ صفدر نے بھی ایسی ہی گن اپنے بیگ سے نکال کر ہاتھ میں پکڑ لی تھی اور ساتھ ہی اس نے ایک چھوٹا سا آلہ اور ایک نقشہ نکال لیا تھا۔ آلے کو آن کر کے وہ ٹارچ کی روشنی میں اس کے مختلف بٹن دبا رہا تھا۔ یہ کمپاس میٹر تھا۔ جس پر ایک

چھوٹی سی سکرین لگی ہوئی تھی اس پر مختلف سمتیں بتانے والی سوئیاں اور نمبر درج تھے۔

"ہونہہ"۔ جولیا کی جھلائی ہوئی آواز سن کر وہ سب چونک کر اس کی طرف دیکھنے لگے۔

"کیا ہوا مس جولیا"۔ صدیقی نے اس کے قریب جاتے ہوئے پوچھا۔

"عمران سے رابطہ نہیں ہو رہا یا تو وہ واچ ٹرانسمیٹر کی رینج سے دور ہے یا پھر....." جولیا نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"یا پھر"۔ صدیقی نے سوالیہ لہجے میں پوچھا۔

"یا پھر وہ جہاز سے باہر ہی نہیں آیا"۔ جولیا نے کہا تو اس کی بات سن کر صدیقی، نعمانی اور صفدر بھی چونک پڑے۔

"یہ بات آپ کیسے کہہ سکتی ہیں مس جولیا"۔ صفدر نے حیرت زدہ لہجے میں پوچھا۔

"کون سی بات"۔ جولیا نے جیسے اپنے خیالوں سے چونک کر کہا۔

"یہی کہ عمران صاحب جہاز سے کودے ہی نہیں"۔ صفدر نے کہا۔

"نجانے مجھے کیوں ایسا لگ رہا ہے جیسے واقعی عمران اس جنگل میں ہمارے ساتھ نہیں ہے"۔ جولیا نے کہا۔

"اس خیال کی کوئی وجہ تو ہو گی"۔ نعمانی نے کہا۔

"پتہ نہیں یہ بس میرا احساس ہے"۔ جولیا نے سر جھٹک کر کہا تو

وہ سب مسکرا دیئے۔

"ایسا نہیں ہو سکتا۔ عمران صاحب کو اکیلے طیارے میں رہ کر کیا کرنا ہے۔ وہ ہمارے ساتھ مشن پر آئے ہیں تو ظاہر ہے مل کر اکٹھے ہی کام کریں گے"۔ صدیقی نے کہا تو جولیا نے مبہم سے انداز میں سر ہلا دیا۔

"ہو سکتا ہے۔ پیراشوٹ باندھنے اور طیارے سے نکلنے میں عمران صاحب کو وقت لگ گیا ہو اور وہ کافی دور ڈراپ ہوئے ہوں۔ آپ بی فائیو ٹرانسمیٹر پر ٹرائی کریں"۔ صفدر نے کہا تو جولیا نے پرخیال انداز میں سر ہلا کر بیگ کھولا اور اس میں سے ایک چھوٹا مگر لانگ رینج والا بی فائیو ٹرانسمیٹر نکال لیا۔ اس سے پہلے کہ وہ عمران کو کال کرتی اچانک اس کا ٹرانسمیٹر خود ہی جاگ اٹھا اور اس میں سے ہلکی ہلکی ٹوں ٹوں کی آواز سنائی دینے لگی۔

" اوہ، شاید عمران کی کال ہے"۔ جولیا نے کہا اور جلدی سے ٹرانسمیٹر کا بٹن دبا دیا۔

" یس نمبر ٹو ہیر۔ اوور"۔ جولیا نے جلدی سے کہا۔ اس نے جان بوجھ کر اپنا نام لینے سے گریز کیا تھا۔

" نمبر ون سپیکنگ۔ اوور"۔ دوسری طرف سے ایکسٹو کی سرد آواز ابھری اور ایکسٹو کی آواز سن کر جولیا سمیت وہ سب بری طرح سے چونک اٹھے اور اس ٹرانسمیٹر کی طرف متوجہ ہو گئے۔

" یس چیف۔ اوور"۔ اس بار جولیا نے بے حد مؤدبانہ لہجے میں

کہا۔

" اے۔ آئی نے تم سب کو پوائنٹ ون پر پہنچا دیا ہے۔ اوور"۔ ایکسٹو نے علی عمران کے نام کا مخفف کے طور پر استعمال کرتے ہوئے پوچھا۔

" یس چیف۔ ہم چاروں بحفاظت پوائنٹ ون پر موجود ہیں۔ مگر۔ اوور"۔ جولیا کہتے کہتے رک گئی۔ اسے یکلخت تنویر کا خیال آگیا تھا۔ جس نے انتہائی جرأت کا مظاہرہ کرتے ہوئے تین خوفناک لڑاکا طیاروں کو مار گرایا تھا اور خود بھی بغیر کسی پیراشوٹ کے ہزاروں فٹ کی بلندی سے سنگلاخ چٹانوں اور کھائیوں والی وادی میں جا گرا تھا۔

" چار، کیا مطلب۔ اور یہ مگر کہہ کر تم خاموش کیوں ہو گئی ہو۔ اوور"۔ ایکسٹو نے غراہٹ بھرے لہجے میں کہا تو جولیا نے اسے ساری تفصیل بتا دی۔ جولیا سے تفصیل سن کر ایکسٹو کی طرف سے چند لمحوں کے لئے خاموشی چھا گئی۔

" ٹی کے پاس بی فائیو ٹرانسمیٹر موجود ہے۔ اوور"۔ چند لمحوں بعد ایکسٹو نے پوچھا۔

" نہیں چیف۔ اس کے سامان کا تھیلا ہمارے پاس ہے۔ وہ تو صرف ان لڑاکا طیاروں کو تباہ کرنے کے لئے جہاز سے باہر گیا تھا۔ مگر۔ اوور"۔ جولیا نے آنکھوں میں نمی لاتے ہوئے کہا۔

" ہونہہ، اس کے باوجود مجھے یقین ہے کہ مسٹر ٹی کو کچھ نہیں ہوا ہو گا۔ وہ نہ صرف زندہ ہے بلکہ اس نے اپنی پوری توجہ اپنے مشن کی

جانب مرکوز کر رکھی ہے۔وہ یہاں سے لامحالہ ناگری پہنچے گا اور وہاں عمران کے خاص دوست مولٹن سے ملے گا۔ جو وہاں کے ایک کلب کا مینجر ہے۔اس سے مل کر وہ تم لوگوں کا انتظار کرے گا یا پھر اکیلا ہی اپنے مشن کی انجام دہی کے لئے نکل کھڑا ہوگا۔اوور"۔ایکسٹو نے کہا تو اس کے اعتماد اور اس قدر یقین پر جولیا کا ستا ہوا چہرہ کھل اٹھا۔

"کیا آپ سچ کہہ رہے ہیں چیف۔اس قدر بلندی سے سنگلاخ چٹانوں اور کھائیوں سے بھرے ہوئے علاقے میں بھی گر کر ٹی بچ نکلا ہوگا۔اوور"۔جولیا نے مسرت اور جوش سے بھرپور لہجے میں کہا۔

"ٹی صرف فائٹر ہی نہیں ماہر ہواباز بھی ہے اور تم سب لوگ کڑی مشقتوں سے گزرے ہوئے ہو۔ پھر ٹی اتنا کمزور کیسے ہو سکتا ہے۔ اوور"۔ایکسٹو نے بااعتماد لہجے میں کہا۔اس کا لہجہ بدستور سرد تھا مگر ایکسٹو کا اس قدر پر اعتماد انداز دیکھ کر نہ صرف جولیا بلکہ صفدر، صدیقی اور نعمانی کے چہروں پر بھی بے تحاشہ مسرت کے آثار نظر آنے لگے۔

"اوہ، تھینک یو چیف۔ تھینک یو ویری مچ۔آپ نے یہ بات کہہ کر ہمارے حوصلے بڑھا دیئے ہیں۔اوور"۔ایکسٹو کو خلاف توقع ہر بات کا جواب دیتے دیکھ کر جولیا نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اب سنو۔ تم لوگ جس پوائنٹ ون پر ڈراپ ہوئے ہو اس کی خبر دشمنوں کو مل چکی ہے۔وہ لامحالہ گھیرنے کی کوشش کریں گے۔ تم لوگوں کو نہ صرف ان کے گھیرے سے نکلنا ہے بلکہ یہاں سے ہر

صورت باہر نکلنا ہے۔ مسٹر ایس کے پاس جو نقشہ ہے اس پر ان خاص مقامات کی نشاندہی کر دی گئی ہے جن پر تم لوگوں نے اٹیک کرنا ہے۔ یہ مشن تمہاری پیشہ وارانہ زندگی کا سب سے بڑا اور انتہائی خوفناک مشن ہوگا۔ ایک لحاظ سے اس ملک میں تم سب کو ڈی ایجنٹوں کے سے انداز میں کام کرنا ہوگا۔ہو سکتا ہے اس مشن میں تم لوگوں میں سے کسی ایک کو یا سب کو اپنی جانیں قربان کرنا پڑیں مگر بہرحال مین سپاٹ تک تمہیں پہنچنے کے لئے جس آگ کے دریا سے گزرنا پڑے تم بغیر رکے آگے بڑھتے رہو گے۔ دشمن ملک میں تم لوگوں نے کھل کر کام کرنا ہے۔وہاں اس قدر پاور ایکشن کرو کہ ایک بار دشمنوں کو معلوم ہو جائے کہ ہمارے ملک کے جیالے جان دینا بھی جانتے ہیں اور جان لینا بھی۔اوور"۔ایکسٹو انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہتا چلا گیا۔

"آپ فکر نہ کریں چیف۔ ہم دشمنوں پر قہر بن کر ٹوٹ پڑیں گے"۔جولیا نے بڑے اعتماد بھرے لہجے میں کہا۔

"گڈ، مجھے تم سے اسی جواب کی توقع تھی۔اوور"۔ایکسٹو نے کہا۔

"چیف، اے آئی ہمارے ساتھ مل کر کام کرے گا یا اس کا ٹارگٹ مین ہی ہوگا۔اوور"۔جولیا نے کسی خیال کے تحت ایکسٹو سے پوچھا۔

"اے آئی اب اپنے طور پر کام کرے گا۔جہاں اسے ضرورت ہوگی وہ تم لوگوں سے خود ہی رابطہ کرلے گا۔اوور"۔ایکسٹو نے کہا تو جولیا

نے بے اختیار اپنے ہونٹ بھینچ لئے۔ ایکسٹو کے اس جواب سے ان سب پر واضح ہو گیا تھا کہ عمران ان کے ساتھ اس جنگل میں ڈراپ نہیں ہوا تھا۔ وہ طیارہ لے کر آگے چلا گیا تھا۔

" تم لوگ پوائنٹ ون سے نکل کر گروپ بندی کر لو اور اپنے اپنے طور پر کام کرو۔ اس طرح تم لوگوں کو آزادانہ طور پر کام کرنے کا موقع ملے گا اور تم دشمنوں کو زیادہ سے زیادہ نقصان پہنچا سکو گے۔ اوور"۔ ایکسٹو نے کہا۔

" ٹھیک ہے چیف۔ ٹی تو پہلے ہی ہم سے الگ ہو چکا ہے اور اے آئی بھی ہم سے آگے نکل گیا ہے۔ ہم یہاں سے نکل کر دو دو افراد کا گروپ بنا لیں گے اور مین ٹارگٹس کو آپس میں تقسیم کر لیں گے۔ اس سے واقعی ہم بہتر طور پر کام کر سکیں گے۔ اوور"۔ جولیا نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

" ٹھیک ہے اور کوئی بات۔ اوور"۔ ایکسٹو نے پوچھا۔

" نو چیف۔ تھینک یو۔ اوور"۔ جولیا نے کہا۔

" او کے۔ اوور اینڈ آل"۔ ایکسٹو نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رابطہ ختم کر دیا۔ جولیا نے بھی ایک طویل سانس لیتے ہوئے اپنا ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔ اس کے چہرے پر گہرے اطمینان کی جھلک موجود تھی۔

" میرا خیال ہے۔ اب ہمیں عمران سے رابطہ کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ چیف نے ہم پر تمام پلان واضح کر دیا ہے۔ ہمیں اپنی

پوری توجہ اپنے کام کی جانب مبذول کر لینی چاہئے"۔ جولیا نے ان تینوں کی جانب دیکھتے ہوئے کہا تو انہوں نے ایک ساتھ اثبات میں سر ہلا دیئے۔ پھر صفدر زمین پر بیٹھ گیا اس نے نقشہ کھولا اور پنسل ٹارچ کی روشنی میں اس پر لگے نشانات کو غور سے دیکھنے لگا اور پھر غور سے کمپاس میٹر کو دیکھنا شروع کر دیا۔

" مس جولیا، ہم اس وقت اس جنگل کے وسط میں ہیں۔ شمال کی طرف اونچے پہاڑ ہیں۔ جنوب کی طرف بڑا دریا ہے۔ مغرب کی طرف سے ہم آئے ہیں اس لئے اس طرف جانے کا تو ہمیں خیال بھی دل سے نکال دینا چاہئے۔ رہ گیا مشرق تو اس طرف سے ہی ہم اس جنگل سے نکل سکتے ہیں اور یقینی طور پر ہمارے دشمن بھی اسی طرف ہمارے انتظار میں ہوں گے۔ شمال کے راستے ہمیں دارالحکومت پہنچنے میں کئی ہفتے لگ جائیں گے اور اگر ہم جنوب کی طرف اپنا سفر شروع کریں تو اس کا کوئی فائدہ نہیں کیونکہ چار سو کلو میٹر کی دوری پر سمندر ہے اور سمندری راستے پر سفر کرنا بھی ہمارے حق میں بہتر ثابت نہیں ہو گا۔ اس لئے ہمیں صرف اور صرف مشرق کی طرف سے ہی اس جنگل سے نکل کر آگے جانا ہو گا"۔ صفدر نے نقشے اور کمپاس میٹر کو بغور دیکھتے ہوئے کہا۔

" اور اس طرف ہمارے دشمن موجود ہیں جو ظاہر ہے ہمیں جنگل سے آسانی سے نہ نکلنے دیں گے"۔ جولیا نے سوچتے ہوئے لہجے میں کہا۔

" ظاہری بات ہے"۔ صفدر نے کہا۔

"ہم یہاں دشمنوں کے دانت کھٹے کرنے کے لئے آئے ہیں اور اگر دشمن خود ہی ہمارے راستے میں آرہے ہیں تو اس سے اچھی ہمارے لئے اور کیا بات ہو سکتی ہے۔ان کا گھیرا توڑ کر اور ان سب کا خاتمہ کر کے ہی ہم آگے جائیں گے"۔جولیا نے فیصلہ کن لہجے میں کہا۔

"تو چلیئے۔ پھر انتظار کس بات کا"۔ صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"چلو"۔جولیا نے کہا اور اپنی گن نکال کر ہاتھ میں لے لی اور بیگ کو اٹھا کر اپنے کاندھوں پر ڈال لیا۔صفدر نے نقشہ لپیٹ کر بیگ میں رکھا اور پھر وہ سب مشرق کی طرف چل پڑے۔ابھی وہ کچھ ہی دور گئے ہوں گے کہ انہیں تیز گڑگڑاہٹ کی آواز سنائی دی جیسے بہت سے ہیلی کاپٹر اس طرف آ رہے ہوں۔ ساتھ ہی انہیں دور سے بہت سی روشنیاں جھلملاتی ہوئی دکھائی دینے لگیں۔

"ہوشیار۔دشمن ہمارے سروں پر پہنچ چکے ہیں"۔جولیا نے کہا۔

"ہمیں یہاں گوریلا ایکشن کرنا پڑے گا۔ ہیلی کاپٹروں کی آوازوں سے پتہ چلتا ہے کہ ان کی تعداد بہت زیادہ ہے اور وہ یقینی طور پر ہر قسم کے اسلحے سے لیس ہوں گے۔وہ ہم پر نہ صرف فضائی بلکہ زمینی حملے بھی کریں گے"۔ صفدر نے اپنے ملٹری انٹیلی جنس کے کیریئر کو پوری طرح بیدار کرتے ہوئے کہا۔

"پھر تو ہمیں بھی اپنے پورے ہتھیار نکال لینے چاہئیں۔ کسی بھی لمحے ہمیں کسی بھی ہتھیار کی ضرورت پڑ سکتی ہے"۔ صدیقی نے جلدی

سے کہا تو انہوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے اور پھر انہوں نے جلدی جلدی اپنے کاندھوں سے بیگ اتارے اور دشمنوں کا مقابلہ کرنے کے لئے ضروری سامان نکالنے میں مصروف ہو گئے۔

ہیلی کاپٹروں کی آوازیں تیز ہوتی جا رہی تھیں اور جنگل کا سامنے والا حصہ جیسے تیز روشنیوں سے بھرتا جا رہا تھا۔موت قدم بقدم ان کی طرف بڑھ رہی تھی لیکن ان میں سے کسی کے چہرے پر ذرا سی بھی پریشانی یا تفکر کا شائبہ تک نظر نہیں آرہا تھا۔جیسے موت انہیں نہیں بلکہ وہ موت کو گھیرنے کی تیاریاں کر رہے ہوں اور پھر گڑگڑاتی ہوئی موت یکلخت ان کے سروں پر آن پہنچی۔ جنگل کا وہ حصہ جہاں وہ چاروں موجود تھے ہیلی کاپٹروں کی سرچنگ لائٹ کی تیز روشنیوں سے نہا گیا۔

عمران کے چہرے پر بے حد آسودہ مسکراہٹ تھی۔ پنڈت نارائن سے بات کر کے اس نے اس پر واضح کر دیا تھا کہ وہ اس سے اور کافرستان کے کسی سورما سے مرعوب نہیں ہے۔ اس نے پنڈت نارائن کے ساتھ جس انداز میں باتیں کی تھیں۔ پنڈت نارائن کا یقیناً خون کھول رہا ہو گا اور وہ اپنے ہاتھوں سے عمران کے ٹکڑے کرنے کا سوچ رہا ہو گا۔

پنڈت نارائن سے بات کرنے کے بعد عمران نے لانگ رینج ٹرانسمیٹر سے پاکیشیا میں بلیک زیرو کو کال کر کے اب تک کی تمام صورتحال بتا دی تھی اور اسے کہا تھا کہ وہ فوری طور پر جولیا کو کال کر کے انہیں اپنے طور پر کام کرنے کی ہدایات دے دے اور وہ خود پنڈت نارائن کو نچانا چاہتا تھا تاکہ اس کی ساری توجہ اس کی جانب

مبذول رکھے اور اس کے ساتھی اپنا کام کرتے رہیں۔

عمران نے شنگانا جنگل سے نکلتے ہوئے پہاڑی علاقوں سے فوجی گاڑیوں اور ہیلی کاپٹروں کو شنگانا جنگل کی طرف بھی جاتے دیکھ لیا تھا اس لئے اس نے بلیک زیرو کو خاص طور پر ہدایات دی تھیں کہ وہ ممبروں کو اس کے بارے میں بتا دے اور وہ اس قدر پاور ایکشن کریں کہ ان دشمنوں میں سے ایک بھی فوجی بچ کر نہ جا سکے۔

بلیک زیرو کو ہدایات دے کر اس نے اطمینان بھرے انداز میں ناگری ایئرپورٹ کی طرف اپنا سفر جاری رکھا تھا اور پھر جب ناگری ایئرپورٹ تقریباً پچاس کلومیٹر کے فاصلے پر رہ گیا تو اس نے کنٹرول پینل کا فنکشن تبدیل کر کے اسے ریڈیو کنٹرول کیا اور پائلٹ سیٹ سے اٹھا اور کاک پٹ سے نکل کر جہاز کے پچھلے حصے میں آ گیا۔ اس نے وہاں موجود اپنا بڑا سفری بیگ اٹھا کر کاندھے پر لادا اور ایک بریف کیس اٹھا لیا۔ بریف کیس کو کھول کر اس نے اس میں سے ایک ریموٹ کنٹرول نما بڑا سا آلہ نکالا اور جلدی جلدی اس کے بٹن پریس کرنے لگا۔ آلے پر ایک چھوٹی سی وژن سکرین بھی نصب تھی جس کے قریب ایک چھوٹا سا ڈائل بھی لگا ہوا تھا۔ جیسے ہی عمران نے آلے کو آن کیا اس پر لگے مختلف رنگوں کے بلب تیزی سے جلنے بجھنے لگے اور سکرین یکلخت روشن ہو گئی۔ سکرین پر اس کے طیارے اور طیارے کے باہر کا منظر ابھر آیا۔ سکرین کی سائیڈ میں تیزی سے کاؤنٹنگ چل رہی تھی جو طیارے کی سپیڈ، اونچائی اور ہوا کے دباؤ کے

بارے میں بتا رہی تھی۔ عمران نے ریموٹ سے وہیں بیٹھے بیٹھے
طیارے کو کنٹرول کرنا شروع کر دیا۔ وہ ایک تابوت پر بیٹھا ہوا تھا۔
طیارے کو پوری طرح اپنے کنٹرول میں دیکھ کر اس نے مطمئن ہو کر
سر ہلایا اور اسے لئے ہوئے اٹھ کر طیارے کی ٹیل کی طرف کھلے ہوئے
دروازے کی طرف آ گیا جہاں سے اس کے ساتھی شنگانا جنگل میں
ڈراپ ہوئے تھے۔ ریموٹ کنٹرول کی مدد سے وہ طیارے کو خاصا نیچے
لے آیا تھا۔ نیچے ہر طرف طویل کھیتوں کا سلسلہ پھیلا ہوا تھا۔ عمران
ریموٹ کنٹرول کی سکرین پر باہر کا منظر دیکھ رہا تھا۔ کھیتوں میں کام
کرنے والے کسان اس قدر نچائی پر پرواز کرنے والے فوجی طیارے کو
حیرت اور خوف سے سر اٹھائے دیکھ رہے تھے۔

عمران ریموٹ کنٹرول پر لگے ڈائل کو گھما کر سکرین پر ارد گرد کے
علاقوں کو کلوز کرنے لگا۔ پھر ایک کھلی اور صاف ستھری جگہ دیکھ کر
اس نے طیارے کا ایک چکر لگایا اور وہاں دور دور تک کسی کو نہ پا کر
اس نے طیارے کو اور نیچے کیا اور پھر اس نے اچانک کھلے ہوئے
دروازے سے باہر چھلانگ لگا دی۔

طیارے سے باہر نکلتے ہی اسے ایک زوردار جھٹکا لگا اور وہ انتہائی
سرعت سے اور کسی توپ سے نکلے ہوئے گولے کی طرح نیچے جانے
لگا۔ لیکن اس سے پہلے کہ وہ زمین سے جا کر پوری قوت سے ٹکراتا اور
اس کے جسم کے پرخچے اڑ جاتے اس نے فضا میں اپنے جسم کو زور زور
سے جھٹکے دیتے ہوئے قلابازی کھائی اور اپنے جسم کو اکڑا کر اس نے

دونوں پیر سیدھے کر کے زمین سے لگائے اور ایک بار پھر اچھل پڑا۔
فضا میں قلابازی کھائی اور ایک خاص انداز میں خود کو ہوا میں چکر
دیتے ہوئے کسی ماہر بازیگر کی طرح دونوں پیروں پر زمین پر آ گیا۔

ایک تو طیارہ زیادہ بلندی پر نہیں تھا دوسرے عمران نے جس
طرح ماہر بازی گروں کی طرح قلابازیاں کھائیں تھیں اس کی وجہ سے
اس نے نہ صرف ہوا کے دباؤ پر کنٹرول حاصل کر لیا تھا بلکہ جسم کو
ڈھیلا چھوڑ کر بغیر کسی نقصان کے وہ زمین پر پیروں کے بل کھڑا ہونے
میں کامیاب ہو گیا تھا۔ وہ ایک میدانی علاقہ تھا جہاں دور دور تک
کسی ذی روح کا نشان دکھائی نہ دے رہا تھا۔ طیارہ نہایت تیزی سے
آگے بڑھا جا رہا تھا اس کا رخ ایک ٹیلے کی جانب تھا اس کی بلندی زیادہ
نہیں تھی۔ اس لئے اس پہاڑی ٹیلے سے اس طیارے کا ٹکرا جانا ناگزیر
تھا۔ مگر جیسے ہی عمران کے پیر زمین سے لگے اس نے جلدی سے
طیارے کا کنٹرول سنبھال لیا اور طیارے کو اوپر اٹھانا شروع کر دیا۔
عمودی انداز میں وہ تیزی سے فضا میں بلند ہوا اور دیکھتے ہی دیکھتے
خاصی بلندی پر پہنچ گیا۔

ٹیلے سے بچ کر فضا میں بلند ہوتے ہوئے طیارے کو وہ دیکھنے لگا۔
اس نے ریموٹ کنٹرول پر نظر ڈالی۔ سکرین پر طیارے کے باہر کا منظر
واضح نظر آ رہا تھا۔ عمران ریموٹ کنٹرول کے ہینڈل سے طیارے کو
مسلسل کنٹرول کئے ہوئے تھا۔ پھر اسے ناگری ایئر پورٹ اس
سکرین پر دکھائی دینے لگا۔ ایئر پورٹ پر نظر پڑتے ہی اس کے لبوں پر

زہریلی مسکراہٹ آگئی۔ سارا ایئر پورٹ فوجیوں اور فوجی گاڑیوں سے بھرا ہوا تھا۔ ہر طرف فوجی جیپیں، بکتر بند گاڑیاں اور راکٹ لانچر موجود تھے۔ جن میں ایئر کرافٹ راکٹ بھی نصب تھے۔ تمام فوجی بے حد مستعد اور ہر قسم کے اسلحے سے لیس تھے۔

عمران نے ریموٹ کنٹرول سے طیارے کو رن وے کی طرف موڑ دیا۔ اس نے ریموٹ کنٹرول کے بٹن دبا کر طیارے کو کلوز اپ میں لیا۔ ایک بٹن دبایا تو طیارے کے وہیل کھل گئے اور پھر عمران نے اس طیارے کو نہایت احتیاط کے ساتھ رن وے پر اتارنا شروع کر دیا۔ طیارہ رن وے پر اترتے ہی نہایت تیزی کے ساتھ دوڑنا شروع ہو گیا۔ عمران نے ریموٹ کنٹرول کا دوسرا بٹن پریس کر کے طیارے کا کلوز اپ ختم کیا اور ایئر پورٹ کا منظر واضح کر لیا۔

جیسے ہی طیارہ رن وے پر اترا۔ ایئر پورٹ پر کھڑی بہت سی فوجی گاڑیاں حرکت میں آگئیں اور ایک طرف کھڑے گن شپ ہیلی کاپٹر تیزی سے فضا میں بلند ہونے لگے اور گھوم کر تیزی سے طیارے کے اوپر پرواز کرنے لگے۔

"گڈ، یہ ہوئی ناں بات"۔ عمران نے پنڈت نارائن کے زبردست انتظامات کی تعریف کرتے ہوئے کہا۔ طیارے کو وہ مسلسل اور نہایت تیزی سے رن وے پر دوڑا رہا تھا۔ فوجی گاڑیاں اب طیارے کے دائیں بائیں اور پیچھے دوڑ رہی تھی۔ لینڈنگ پوائنٹ کے قریب جا کر عمران نے طیارے کی سپیڈ کم کی اسے انتہائی مہارت سے موڑا اور

اس کی سپیڈ ایک بار پھر بڑھا دی۔ طیارے کے عقب میں آنے والی گاڑیاں اب اس کے سامنے تھیں۔ دیو پیکر طیارہ ان سامنے آنے والی فوجی گاڑیوں اور بکتر بند گاڑیوں پر چڑھ دوڑا تھا۔ پھر وہ انہیں فضا میں اچھالتا اور الٹتا پلٹتا ہوا آگے بڑھتا رہا۔ عمران طیارے کا رخ بار بار موڑ رہا تھا۔ دیکھتے ہی دیکھتے وہاں اچھی خاصی بھگدڑ مچ گئی تھی۔ طیارہ موت بن کر ان پر چڑھ رہا تھا اور وہ اس پر حملہ کرنے کی بجائے اپنی جانیں بچانے کے لئے ادھر ادھر بھاگ رہے تھے۔ فوجی گاڑیاں طیارے سے ٹکرا کر اچھل اچھل کر الٹ پلٹ ہو رہی تھیں۔ پھر اچانک ایک طرف سے ایک اینٹی ایئر کرافٹ میزائل فائر ہوا اور طیارے کے ایک ونگ سے آ ٹکرایا۔ آگ کا طوفان اٹھا اور طیارے کا ونگ طیارے سے الگ ہو کر فضا میں بلند ہوا اور فوجی گاڑیوں اور جیپوں سے جا ٹکرایا۔ عمران طیارے کو بڑی مہارت سے اب کنٹرول ٹاور کی طرف دوڑا رہا تھا۔ جن گاڑیوں اور جیپوں سے طیارہ ٹکرایا تھا ان میں آگ لگی ہوئی تھی اور وہاں جگہ جگہ فوجیوں کی کٹی پھٹی لاشیں دکھائی دے رہی تھیں۔

طیارے کا ایک ونگ ٹوٹ گیا تھا مگر اس کے باوجود برق رفتار سے ادھر ادھر دوڑ رہا تھا۔ اس پر ہر طرف سے مسلسل گولیوں کی بوچھاڑ ہو رہی تھی۔ مگر عمران کو ان گولیوں کی کیا پرواہ ہو سکتی تھی۔ اس نے طیارے کی رفتار میں کوئی کمی نہ کی تھی۔ اس طیارے کے اردگرد اب راکٹ اور میزائل آ کر گر رہے تھے اور طیارے کے کئی

حصے ٹوٹ پھوٹ کر گر رہے تھے۔ گن شپ ہیلی کاپٹر بھی اس طیارے پر گولیاں اور راکٹ برسا رہے تھے۔ طیارے کے بہت سے حصے بری طرح سے تباہ ہو چکے تھے۔ اس کے پر اور خاص طور پر دم والا حصہ تو پوری طرح سے غائب ہو چکا تھا۔ عمران نے طیارے کا رخ سامنے نظر آنے والے کنٹرول ٹاور کی جانب کر دیا۔ طیارے کے ٹائروں پر گولیاں پڑیں تو اس کے ٹائر پھٹ گئے۔ لیکن اس کے باوجود طیارہ بری طرح سے اچھلتا اور ڈگمگاتا ہوا انتہائی تیز رفتاری سے کنٹرول ٹاور کی جانب بڑھتا چلا گیا۔ جہاں عمران کے مطابق کافرستانی سیکرٹ سروس کے ارکان اور ان کا سربراہ پنڈت نارائن موجود تھا۔ طیارہ جوں جوں کنٹرول ٹاور کی جانب بڑھتا جا رہا تھا اس کے ارد گرد راکٹوں اور میزائلوں کی جیسے بارش ہونا شروع ہو گئی تھی۔ ریموٹ کنٹرول کی سکرین پر ہر طرف آگ ہی آگ دکھائی دے رہی تھی۔ اس سے پہلے کہ راکٹوں اور میزائلوں سے طیارہ تباہ ہوتا وہ اچانک انتہائی خوفناک انداز میں کنٹرول ٹاور سے جا ٹکرایا۔ اسی وقت عمران نے ریموٹ کنٹرول پر دائیں طرف موجود ایک سرخ رنگ کے بٹن کو زور سے پریس کر دیا۔ دور تیز گڑگڑاہٹ کی آواز سنائی دی اور عمران کو یوں لگا جیسے وہ یکبارگی بری طرح سے لرز اٹھا ہو۔ اس کے ساتھ ہی ریموٹ کنٹرول کی سکرین تاریک ہو گئی۔

" خس کم جہاں پاک "۔ عمران نے سفاکانہ انداز میں کہا اور ریموٹ کنٹرول کو ایک طرف اچھال دیا۔

جیسے ہی سپیشل سی ون تھرٹی بی طیارے کے ٹائر رن وے پر لگے پنڈت نارائن تیزی سے کنٹرول ٹاور کے بیرونی دروازے کی جانب بڑھتا چلا گیا۔

" زیرو سیون، میرے ساتھ آؤ"۔ اس نے کہا اور بجلی کی سی تیزی سے کنٹرول ٹاور سے باہر نکل گیا۔ زیرو سیون ریڈ ہاک بھی اس کے ساتھ کنٹرول ٹاور سے باہر نکل گیا۔

کنٹرول ٹاور سے نیچے آکر پنڈت نارائن اور ریڈ ہاک بھاگتے ہوئے اس طرف بڑھنے لگے جس طرف گن شپ ہیلی کاپٹر موجود تھے۔ طیارے کے رن وے پر آتے ہی ان ہیلی کاپٹروں نے فضا میں بلند ہونا شروع کر دیا تھا۔ پنڈت نارائن نے ہیلی کاپٹر کی طرف بھاگتے ہوئے اشارہ کیا تو ایک ہیلی کاپٹر نیچے آگیا۔ پنڈت نارائن ہیلی کاپٹر کا

اگلا دروازہ کھول کر تیزی سے پائلٹ والی سیٹ کے ساتھ والی سیٹ پر بیٹھ گیا اور جلدی سے سامنے لٹکے ہوئے ہیڈ فون کو اپنے کانوں پر چڑھانے لگا۔ ریڈ ہاک پچھلے حصے پر چڑھ گیا تھا جہاں دونوں دروازوں پر ایک ایک فوجی ہیوی مشین گنیں لئے مستعد تھے۔ ان دونوں کے ہیلی کاپٹر میں سوار ہوتے ہی پائلٹ نے ہیلی کاپٹر کو تیزی سے اوپر اٹھانا شروع کر دیا۔

" طیارے کے اوپر چلو جلدی "۔ پنڈت نارائن نے چیختے ہوئے پائلٹ سے کہا تو پائلٹ نے ہیلی کاپٹر کا رخ موڑا اور اسے رن وے پر دوڑتے ہوئے طیارے کی جانب لے جانے لگا۔

" یہ، یہ کیا ہو رہا ہے۔ طیارہ اینڈنگ پوائنٹ پر ٹرن لے کر سپیڈ کیوں بڑھا رہا ہے۔ اس عمران کے ارادے خطرناک ہیں۔ اوہ، اوہ یہ۔ یہ پاگل تو نہیں ہو گیا"۔ پنڈت نارائن نے طیارے کو اچانک پیچھے آنے والے فوجیوں اور ان کی گاڑیوں کی طرف مڑتے دیکھ کر بری طرح سے چیختے ہوئے کہا۔ طیارے کو سپیڈ سے فوجیوں کی طرف جاتے دیکھ کر ریڈ ہاک کی آنکھیں پھٹ پڑی تھیں اور پھر یہ دیکھ کر پنڈت نارائن، ریڈ ہاک، ہیلی کاپٹر میں موجود فوجیوں اور پائلٹ کی آنکھیں جیسے پھٹ پڑیں کہ طیارہ واقعی ان فوجیوں پر چڑھ گیا تھا اور ان کو بری طرح سے روندتا ہوا گاڑیوں اور جیپوں سے ٹکرا کر انہیں بری طرح سے فضا میں اچھالتا ہوا انتہائی تیز رفتاری سے ایئر پورٹ پر چکر لگانا شروع ہو گیا تھا۔

ایئر پورٹ پر خوفناک دھماکوں کے ساتھ ہر طرف بھگدڑ مچ گئی تھی۔ فوجی اپنی جانیں بچانے کے لئے ادھر ادھر بھاگتے ہوئے لاشعوری طور پر طیارے پر فائرنگ کرنے لگے تھے۔

" یہ کیا ہو رہا ہے۔ یہ عمران پاگل تو نہیں ہو گیا۔ روکو اسے، روکو۔ یہ پاگل ہو گیا ہے"۔ پنڈت نارائن کو جیسے ہوش آ گیا تھا اس نے اچانک حلق کے بل چیخنا شروع کر دیا مگر اس کے کہنے سے طیارہ رک تو نہ سکتا تھا۔

" اڑا دو اس طیارے کو اس پر راکٹوں اور میزائلوں کی بارش کر دو"۔ پنڈت نارائن نے جنرل کال دیتے ہوئے انتہائی کرخت اور تحکمانہ انداز میں کہا۔ اسی لمحے زمینی فوج کے ساتھ ساتھ گن شپ ہیلی کاپٹروں نے بھی طیارے پر پرواز کرتے ہوئے اس پر فائرنگ کھول دی۔ ایئر پورٹ گولیوں کی تڑتڑاہٹ، میزائلوں، بموں اور راکٹوں کے خوفناک دھماکوں سے گونج رہا تھا۔ ایک میزائل طیارے کے ونگ سے ٹکرایا اور طیارے کا وہ ونگ ایک زوردار دھماکے سے اچھل کر دور جا گرا۔ پھر دوسرے میزائل نے اس طیارے کا دوسرا ونگ اڑا دیا۔ ایک گن شپ ہیلی کاپٹر نے راکٹ فائر کیا تو طیارے کا پچھلا حصہ ایک خوفناک دھماکے سے اڑ گیا مگر اس کے باوجود طیارہ ڈگمگاتا ہوا بھی اسی رفتار سے بھاگ رہا تھا۔ فوجی کچلے جا رہے تھے۔ بکتر بند گاڑیاں اور جیپیں فضا میں اچھل رہی تھیں۔ ایسا لگ رہا تھا جیسے وہاں حقیقتاً دو فوجوں کے درمیان زبردست اور خوفناک جنگ چھڑ گئی ہو۔ ہر

طرف سیاہ کثیف دھواں پھیل گیا تھا۔

" باس، اس طیارے میں ...." ریڈہاک نے خوف بھرے لہجے میں پنڈت نارائن سے مخاطب ہو کر کچھ کہنا چاہا۔

" بکواس، طیارے میں کوئی ایکس بی ایکس میزائل موجود نہیں ہے۔ عمران نے طیارہ بچانے کے لئے ڈاج دیا تھا۔ اگر اس کے پاس ایسا میزائل ہوتا تو وہ اس میزائل سے ہمیں بلیک میل کر کے یہاں سے نکلنے کی کوشش کرتا۔ مگر جس طرح وہ ایئرپورٹ پر تباہی پھیلا رہا ہے اس سے تو صاف ظاہر ہو رہا ہے کہ وہ یہاں واقعی خوفناک تباہی پھیلانے آیا ہے"۔ پنڈت نارائن نے کہا۔

" لیکن باس کیا عمران یہ سب کر کے حماقت کا ثبوت نہیں دے رہا۔ راکٹ اور میزائل اس طیارے کے پرخچے اڑا دیں گے اور اس کے ساتھ ہی وہ خود اور اس کے ساتھی"۔ ریڈہاک نے حیرت زدہ لہجے میں کہا۔

" عمران بہت چالاک ہے زیرو سیون۔ وہ اس وقت نہ خود طیارے میں موجود ہے اور نہ ہی اس کے ساتھی"۔ پنڈت نارائن نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

" کک، کیا مطلب"۔ پنڈت نارائن کی بات سن کر ریڈہاک بری طرح سے چونک اٹھا۔

" طیارہ اس وقت پوری طرح ریڈیو کنٹرولڈ ہے"۔ پنڈت نارائن نے جبڑے بھینچ کر کہا تو ریڈہاک آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر ہر طرف تباہی

مچاتے طیارے کو دیکھنے لگا۔

" اوہ، عمران نے طیارے کا رخ کنٹرول ٹاور کی جانب موڑ دیا ہے۔ کیا مطلب، یہ کنٹرول ٹاور بھی اڑانا چاہتا ہے۔ میزائل برساؤ اس پر جلدی"۔ پنڈت نارائن نے طیارے کو اچانک کنٹرول ٹاور کی جانب مڑتے دیکھ کر بری طرح سے چونکتے اور چیختے ہوئے کہا۔ ہیلی کاپٹر کے پائلٹ نے طیارے کا نشانہ لے کر اس پر راکٹ اور میزائل برسانا شروع کر دیئے۔ طیارہ ٹکڑے ٹکڑے ہو کر بھی نہایت بری طرح سے زمین پر گھسٹتا ہوا کنٹرول ٹاور سے جا ٹکرایا پھر اچانک ایک ہولناک دھماکا ہوا اور نہ صرف طیارے کے پرخچے اڑ گئے بلکہ اس کے ساتھ کنٹرول ٹاور بھی تنکے کی طرح ہوا میں اڑ گیا۔ خوفناک اور انتہائی ہولناک دھماکے سے پورا ایئرپورٹ لرز اٹھا تھا اور اس دھماکے کی گونج اس قدر تیز تھی کہ پائلٹ کے ہاتھ بھی کنٹرول پینل پر لرز گئے۔ ہیلی کاپٹر کو ایک زوردار جھٹکا لگا اور وہ بری طرح سے ہرا گیا۔

" کیا کر رہے ہو احمق۔ ہیلی کاپٹر سنبھالو"۔ پنڈت نارائن نے ہیلی کاپٹر نیچے جاتے دیکھ کر حلق پھاڑتے ہوئے کہا تو پائلٹ نے جلدی سے کنٹرول پینل سنبھال کر ہیلی کاپٹر سیدھا کیا اور ایئرپورٹ پر ہر طرف پھیلنے والے کثیف دھویں سے نکال کر اوپر اٹھاتا چلا گیا۔

ایئرپورٹ پر ہر طرف ٹوٹی پھوٹی گاڑیاں، فوجیوں کی کٹی پھٹی لاشیں اور آگ ہی آگ بکھری ہوئی تھی۔ ایک طیارے نے وہاں اس قدر خوفناک تباہی پھیلائی تھی کہ ایسا لگ رہا تھا جیسے اس ایئرپورٹ

پر دشمن نے پوری طاقت سے حملہ کر دیا ہو اور اس ایئرپورٹ کی اینٹ سے اینٹ بجا دی ہو۔ اس قدر خوفناک تباہی دیکھ کر پنڈت نارائن بری طرح سے لرز گیا تھا۔ اس کی آنکھیں غصے اور نفرت سے خون کی طرح سرخ ہو رہی تھیں۔

" عمران نے انتہائی ہولناک کارروائی کی ہے"۔ ریڈہاک نے ہر طرف بکھری لاشوں کو دیکھتے ہوئے افسردہ لہجے میں کہا۔

" ہاں، عمران نے یہ سب کچھ کر کے انتہائی درندگی کا ثبوت دیا ہے"۔ پنڈت نارائن نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

" باس اگر عمران اور اس کے ساتھی طیارے میں نہیں تھے تو پھر کہاں تھے"۔ ریڈہاک نے پوچھا۔ پنڈت نارائن کے کہنے پر پائلٹ ہیلی کاپٹر کو پورے ایئرپورٹ پر گھما رہا تھا۔ اس ہولناک تباہی میں ایئرپورٹ پر چند فوجی بچے تھے یا پھر وہ گن شپ ہیلی کاپٹر جو ایئرپورٹ سے بلند ہو چکے تھے۔

" وہ جہاں بھی ہیں انہیں بہرحال اس سفاکی اور درندگی کا پورا پورا حساب دینا ہوگا۔ میں اس تباہی کا ان سے انتہائی خوفناک بدلہ لوں گا۔ انتہائی ہولناک، جس کا وہ تصور بھی نہیں کر سکتے"۔ پنڈت نارائن نے پھنکارتے ہوئے کہا۔ اس کا خوفناک لہجہ سن کر ریڈہاک، پائلٹ اور دوسرے دونوں گن بردار فوجی جو اس ہیلی کاپٹر میں پہلے سے موجود تھے بری طرح سے سہم گئے تھے۔

پنڈت نارائن چند لمحے سوچتا رہا پھر اس نے ہیلی کاپٹر کے ٹرانسمیٹر

سے اعلیٰ حکام کو اس ہولناک تباہی سے آگاہ کرنا شروع کر دیا۔ تاکہ ایئرپورٹ سے جلد سے جلد لاشوں اور زخمیوں کو اٹھا لیا جائے۔ وزیراعظم کو رپورٹ دیتے ہوئے اسے سخت بازپرس کا سامنا کرنا پڑا تھا۔ جس کی وجہ سے اس کا غصہ نقطہ عروج پر پہنچ گیا تھا۔ وزیراعظم نے ان تمام ہلاکتوں اور تباہی سے ہونے والے نقصان کا اسے ذمہ دار ٹھہرایا تھا اور سختی سے اسے ہدایات دیں تھیں کہ وہ جلد سے جلد ان مجرموں کو تلاش کرے ورنہ اس کا نہ صرف عہدہ ختم کر دیا جائے گا بلکہ اس کا کورٹ مارشل بھی کر دیا جائے گا۔

" عمران، آج تمہاری وجہ سے پہلی بار مجھے اس قدر رسوائی کا سامنا کرنا پڑا ہے۔ میں تمہیں نہیں چھوڑوں گا۔ تم پاتال میں بھی جا چھپو گے تو میں تمہیں وہاں سے بھی کھینچ نکالوں گا"۔ ٹرانسمیٹر آف کر کے پنڈت نارائن نے غصے اور نفرت سے غراتے ہوئے کہا۔

" باس اگر ایم ایم سکسٹی ون ایکس میٹر ہوتا تو میں عمران اور اس کے ساتھیوں کو ابھی اور اسی وقت ٹریس کر لیتا"۔ اچانک ریڈہاک نے کہا تو پنڈت نارائن چونک کر اس کی جانب دیکھنے لگا۔

" ایم ایم سکسٹی ون ایکس میٹر۔ اس میٹر سے تو غالباً ٹرانسمیٹر کال کا فاصلہ ماپا جاتا ہے کہ کال کس جگہ اور کتنی دوری سے کی جا رہی ہے"۔ پنڈت نارائن نے کہا۔

" یس باس۔ عمران نے جب آپ سے کنٹرول ٹاور میں بات کی تھی تو کمپیوٹر پر اس کی ٹرانسمیٹر کی فریکوئنسی بھی آ گئی تھی جو سپیشل

فلائٹ سی ون تھرٹی بی کے ٹرانسمیٹر کا نمبر تھا یعنی عمران آپ سے اسی طیارے میں سے بات کر رہا تھا۔ آپ سے بات کرنے کے تقریباً پونے گھنٹے بعد طیارہ ناگری ایئرپورٹ پر آ گیا تھا۔ اس لحاظ سے عمران اور اس کے ساتھی آپ سے بات کرنے کے بعد کہیں ڈراپ ہوئے ہیں۔ اس وقت اور طیارے کے روٹ کو مدنظر رکھ کر اگر ہم ایم ایم سکسٹی ون ایکس میٹر کا استعمال کریں تو ہم یقینی طور پر اس مقام تک پہنچ سکتے ہیں جہاں عمران اور اس کے ساتھی موجود ہیں۔ اس کے علاوہ جس طرح طیارے نے ایئرپورٹ پر تباہی پھیلائی ہے۔ طیارہ جس طرح ایئرپورٹ پر حرکت کر رہا تھا اسے کسی عام ریڈیو کنٹرولر سے کنٹرول نہیں کیا جا سکتا۔ اسے عمران سپر وژن ریموٹ کنٹرولر سے کنٹرول کر رہا تھا اور ایسے ریموٹ کنٹرولر ابھی تک ہائی رینج کے نہیں بنے۔ یہ کنٹرولر زیادہ سے زیادہ پندرہ سے بیس کلومیٹر کی رینج تک کام کرتے ہیں۔ اس اینگل پر اگر سوچا جائے تو عمران اور اس کے ساتھی یہاں سے پندرہ سے بیس کلومیٹر کے فاصلے پر کہیں موجود ہیں۔ اگر ایم ایم سکسٹی ون ایکس میٹر ہو تو ان کا پرفیکٹ فاصلہ اور لوکیشن کا آسانی سے پتہ چلایا جا سکتا ہے"۔ ریڈہاک کہتا چلا گیا۔

"گڈ، ویری گڈ زیرو سیون۔ تم واقعی انتہائی ذہین اور فعال انسان ہو۔ اسی لئے تو اس مشن میں، میں نے تمہیں اپنے ساتھ رکھا ہوا ہے۔ واقعی اگر ہمیں ایم ایم سکسٹی ون ایکس میٹر دستیاب ہو جائے تو ہم ان بدبختوں کو آسانی سے ٹریس کر سکتے ہیں۔ اس کے علاوہ ان کے

پاس سپر وژن ریموٹ کنٹرولر بھی ہے۔ ایم ایم سکسٹی ون ایکس میٹر سے ہم اس ریموٹ کنٹرولر کا بھی پتہ چلا سکتے ہیں کہ وہ کہاں ہے اور جہاں وہ سپر ریموٹ کنٹرولر موجود ہے وہیں وہ لوگ بھی موجود ہوں گے۔ گڈ، ویری گڈ"۔ پنڈت نارائن نے ریڈہاک کی جانب ستائشی نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا تو ریڈہاک کا چہرہ فخر و انبساط سے سرخ ہوتا چلا گیا۔ پنڈت نارائن کی تعریف اس کے لئے ہفت اقلیم کے خزانے سے کسی بھی طرح کم نہ تھی۔

"سر، ہیلی کاپٹر میں زیرو زیرو نائن ون میٹر نصب ہے۔ اگر اسے بی ایکس ون ٹرانسمیٹر سے لنک کر دیا جائے تو اسے آسانی سے ایم ایم سکسٹی ون ایکس میٹر بنایا جا سکتا ہے"۔ اچانک ہیلی کاپٹر کے پائلٹ نے کہا تو اس کی بات سن کر پنڈت نارائن اور ریڈہاک بری طرح سے چونک پڑے اور پھر پینل پر نظر پڑتے ہی ان دونوں کے چہروں پر بے پناہ جوش نظر آنے لگا۔

"گڈ، گڈ۔ اب ہم ان درندہ صفت مجرموں کا آسانی سے سراغ لگا سکتے ہیں"۔ پنڈت نارائن نے کہا۔ پھر اس نے پائلٹ کو ہیلی کاپٹر نیچے اتارنے کو کہا تو پائلٹ نے ہیلی کاپٹر نیچے اتارنا شروع کر دیا۔ جیسے ہی ہیلی کاپٹر کے پیڈ زمین سے لگے پنڈت نارائن ہیلی کاپٹر کا دروازہ کھول کر باہر آ گیا۔

"تم آگے آ جاؤ زیرو سیون اور جلدی جلدی ہیلی کاپٹر میں لگے زیرو زیرو نائن ون میٹر کو ایم ایم سکسٹی ون ایکس میٹر میں تبدیل کر لو۔

یہ کام تم مجھ سے بہتر اور جلد کر سکتے ہو"۔ پنڈت نارائن نے کہا تو ریڈہاک ہیلی کاپٹر سے نیچے آ گیا اور پھر پنڈت نارائن کی سیٹ پر ریڈہاک آ گیا اور اس کی جگہ پنڈت نارائن نے لے لی۔ ریڈہاک کنٹرول پینل پر جھک گیا اور تیزی سے اپنے کام میں مصروف ہو گیا۔

" میں نے کام مکمل کر لیا ہے باس اور میں نے اس بات کا بھی پتہ چلا لیا ہے کہ سپر وژن ریموٹ کنٹرولر کس جگہ موجود ہے"۔ آدھے گھنٹے تک مسلسل کام کرنے کے بعد ریڈہاک نے پنڈت نارائن سے مخاطب ہو کر مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

" تو پھر جلدی کرو۔ ہمیں جلد سے جلد ان ایجنٹوں کو ان کی گردنوں سے پکڑنا ہے۔ ایسا نہ ہو وہ دور نکل جائیں اور ہمیں ایک بار پھر ناکامی کا منہ دیکھنا پڑے"۔ پنڈت نارائن نے جوش بھرے لہجے میں کہا تو ریڈہاک اثبات میں سر ہلا کر پائلٹ کو ہدایات دینے لگا کہ اسے کس سمت اور کتنے فاصلے پر جانا ہے۔ اس کے ساتھ ہی ہیلی کاپٹر کے پائلٹ نے ہیلی کاپٹر کو اوپر اٹھانا شروع کر دیا اور پھر وہ گن شپ ہیلی کاپٹر نہایت تیز رفتاری سے اس طرف اڑتا چلا گیا۔ جس طرف ریڈہاک نے پائلٹ کو ہدایات دی تھیں۔ پنڈت نارائن کے حکم پر مزید دو گن شپ ہیلی کاپٹر ان کے پیچھے ہو لئے تھے تاکہ وہ کسی بھی خطرے کا مقابلہ کرنے کے لئے پوری طرح تیار رہیں۔

جولیا اور اس کے ساتھیوں نے اپنے بیگوں سے سارا اسلحہ نکال کر اپنے کاندھوں پر لٹکا لیا تھا اور طاقتور مشین گنیں اپنے ہاتھوں میں لے لی تھیں۔

پھر جیسے ہی ہیلی کاپٹر سرچ لائٹوں کی تیز روشنیاں پھینکتے ہوئے اس طرف آئے وہ چاروں بجلی کی سی تیزی سے جھاڑیوں اور درختوں کی آڑ میں چھپ گئے۔ ہیلی کاپٹر خوفناک آواز میں گڑگڑاتے ہوئے عین ان کے سروں پر سے گزرتے ہوئے آگے بڑھ گئے۔ جس طرف وہ چاروں چھپے تھے اوپر سے تیز سرچنگ لائٹوں میں بھی وہ آسانی سے نظر نہیں آ سکتے تھے اور ایسا ہی ہوا تھا اگر اوپر سے انہیں دیکھ لیا گیا ہوتا تو وہ ہیلی کاپٹر جنگل کے اس حصے میں بے تحاشہ بم اور گولیاں برسانا

شروع کر دیتے۔

ہیلی کاپٹر تو وہاں سے گزر گئے تھے مگر دور سامنے سے آنے والی گاڑیوں کی جھلملاتی ہوئی روشنیاں ابھی تک دکھائی دے رہی تھیں۔

"کیا خیال ہے جولیا ان کے آگے آنے کا انتظار کریں یا ہم خود حملہ کرنے کے لئے ان کے قریب چلے جائیں"۔ صفدر جو ایک درخت کی آڑ میں تھا، نے نکل کر جھاڑیوں کی طرف بڑھتے ہوئے کہا جہاں جولیا چھپی ہوئی تھی۔

"جہاں ہم اس وقت موجود ہیں یہاں درختوں کی تعداد بے حد کم ہے جبکہ آگے گھنے درخت معلوم ہوتے ہیں۔ اس جگہ ان کا انتظار کرنے کی بجائے ہمیں ہی آگے جانا ہوگا"۔ جولیا نے جھاڑیوں سے نکلتے ہوئے کہا۔ ہیلی کاپٹر کافی آگے نکل گئے تھے اس لئے نعمانی اور صدیقی بھی اپنی جگہوں سے نکل کر ان کے قریب آگئے تھے۔

"مس جولیا ٹھیک کہہ رہی ہیں۔ یہ لوگ ہمارا شکار کھیلنے آئے ہیں کیوں نہ ہم ان کا شکار کھیلیں"۔ صدیقی نے کہا۔

"ہمیں ان پر ایک ساتھ حملہ کرنے کی بجائے الگ الگ چار مختلف جگہوں سے حملہ کرنا چاہئے اور ہم ان پر اس انداز میں حملہ کریں کہ وہ کسی بھی طرح ہماری تعداد کا تعین نہ کر پائیں اس طرح ان پر ہماری دہشت بیٹھ جائے گی اور وہ یہی سمجھیں گے کہ ان پر ایک بڑی فوج نے حملہ کر دیا ہے۔ ان میں بھگدڑ مچ جائے گی جس کا فائدہ اٹھا کر ہم ان سب کا خاتمہ کر سکتے ہیں"۔ نعمانی نے اپنی رائے دیتے

ہوئے کہا۔

"ہاں، یہی مناسب رہے گا۔ ہیلی کاپٹروں اور دور سے جھلملانے والی گاڑیوں کی روشنیوں سے پتہ چل رہا ہے کہ وہ سینکڑوں کی تعداد میں ہیں۔ ان پر یکدم اور تیز حملہ ہی ہمارے حق میں بہتر رہے گا"۔ جولیا نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"اگر کسی طرح ان کا ایک گن شپ ہیلی کاپٹر ہمارے قبضے میں آ جائے تو ہم بڑی سے بڑی فوج کا بھی آسانی سے مقابلہ کر سکتے ہیں"۔ صفدر نے سوچتے ہوئے کہا۔

"وہ کیسے۔ میرا مطلب ہے کہ ہم ان کے ہیلی کاپٹر پر کس طرح سے قبضہ کر سکتے ہیں۔ وہ جنگل کے اوپر پرواز کر رہے ہیں اور اس گھنے جنگل میں ان کے اترنے کی کوئی جگہ بھی نہیں ہے۔ ہاں اگر وہ کسی جگہ اتر جائیں تو ایسا ضرور سوچا جا سکتا ہے"۔ نعمانی نے کہا۔

"ہیلی کاپٹر درختوں سے زیادہ بلندی پر نہیں ہیں۔ کیونکہ تیز روشنی پھیلانے کے لئے وہ نیچی پرواز کرنے پر مجبور ہیں۔ اگر ہم میں سے کوئی جنگل کے سب سے اونچے درخت پر چڑھ جائے تو کسی ایک ہیلی کاپٹر کو پکڑا جا سکتا ہے۔ بشرطیکہ ہیلی کاپٹر اس درخت کے قریب آ جائے"۔ صفدر نے کہا۔

"تو یہ کونسا مشکل کام ہے۔ وہ دو ہیلی کاپٹر ہیں۔ ہم سامنے سے آنے والے دشمنوں پر حملہ کرتے ہیں۔ دھماکوں کی آواز سن کر ہیلی کاپٹر لازماً پلٹیں گے۔ ان کے پلٹنے کا زاویہ چیک کر کے تم کسی بلند

درخت پر چڑھ جانا وہاں سے ایک ہیلی کاپٹر کو تم نشانہ بنانا اور
دوسرے ہیلی کاپٹر کے پیڈ پکڑ کر اس پر چڑھ جانا۔ ہم سب کے پاس
گیس پسٹل ہیں۔ دو چار کیپسول ہیلی کاپٹر میں فائر کر دینا اور تیزی سے
اس ہیلی کاپٹر پر چڑھ جانا"۔ صدیقی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تو پھر یہ کام تم ہی کر لو۔ میں یہ بات طنزیہ نہیں کر رہا۔ تم تیزی
سے درختوں پر چڑھنے کے ماہر ہو۔ جیسے ہی ہیلی کاپٹر اپنا رخ پلٹیں تم
اپنی پلاننگ پر عمل کر لینا"۔ نعمانی نے کہا۔

"ٹھیک ہے اگر مس جولیا کو اور صفدر کو اعتراض نہ ہو تو میں یہ
کام آسانی سے کر لوں گا"۔ صدیقی نے کہا اس کے لہجے میں بے پناہ
اعتماد تھا۔

"ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے"۔ جولیا اور صفدر نے ایک ساتھ
کہا۔

"ٹھیک ہے۔ پھر میرا بوجھ کچھ کم کر لیں۔ میرے پاس سائیلنسر لگا
مشین پسٹل ہے میں اس سے کام چلا لوں گا"۔ صدیقی نے کہا تو صفدر
اور نعمانی نے اس کے ہتھیار لے کر آپس میں تقسیم کر لئے اور پھر وہ
آگے بڑھ گئے۔ پلاننگ کے مطابق صفدر، جولیا اور نعمانی الگ الگ ہو
کر دشمنوں کی طرف بڑھنے لگے جبکہ صدیقی کچھ سوچ کر ایک اونچے
درخت پر چڑھ کر ہیلی کاپٹروں کو دیکھنے لگا۔

صفدر، جولیا اور نعمانی نے آپس میں فیصلہ کیا تھا کہ وہ پہلے کسی
درخت پر چڑھ جائیں گے اور پھر جیسے ہی دشمن ان کے نزدیک پہنچیں

گے وہ یکدم ان پر حملہ کر دیں گے اور اگر صدیقی کسی طرح گن شپ
ہیلی کاپٹر پر قبضہ کرنے میں کامیاب ہو گیا تو اوپر سے ان دشمنوں پر
حملہ کر دے گا۔ اس طرح ان دشمنوں میں سے کسی ایک کے بھی بچنے
کے چانسز نہ رہیں گے اور پھر وہ اسی ہیلی کاپٹر پر دارالحکومت کی جانب
نکل جائیں گے۔ جولیا نے بیگ سے نائٹ ٹیلی سکوپ نکال کر گلے
میں لٹکا رکھی تھی۔ وہ اس سے دشمنوں کی پوزیشنیں دیکھنے میں
مصروف ہو گئی۔ اسی لمحے اچانک سرر سرر کی تیز آواز کے ساتھ دشمنوں
کی جانب سے دھواں چھوڑتے ہوئے بے شمار گولے آئے اور جنگل
میں چاروں طرف گرنے لگے۔ ان گولوں سے ہلکے نیلے رنگ کا مگر بے
حد گاڑھا دھواں خارج ہو رہا تھا۔ دیکھتے ہی دیکھتے جنگل میں ہر طرف
دھواں ہی دھواں بھر گیا۔ اسی لمحے جولیا کو یوں محسوس ہوا جیسے اس
کے گلے میں پھندا سا لگ گیا ہو۔ اسے اپنا دم بری طرح سے گھٹتا ہوا
محسوس ہونے لگا۔ اس نے اپنا سانس روکنے کی کوشش کی مگر بے
سود۔ دوسرے ہی لمحے اس کا ذہن تاریکی کی اتھاہ گہرائیوں میں ڈوبتا
چلا گیا۔ اس کے ہاتھ پیر یکلخت بے جان ہو گئے تھے اور پھر وہ لہرائی اور
زمین پر گرتی چلی گئی۔ ایسا ہی حال صفدر، نعمانی اور صدیقی کا بھی ہوا
تھا۔ دشمنوں نے ان پر حملہ کرنے کی بجائے جنگل میں ہر طرف بے
ہوش کر دینے والی گیس فائر کر دی تھی۔ جس سے بچاؤ کا ان چاروں کو
خیال تک نہ آیا تھا اور وہ نہایت آسانی سے پکے ہوئے پھلوں کی طرح
دشمنوں کی جھولیوں میں جا گرے تھے۔ دشمنوں کی جیپیں اور گاڑیاں

گھر گھر کرتی ہوئیں ان کے نزدیک چلی آ رہی تھیں۔ وہ درختوں کے نیچے اس طرح تڑے مڑے پڑے تھے کہ قریب آنے پر دشمنوں کو وہ آسانی سے دکھائی دے سکتے تھے۔

عمران چٹانیں پھلانگتا ہوا نہایت تیزی سے بھاگ رہا تھا۔ جس میدان میں وہ بھاگا چلا جا رہا تھا وہ بے حد وسیع تھا۔ سپر وژن ریموٹ کنٹرولر سے اس نے سی ون تھرٹی بی طیارے سے ناگری ایئرپورٹ پر جس قدر تباہی مچائی تھی اس سے یقینی طور پر وہاں کسی ایک کا بھی زندہ بچ جانا محال تھا۔

لیکن عمران جانتا تھا کہ اس خوفناک تباہی کی زد میں کم از کم وہ چار گن شپ ہیلی کاپٹر نہیں آئے ہوں گے جو طیارے کے رن وے پر اترتے ہی اسے کور کرنے کے لئے فضا میں بلند ہو گئے تھے۔

ان ہیلی کاپٹروں میں یقینی طور پر سیکرٹ سروس کے ممبر ہوں گے۔ ان میں سے کسی کے پاس ایم ایم سکسٹی ون ایکس میٹر ہوا تو وہ آسانی سے اس سپر وژن ریموٹ کنٹرولر تک پہنچ سکتا ہے جس کے ذریعے عمران نے طیارے کو کنٹرول کر کے ناگری ایئرپورٹ پر

ہولناک تباہی پھیلائی تھی۔ گو عمران نے اس ریموٹ کنٹرولر کو وہیں پھینک دیا تھا لیکن بہرحال وہ ایک کھلے میدان میں تھا جہاں اسے ہیلی کاپٹر سے آسانی کے ساتھ دیکھا جا سکتا تھا۔ اس لئے عمران جلد از جلد اس میدان سے نکل جانا چاہتا تھا۔

طیارے کی بلندی سے اس نے کھیت اور کھیتوں کی دوسری طرف مین روڈ دیکھ لیا تھا اس لئے وہ اس طرف جا رہا تھا۔ تاکہ سڑک پر جا کر کسی سے لفٹ لے سکے۔ اس شہر میں ایک بلیوروز نامی کلب تھا جس کا مینجر مولٹن اس کا دوست تھا۔ جو کافرستان میں اکثر مشنز پر اس کی مدد کر چکا تھا۔ عمران اسی بلیوروز کلب میں مولٹن کے پاس جانا چاہتا تھا۔ تاکہ اس سے مل کر وہ اپنے مین مشن کے بارے میں معلومات حاصل کر سکے۔

مولٹن بظاہر ایک کلب کا مینجر تھا لیکن عمران کو معلوم تھا کہ وہ اس کلب کی آڑ میں کافرستان کے بارے میں ہر قسم کی معلومات فراہم کرنے والی سب سے بڑی بلیک سکائی سینڈیکیٹ کا سربراہ ہے۔

کافرستان میں اکثر مشنز عمران نے اسی مولٹن کی معلومات کی بنیاد پر مکمل کئے تھے۔ بلیوروز کلب ناگری شہر کے وسط میں تھا اور بغیر کسی گاڑی کے عمران کا وہاں تک پہنچنا محال تھا۔ اس لئے وہ تقریباً بھاگتا ہوا ہائی وے کی طرف جا رہا تھا۔

ابھی اس نے آدھا ہی میدان عبور کیا ہو گا کہ اسے دور سے ہیلی کاپٹروں کی گڑگڑاہٹ کی آوازیں سنائی دینے لگیں۔

"لو آگئیں بدروحیں"۔ عمران کے منہ سے بے اختیار نکلا اور وہ رک کر اور پلٹ کر اس طرف دیکھنے لگا جس طرف سے اسے ہیلی کاپٹروں کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں اور پھر چند ہی لمحوں بعد اسے دور سے تین ہیلی کاپٹروں کے دھبے دکھائی دے گئے جو تیزی سے اسی جانب آرہے تھے۔ عمران تیزی سے ایک چٹان کی آڑ میں ہو گیا۔ کمر سے بندھا ہوا بیگ اس نے جلدی سے اتارا اور اس میں سے ٹیلی نائٹ سکوپ نکال لی اور چٹان کی آڑ سے ان ہیلی کاپٹروں کو دیکھنے لگا۔ یہ وہی گن شپ ہیلی کاپٹر تھے جنہیں عمران ناگری ایئرپورٹ پر سپروژن ریموٹ کنٹرولر کی سکرین پر دیکھ چکا تھا اور واقعی ہیلی کاپٹر اسی طرف نیچی پرواز کرتے ہوئے اتر رہے تھے جہاں اس نے سپروژن ریموٹ کنٹرولر پھینکا تھا۔ دو ہیلی کاپٹر زمین پر اتر آئے تھے جبکہ ایک ہیلی کاپٹر بدستور فضا میں معلق تھا اور خاصی نیچی پرواز کرتے ہوئے اردگرد کے علاقے کا جائزہ لے رہا تھا۔ ان ہیلی کاپٹروں پر باقاعدہ بڑی بڑی سرچنگ لائٹیں نصب تھیں جنہوں نے یکلخت میدان کے اس حصے کو منور کر دیا تھا۔

عمران نے ٹیلی نائٹ سکوپ پر لگا ایک بٹن دبا کر اسے عام دوربین بنایا اور پھر وہ ان ہیلی کاپٹروں کی جانب دیکھنے لگا۔ جو زمین پر اترے تھے ان میں سے مسلح ملٹری کے جوان اتر کر ادھر ادھر پھیل گئے تھے اور ہیوی ٹارچوں سے چاروں طرف دیکھتے پھر رہے تھے۔ عمران نے دوربین کا رخ اوپر موجود ہیلی کاپٹر کی طرف کر کے اسے ایڈجسٹ

کیا تو اس نے ہیلی کاپٹر میں پائلٹ کے ساتھ بیٹھا ہوا ریڈہاک اور پچھلی طرف دو فوجیوں کے ساتھ موجود پنڈت نارائن کو پہچان لیا جو آنکھوں سے دوربین لگائے ادھر ادھر دیکھ رہا تھا۔

"پنڈت نارائن کے ساتھ ریڈہاک۔ اوہ دونوں ایک ہی ہیلی کاپٹر میں۔ حیرت ہے۔ اس کا مطلب ہے یہ کنٹرول ٹاور سے نکلنے میں کامیاب ہو گئے تھے"۔ عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ چند لمحے وہ غور سے ریڈہاک اور پنڈت نارائن کو دیکھتا رہا پھر اس نے دوربین کا زاویہ گھمایا اور ان فوجیوں کو دیکھنے لگا جو ہیوی ٹارچیں لئے کسی چیز کی تلاش میں ادھر ادھر پھر رہے تھے۔ عمران جانتا تھا کہ وہ لوگ اس سپر وژن ریموٹ کنٹرولر کو تلاش کر رہے ہیں جس کی مدد سے اس نے ناگری ایئرپورٹ میں ہر طرف موت کے مہیب سائے پھیلا دیئے تھے۔ پھر عمران نے ایک فوجی کے ہاتھ میں اپنا سپر وژن ریموٹ کنٹرولر دیکھ لیا جسے اٹھائے وہ واپس ہیلی کاپٹروں کی جانب آ رہا تھا۔ اس نے سر اٹھا کر ریموٹ کنٹرولر اوپر کیا تو ہوا میں اڑتا ہوا ہیلی کاپٹر نیچے آ گیا۔ جیسے ہی اس ہیلی کاپٹر کے پیڈ زمین سے لگے اس میں سے پنڈت نارائن اور ریڈہاک کود کر باہر آ گئے۔

پھر اس فوجی نے ریموٹ کنٹرولر لا کر نہایت مؤدبانہ انداز میں پنڈت نارائن کو دے دیا۔ پنڈت نارائن کا چہرہ غیض و غضب سے بگڑا ہوا تھا۔ اس نے ریموٹ کنٹرولر کو الٹ پلٹ کر دیکھا اور پھر اس نے اسے پوری قوت سے زمین پر دے مارا اور نہایت غضبناک انداز

میں فوجیوں سے کچھ کہنے لگا۔ وہ عمران سے کافی فاصلے پر تھے اس لئے عمران کو ان کی آوازیں سنائی نہیں دے رہی تھیں۔ لیکن عمران کو اندازہ تھا کہ وہ ان فوجیوں کو کیا کہہ رہا ہو گا۔ سپر وژن ریموٹ کنٹرولر کے ملنے سے اسے یقین ہو گیا ہو گا کہ عمران اور اس کے ساتھی یہیں کہیں موجود ہیں۔ اس لئے اس نے انہیں عمران اور اس کے ساتھیوں کو تلاش کرنے کا حکم دیا ہو گا۔ وہ جس تیزی سے ہیلی کاپٹروں میں اس جگہ پہنچے تھے اس سے انہیں یقین ہو گا کہ ناگری ایئرپورٹ پر کارروائی کرنے کے بعد عمران اور اس کے ساتھی ابھی اس میدان سے باہر نہیں نکلے ہوں گے اور پھر وہی ہوا فوجی تیزی سے اپنے اپنے ہیلی کاپٹروں میں چلے گئے۔ پنڈت نارائن اور ریڈہاک بھی اپنے ہیلی کاپٹر میں سوار ہو گئے۔ اس بار ریڈہاک پیچھے اور پنڈت نارائن پائلٹ کی سائیڈ والی سیٹ پر بیٹھا تھا۔ دوسرے ہی لمحے تینوں ہیلی کاپٹر یکے بعد دیگرے فضا میں بلند ہوتے نظر آئے اور پھر وہ تینوں ہیلی کاپٹر سرچ لائٹ کی تیز روشنیاں پھینکتے ہوئے میدان کے اوپر اڑنے لگے۔ ان میں سے ایک ہیلی کاپٹر کا رخ اسی جانب تھا جس طرف چٹان کے پیچھے عمران چھپا ہوا تھا۔ عمران نے پریشان نگاہوں سے ادھر ادھر دیکھا اور اپنے چھپنے کی خاص جگہ تلاش کرنے لگا کیونکہ وہ جس چٹان کے پیچھے تھا وہ بالکل سیدھی تھی۔ اس چٹان پر سرچ لائٹ پڑتے ہی وہ ان کی نظروں میں آسانی سے آ سکتا تھا۔ مگر اسے اردگرد ایسی کوئی جگہ دکھائی نہ دی جہاں وہ خود کو چھپا لیتا۔ دوسرے ہیلی

کاپٹر میں بیٹھے ہوئے پنڈت نارائن اور ریڈہاک نے آنکھوں سے نائٹ ٹیلی سکوپ لگا رکھیں تھیں۔اگر عمران وہاں سے اٹھ کر کسی طرف نکل بھاگنے کی کوشش کرتا تو یقینی طور پر وہ ان دونوں کی نظروں میں آجاتا اور پھر گن شپ ہیلی کاپٹر اس پر گولیوں اور میزائلوں کی بارش کر دیتے۔

ایک ہیلی کاپٹر روشنی کا بڑا سا دائرہ زمین پر ڈالتا ہوا تیزی سے عمران کی طرف آتا جا رہا تھا اور عمران کو بچنے کی کوئی صورت نہ دکھائی دے رہی تھی۔وہ بے بس پنچھی کی طرح پنجرے میں قید پھڑپھڑا رہا تھا جس میں سے نکلنے کا کوئی راستہ نہ تھا اور پھر اچانک ہیلی کاپٹر کی تیز روشنی اس کے عین سر پر آپہنچی۔اس چٹان کے ساتھ عمران بھی ہیلی کاپٹر کی سرچ لائٹ کی روشنی میں نہا گیا۔

این ٹی اس وقت اپنے آفس میں نہایت بے چینی اور پریشانی کے عالم میں ادھر ادھر ٹہل رہا تھا۔اس کے چہرے پر گہرے غور و فکر کے سائے لہرا رہے تھے۔

این ٹی نے گو کہ پاشا کی ہلاکت کے تصدیق ہوتے ہی اس کی جگہ سنبھالنے والے کو کال کر کے سیٹ اپ بدلنے کا ڈاج دینے کی کوشش کی تھی مگر اس کے باوجود اسے اطلاع مل رہی تھی کہ ناگری ایئرپورٹ پر بدستور فوج اور کافرستانی سیکرٹ سروس کا قبضہ ہے اور اسے ایکسٹو کی طرف سے یہ بھی اطلاع مل چکی تھی کہ عمران اور اس کے ساتھی اسی طرح اسی طیارے میں ناگری ایئرپورٹ پر آرہے ہیں جیسا کہ اسے پہلے پروگرام بتا دیا گیا تھا۔ایکسٹو کے مطابق طیارہ عمران اور اس کے ساتھیوں کو لے کر پاکیشیا سے روانہ ہو چکا تھا۔جس کی

وجہ سے ان سے رابطہ کرنا بے حد مشکل تھا۔ اس سے پہلے کہ این ٹی پوری طاقت کے ساتھ ناگری ایئرپورٹ پر حملہ کر کے اس کا قبضہ کافرستانی سیکرٹ سروس اور ملٹری سے چھڑانے کی کوشش کرتا کہ اسے ایکسٹو کی کال آ گئی۔ ایکسٹو نے این ٹی کو بتایا کہ عمران نے اپنے ساتھیوں جن کی تعداد چار ہے کو ناگری ایئرپورٹ سے تقریباً تین سو کلومیٹر دور شنگانا جنگل میں ڈراپ کر دیا ہے اور خود ناگری ایئرپورٹ کی جانب روانہ ہو گیا ہے۔ ایکسٹو نے این ٹی کو حکم دیا کہ وہ اپنی سپیشل فورس لے کر فوری طور پر شنگانا جنگل کی جانب روانہ ہو جائے کیونکہ اس طرف ملٹری کی بہت بڑی تعداد کو جاتے دیکھا گیا ہے۔ گو کہ سیکرٹ سروس کے چاروں ممبر اس فوج کا اکیلے مقابلہ کرنے کی ہمت رکھتے ہیں مگر اس کے باوجود ہو سکتا ہے کہ وہ کسی بھی وجہ سے ملٹری یا کافرستانی سیکرٹ سروس والوں کے ہتھے چڑھ جائیں اس لئے وہ پوری تیاری کے ساتھ شنگانا جنگل پہنچ جائے اور پکڑے جانے کی صورت میں وہ اپنی فورس کی مدد سے پاکیشیائی ایجنٹوں کو ان کی قید سے چھڑانے کی کوشش کرے چاہے اس کے لئے اسے ان تمام دشمنوں کا ہی کیوں نہ خاتمہ کرنا پڑے۔ این ٹی نے اپنی انتہائی کوششوں سے اس بات کا پتہ چلا لیا تھا کہ شنگانا جنگل کی طرف جو فوج بھیجی گئی ہے اس کا انچارج کون ہے۔ اس فوج کا انچارج میجر ہارش تھا۔ میجر ہارش کا نام سن کر این ٹی پریشان ہوئے بغیر نہ رہ سکا کیونکہ میجر ہارش کے بارے میں وہ بہت اچھی طرح سے جانتا تھا۔ وہ

بے حد سخت مزاج، سفاک اور بے رحم انسان تھا۔

میجر ہارش نہ صرف ملٹری میں میجر تھا بلکہ این ٹی کو خفیہ طور پر اطلاع ملی تھی کہ وہ اصل میں کافرستانی سیکرٹ سروس کے بلیک سیکشن کا انچارج بھی تھا اور بلیک سیکشن یوں بھی کافرستانی سیکرٹ سروس کا انتہائی فعال، تیز اور انتہائی ہولناک کارروائیاں کرنے میں اپنا ثانی نہیں رکھتا تھا۔ اس لحاظ سے میجر ہارش اپنے ساتھ پاکیشیائی سیکرٹ سروس کی سرکوبی کے لئے جو فورس لے گیا تھا اس میں ملٹری سے زیادہ اس کے اپنے سیکشن کے افراد تھے۔ جو پاکیشیائی سیکرٹ سروس کے لئے واقعی انتہائی خطرے کا باعث بن سکتے تھے۔ یوں تو این ٹی نے کافرستان کی حکومت کے ہر محکمے میں اپنے کئی کئی آدمی ایڈجسٹ کئے ہوئے تھے جو اس کے لئے بہترین انفارمیشن کا ذریعہ تھے۔ کافرستانی سیکرٹ سروس اور اس کے ہر سیکشن میں بھی اس کے کئی آدمی کام کر رہے تھے لیکن بلیک سیکشن ایک ایسا سیکشن تھا جس میں وہ اپنی انتہائی کوششوں کے بعد صرف ایک ہی آدمی شامل کر پایا تھا۔

اپنے ایک آدمی کو بلیک سیکشن سے منسلک ہونے پر این ٹی بے حد خوش تھا کیونکہ وہ خاص آدمی جس کا کوڈ نام ایس ایس تھا اپنی کوششوں اور ذہانت کی وجہ سے میجر ہارش کے خاص آدمیوں میں شامل ہو گیا تھا۔ ایس ایس بلیک سیکشن کی کارروائیوں کی رپورٹیں تو اس تک آسانی سے پہنچا سکتا تھا مگر اکیلا ہونے کی وجہ سے بلیک

سیکشن اور میجر ہارش کے خلاف کسی قسم کی کوئی کارروائی کرنا اس
کے لئے بہت مشکل تھا۔

شنگانا جنگل میں پاکیشیائی سیکرٹ سروس کو ٹریس کرنے کی
اطلاع ایس ایس نے ہی این ٹی کو دی تھی۔ این ٹی نے بہت کوشش
کی کہ وہ کسی طرح ایس ایس کو اس بات کے لئے پابند کر سکے کہ
پاکیشیائی سیکرٹ سروس کے ممبر کسی طرح بلیک سیکشن کے ہاتھ
نہیں آنے چاہئیں۔ مگر ایس ایس کے مطابق میجر ہارش شنگانا جنگل
میں پوری فورس لے جا رہا تھا وہ بھلا اکیلا انہیں ایسا کرنے سے کیسے
روک سکتا تھا۔ جس پر این ٹی کو احساس ہو رہا تھا کہ واقعی بلیک
سیکشن میں اسے مزید آدمی شامل کرنے کی کوشش کرنی چاہئے تھی۔
واقعی اکیلا ایس ایس اتنی بڑی فورس کے ہاتھوں پاکیشیائی سیکرٹ
سروس کے ممبروں کو کیسے بچا سکتا تھا۔

ان سب باتوں کے علاوہ این ٹی کے پاس ایسے ذرائع بھی نہ تھے
کہ وہ اپنے آدمیوں کو لے کر نہایت تیز رفتاری سے شنگانا جنگل کی
طرف چل پڑتا اور میزائل برسا کر اس ساری فورس کا خاتمہ کر ڈالتا جو
پاکیشیائی سیکرٹ سروس کے ممبروں کے لئے موت بن کر جا رہے
تھے۔ شنگانا جنگل ناگری سے دور تھا اور بلیک سیکشن اس جنگل تک
پہنچ چکا تھا۔ اگر این ٹی تیز سے تیز جیٹ جہاز میں بھی شنگانا جنگل میں
جانے کی کوشش کرتا تو اتنی دیر میں بلیک سیکشن اپنا کام کر چکا ہوتا۔
یہی وجہ تھی کہ این ٹی اس وقت حد سے زیادہ پریشان اور ہراساں نظر آ

رہا تھا اور دل ہی دل میں دعائیں مانگ رہا تھا کہ پاکیشیا سیکر
سروس کے ممبر بلیک سیکشن کے ہاتھ آنے سے بچ جائیں اور ایک
کے مطابق وہ اکیلے ہی ایک بڑی فوج کا مقابلہ کر سکتے ہیں تو کاش ای
ہی ہو جائے۔ بلکہ پاکیشیائی سیکرٹ سروس کے ممبر بلیک سیکشن ا
اس کے انچارج میجر ہارش کا خاتمہ کر دیں۔ تب ہی وہ اس کے ہاتھو
دردناک موت مرنے سے بچ سکتے تھے۔

این ٹی یہ سوچ سوچ کر ہلکان ہوا جا رہا تھا کہ اگر میجر ہارش نے
ان چاروں کا خاتمہ کر دیا تو وہ ایکسٹو کو کیا جواب دے گا۔ وہ نہایت
پریشانی کے عالم میں ادھر ادھر ٹہلتے ہوئے یہی سوچے چلا جا رہا تھا کہ
اچانک میز پر پڑے ہوئے ٹرانسمیٹر سے نکلنے والی ٹوں ٹوں کی آواز س
کر وہ لاشعوری طور پر اچھل پڑا۔ پھر تیزی سے آگے بڑھ کر اس نے
ٹرانسمیٹر اٹھا لیا اور جلدی سے اس کا ایک بٹن پریس کر کے اسے آن ک
دیا۔

"ہیلو، ہیلو نائنٹی ون کالنگ۔ ہیلو۔ ہیلو اوور"۔ دوسری طرف
سے ایک بھاری آواز سنائی دی۔

"یس۔ زیرو ون اٹنڈنگ یو۔ اوور"۔ این ٹی نے اس آواز کو پہچان
کر دھڑکتے دل سے کہا کیونکہ نائنٹی ون ای ایس ایس کا کوڈ تھا جو
بلیک سیکشن سے منسلک تھا۔

"ایس ایس بول رہا ہوں چیف۔ اوور"۔ ایس ایس نے مدہم لہجے
میں کہا۔ دوسری طرف سے لوگوں کے تیز تیز بولنے، گاڑیوں اور ہیلی

کاپٹروں کی تیز آوازیں بھی سنائی دے رہی تھیں۔

"یس۔اوور"۔ این ٹی نے تیز لہجے میں کہا۔

"پرندے شکاری کے جال میں آچکے ہیں چیف۔اوور"۔ دوسری طرف سے ایس ایس نے کہا تو این ٹی کو اپنا دل ڈوبتا ہوا محسوس ہونے لگا۔

"اوہ، کیسے اور وہ کس پوزیشن میں ہیں۔اوور"۔ این ٹی نے پوچھا اس کے لہجے میں واضح لرزش تھی۔

"شکاریوں نے پرندوں کو پکڑنے کے لئے ہر طرف سیلیم گیس فائر کرادی تھی۔ جس کی وجہ سے پرندے فوری طور پر بے ہوش ہو کر گر پڑے تھے اور وہ آسانی سے شکاریوں کے قبضے میں آگئے تھے۔ اوور"۔ ایس ایس نے جواب دیا۔

"اوہ، انہوں نے بے ہوش ہونے سے قبل کوئی مزاحمت نہیں کی تھی۔اوور"۔ این ٹی نے ہونٹ بھینچتے ہوئے پوچھا۔

"اگر شکاری سیلیم گیس فائر نہ کرتے تو پرندے لازمی مزاحمت کرتے مگر۔اوور"۔ ایس ایس نے کہا۔

"ہونہہ، ان کے بچنے کی کوئی صورت ہو سکتی ہے۔اوور"۔ این ٹی نے پوچھا۔

"ایس ایس کی قربانی چیف۔اوور"۔ ایس ایس نے مبہم سا جواب دیا تو این ٹی کی پیشانی پر لاتعداد شکنوں کا جال پھیل گیا۔

"شکاری کیا ارادہ رکھتا ہے ان پرندوں کے سلسلے میں۔اوور"۔

این ٹی نے ایک لمحے کے توقف کے بعد پوچھا۔

"فی الحال تو شکاری نے انہیں قید رکھا ہوا ہے۔ یہاں ان جیسے مزید پرندوں کو تلاش کیا جا رہا ہے۔ اگر دوسرے پرندے مل گئے تو ٹھیک ورنہ شکاری اپنی فطرت کے مطابق وہی کرے گا جو اس کا وطیرہ ہے۔اوور"۔ ایس ایس نے کہا۔

"ہونہہ، پرندوں کی تعداد کتنی ہے۔اوور"۔ این ٹی نے غراتے ہوئے پوچھا۔

"چار۔اوور"۔ ایس ایس نے کہا تو این ٹی لڑکھڑاتے قدموں سے پیچھے ہٹا جیسے اس نے ایک ساتھ کئی بوتلیں چڑھا لیں ہوں اور پھر وہ دھم سے بے دم ہونے والے انداز میں پیچھے موجود صوفے پر جا گرا۔

"اوہ، اس طرف کوئی آرہا ہے۔ میں آپ کو بعد میں کال کروں گا۔ اوور اینڈ آل"۔ ایس ایس نے اچانک کہا اور اس کے ساتھ ہی ٹرانسمیٹر سے پھر ٹوں ٹوں کی آواز آنے لگی جس کا مطلب تھا کہ دوسری طرف سے فوری طور پر رابطہ منقطع کر دیا گیا ہے۔

"پاکیشیا سیکرٹ سروس کے یہ چار ممبر تھے جو اس درندہ صفت میجر بارش کے ہاتھ لگ چکے تھے۔ مزید انہیں وہاں اور کیا ملنے والا تھا۔ جیسے ہی ان کی تلاش ختم ہوگی میجر بارش اپنی فطرت کے مطابق ان چاروں کو ہوش میں لائے بغیر کسی تیز دھار آلے سے ان کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے وہیں درندوں کی خوراک بنا ڈالتا۔

پاکیشیائی سیکرٹ سروس کے چاروں ممبر موت کے منہ میں

جانے والے تھے جن کا میجر پارش کے ہاتھوں زندہ بچ نکلنا ایک معجزہ ہی ہو سکتا تھا اور اس خیال کے ساتھ ہی این ٹی کا جسم اس بری طرح سے کانپنے لگا جیسے اسے جاڑے کا بخار چڑھ گیا ہو۔اس کی آنکھوں میں مایوسی اور چہرے پر بے پناہ زردی پھیل گئی تھی۔پاکیشیائی سیکرٹ سروس کے چاروں ممبروں کی موت اسے صاف دکھائی دے رہی تھی۔ایک انتہائی دردناک اور بے رحم موت۔

ہیلی کاپٹر کی سرچنگ لائٹ جیسے ہی اس چٹان پر پڑی عمران یکلخت بجلی کی طرح تڑپا اور لانگ جمپ لگا کر پیچھے ہٹ گیا لیکن اس کے باوجود اسے اوپر سے دیکھ لیا گیا تھا۔کیونکہ جیسے ہی عمران نے چھلانگ لگائی اسی لمحے ہیلی کاپٹروں پر لگی مشین گنوں کے منہ کھل گئے تھے اور میدان فائرنگ کی تڑتڑاہٹ سے بری طرح سے گونج اٹھا تھا۔

عمران نے کاندھے سے اپنا بیگ اتار کر اس میں سے صرف اپنا مشین پسٹل ہی نکالا تھا کہ ہیلی کاپٹر اس کے سر پر پہنچ گیا تھا جس کی وجہ سے اسے فوری طور پر چھلانگ لگا کر اس چٹان کے پاس سے ہٹنا پڑ گیا تھا اور وہ وہاں سے اپنا بیگ بھی نہیں اٹھا سکا تھا۔ہیلی کاپٹر نہایت خوفناک انداز میں فائرنگ کرتا ہوا عمران کی جانب بڑھ رہا تھا۔اسے

فائرنگ کرتے دیکھ کر دوسرے دو ہیلی کاپٹر بھی مڑ کر اس طرف آنے لگے تھے۔ یہ دیکھ کر عمران نے زمین پر لیٹے لیٹے ایک لمبی چھلانگ لگائی اور مشین پسٹل سے اس نے یکدم اس ہیلی کاپٹر پر گولیاں برسانا شروع کر دیں جو اس پر فائرنگ کر رہا تھا۔

گولیاں ٹھیک ہیلی کاپٹر کی باڈی پر پڑیں اور ایک گولی فرنٹ کے شیشے کو چھیدتے ہوئے پائلٹ کے عین دل میں جا گھسی۔ جیسے ہی پائلٹ کو گولی لگی اس کے ہاتھ کے دباؤ سے ہیلی کاپٹر کا لیور دب گیا۔ اس سے پہلے کہ پائلٹ کی سائیڈ والی سیٹ پر بیٹھا ہوا دوسرا فوجی پائلٹ کی لاش ہٹا کر خود ہیلی کاپٹر کو سنبھالنے کی کوشش کرتا ہیلی کاپٹر یکدم ترچھا ہو گیا اور اس کے گھومتے ہوئے پر پوری قوت سے اس چٹان سے ٹکرا گئے جس کے پیچھے عمران چھپا ہوا تھا۔ جیسے ہی ہیلی کاپٹر کے پر چٹان سے ٹکرائے ہیلی کاپٹر کو ایک زوردار جھٹکا لگا اور وہ یکدم الٹا ہو کر خوفناک دھماکے سے زمین پر جا گرا۔ نیچے گرتے ہی اس کی دم والا حصہ الگ ہو گیا تھا اور اس ہیلی کاپٹر کے پٹرول کی ٹینکی بھی ٹوٹ گئی تھی جہاں سے پٹرول ٹیوب ویل کے پریشر سے نکلنے والے پانی کی طرح باہر ابل پڑا تھا۔ یہ دیکھ کر عمران اٹھا اور پھر بجلی کی سی تیزی سے ایک طرف بھاگتا چلا گیا۔ ابھی وہ کچھ ہی دور گیا ہو گا کہ اچانک گرے ہوئے ہیلی کاپٹر میں ایک ہولناک دھماکہ ہوا اور آگ کے خوفناک شعلوں میں ہیلی کاپٹر پرزے پرزے ہو کر فضا میں بکھرتا چلا گیا۔ خوفناک دھماکے کے پریشر کی وجہ سے بھاگتے ہوئے عمران کو

بھی ایک زوردار جھٹکا لگا اور وہ یکلخت اچھلا اور اڑتا ہوا دور جا گرا۔

دوسرے دو ہیلی کاپٹروں کے پائلٹوں نے جو اس ہیلی کاپٹر کو اس طرح تباہ ہوتے دیکھا تو انہوں نے اچانک دور سے ہی عمران کا نشانہ لیتے ہوئے اس پر فائرنگ کرنا شروع کر دی۔ ایک ہیلی کاپٹر سے ایک راکٹ نکل کر عمران کی جانب آیا۔ عمران اپنی جگہ سے اٹھا اور انتہائی برق رفتاری کا مظاہرہ کرتے ہوئے ایک دوسری چٹان کے عقب میں آ گرا اور ہیلی کاپٹر سے نکلا ہوا راکٹ عین اس جگہ زمین پر آ ٹکرایا جہاں ایک لمحہ قبل عمران موجود تھا۔ ایک خوفناک دھماکہ ہوا اور ہر طرف گرد و غبار کا طوفان پھیل گیا۔ پھر ان دونوں ہیلی کاپٹروں نے عمران پر گولیوں کے ساتھ ساتھ میزائلوں کی بوچھاڑ کر دی اور عمران پارے کی طرح تڑپتے ہوئے ادھر سے ادھر چھلانگیں مار مار کر اپنی جان بچا رہا تھا۔ میدان میں ہر طرف خوفناک دھماکے گونج رہے تھے اور گرد و غبار کا طوفان تھا جو وہاں برپا ہو گیا تھا۔ اس گرد و غبار کے طوفان میں عمران نے ایک طرف دوڑ لگا دی اور پھر اسے جیسے ہی ایک جگہ سائبان کی طرح جھکی ہوئی ایک چٹان نظر آئی وہ چھلانگ مار کر اس کے نیچے گھستا چلا گیا۔ اسی لمحے ایک ہیلی کاپٹر گڑگڑاتا ہوا اور خوفناک انداز میں اس چٹان پر فائرنگ کرتا ہوا آگے گزر گیا۔ جیسے ہی وہ آگے گیا عمران نے چٹان کے نیچے سے ہاتھ نکال کر مشین پسٹل سے اس پر فائرنگ کر دی۔ گولیاں اس بار ٹھیک اس ہیلی کاپٹر کی پٹرول ٹینکی پر پڑی تھیں اور وہ ہیلی کاپٹر یکلخت ایک خوفناک بم کی طرح فضا میں ہی

پھٹ گیا۔ جبکہ تیسرا ہیلی کاپٹر اس چٹان پر فائرنگ کرتے ہوئے تیزی سے دوسری طرف مڑ گیا تھا۔ اس سے پہلے کہ وہ ہیلی کاپٹر مڑ کر اس چٹان پر میزائل فائرنگ کرتا عمران جلدی سے چٹان کے نیچے سے نکلا اور نہایت برق رفتاری سے پہاڑی ٹیلے کی جانب بھاگنے لگا۔ تیسرا ہیلی کاپٹر لمبا چکر کاٹ کر مڑا اور دور سے ہی بھاگتے ہوئے عمران پر فائرنگ کرتا ہوا اس کی جانب بڑھنے لگا۔ گولیوں کی زمین پر لمبی لکیریں بننے لگیں اور پھر ہیلی کاپٹر سے نکلنے والی گولیاں لمبی لکیریں بناتی ہوئیں عمران کے اردگرد سے گزرتی چلی گئیں اور پھر جیسے ہی ہیلی کاپٹر عمران کے آگے سے گزرا عمران نے مشین پسٹل سے اس پر بھی فائرنگ کرنے کی کوشش کی لیکن مشین پسٹل سے ٹرچ ٹرچ کی آواز نکلی۔ اس کا میگزین خالی ہو چکا ہے۔ عمران نے جھلا کر مشین پسٹل وہیں پھینک دیا۔ اس کا بیگ اس چٹان پر رہ گیا تھا جو اب ہیلی کاپٹر کے ملبے تلے دبا ہوا تھا اور اس ہیلی کاپٹر کا ڈھانچہ دھڑا دھڑ جل رہا تھا۔

عمران کے پاس چند سائنسی ہتھیاروں کے علاوہ کوئی دوسرا ہتھیار نہیں تھا جو سائنسی ہتھیار تھے وہ اس کی خفیہ جیبوں میں تھے ان ہتھیاروں سے کم از کم اتنے بڑے ہیلی کاپٹر کو تباہ نہیں کیا جا سکتا تھا۔

ہیلی کاپٹر آگے جا کر پھر مڑا اور اس بار تیزی سے نیچے ہو کر عمران کی طرف آنے لگا شاید اس ہیلی کاپٹر میں بیٹھے ہوئے افراد کو بھی پتہ چل گیا تھا کہ عمران کے ہاتھ میں موجود گن خالی ہو چکی ہے۔ عمران تیزی سے پلٹا اور بجائے الٹی طرف بھاگنے کے ہیلی کاپٹر کی جانب بھاگنے لگا۔

ہیلی کاپٹر سے گولیوں کی بوچھاڑ نکل کر عمران کے اردگرد گرنے لگی۔ عمران ان گولیوں کی پرواہ کئے بغیر تیزی سے ہیلی کاپٹر کی جانب بھاگ رہا تھا۔ ہیلی کاپٹر کے پائلٹ نے اسے اس طرح بھاگ کر ہیلی کاپٹر کی طرف آتے دیکھ کر نجانے کیا سمجھا اس نے یکدم ہیلی کاپٹر کو اوپر اٹھا لیا۔ اس سے پہلے کہ وہ پوری طرح ہیلی کاپٹر فضا میں بلند کرتا عمران نے اچانک بھاگتے بھاگتے ایک اونچی چھلانگ لگائی اور کسی پرندے کی طرح اڑتا ہوا ہیلی کاپٹر کے قریب آیا اور اس نے بجلی کی سی تیزی سے اس کا ایک پیڈ پکڑ لیا اور ہیلی کاپٹر کے پیڈ کے ساتھ لٹک کر اوپر اٹھتا چلا گیا۔ پیڈ سے لٹکتے ہی اس نے جسم کو زور سے جھکولا دیا اور اپنے پیر اچھال کر پیڈ کے گرد قینچی ڈال کر پھنسالئے اور پھر اپنے ہاتھوں اور پیروں کے زور سے پیڈ کے اوپر والے حصے پر آ کر کسی جونک کی طرح اس سے چمٹ گیا۔

ہیلی کاپٹر پر موجود افراد کو عمران کے پیڈ پر چڑھنے کا علم نہیں ہوا تھا کیونکہ بلندی پر آتے ہی وہ دوبارہ اس طرف پلٹا تھا جس طرف انہوں نے عمران کو چھلانگ لگاتے دیکھا تھا۔ عمران تو انہیں کہیں نظر نہ آیا مگر پائلٹ نے ان اطراف میں پھیلی ہوئی چٹانوں پر بے دریغ فائرنگ کرنا اور میزائل برسانا شروع کر دیئے تھے۔

میزائلوں کے خوفناک دھماکوں سے میدان گونج رہا تھا۔ چٹانیں پرزے پرزے ہو کر فضا میں اڑ رہی تھیں اور ہر طرف گردوغبار کا طوفان اٹھ رہا تھا۔ مگر اب عمران کو کیا پرواہ ہو سکتی تھی وہ تو بڑے

اطمینان سے ہیلی پیڈ سے چمٹا ہوا تھا اور پھر شاید گن شپ کا ایمونیشن بھی ختم ہو گیا کیونکہ مشین گنوں کی تڑتڑاہٹ کی آواز تو آ رہی تھی مگر اس میں سے آگ برساتی ہوئی گولیوں کا نکلنا بند ہو گیا تھا۔

ہیلی کاپٹر اوپر اٹھا اور پھر وہ مڑ کر تیزی سے ایک طرف بڑھتا چلا گیا۔ اس وقت ہیلی کاپٹر اس قدر بلندی پر پرواز کر رہا تھا کہ عمران چاہتا بھی تو نیچے چھلانگ نہیں لگا سکتا تھا کیونکہ نیچے ہر طرف گہری تاریکی پھیلی ہوئی تھی۔ ہیلی کاپٹر نجانے کہاں جا رہا تھا۔ اس کا رخ کم از کم ناگری شہر کی جانب نہیں تھا۔

ہیلی کاپٹر اسی طرح بلندی پر مسلسل تین گھنٹے اڑتا رہا پھر وہ جیسے روشنیوں کے شہر میں پہنچ گیا۔ جہاں بڑی بڑی اور اونچی اونچی عمارتیں تھیں۔ ان عمارتوں کو دیکھ کر عمران سمجھ گیا کہ وہ کافرستان کا دارالحکومت ہے۔ ہیلی کاپٹر دارالحکومت کے وسط میں آ گیا اور پھر ایک بڑی اور اونچی عمارت کی طرف بڑھنے لگا۔ اس عمارت کی چھت پر باقاعدہ ہیلی پیڈ بنا ہوا تھا۔ عمران سمجھ گیا کہ ہیلی کاپٹر اس عمارت کی چھت پر اترنے کا ارادہ رکھتا ہے۔ عمارت کی چھت پر سائیڈوں پر باقاعدہ کمرے بنے ہوئے تھے جو اس وقت بالکل تاریک نظر آ رہے تھے۔ چھت پر صرف ہیلی پیڈ کا حصہ روشن تھا۔ تاریک سائیڈوں کو دیکھ کر عمران نے دل میں سوچا کہ جیسے ہی ہیلی کاپٹر نیچے ہو گا وہ چھلانگ لگا کر ہیلی کاپٹر کی پچھلی طرف سے ان تاریک کمروں کی آڑ میں ہو جائے گا۔ تاکہ ہیلی کاپٹر میں موجود افراد اسے دیکھ نہ سکیں۔

عمران کو اب اس بات کا بھی اندازہ نہ ہو رہا تھا کہ وہ کیسی عمارت ہے اور جس ہیلی کاپٹر کے پیڈ سے وہ چمٹا ہوا ہے اس ہیلی کاپٹر میں صرف ملٹری ہے یا پنڈت نارائن اور ریڈ ہاک بھی اس ہیلی کاپٹر میں موجود ہیں۔ اگر وہ دونوں اس ہیلی کاپٹر میں موجود تھے تو یہ عمارت لامحالہ سیکرٹ سروس کا ہیڈ کوارٹر تھی۔ لیکن بہرحال یہ غنیمت تھا کہ ان لوگوں کو ہیلی کاپٹر پر عمران کی موجودگی کا پتہ نہیں تھا ورنہ وہ اب تک مشین گن کا رخ نیچے کر کے اس کے جسم کو مکھیوں کا چھتہ بنا چکے ہوتے۔

ہیلی کاپٹر اس عمارت کے اوپر آ گیا اور پھر آہستہ آہستہ نیچے اترنے لگا۔ عمران عمارت کا غور سے جائزہ لے رہا تھا مگر کمروں میں بے پناہ تاریکی کے باعث اسے کچھ دکھائی نہیں دے رہا تھا۔ جیسے ہی ہیلی کاپٹر نیچے ہوا عمران نے یکدم چھلانگ لگا دی۔ وہ پنجوں کے بل ہیلی پیڈ پر گرا تھا۔ اس سے پہلے کہ وہ اٹھ کر کسی تاریک کمرے کی جانب بھاگتا اچانک تاریک کمروں میں یکلخت تیز روشنی بھرتی چلی گئی۔ دوسرے ہی لمحے ان تاریک کمروں میں سے بے شمار انسان ہاتھوں میں مشین گنیں لئے چھت پر ایک دائرے کی صورت میں پھیلتے چلے گئے اور عمران اپنی جگہ جیسے ساکت و صامت رہ گیا۔

گویا ہیلی کاپٹر میں موجود افراد کو اس کے پیڈ پر ہونے کی خبر تھی۔ وہ جان بوجھ کر اسے اس عمارت تک لائے تھے اور ٹرانسمیٹر پر انہوں نے عمارت کی سیکورٹی کو غالباً پہلے ہی الرٹ کر دیا تھا۔ جو ہیلی کاپٹر

کے نیچے آنے یا عمران کے نیچے چھلانگ لگانے کا ہی انتظار کر رہے تھے اور عمران نے جیسے ہی نیچے چھلانگ لگائی وہ یکدم اس کے سامنے آگئے تھے۔ جیسے ہی مسلح افراد نے عمران کو گھیرا ہیلی کاپٹر ذرا سا بلند ہو کر ترچھا ہو گیا اور عمران کو اس ہیلی کاپٹر میں بیٹھے ہوئے پنڈت نارائن اور ریڈہاک صاف دکھائی دینے لگے۔ جن کے چہروں پر انتہائی زہریلی، طنزیہ اور بے رحم مسکراہٹ تھی۔

"گڈ، ویری گڈ۔ اسے کہتے ہیں عقلمندی"۔ عمران کے منہ سے بے ساختہ نکلا۔ اب اسے سمجھ میں آرہا تھا کہ اس قدر فائرنگ اور میزائل برسانے کے بعد ہیلی کاپٹر اس کی موت کی تصدیق کے لئے نیچے کیوں نہیں اترا تھا۔ ان لوگوں کو یقیناً خوفناک فائرنگ اور دھماکے کرنے کے بعد یقین ہو گیا ہو گا کہ عمران کی اگر انہیں وہاں لاش یا لاش کے ٹکڑے دکھائی نہیں دیئے تو لازمی طور پر عمران ان کے ہیلی کاپٹر کے کسی پیڈ سے چمٹا ہوا ہے۔ اس لئے انہوں نے ہیلی کاپٹر کو خاصی بلندی پر رکھا تھا تاکہ عمران موقع ملتے ہی کہیں کود نہ جائے۔ وہ لوگ عمران کو ہیڈ کوارٹر لے آئے تھے۔ جہاں انہوں نے عمران پر قابو پانے کا پہلے ہی پورا پورا بندوبست کر لیا تھا اور عمران اب واقعی ان کے گھیرے میں بری طرح سے پھنس چکا تھا۔ اگر وہ ذرا بھی حرکت کرنے کی کوشش کرتا تو نجانے کتنی گولیاں اس کے جسم کو چھید جاتیں اس لئے عمران شرافت کے ساتھ اپنی جگہ کھڑا رہا۔ اسی لمحے عمران کو عقب سے ٹھک کی آواز سنائی دی وہ بجلی کی سی تیزی سے ہٹا مگر اسے دیر ہو

چکی تھی کوئی چیز پوری قوت سے اس کے سر سے ٹکرائی تھی اور عمران کی آنکھوں کے سامنے حقیقتاً رنگ برنگے ستارے ناچ اٹھے تھے۔ اس نے خود کو سنبھلنے کی بے حد کوشش کی مگر اسی لمحے ایک بار پھر عمران کے سر پر قیامت ٹوٹ پڑی اور وہ تاریک ذہن لئے کٹے ہوئے شہتیر کی طرح زمین بوس ہوتا چلا گیا۔

عمران کے عقب میں موجود ایک گن بردار نے دبے قدموں اس کے قریب آکر پوری قوت سے بھاری گن کا دستہ دے مارا تھا اور عمران جو ہیلی کاپٹر اور اس میں موجود پنڈت نارائن اور ریڈہاک کی طرف متوجہ تھا اس کے قدموں کی آواز بھی نہ سن سکا تھا اس سے پہلے کہ اس کی چھٹی حس اسے خبردار کرتی گن بردار اس کے سر پر پہنچ چکا تھا اور اس نے کمال پھرتی کا مظاہرہ کرتے ہوئے عمران کے سر پر گن کا دستہ یکے بعد دیگرے کئی بار مار کر اس کے ذہن میں تاریکی ہی تاریکی بھر دی تھی۔

میجر ہارش واقعی انتہائی بے رحم، سفاک اور درندہ صفت انسان
تھا۔ وہ ملٹری میں میجر ہونے کے ساتھ ساتھ کافرستانی سیکرٹ سروس
کے بلیک سیکشن کا انچارج بھی تھا۔ اسے خاص طور پر پنڈت نارائن
نے بلیک سیکشن کا انچارج مقرر کیا تھا کیونکہ پنڈت نارائن اور میجر
ہارش کی سفاکانہ عادتیں ایک دوسرے سے ملتی جلتی تھیں اور پنڈت
نارائن نے اسی لئے اس سیکشن کو خاص طور پر شنگانا جنگل میں پاکیشیا
سے آنے والے مجرموں کی سرکوبی کے لئے روانہ کیا تھا۔

میجر ہارش اپنے ساتھ تقریباً دو سو مسلح آدمیوں کو لایا تھا کیونکہ
اسے پنڈت نارائن نے مجرموں کی تعداد کے بارے میں نہیں بتایا
تھا۔ ویسے بھی وہ کافرستان کے سب سے گھنے اور وسیع جنگل میں جا رہا
تھا جہاں مجرم اپنے چھپنے اور ان پر حملے کرنے کی بہت سی جگہوں کا

انتظام کر سکتے تھے۔ میجر ہارش نے حفظ ماتقدم کے طور پر دو گن شپ
ہیلی کاپٹر بھی اپنے ساتھ لے لئے تھے جن میں باقاعدہ ہیوی سرچنگ
لائٹس نصب تھیں۔ اس وقت چونکہ رات کا وقت تھا اس لئے انہیں
جنگل میں تیز روشنی کی اشد ضرورت تھی۔ ورنہ اس قدر اندھیرے میں
جنگل میں مجرموں کو تلاش کرنا بھوسے میں سے سوئی تلاش کرنے کے
برابر تھا۔ جن جیپوں اور گاڑیوں میں وہ سفر کر رہے تھے ان میں بھی
بڑی بڑی سرچنگ لائٹ لگی ہوئی تھیں اور اس کے ہر آدمی کے پاس نہ
صرف ہر قسم کا ہتھیار تھا بلکہ انہیں بھی طاقتور ٹارچیں مہیا کر دی گئی
تھیں تاکہ وہ سب جنگل میں پھیل کر نہ صرف خود کو جنگلی جانوروں
اور درندوں سے محفوظ رکھ سکیں بلکہ مجرموں کو بھی تلاش کرنے میں
انہیں دقت کا سامنا نہ کرنا پڑے۔

وہ ناگری سے انتہائی تیز رفتاری سے سفر کرتے ہوئے شنگانا جنگل
تک آ پہنچے تھے۔ میجر ہارش کا ہیلی کاپٹروں کے پائلٹوں کے ساتھ
ٹرانسمیٹر پر مسلسل رابطہ تھا۔ اس نے ہیلی کاپٹروں کے پائلٹوں کو
جنگل میں ان مجرموں کو تلاش کرنے کے لئے آگے بھیج دیا تھا۔ اس
نے پائلٹوں کو حکم دیا تھا کہ جب تک مجرم ان کے خلاف کوئی ایکشن
نہ لیں اس وقت تک وہ ان کے خلاف کوئی کارروائی نہ کریں۔ وہ
صرف جنگل میں ان کی موجودگی کا پتہ لگائیں اور ان میں سے کوئی
ایک بھی مجرم انہیں نظر آ جائے یا ان کا کوئی نشان انہیں نظر آئے تو
وہ فوری طور پر اسے انفارم کر دیں۔

ہیلی کاپٹروں کو آگے بھیج کر میجر بارش اپنے آدمیوں کے ہمراہ جیپوں اور گاڑیوں سمیت جنگل میں داخل ہو گیا اور جنگل کا وہ حصہ گاڑیوں کی اور گاڑیوں پر نصب سرچ لائیٹوں سے جگمگا اٹھا۔

تمام لوگ بھاری گنیں، میزائل گنیں اور دوسرا خوفناک ہتھیار لیئے جنگل میں پھیل کر آگے بڑھتے چلے گئے۔ پھر اچانک میجر بارش کی گاڑی میں لگا ہوا ٹرانسمیٹر جاگ اٹھا۔

" یس میجر بارش ہیئر۔ اوور"۔ میجر بارش نے تیز اور انتہائی کڑوے لہجے میں کہا۔ یہ اس کے بولنے کا مخصوص انداز تھا۔ جب سے وہ بلیک سیکشن کا انچارج بنا تھا کسی کو بھی وہ خاطر میں نہیں لاتا تھا۔ سوائے پنڈت نارائن کے وہ ہر کسی سے نہایت سخت اور کڑوے لہجے میں بات کرتا تھا۔

" کیپٹن راما نند بول رہا ہوں سر۔ اوور"۔ دوسری طرف سے ایک گن شپ ہیلی کاپٹر کے پائلٹ کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

" یس کیپٹن۔ کیا رپورٹ ہے۔ اوور"۔ میجر بارش نے اپنے مخصوص لہجے میں پوچھا۔

" جنگل کے وسط میں نوے ڈگری کے زاویے پر چند لوگوں کو دیکھا گیا ہے جو ہیلی کاپٹر دیکھ کر چھپنے کی کوشش کر رہے تھے۔ اوور"۔ دوسری طرف سے ہیلی کاپٹر کے پائلٹ کیپٹن راما نند نے کہا تو میجر بارش کی آنکھوں میں یکلخت درندگی سے بھرپور چمک ابھر آئی۔

گڈ، کتنے افراد کو چیک کیا گیا ہے۔ اوور"۔ میجر بارش نے پوچھا۔

" انہوں نے درختوں کی آڑ میں چھپنے میں بے پناہ پھرتی کا مظاہرہ کیا ہے جناب۔ نائٹ ٹیلی سکوپ سے تین چار لوگوں کو میں نے چھپتے دیکھا تھا۔ اوور"۔ کیپٹن راما نند نے کہا۔

" ہونہہ۔ انہیں محسوس تو نہیں ہوا کہ انہیں دیکھ لیا گیا ہے۔ اوور"۔ میجر بارش نے غزاہٹ بھرے لہجے میں پوچھا۔

" نہیں سر۔ ہم مخصوص انداز میں سرچ کرتے ہوئے آگے نکل گئے تھے۔ اوور"۔ کیپٹن راما نند نے جواب دیا۔

" ٹھیک ہے۔ تم ان لوگوں سے دور ہی رہو۔ ہم انہیں سنبھال لیں گے۔ اوور اینڈ آل"۔ میجر بارش نے کہا اور وائرلیس کا سوئچ آف کر دیا۔ میجر بارش سب سے اگلی گاڑی میں تھا اس نے ڈرائیور کو جنگل میں بڑھنے کا اشارہ کیا اور پھر ایک جگہ اس نے اسے گاڑی روکنے کا حکم دے دیا۔ ڈرائیور نے گاڑی روکی تو میجر بارش گاڑی کا دروازہ کھول کر باہر آگیا۔

" سنو"۔ اس نے ایک ملٹری مین کو اپنے قریب بلاتے ہوئے کہا۔

" یس سر"۔ ملٹری مین نے آگے آ کر اسے فوجی انداز میں سلام کرتے ہوئے کہا۔

" تم لوگ سیلیسم گیس کے بم لائے ہو اپنے ساتھ "۔ میجر بارش نے اس سے پوچھا۔

" یس سر۔ ہم تمام انتظامات کے ساتھ آئے ہیں"۔ اس فوجی نے بڑے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"گڈ، مجرم اس طرف تقریباً تیس سے چالیس میٹر کے فاصلے پر موجود ہیں۔ میں ان کو زندہ پکڑنا چاہتا ہوں۔ اپنے ساتھیوں سے کہو کہ وہ اس طرف سیلیسم گیس کے بم برسائیں۔ ان لوگوں نے اگر اینٹی گیس کیپسول بھی نگل رکھے ہوں گے تو سیلیسم گیس سے کیڑے مکوڑوں کی طرح گر پڑیں گے"۔ میجر ہارش نے کہا۔

"ٹھیک ہے سر میں سب کو گیس ماسک پہننے اور سیلیسم گیس فائر کرنے کا آپ کی طرف سے حکم دے دیتا ہوں"۔ اس فوجی نے کہا تو میجر ہارش نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر ان سب لوگوں نے جلدی جلدی گیس ماسک پہنیں اور پھر وہ سب موٹی نالوں والی گنوں سے جنگل میں سیلیسم گیس کے گولے برسانا شروع ہو گئے۔

تقریباً دس منٹ تک وہ گیس ماسک پہنے وہیں کھڑے رہے۔ پھر میجر ہارش نے ان سب کو آگے بڑھنے کا حکم دے دیا۔ کیونکہ جنگل سے سیلیسم گیس کا دھواں اس وقفے میں پوری طرح سے زائل ہو چکا تھا۔ اس کے ساتھی ہیوی ٹارچیں روشن کئے تیزی سے جنگل میں گھستے چلے گئے اور پھر تقریباً ایک گھنٹے بعد وہ چار افراد کو جن میں ایک لڑکی بھی شامل تھی کو بے ہوشی کی حالت میں کاندھوں پر ڈالے واپس آ گئے۔

جنگل سے فی الحال چار افراد ملے ہیں سر۔ ان میں ایک لڑکی بھی ہے۔ ان چاروں کے پاس ہمیں انتہائی تباہ کن اور خوفناک ہتھیار بھی ملے ہیں۔ ان لوگوں کا شاید ہم پر حملہ کرنے کا ارادہ تھا اور سر اگر وہ ان ہتھیاروں سے سچ مچ ہم پر حملہ کر دیتے تو ہم میں سے شاید ہی کوئی

بچ سکتا تھا"۔ اس فوجی نے کہا جسے میجر ہارش نے سیلیسم گیس فائر کرنے کا حکم دیا تھا۔

"تمہارا نام کیا ہے"۔ میجر ہارش نے اس کی بات کا جواب دینے کی بجائے اسے بری طرح سے گھورتے ہوئے پوچھا۔

"سارجنٹ ایس کمار سر"۔ اس نے جلدی سے مگر نہایت مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"دیکھو سارجنٹ۔ تمہیں جتنا کہا جائے اتنا ہی کیا کرو آئندہ میرے سامنے فضول اور بے مقصد باتیں مت کرنا سمجھے"۔ میجر ہارش نے غراتے ہوئے کہا۔

"یس سر"۔ سارجنٹ ایس کمار نے سہم کر کہا۔

"اب جاؤ اور دوسرے لوگوں کو تلاش کرو"۔ میجر ہارش نے تحکمانہ لہجے میں کہا تو وہ "یس سر" کہہ کر اسے سیلوٹ مارتا ہوا واپس مڑ گیا۔

میجر ہارش نے دوسرے آدمیوں کو حکم دیا کہ وہ ان چاروں مجرموں جن میں ایک لڑکی بھی شامل تھی کو رسیوں کے ساتھ الگ الگ درختوں سے باندھ دیں۔ اس کی ہدایات پر فوری عمل کرتے ہوئے فوجیوں نے جولیا، صفدر، نعمانی اور صدیقی کو اٹھایا اور ان سب کو رسیوں سے الگ الگ درختوں کے تنوں کے ساتھ نہایت مضبوطی سے باندھ دیا۔

میجر ہارش نے اپنی گاڑی میں سے پرانے زمانے کی بڑے پھل والی

تلوار نکال کر ہاتھ میں لے لی۔ تلوار کو دیکھ کر اس کی آنکھوں میں موجود شیطانی اور سفاکانہ چمک کئی گنا بڑھ گئی تھی۔ وہ تلوار کی دھار پر انگلی پھیرنے لگا اور پھر تلوار لئے ہوئے وہ ان مجرموں کے قریب آ کھڑا ہوا۔

" سریندر سنگھ "۔ اس نے اپنی گاڑی کے باہر کھڑے ایک لمبے قد والے نوجوان کی جانب دیکھتے ہوئے کہا جو ابھی ابھی سامنے درختوں سے نکل کر اس طرف آیا تھا۔

" یس سر "۔ اس لمبے قد والے نوجوان نے اس کے قریب آ کر اسے فوجی سیلوٹ کرتے ہوئے نہایت مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

" تم کہاں تھے۔ میں نے تمہیں کہا تھا کہ تم ہر وقت میرے قریب رہو گے۔ پھر میری اجازت کے بغیر کہاں گئے تھے "۔ میجر ہارش نے اس کی جانب غصیلی نظروں سے گھورتے ہوئے پوچھا۔

" میں پیشاب کرنے گیا تھا جناب اس طرف "۔ سریندر سنگھ نے نہایت مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

" ہونہہ، ٹھیک ہے۔ ان چاروں کو ہوش میں لاؤ۔ میں ان کو ہوش میں ایک دوسرے کے سامنے کاٹوں گا۔ میری تلوار ان کے خون کا ذائقہ چکھنے کے لئے بری طرح سے بے تاب ہو رہی ہے "۔ میجر ہارش نے انتہائی کرخت اور سفاکانہ لہجے میں کہا۔

" یس سر "۔ سارجنٹ سریندر سنگھ نے اس کا سفاکانہ لہجہ سن کر سہمے ہوئے لہجے میں کہا اور پھر اسے سیلوٹ کر کے تیزی سے ایک گاڑی

کی طرف مڑ گیا اور پھر اس گاڑی کی ڈگی سے وہ ایک فرسٹ ایڈ بکس نما باکس نکال کر لے آیا۔ اس نے نیچے بیٹھ کر باکس کھولا۔ باکس میں بے شمار دواؤں کی شیشیاں اور خالی سرنج موجود تھے۔ اس نے ایک محلول کی شیشی نکالی اور ایک سرنج اٹھا کر اس کا کیپ اتار کر اس میں محلول بھرنے لگا۔ جب سارا سرنج محلول سے بھر گیا تو اس نے اٹھ کر باری باری جولیا، صفدر، نعمانی اور صدیقی کو بازوؤں میں وہ محلول انجیکٹ کر دیا اور خود پیچھے ہٹ کر باکس سمیٹنے لگا۔

میجر ہارش انجکشن لگنے کے بعد غور سے ان چاروں کی جانب دیکھ رہا تھا۔ جن کے سر ابھی تک ڈھلکے ہوئے تھے۔ چند لمحوں بعد سب سے پہلے جولیا ہوش میں آئی اور خود کو درخت کے ساتھ بندھا پا کر بری طرح سے چونک اٹھی۔ اس کے سامنے ایک ادھیڑ عمر بلڈاگ جیسی شکل والا فوجی کھڑا تھا جس کی آنکھوں میں بے پناہ شیطانی اور سفاکانہ چمک تھی۔ اس کے ہاتھ میں ایک بڑے پھل والی تلوار تھی جس کی دھار پر وہ انگلی پھیرتے ہوئے بڑے غور سے اس کی جانب دیکھ رہا تھا۔ اس کے عقب میں بے شمار فوجی گاڑیاں اور جیپیں کھڑی تھیں اور جنگل میں بھاری جوتوں اور بے شمار لوگوں کے بولنے کی آوازیں آ رہی تھیں۔

ایک لمحے میں جولیا کے ذہن میں وہ منظر گھوم گیا جب انہوں نے دشمنوں کا مقابلہ کرنے کے لئے پوری تیاری کر لی تھی اور اپنے اپنے ہتھیار سنبھال کر الگ الگ درختوں پر چڑھنے کے لئے آگے بڑھے تھے

اس سے پہلے کہ وہ دشمنوں پر حملہ کرتے اچانک دشمنوں نے ان کے اردگرد بے شمار دھویں کے بم دے مارے تھے اور اسے یوں محسوس ہوا تھا جیسے اس کے گلے میں پھندہ سا لگ گیا ہو اور پھر وہ بے ہوش ہو کر وہیں گر پڑی تھی۔

دشمنوں نے نہایت چالاکی سے کام لیا تھا اور انہیں کسی قسم کی کارروائی کا موقع دیئے بغیر بے ہوش کر دینے والی گیس سے بے ہوش کر دیا تھا۔ جس کے نتیجے میں وہ اس وقت دشمنوں کے قبضے میں تھے۔ مگر یہ ادھیڑ عمر شخص کون تھا اور اس کے ہاتھ میں جدید دور کے ہتھیاروں کی جگہ تلوار کیوں تھی۔

"گڈ، تمہاری قوت مدافعت ان جوانوں سے زیادہ مضبوط ہے۔ جو اینٹی سیلیم گیس کے اثر سے سب سے پہلے تمہیں ہوش آیا ہے"۔ میجر بارش نے اس کی جانب ستائشی نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"تم کون ہو اور تم نے ہمیں اس طرح کیوں باندھ رکھا ہے"۔ جولیا نے اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتے ہوئے بے خوفی سے کہا۔

"میں میجر بارش تم لوگوں کی موت ہوں لڑکی۔ تم اپنے بارے میں بتاؤ۔ تمہارا کیا نام ہے اور تم پاکیشیا سے کتنے ساتھیوں کے ساتھ یہاں آئی ہو"۔ میجر بارش نے اپنے مخصوص کرخت اور انتہائی کڑوے لہجے میں کہا۔

"پاکیشیا سے، کیا مطلب۔ ہم پاکیشیا سے نہیں آئے۔ ہم تو یہاں شکار کھیلنے آئے تھے۔ ہمارا تعلق......."جولیا نے جلدی سے کہا۔

"میرے سامنے اداکاری مت کرو لڑکی۔ میں اچھی طرح سے جانتا ہوں کہ تم پاکیشیا سیکرٹ سروس کی جاسوس ہو۔ مرنا تو تمہیں بہرحال میرے ہاتھوں سے ہی ہے۔ میں اس تلوار سے تم سب کے ٹکڑے کر کے اس جنگل کے جانوروں کو کھلاؤں گا۔ مرنے سے پہلے اپنے دوسرے ساتھیوں کے بارے میں بتاؤ۔ ان کی تعداد کتنی ہے اور وہ کہاں چھپے ہوئے ہیں"۔ میجر بارش نے جولیا کی بات کاٹتے ہوئے کہا۔

"میں سچ کہہ رہی ہوں۔ میرا اور میرے ان ساتھیوں کا پاکیشیا کے جاسوسوں سے ہرگز تعلق نہیں ہے۔ تم بے شک ہمارے کاغذات چیک کر لو۔ ہمارے بیگ یہیں کہیں ہوں گے۔ ان میں ہمارے کافرستان کے اس جنگل میں شکار کھیلنے کے لئے حکومت کا اجازت نامہ بھی موجود ہے"۔ جولیا نے اپنی بات پر زور دیتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے باری باری صفدر، نعمانی اور پھر صدیقی کو بھی ہوش آ گیا۔ خود کو بندھا ہوا پا کر انہیں بھی موجودہ صورتحال سمجھنے میں دیر نہ لگی تھی۔

"تم بتاؤ نوجوان، تم کیا کہتے ہو۔ کیا تمہارا تعلق بھی پاکیشیائی جاسوسوں سے نہیں ہے"۔ میجر بارش نے صفدر کے قریب آ کر اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتے ہوئے کہا۔

"نن، نہیں جناب۔ ہم تو یہاں باقاعدہ حکومت کا اجازت نامہ لے کر شکار کھیلنے کے لئے آئے تھے"۔ صفدر نے جولیا کے الفاظ سن لئے تھے اس لئے اس نے بھی بہترین اداکاری کا مظاہرہ کرتے ہوئے

کہا۔

" ہونہہ، تم لوگ خود کو بے حد چالاک اور ہوشیار سمجھتے ہو۔ مگر میں تمہارے کسی چکر میں نہیں آؤں گا۔ میں اچھی طرح سے جانتا ہوں کہ تم پاکیشیائی جاسوس ہو۔ ٹھیک ہے تم خاصے تربیت یافتہ معلوم ہوتے ہو۔ میں تم لوگوں کے سامنے اس لڑکی کے ٹکڑے کروں گا تو تمہاری زبانیں خود بخود حقیقت اگل دیں گی"۔ میجر بارش نے جبڑے بھینچتے ہوئے کہا اور پھر تلوار لے کر نہایت سفاکانہ انداز میں جولیا کی طرف مڑ گیا۔ اس نے تلوار اس انداز میں اوپر اٹھالی جیسے وہ تلوار کے ایک ہی وار سے جولیا کی گردن اس کے تن سے جدا کر دے گا۔

جولیا کے چہرے پر کوئی خوف نہیں تھا جبکہ یہ صورتحال دیکھ کر صفدر، نعمانی اور صدیقی نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے تھے۔

" آخری بار پوچھ رہا ہوں لڑکی۔ اپنے دوسرے ساتھیوں کے بارے میں بتادو ورنہ"۔ میجر بارش نے غراتے ہوئے کہا۔

" تم ہزار بار پوچھو گے تب بھی میرا وہی جواب ہوگا میجر۔ جو میں تمہیں بتا چکی ہوں"۔ جولیا نے کہا۔ اس کی بات سن کر میجر بارش کے ہونٹوں پر درندہ صفت مسکراہٹ آگئی۔ دوسرے ہی لمحے اس کا ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے گھوما اور پھر جنگل ایک تیز اور دردناک چیخ سے بری طرح گونج اٹھا۔

ختم شد

عمران سیریز میں سسپنس اور ایکشن لئے انتہائی دلچسپ ناول

فیس ٹو فیس

مصنف
ظہیر احمد

کیا — عمران اور صفدر کو واقعی ریڈ ہاک نے ہلاک کر دیا تھا۔ یا —— ؟

عمران — فیس ٹو فیس مقابلہ کیوں کرنا چاہتا تھا —— ؟

پاور آف ڈیتھ گروپ — خوفناک قاتلوں کا ایک ایسا گروپ جس نے عمران اور اس کے ساتھیوں کو سامنے لانے کے لئے انتہائی گہری چال چلی۔ پھر کیا ہوا؟

پنڈت نارائن — جس نے عمران پر اچانک گولیوں کی بوچھاڑ کر دی اور —— ؟

عمران — جس کا مقابلہ ریڈ ہاک سے ہوا تو —— ؟

وہ لمحہ — جب ریڈ ہاک موت بن کر عمران پر جھپٹ پڑا۔ پھر کیا ہوا —— ؟

اے۔ اے فیکٹری — جسے تباہ کرنے کا خیال عمران کے لئے خواب بن کر رہ گیا تھا۔

وہ لمحہ — جب عمران اور پنڈت نارائن ایک دوسرے کے فیس ٹو فیس ہو گئے۔

وہ لمحہ — جب عمران اور پنڈت نارائن کی خوفناک فائٹ شروع ہوئی اور —— ؟

انتہائی تیز رفتار ایکشن، گولیوں کی بوچھاڑ اور بموں کے دھماکوں سے گونجنے والا ایک حیرت انگیز اور انتہائی دلکش ناول۔

عمران اور اس کے ساتھیوں کا کافرستان میں خطرناک ایڈونچر کا آخری حصہ

ارسلان پبلی کیشنز اوقاف بلڈنگ ملتان

عمران سیریز میں انتہائی ہنگامہ خیز ناول

مجرم ایکسٹو

مصنف
ظہیر احمد

ماسٹر کاسٹرو — فائی لینڈ کا ایک خطرناک سیکرٹ ایجنٹ جو عمران کی طرح ذہین، چالاک بلا کا شاطر انسان تھا۔

ماسٹر کاسٹرو — جو شرارتیں اور حماقتیں کرنے میں عمران سے بھی دو جوتے آگے تھا۔

فریگن — ماسٹر کاسٹرو کا ملازم جو حماقتوں اور ذہانت میں ماسٹر کاسٹرو کا باپ تھا۔

ماسٹر کاسٹرو — جسے سپر ایجنسی کے چیف نے عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کی ہلاکت کا مشن دے دیا۔

ماسٹر کاسٹرو — جو عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کو ہلاک کرنے کے لئے اپنے ملازم فریگن کو اپنے ساتھ پاکیشیا لے گیا۔

ماسٹر کاسٹرو — جس نے اپنی ذہانت، چالاکی اور ہوشیاری سے ایکسٹو کو دانش منزل سے نکلنے پر مجبور کر دیا۔

وہ لمحہ — جب ایکسٹو آسانی سے ماسٹر کاسٹرو کی گرفت میں آ گیا۔

عمران — جس پر ایک بار پھر حماقتوں کا دورہ پڑا اور وہ اپنا مخصوص احمقانہ ٹیکنی کلر لباس پہن کر سنٹرل جیل پہنچ گیا۔

عمران — جس کی حماقتوں اور احمقانہ پن نے سنٹرل جیل میں حماقتوں کے گل کھلا دیئے۔ انتہائی دلچسپ اور ہنسا ہنسا کر لوٹ پوٹ کر دینے والی سچوئیشن۔

ٹی کاؤ — جس نے عمران کا سر گنجا کر کے اسے کوڑے کے ڈھیر پر پھینک دیا۔ کیوں؟

عمران سیریز

پاور آف ڈیتھ

ظہیر احمد

پیش لفظ

محترم قارئین ۔ السلام وعلیکم۔

نیا ناول " پاور آف ڈیتھ " آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ جو " پاور ایکشن " کا دوسرا حصہ ہے۔ ہر مصنف کی کوشش ہوتی ہے کہ وہ کہانی کو بہتر اور معیاری بنانے کے ساتھ ساتھ اسے حصوں میں جانے سے بچائے مگر بعض کہانیاں ایسی ہوتی ہیں جنہیں اگر فوراً سمیٹ دیا جائے تو کہانی کا حسن اور کردار نگاری مفلوج ہو کر رہ جاتی ہے۔ جس سے کہانی کا سیٹ اپ بھی برقرار نہیں رہتا۔ اس طرح کہانی میں تشنگی سی رہ جاتی ہے جس سے قارئین یقیناً بور ہوتے ہیں۔ اس لئے میں نے اس کہانی کو اپنے دماغ اور قلم کے حوالے کر دیا تھا۔ دماغ بھی چل رہا تھا اور قلم بھی اور جب دماغ اور قلم ہم آہنگ ہوں تو پھر کہانی رو کے بھی نہیں رکتی۔ اپنے راستے خود بناتی ہے اور اپنی منزلیں طے کرتی چلی جاتی ہے۔ اس کہانی کے ساتھ بھی کچھ ایسا ہی ہوا ہے۔ میں فی الحال قسط وار ناول لکھنے کے موڈ میں نہیں تھا۔ مگر کہانی کی سچوئیشن، اس کا ٹمپو اور اس کا مزاج قلم روکنے نہیں دے رہے تھے جس کے لئے مجبوراً کہانی کو قسط وار شائع کرنا پڑ رہا ہے۔ لیکن بہرحال کہانی جس تیز رفتاری سے آگے بڑھ رہی ہے۔ عمران اور اس کے ساتھیوں کے ایکشن کا انداز آپ کو یقیناً بے حد پسند آ رہا ہوگا اور نیا کردار پنڈت

نارائن بھی پوری طرح آپ کو اپنے انداز میں لطف دے رہا ہو گا۔

اس کہانی میں عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس پر پنڈت نارائن آپ کو پوری طرح سے چھایا نظر آئے گا اور عمران اور اس کے ساتھی جب خود کو پنڈت نارائن کے سامنے سرنڈر کریں گے تو ....

اس تو کے آگے کیا لکھوں۔ مزہ تو تب ہے اس تو کے آگے کا جواب آپ کہانی کو پڑھ کر خود تلاش کریں۔ لیکن ہاں کہانی پڑھنے کے بعد آپ اس کہانی کے بارے میں مجھے اپنی قیمتی آراء سے نوازنا نہ بھولیئے گا کیونکہ آپ کی آراء میرے لئے مشعل راہ اور قیمتی اسناد کا درجہ رکھتی ہیں۔

اب اجازت دیجئے

والسلام

ظہیر احمد

تنویر تھکا دینے والا سفر کر کے تیسرے دن ناگری پہنچنے میں کامیاب ہوا تھا۔ ٹیکسی میں بیٹھ کر وہ سیدھا آرین روڈ پر واقع بلیو روز کلب میں پہنچا تھا۔

کلب میں داخل ہوا تو وہاں بیٹھے ہوئے لوگ چونک چونک کر اس کی جانب دیکھنے لگے کیونکہ مسلسل سفر کر کے تنویر کا حلیہ بگڑا ہوا تھا۔ جبکہ اس کلب میں صرف خوش لباس افراد کو ہی آنے کی اجازت تھی۔ تنویر کا لباس بھی میلا کچیلا ہو رہا تھا۔ اس کے بال بھی بری طرح سے بکھرے ہوئے تھے اور تین روز سے شیو نہ بنانے کی وجہ سے اس کی داڑھی مونچھیں بھی کافی بڑھ آئی تھیں جس کی وجہ سے وہ بے حد غریب طبقے کا فرد معلوم ہو رہا تھا۔

اسے اس حال میں دیکھ کر کلب میں موجود لوگوں نے عجیب اور برے برے منہ بنانے شروع کر دیئے تھے مگر بھلا تنویر کو ان کی کیا

پرواہ ہو سکتی تھی۔ وہ لاپرواہانہ انداز میں ان سب کو نظرانداز کرتا ہوا سیدھا کاؤنٹر کی جانب بڑھتا چلا گیا۔ جہاں ایک خوبصورت اور نہایت سمارٹ لڑکی کاؤنٹر پر رکھے شراب کے جام بھر رہی تھی۔

" مجھے مولٹن سے ملنا ہے"۔ تنویر نے کاؤنٹر کے قریب آ کر لڑکی سے مخاطب ہو کر بڑے کھردرے لہجے میں کہا تو لڑکی چونک کر اس کی جانب دیکھنے لگی جیسے وہ اس کی آمد سے قطعی بے خبر رہی ہو اور پھر اس کا حلیہ دیکھ کر ناک بھوں چڑھانے لگی۔ کلب کا رکھ رکھاؤ بنائے رکھنے کے لئے وہاں کوئی محافظ یا سکیورٹی مین موجود نہیں تھا ورنہ شاید وہ تنویر کو کلب میں داخل ہی نہ ہونے دیتے۔

" کون مولٹن۔ یہاں کوئی مولٹن نہیں ہے"۔ لڑکی نے منہ بناتے ہوئے کہا اور اپنے کام میں مصروف ہو گئی۔

" دیکھو لڑکی، مجھ سے اڑنے کی کوشش مت کرو۔ مولٹن سے بات کرو اور اس سے کہو کہ پرنس آف ڈھمپ کا آدمی آیا ہے"۔ تنویر نے اس کے روکھے انداز کو نظرانداز کرتے ہوئے دھیمے مگر انتہائی سخت لہجے میں کہا۔ پرنس آف ڈھمپ کا سن کر لڑکی بری طرح سے چونکی تھی اور ایک بار پھر غور سے اس کی جانب دیکھنے لگی تھی۔ اس کی آنکھوں میں بے پناہ حیرت اور تعجب ابھر آیا تھا۔

" پرنس آف ڈھمپ۔ یہی نام لیا ہے ناں تم نے"۔ لڑکی نے اس کی طرف آکر سرگوشیانہ لہجے میں پوچھا۔

"ہاں"۔ تنویر نے اثبات میں سر ہلا کر کہا۔

" اوہ، ٹھہرو میں باس سے بات کرتی ہوں"۔ اس لڑکی نے کہا اور تیزی سے کاؤنٹر کی دوسری جانب بڑھ گئی جہاں انٹرکام تھا۔ اس نے رسیور اٹھا کر کان سے لگایا اور پھر ایک نمبر پریس کر کے دوسری طرف بات کرنے لگی۔ اس کی نظریں مسلسل تنویر پر جمی ہوئی تھیں۔ چند لمحوں بعد اس نے انٹرکام بند کیا اور تنویر کے پاس آ گئی۔ اس نے ایک ویٹر کو اشارہ کیا۔ اس کا اشارہ پا کر ویٹر تیزی سے کاؤنٹر کے قریب آ گیا۔

" یس مس"۔ اس نے کاؤنٹر گرل سے نہایت خوش اخلاقی سے مسکراتے ہوئے کہا۔

" ان صاحب کو فوری طور پر فرسٹ فلور پر پہنچا دو جیری کے پاس"۔ لڑکی نے نخوت بھرے لہجے میں کہا تو ویٹر چونک کر تنویر کی جانب حیرت بھری نظروں سے دیکھنے لگا۔

" جیری کے پاس۔ مگر میں......" ویٹر نے کچھ کہنا چاہا۔

" جو کہا گیا ہے اس پر عمل کرو احمق"۔ لڑکی نے اس کی جانب غصیلی نظروں سے گھورتے ہوئے کہا۔

" یس مس۔ آیئے سر"۔ ویٹر نے لڑکی کے احمق کہنے پر برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے وہ کاؤنٹر گرل کو پسند کرتا ہو مگر شاید کاؤنٹر گرل اس تھرڈ کلاس ویٹر کو گھاس ڈالنا بھی پسند نہیں کرتی تھی۔ ویٹر مڑ کر بڑبڑاتا ہوا ایک طرف جانے لگا تو تنویر خاموشی سے اس کے پیچھے ہو لیا۔ کلب کی دوسری طرف ایک راہداری تھی۔

راہداری سے گزر کر ویٹر تنویر کو سیڑھیوں تک لے آیا اور پھر وہ دونوں سیڑھیاں چڑھتے ہوئے فرسٹ فلور پر آ گئے۔ وہاں بھی ایک طویل راہداری تھی۔ دائیں بائیں ہوٹل کی طرز کے کمرے بنے ہوئے تھے جن پر باقاعدہ نمبر آویزاں تھے۔

ویٹر کمرہ نمبر سات کے قریب آ گیا جو بند تھا۔

"دستک دے کر اندر چلے جاؤ۔ جیری اندر ہی ہے"۔ ویٹر نے کہا تو تنویر نے اثبات میں سر ہلا کر دروازے پر دستک دے دی۔

"یس کم ان"۔ اندر سے ایک بھاری آواز سنائی دی تو تنویر دروازے کا ہینڈل گھما کر دروازہ کھول کر اندر چلا گیا اور ویٹر سر جھٹکتا ہوا واپس مڑ گیا۔

کمرہ بے حد بڑا اور قیمتی سازوسامان سے آراستہ تھا۔ ایک بڑی میز کے پیچھے ایک بڑے چہرے والا دبلا پتلا مگر لمبے قد کا آدمی بیٹھا تھا۔ جس کا سر گنجا تھا۔ اس کی چھوٹی چھوٹی آنکھوں میں بے پناہ چمک تھی۔ وہ گہری نظروں سے تنویر کے سراپے کا جائزہ لے رہا تھا۔

"بیٹھو"۔ اس گنجے نے جس کا نام جیری تھا تنویر کی جانب غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔ تنویر خاموشی سے کرسی گھسیٹ کر اس کے سامنے بیٹھ گیا۔

"تم نے کاؤنٹر گرل کے سامنے پرنس آف ڈھمپ کا نام لیا تھا"۔ جیری نے گہری نظروں سے تنویر کی جانب دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"ہاں"۔ تنویر نے سر ہلا کر جواب دیا۔

"کیا تمہارا تعلق پاکیشیا سے ہے"۔ جیری نے پوچھا۔

"مولٹن کہاں ہے۔ میری اس سے بات کراؤ۔ میں اپنا شناخت اسے کراؤں گا"۔ تنویر نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

"مولٹن اپنے نجی کام سے دوسرے شہر گیا ہوا ہے۔ تم کام بتاؤ۔ پرنس آف ڈھمپ کہاں ہے اور اس سے تمہارا کیا تعلق ہے"۔ جیری نے قدرے سخت لہجے میں پوچھا۔

"میں نے کہا ناں کہ میں ہر سوال کا جواب صرف مولٹن کو دوں گا"۔ تنویر نے بھی غصے میں آتے ہوئے کہا۔

"اور میں تمہیں بتا چکا ہوں مولٹن یہاں نہیں ہے۔ میں اس کا نمبر ٹو ہوں اور اس کی غیر موجودگی میں اس کا تمام کام میں ہی سنبھالتا ہوں"۔ جیری نے تیز لہجے میں کہا۔

"مولٹن جہاں بھی گیا ہے اس کا کوئی رابطہ نمبر یا موبائل نمبر تو تمہارے پاس ہو گا ہی میری اس سے بات کرا دو"۔ تنویر نے اسی لہجے میں کہا۔

"سوری، جب تک تم اپنی پوری شناخت نہیں کراؤ گے میں تمہاری مولٹن سے بات نہیں کرا سکتا"۔ جیری نے صاف لہجے میں کہا۔

"تم کس قسم کی شناخت چاہتے ہو"۔ اس بار تنویر نے اس کی جانب غور اور گہری نظروں سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"کیا تمہارا تعلق پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ہے"۔ جیری نے

اچانک کہا مگر تنویر شاید پہلے سے ہی اس سوال کے لئے تیار تھا اس نے سیکرٹ سروس کا نام سن کر چہرے پر کسی قسم کا کوئی ردعمل نہ ظاہر ہونے دیا۔

" میرا تعلق صرف پرنس آف ڈھمپ سے ہے۔ اور اسی نے مجھے مولٹن کے پاس بھیجا ہے"۔ تنویر نے اپنے غصے پر حتی الوسع قابو پاتے ہوئے کہا اور میز پر پڑے ہوئے پیپر ویٹ کو پکڑ کر بے اختیار اس سے کھیلنے لگا۔

" پرنس آف ڈھمپ کا نام علی عمران استعمال کرتا ہے جو پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے کام کرتا ہے اس لئے یقینی طور پر تم اس کے ساتھی ہو کیونکہ ہمیں اطلاع ملی ہے کہ عمران اور اس کے ساتھی پاکیشیا سے کافرستان میں کسی مشن پر آئے ہوئے ہیں۔ مجھے مولٹن نے خصوصی طور پر ہدایات دی تھیں کہ عمران یا اس کا کوئی ساتھی اگر یہاں آئے گا تو وہ پرنس آف ڈھمپ کا حوالہ دے گا۔ اس کی ہر طرح امداد کرنا اور اس کی حفاظت کی ہمیں پوری ذمہ داری لینا ہو گی۔ میں اسی لئے تم سے پوچھ رہا ہوں کہ تم اپنے بارے میں کھل کر بتا دو۔ اگر تم عمران کے ساتھی اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ممبر ہو تو تمہیں یہاں تمام سہولیات مہیا کی جائیں گی ورنہ......." جیری نے کہا۔ اس کے لہجے میں ہلکی سی غراہٹ تھی۔

" ورنہ کیا"۔ تنویر نے اس کی جانب طنزیہ نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا کیونکہ اس نے جیری کے لہجے میں کھوکھلا پن صاف محسوس

کر لیا تھا۔ جیری جو نظر آرہا تھا وہ اندر سے کچھ اور ہی تھا۔ اس کے بات کرنے اور گھورنے کا انداز بتا رہا تھا کہ اس کا تعلق کسی بھی طرح مولٹن گروپ سے نہیں ہے بلکہ وہ یا تو کافرستانی انٹیلی جنس سے تعلق رکھتا ہے یا پھر اس کا تعلق کافرستانی سیکرٹ سروس سے ہو سکتا ہے۔ اس لئے تنویر نہایت چوکنا اور ہوشیار ہو گیا تھا۔ اس آدمی کے یہاں موجود ہونے سے صاف ظاہر ہو رہا تھا کہ کافرستانی انٹیلی جنس اور سیکرٹ سروس نے ان کے لئے ہر جگہ جال بچھا رکھے ہیں۔

" ورنہ پرنس آف ڈھمپ کا نام لینے والا کم از کم یہاں سے زندہ واپس نہیں جا سکتا"۔ جیری کا انداز واضح طور پر دھمکی آمیز تھا۔

" کیا تم میری ایک مرتبہ مولٹن سے بات کرا سکتے ہو"۔ تنویر نے خود کو پرسکون رکھتے ہوئے کہا۔

" نہیں، جب تک تم مجھے کھل کر اپنے بارے میں نہیں بتاؤ گے میں تمہاری مولٹن سے بات نہیں کراؤں گا"۔ جیری نے انکار میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

" ٹھیک ہے میں تمہیں اپنے بارے میں ساری حقیقت بتا دیتا ہوں مگر کیا یہ کمرہ بات کرنے کے لئے مناسب رہے گا"۔ تنویر نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔ اس کی بات سن کر جیری کی آنکھوں میں ایک عجیب سی چمک ابھر آئی تھی۔

" تم یہاں بے فکر ہو کر بات کر سکتے ہو۔ یہ کمرہ مکمل طور پر ساؤنڈ پروف ہے۔ میری اجازت کے بغیر اس کمرے میں چڑیا کا بچہ بھی پر نہیں

مار سکتا"۔ جیری نے فاخرانہ لہجے میں کہا۔ اس کے لہجے میں دبا دبا جوش تھا جیسے محسوس کر کے تنویر کے ہونٹوں پر ایک زہر انگیز مسکراہٹ ابھر آئی تھی اور پھر جیری جو اس کے بولنے کا انتظار کر رہا تھا اچانک بری طرح سے چیختا ہوا کرسی سمیت دوسری طرف الٹ گیا۔ تنویر جس پیپر ویٹ سے کھیل رہا تھا اس نے اچانک اسے اٹھا کر پوری قوت سے جیری کے سر پر دے مارا تھا۔ جیسے ہی جیری الٹ کر گرا تنویر ایک جھٹکے سے اپنی جگہ سے اٹھا اور گھوم کر دوسری طرف جیری کے قریب آ گیا جو سر پکڑے چیختا ہوا اٹھنے کی کوشش کر رہا تھا۔ اس کا ہاتھ اور چہرہ خون سے رنگ گئے تھے۔ اس سے پہلے کہ جیری اٹھتا تنویر نے اسے گردن سے پکڑ کر ایک زوردار جھٹکے سے اٹھا کر میز پر پٹخ دیا۔ جیری کے حلق سے نکلنے والی چیخ بے حد تیز اور دردناک تھی۔ تنویر نے اس پر ہی بس نہ کیا بلکہ اسے میز پر بری طرح سے گھسیٹتے ہوئے ایک جھٹکے سے اٹھا کر دور اچھال دیا۔ جیری ایک دھماکے سے سامنے دیوار سے ٹکرایا اور چند لمحے ہاتھ پیر مارنے کے بعد ساکت ہو گیا۔

"ہونہہ، مجھے بے وقوف بنانے کی کوشش کر رہا تھا"۔ تنویر نے اس کی جانب نفرت بھری نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔ پھر وہ تیزی سے آگے بڑھا اور جیری پر جھک کر اس کی سانسیں اور دل کی دھڑکن چیک کرنے لگا۔ جیری زندہ تھا مگر پیپر ویٹ کی سر پر ضرب اور تنویر کے اس طرح اٹھا کر پھینکنے کی وجہ سے وہ مکمل طور پر بے ہوش ہو چکا تھا۔

"ہونہہ، بودا کہیں کا۔ باتیں تو ایسے کر رہا تھا جیسے پورے کافرستان میں اس سے بڑا سورما کوئی اور ہو ہی نہ"۔ تنویر نے حقارت بھرے لہجے میں کہا اور اٹھ کر ایک کھڑکی کی جانب بڑھ گیا جس پر خوبصورت پردے لٹکے ہوئے تھے۔ رسی کا تو وہاں دستیاب ہونا مشکل تھا اس لئے تنویر نے پردے کو پھاڑ کر اس کی پٹیاں بنائیں اور انہیں بل دیتا ہوا رسی کی شکل دیکھنے لگا اور پھر اس نے جیری کو اٹھا کر ایک کرسی پر بٹھا دیا اور ان پٹیوں سے اسے کرسی کے ساتھ مضبوطی سے باندھنے لگا۔

جیری کے دفتر کی اچھی طرح تلاشی لینے کے بعد وہ اس کے قریب آ گیا۔ جیری کے میز کی دراز سے اسے مشین پسٹل، اس کے راؤنڈ اور اچھی خاصی کرنسی بھی مل گئی تھی۔ اس نے احتیاط کے پیش نظر یہ چیزیں اپنی جیبوں میں رکھ لی تھیں۔ میز کی دراز سے اسے بڑے پھل والا خنجر بھی مل گیا۔ جسے لے کر وہ دوبارہ جیری کے قریب آ گیا۔ جیری یا وہ جو کوئی بھی تھا تنویر اس سے پوری طرح مشکوک ہو گیا تھا۔ وہ کون تھا اس کے بارے میں جاننا ضروری تھا اور اس سے مولٹن کے بارے میں بھی پوچھنا ضروری تھا کیونکہ مولٹن تنویر کو اچھی طرح سے پہچانتا تھا۔ وہ عمران کے ساتھ ایک دو بار پہلے بھی اس سے مل چکا تھا۔ گو عمران نے مولٹن کے سامنے تنویر کا تعارف ایک فرضی نام نشان کے تحت کرایا تھا مگر مولٹن کو اس بات کا علم تھا کہ عمران کی طرح یہ بھی پاکیشیائی ایجنٹ ہے جو عمران کے ساتھ کسی مشن پر وہاں آیا تھا۔

مولٹن تنویر کو اس کے اصل چہرے میں دیکھ چکا تھا کیونکہ عمران نے اس کی موجودگی میں نہ صرف اپنا بلکہ اس کا میک اپ بھی کیا تھا۔ جس سے تنویر کو یقین ہو گیا تھا کہ مولٹن غیر ملکی ہونے کے باوجود عمران کا بااعتماد ساتھی ہے۔ اسی اعتماد اور بھروسے کی ہی وجہ سے تنویر نے یہاں کا رخ کیا تھا مگر یہاں تو اسے صورتحال ہی بدلی ہوئی نظر آرہی تھی۔ نجانے مولٹن کے ساتھ کیا ہوا تھا اور وہ کہاں تھا۔

جیری جس طرح باتوں میں تنویر کو گھیرنے کی کوشش کر رہا تھا اس سے معلوم ہوتا تھا کہ انٹیلی جنس یا کافرستانی سیکرٹ سروس کو مولٹن کی اصلیت کا علم ہو چکا ہے اور انہیں یقین تھا کہ پاکیشیائی سیکرٹ سروس کافرستان میں داخل ہو کر کسی نہ کسی طرح مولٹن سے ضرور رابطہ کرے گی اس لئے انہوں نے مولٹن کو وہاں سے ہٹا کر اپنے آدمی کو وہاں بٹھا دیا تھا تاکہ جیسے ہی پاکیشیا سیکرٹ سروس وہاں پہنچے وہ فوری طور پر ان کے خلاف کارروائی کر سکیں۔ اس لحاظ سے جیری وہاں اکیلا نہیں ہو سکتا تھا۔ یقینی طور پر کلب میں اس کے بہت سے آدمی ہوں گے اور پھر پرنس آف ڈھمپ کے نام سے کاؤنٹر گرل بھی جس طرح چونکی تھی اس سے بھی پتہ چلتا تھا کہ اس کلب میں مکمل طور پر جیری اور اس کے کسی گروپ کا مکمل کنٹرول ہے۔ تنویر کے خلاف فوری کارروائی شاید اس لئے نہیں کی گئی تھی کہ وہ اکیلا تھا اور اکیلے شخص سے بھلا انہیں کیا خطرہ ہو سکتا تھا۔ دوسرے جیری کا چہرہ اور اس کے اعصاب اس بات کے گواہ تھے کہ وہ لڑائی بھڑائی میں

ماہر ہے۔ مگر وہ شاید تنویر کو اپنے اعتماد میں لے کر اس کے دوسرے ساتھیوں اور عمران کے بارے میں اگلوانا چاہتا تھا۔ یہ تو تنویر تھا جس نے اچانک غیر متوقع طور پر پیپر ویٹ اٹھا کر اس کے سر پر دے مارا تھا اور پھر اسے سنبھلنے کا موقع دیئے بغیر اسے دو تین بار اٹھا کر بری طرح پٹختے ہوئے بے ہوش کر دیا تھا ورنہ شاید وہ آسانی سے تنویر کے قابو میں نہ آتا۔

تنویر نے کمرے کے دروازے کو لاک کیا اور خنجر لے کر جیری کے قریب آگیا۔ اس نے کمرے کی دیواروں کو دیکھ کر مطمئن انداز میں سر ہلا دیا تھا۔ کمرہ واقعی مکمل طور پر ساؤنڈ پروف تھا۔

جیری کا سر ڈھلک کر اس کے سینے سے لگا ہوا تھا۔ پیپر ویٹ نے اس کے سر پر سخت چوٹ لگائی تھی جس کی وجہ سے اس کا سر اور چہرہ خون سے بھر گیا تھا۔ تنویر نے خنجر قریب پڑی ہوئی تپائی پر رکھا اور ایک ہاتھ سے جیری کا سر اوپر اٹھا کر دوسرے ہاتھ سے اس کے چہرے پر زور زور سے تھپڑ مارنے لگا۔

دوسرے یا تیسرے ہی تھپڑ پر جیری کو ہوش آگیا تھا۔ اس نے بری طرح سے چیختے ہوئے آنکھیں کھول دی تھیں۔

"تت، تم۔ تم ......" اس نے ہوش میں آتے ہی خود کو بندھا ہوا پا کر تنویر کی جانب غصے اور نفرت سے دیکھتے ہوئے کہا۔ تنویر نے تپائی سے خنجر اٹھایا اور اس کی دھار پر انگلی پھیرتے ہوئے سفاکانہ نظروں سے جیری کی جانب دیکھنے لگا۔ اس کے ہاتھ میں خنجر دیکھ کر

ایک لمحے کے لئے جیری کی آنکھوں میں خوف ہرایا مگر اس نے جلدی سے خود کو سنبھال لیا۔

"مسٹر جیری یا جو بھی تمہارا نام ہے۔ مجھے بتاؤ مولٹن کہاں ہے"۔ تنویر نے اس کی آنکھوں کے سامنے خنجر لہراتے ہوئے پوچھا۔

"میں نہیں جانتا اور تم یہ سب کیوں کر رہے ہو۔ میں مولٹن کا نمبر ٹو ہوں اور میں......" جیری نے جلدی سے بات بناتے ہوئے کہنا چاہا۔

"تم کون ہو اور تمہاری اصلیت کیا ہے یہ تم خود مجھے بتاؤ گے مسٹر جیری۔ یہ خنجر دیکھ رہے ہو۔ اس سے پہلے میں تمہارے باری باری دونوں کان کاٹوں گا پھر تمہاری ناک، پھر میں تمہیں ایک آنکھ سے محروم کروں گا اس کے بعد میں اس خنجر کو تمہاری دوسری آنکھ میں گھسیڑ دوں گا۔ اس پر میں بس نہیں کروں گا میں تمہارا پیٹ پھاڑ کر تمہاری ساری آنتیں نکالوں گا اور پھر......" تنویر نے جان بوجھ کر اپنا فقرہ ادھورا چھوڑ دیا۔ اس کی بات سن کر جیری کی آنکھوں میں بے پناہ خوف بھر گیا۔

"نن، نہیں۔ نہیں۔ تم ایسا نہیں کر سکتے۔ تت تم میرے ساتھ اس قدر ظلم نہیں کر سکتے"۔ جیری نے ہکلاتے ہوئے کہا۔

"اچھا، وہ کیوں"۔ تنویر نے طنزیہ انداز میں کہا۔

"مم، میں۔ میں مولٹن کا ساتھی ہوں۔ میں یہاں صرف تمہاری امداد کرنے کے لئے موجود ہوں"۔ جیری نے جلدی سے کہا۔

"میری امداد کرنے کے لئے یا تم یہاں میری موت کا سامان کرنے آئے تھے"۔ تنویر نے اس کی جانب نفرت انگیز نظروں سے گھورتے ہوئے کہا۔

"کک، کیا مطلب"۔ اس کی بات سن کر جیری بری طرح سے چونک اٹھا۔

"مسٹر جیری تمہارا تعلق مولٹن سے ہرگز نہیں ہے۔ تم یہاں باقاعدہ پلاننگ کے تحت بیٹھے ہو۔ تمہارا تعلق یا تو یہاں کی انٹیلی جنس سے ہے یا پھر تم یہاں کی سیکرٹ سروس کے فرد ہو"۔ تنویر نے غراتے ہوئے کہا تو جیری کے چہرے پر سے ایک رنگ آ کر گزر گیا۔

"نہیں، نہیں یہ غلط ہے"۔ اس نے تیز لہجے میں کہا۔

"یہ بالکل صحیح ہے۔ اگر تم میرے ہاتھوں اذیت ناک موت نہیں مرنا چاہتے تو جو حقیقت ہے وہ بتا دو اور یہ بھی بتا دو کہ مولٹن کہاں ہے ورنہ میں وہی کچھ کروں گا جو میں تمہیں بتا چکا ہوں۔ تم جیسے انسانوں کے لئے میرے دل میں رحم نام کی کوئی چیز نہیں ہے"۔ تنویر نے سفاکی سے بھرپور لہجے میں کہا۔

"میں تم سے کہہ چکا ہوں میرا تعلق مولٹن سے ہے اور مولٹن اس کلب کا تمام نظم و نسق میرے حوالے کر کے اپنے نجی کام سے کسی دوسرے شہر میں گیا ہوا ہے"۔ جیری نے جلدی جلدی سے کہا۔ اس کا جواب سن کر تنویر نے بے اختیار جبڑے بھینچ لئے تھے پھر اچانک اس کا خنجر والا ہاتھ حرکت میں آیا اور جیری کی دردناک چیخ کمرے میں گونج

اٹھی۔ تیز دھار خنجر نے ایک ہی وار میں اس کا دایاں کان کاٹ دیا تھا جہاں سے خون فوارے کی طرح اچھل پڑا تھا۔ تکلیف کی شدت سے جیری ادھر ادھر سر مارتے ہوئے بری طرح سے چیخ رہا تھا۔

" بتاؤ کون ہو تم اور مولٹن کو تم نے کہاں غائب کیا ہے"۔ تنویر نے غراتے ہوئے کہا اور پھر اس کا سر پکڑ کر خنجر کی مدد سے اس کا دوسرا کان بھی کاٹ کر پھینک دیا۔ جس سے جیری کی چیخوں سے کمرے کی چھت اڑنے لگی۔ وہ چند لمحے زور زور سے سر مارتا رہا پھر اس کی چیخیں دم توڑتی چلی گئیں اور وہ ایک مرتبہ پھر بے ہوش ہو گیا۔ تنویر نے ادھر ادھر دیکھا پھر میز کے عقب میں موجود ایک ریک میں پڑی ہوئی شراب کی بوتلوں میں سے وہ ایک بوتل نکال کر لے آیا اور اس کا ڈھکن کھول کر شراب جیری کے سر پر ڈالنے لگا۔ چند ہی لمحوں بعد جیری نے آنکھیں کھول دیں اور وہ پھر بری طرح سے چیخنے لگا۔ تیز شراب نے جیسے اس کے زخموں میں مرچیں بھر دیں تھیں جس کی وجہ سے جیری اپنے حلق سے نکلنے والی چیخوں کو کسی بھی طرح نہ روک پا رہا تھا۔

بب، بس کرو۔ فار گاڈ سیک۔ بس کرو۔ مجھ پر اس قدر ظلم مت کرو۔ مم، میں۔ میں .... " جیری نے بری طرح سے چیختے ہوئے کہا۔ اس کا انداز بھیک مانگنے والوں جیسا تھا۔

"تو پھر جو پوچھ رہا ہوں اس کا جواب دے دو"۔ تنویر نے کہا۔

" میں تمہارے کسی سوال کا جواب نہیں دوں گا اور تم میرے ساتھ جو ظلم کر رہے ہو اس کا تمہیں پورا پورا حساب دینا ہو گا۔ تم کچھ

بھی کر لو تم یہاں سے زندہ واپس نہیں جا سکو گے"۔ جیری نے اس بار غراتے ہوئے کہا تو تنویر کے لبوں پر بے اختیار مسکراہٹ آ گئی۔ گویا اس کا اندازہ درست تھا جیری وہ نہیں تھا جو خود کو ظاہر کر رہا تھا۔

" بہت خوب۔ یہ ہوئی ناں بات"۔ تنویر نے نفرت زدہ لہجے میں کہا اور پھر اس نے خنجر سے جیری کی آدھی سے زیادہ ناک اڑا دی۔ جیری ایک بار پھر حلق کے بل چیخ اٹھا۔ تنویر جانتا تھا وہ خاصا تربیت یافتہ ایجنٹ ہے۔ وہ آسانی سے اس کے سامنے زبان نہیں کھولے گا۔ اس لئے اس نے اس کی دائیں آنکھ میں خنجر گھسا دیا تھا اور جیری کا جسم بندھے ہونے کے باوجود اس بری طرح سے پھڑکنے لگا جیسے اس کی روح قبض کی جا رہی ہو۔ وہ ایک بار پھر بے ہوش ہو گیا تھا مگر تنویر اس کے چہرے پر شراب ڈال کر اسے پھر ہوش میں لے آیا تھا۔ اس نے جیری کی آنکھ میں گڑا ہوا خنجر کھینچا تو جیری کی آنکھ کا ڈیلا خنجر کے ساتھ ہی باہر نکل آیا اور اس کی آنکھ کے سوراخ سے غلیظ مواد بہہ نکلا۔

" بتاؤ۔ بتاؤ ورنہ تمہاری دوسری آنکھ بھی گئی سمجھے"۔ تنویر نے زہریلے ناگ کی طرح پھنکارتے ہوئے کہا۔

" بب، بتاتا ہوں۔ بتاتا ہوں۔ شراب مم، مجھے شراب پلاؤ۔ تت، تم بے حد سفاک ہو۔ تم انسان نہیں درندے ہو درندے۔ ایک انسان کسی دوسرے انسان پر اس قدر ظلم نہیں کر سکتا۔ م، میں۔ میں .... " جیری نے بری طرح سے لرزتے ہوئے کہا۔

"ابھی تو تم نے میری درندگی کا صرف نمونہ ہی دیکھا ہے۔ اگر میں اصلی درندگی پر اتر آیا تو میں تمہاری روح تک کو چیر کر رکھ دوں گا"۔ تنویر نے واقعی درندگی سے بھرپور لہجے میں کہا اور جیری اس کا بے رحمانہ انداز دیکھ کر سر سے پیر تک لرز اٹھا۔

"نن، نہیں۔ نہیں مم میں تمہیں سب کچھ بتا دوں گا۔ تم مجھے تھوڑی سی صرف تھوڑی سی شراب پلا دو۔ میرا حلق خشک ہو رہا ہے۔ میرا حلق تر کر دو پھر میں تمہیں سب کچھ بتا دوں گا" جیری نے لرزتے ہوئے کہا۔ تنویر نے بوتل میں بچی ہوئی شراب کو دیکھا اور پھر بوتل کا دہانہ اس کے منہ میں ڈال دیا۔ جیری غٹاغٹ شراب پیتا چلا گیا جیسے وہ صدیوں کا پیاسا ہو۔ جب بوتل کا آخری قطرہ تک اس کے حلق میں چلا گیا تو تنویر نے بوتل اس کے منہ سے ہٹا کر سامنے صوفے پر اچھال دی۔

"اب بتاؤ"۔ تنویر نے خون آلود خنجر اس کی اکلوتی آنکھ کے سامنے لہراتے ہوئے کہا۔

"میرا اصل نام جیری ہے اور میں کافرستانی سیکرٹ سروس کے پاور سیکشن کا نمبر ٹو ہوں۔ ہمیں اطلاعات ملی تھیں کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کافرستان میں کسی مشن کے لئے پہنچ رہی ہے۔ گو کہ پنڈت نارائن نے جو سیکرٹ سروس کا نیا چیف ہے پاکیشیا سیکرٹ سروس کو کافرستان میں داخل ہونے سے روکنے کے لئے بے پناہ انتظامات کر رکھے ہیں مگر اس کے باوجود اسے خدشہ تھا کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس

کسی نہ کسی طرح کافرستان میں داخل ہونے میں کامیاب ہو جائے گی۔

پنڈت نارائن نے خصوصی آرڈرز دے کر اس بارے میں بھی تمام معلومات اکٹھی کر لی تھیں کہ سابقہ مشنوں میں عمران اور اس کے ساتھی جب کافرستان آئے تھے تو ان کی کن کن لوگوں نے معاونت کی تھی۔ ان میں ایک نام تو این ٹی گروپ کا تھا اور دوسرا نام مولٹن کا تھا۔ جس کے کلب میں ایک دو بار عمران کو آتے جاتے دیکھا گیا تھا۔

پنڈت نارائن این ٹی گروپ کو تو ٹریس نہیں کر سکا۔ اس گروپ کے جو افراد ہاتھ آئے تھے وہ کچھ بتانے سے پہلے ہی دانتوں میں چھپے ہوئے سائنائیڈ کیپسول چبا کر ہلاک ہو گئے اور این ٹی کے بارے میں کچھ پتہ نہ چل سکا۔ لیکن ہمارے گروپ نے مولٹن کا پتہ چلا لیا اور پھر یہاں سے فوری طور پر مولٹن کو ہٹا دیا گیا اور اس کی جگہ پر مجھے بٹھا دیا گیا تاکہ عمران اور اس کے ساتھی اگر یہاں آئیں تو میں ان کے خلاف فوری کارروائی کر سکوں۔ مولٹن سے جو معلومات حاصل کی گئی تھیں ان کے مطابق اگر عمران یہاں آتا تو اپنا تعارف پرنس آف ڈھمپ کہہ کر کراتا تھا۔

بہرحال میں کئی روز سے اپنے ساتھیوں سمیت یہیں تھا۔ آج تم نے ہی آکر پرنس آف ڈھمپ کا نام لیا تھا اس لئے تمہیں فوری طور پر میرے پاس پہنچا دیا گیا۔ تم یہاں چونکہ اکیلے آئے تھے اس لئے میں تم

پر خود کو مولٹن کا آدمی ظاہر کر کے تم سے تمہارے ساتھیوں کے بارے میں پوچھنا چاہتا تھا لیکن نجانے تمہیں مجھ پر کیسے شک ہو گیا اور........" جیری کہتا چلا گیا تو تنویر اپنے ٹھیک ٹھیک اندازے پر خود ہی اپنے آپ کو دل ہی دل میں داد دینے لگا۔ اسے تو صرف جیری کے سوال کرنے کے انداز سے ہی اس پر شک ہوا تھا۔ وہ اسے کیا بتاتا۔

" تم میرے ساتھ کیا کرنے کا ارادہ رکھتے تھے"۔ تنویر نے اس سے پوچھا۔

" تم جس کرسی پر بیٹھے ہوئے تھے اس کے نیچے موجود ایک تہہ خانے کو میں اپنی میز کے نیچے لگے ہوئے بٹن کو دبا کر اوپن کرتا اور تمہیں کرسی سمیت اس تہہ خانے میں پھینک دیتا اور اس تہہ خانے میں بے ہوش کر دینے والی گیس بھر دیتا اور پھر تمہاری آمد کی اطلاع اپنے باس کو دے دیتا"۔ جیری نے شرافت سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" باس یعنی پنڈت نارائن کو"۔ تنویر نے پوچھا۔

" نہیں پاور گروپ کے باس کرنل سوریا کو۔ پنڈت نارائن تو ہمارے تمام گروپوں کا سربراہ ہے"۔ جیری نے جواب دیا۔

" گروپ۔ کیا کافرستانی سیکرٹ سروس نے یہاں گروپ بندی کر رکھی ہے"۔ تنویر نے چونک کر پوچھا۔

" ہاں، کافرستانی سیکرٹ سروس کے کئی سیکشن ہیں۔ ریڈ سیکشن، بلیک سیکشن، پاور گروپ، ہارڈ گروپ اور ڈیشنگ گروپ"۔ جیری

نے جواب دیا۔

" مولٹن کا تم لوگوں نے کیا کیا ہے"۔ تنویر نے پوچھا۔

" اس کی برین واشنگ کر کے اس سے تمہارے یعنی پاکیشیا سیکرٹ سروس کے بارے میں تمام معلومات حاصل کر کے اسے ختم کر دیا گیا تھا"۔ جیری نے کہا تو تنویر نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

" کیا میرے علاوہ بھی یہاں کوئی آیا تھا"۔ تنویر نے کسی خیال کے تحت پوچھا۔

" نہیں۔ تم پہلے آدمی ہو جو یہاں پہنچے ہو"۔ جیری نے کہا تو تنویر پر خیال انداز میں سر ہلانے لگا۔

" مولٹن کا نمبر ٹو رازی کہاں ہے۔ کیا وہ بھی تم لوگوں کی بربریت کا شکار ہو چکا ہے"۔ تنویر نے اس کی جانب غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

" نہیں، جب ہم نے مولٹن پر ریڈ کیا تھا تو رازی کسی کام سے باہر گیا ہوا تھا۔ اسے شاید بعد میں بدلی ہوئی صورتحال کا علم ہو گیا تھا اس لئے وہ واپس اب تک یہاں نہیں آیا ہے"۔ جیری نے بتایا تو تنویر کے چہرے پر قدرے اطمینان آ گیا۔ اب اس کے یہاں رکنے کا کوئی مقصد نہیں رہ گیا تھا۔ مولٹن جو اس کے کام آ سکتا تھا۔ کافرستانی سیکرٹ سروس کی بھینٹ چڑھ چکا تھا۔ اب صرف مولٹن کا نائب رازی رہ گیا تھا جو ان کے پنجوں سے بچ نکلا تھا۔ وہ جس جگہ رہتا تھا اس جگہ کے بارے میں تنویر کو علم تھا۔ اب اگر اس کی کوئی مدد کر سکتا تھا تو وہ

رازی ہی تھا۔

" تم کافرستانی سیکرٹ سروس کے پاور سیکشن کے نمبر ٹو ہو۔ کیا تمہیں معلوم ہے کہ ایرو ایئر کرافٹس کس فیکٹری میں تیار ہو رہے ہیں"۔ تنویر نے اچانک اس سے پوچھا تو وہ بڑی بری طرح سے چونک کر اس کی جانب دیکھنے لگا۔

" کک، کیا تم لوگ ایرو ایئر کرافٹس کی تباہی کے لئے یہاں آئے ہو"۔ اس نے ہکلاتے ہوئے تنویر سے پوچھا۔ اس کے اس طرح چونکنے پر تنویر سمجھ گیا کہ وہ ان ایرو ایئر کرافٹس کے بارے میں کچھ نہ کچھ ضرور جانتا ہے۔

" سوال مت کرو۔ مجھے صرف جواب دو تم"۔ تنویر نے خنجر کی نوک ایک بار پھر اس کی آنکھ کی طرف کرتے ہوئے کہا۔

" مم، میں نہیں جانتا۔ میں نے صرف ان ایرو ایئر کرافٹس کے بارے میں سنا تھا۔ وہ کہاں ہیں یا کس فیکٹری میں تیار کئے جا رہے ہیں اس کے بارے میں مجھے کوئی علم نہیں ہے"۔ جیری نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔ تنویر نے اس کے لہجے سے اندازہ لگا لیا کہ وہ سچ کہہ رہا ہے۔

" ہونہہ، کس سے سنا تھا تم نے ان ایرو ایئر کرافٹس کے بارے میں"۔ تنویر نے سر جھٹکتے ہوئے پوچھا۔

" اپنے باس۔ کرنل سوریا سے"۔ جیری نے جلدی سے کہا تو تنویر کو صاف محسوس ہوا کہ اس بار وہ جھوٹ بول رہا ہے۔

" دیکھو جیری۔ تمہاری زندگی اس وقت میرے رحم و کرم پر ہے۔ جس طرح پہلے سچ سچ بتاتے رہے ہو اسی طرح اس بات کا جواب بھی سچ میں دے دو ورنہ میں ایک بار پھر شروع ہو جاؤں گا"۔ تنویر نے غراتے ہوئے کہا تو جیری اس کے لہجے سے بری طرح سے سہم گیا۔

" ماسٹر کلب میں، میں اکثر شراب پینے جاتا تھا کیونکہ اس کلب میں سب سے قیمتی اور پرانی شرابیں مہیا کی جاتی ہیں۔ ایک روز میں بار میں بیٹھا شراب پی رہا تھا کہ میرے ساتھ والی میز پر بیٹھے ہوئے دو نوجوانوں نے شراب کے نشے میں دھت ہو کر ان ایرو ایئر کرافٹس کے بارے میں باتیں کرنا شروع کر دیں۔ ان کے مطابق بہت جلد کافرستان ایسے تیز ترین ایرو ایئر کرافٹس تیار کرنے میں کامیاب ہونے والا تھا جس کے مقابلے میں پاکیشیائی ایئر فورس قطعی طور پر زیرو ہو کر رہ جائے گی"۔ جیری نے کہا۔

" ہونہہ، کیا ان میں سے تم کسی کو جانتے ہو"۔ تنویر نے ہنکارہ بھر کر پوچھا۔

"ہاں، ان میں سے ایک شخص کو میں جانتا ہوں وہ مکینیکل انجنیئر وشوا ہے"۔ جیری نے جلدی سے کہا۔

" وشوا۔ وہ کہاں رہتا ہے"۔ تنویر نے اس نام پر برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

" اس کا پتہ ٹھکانہ تو مجھے معلوم نہیں لیکن وہ اکثر واجوڑہ شہر کے وسط میں موجود ماسٹر کلب میں آتا رہتا ہے۔ پرانی شرابوں کا اس سے

بڑا شیدائی شاید ہی کوئی ہو"۔ جیری نے بتایا۔

" اس کا حلیہ بتاؤ"۔ تنویر نے کہا تو جیری جلدی جلدی اسے اس مکینیکل انجینئر وشوا کا حلیہ بتانے لگا۔

" تمہاری دی ہوئی معلومات کا شکریہ۔ اب تم چھٹی کرو"۔ تنویر نے کہا اور اس سے پہلے کہ جیری کچھ سمجھتا تنویر نے اچانک خنجر دستے تک اس کے عین دل کے مقام پر اتار دیا۔ جیری کے حلق سے ایک ہلکی سی کراہ نکلی اور اس کی آنکھیں بے نور ہوتی چلی گئیں۔

جس کمرے پر جیری نے قبضہ کر رکھا تھا یہ مولٹن کا کمرہ تھا۔ مولٹن پچھلے ایک مشن میں عمران اور تنویر سے اسی کمرے میں ملا تھا اور پھر اس نے ان دونوں کو اسی کمرے کے ایک خفیہ راستے سے اس کلب سے باہر نکالا تھا۔ وہ خفیہ راستہ کہاں تھا اور کس طرح کھلتا تھا تنویر کو خوب اچھی طرح یاد تھا۔ اس لئے اسے وہاں سے نکلنے میں کسی دقت کا سامنا نہیں ہو سکتا تھا۔ لیکن یہاں سے جانے سے پہلے وہ اپنا حلیہ اور لباس بدلنا چاہتا تھا۔ اس کمرے سے ایک راستہ تہہ خانے کی طرف جاتا تھا جہاں مولٹن نے اپنا اور اپنے ساتھیوں کا حلیہ بدلنے کا پورا سامان رکھا ہوا تھا۔ تنویر کو اس تہہ خانے کا بھی علم تھا اس لئے وہ تہہ خانے کا راستہ کھول کر ایک چھوٹی سی لفٹ کے ذریعے تہہ خانے میں چلا گیا۔ تہہ خانے میں اس کے ناپ کا نہ صرف اسے لباس مل گیا بلکہ وہاں میک اپ کرنے کا سامان بھی موجود تھا۔ چنانچہ تنویر یہاں سے نکلنے کے لئے اپنا میک اپ کرنے میں مصروف ہو گیا۔

جیسے ہی میجر بارش نے تلوار جولیا کی گردن پر مار کر اس کا سر اس کے دھڑ سے الگ کرنے کے لئے گھمائی اسی لمحے جولیا جس کے پیر رسیوں سے نہیں باندھے گئے تھے کا پیر حرکت میں آیا اور اس نے میجر بارش کی عین ناف پر مار کر اسے پرے دھکیل دیا۔ میجر بارش اچھل کر دور جا گرا اور اس کے حلق سے نکلنے والی چیخ سے یکبارگی پورا جنگل جھنجھنا اٹھا تھا۔ اس سے پہلے کہ وہ اٹھتا اچانک اس کا نمبر ٹو سریندر سنگھ حرکت میں آیا اور اس نے اٹھتے ہوئے میجر بارش کے سر سے اپنی گن لگا دی۔ میجر بارش کے ہاتھ سے تلوار چھوٹ کر دور جا گری تھی۔

" خبردار میجر، اگر کوئی حرکت کی تو بھیجہ اڑا دوں گا"۔ سریندر سنگھ نے غراتے ہوئے کہا اور اس کا بدلا ہوا انداز دیکھ کر نہ صرف میجر بارش بلکہ ارد گرد موجود دوسرے فوجی بلکہ سیکرٹ سروس کے ممبر بھی

چونک اٹھے تھے ۔ فوجیوں نے تو باقاعدہ سریندر سنگھ کی طرف گنیں تان لی تھیں۔

" یہ، یہ تم کیا کر رہے ہو۔ تمہارا دماغ تو نہیں خراب ہو گیا ہے سریندر سنگھ "۔ میجر بارش نے غراتے ہوئے کہا۔

" بکواس بند کرو اور اپنے آدمیوں سے کہو کہ وہ ہتھیار نیچے رکھ دیں اور ان چاروں کو کھول دیں۔ جلدی کرو ورنہ میں تم سے زیادہ بے رحم انسان ہوں "۔ سریندر سنگھ نے اس سے زیادہ غراتے ہوئے کہا تو میجر بارش بری طرح سے چونک اٹھا۔

" اوہ، تو کیا تم ہمارے ساتھی نہیں ہو "۔ میجر بارش نے کہا۔

" نہیں، میں تم جیسے بے رحم درندوں کے ساتھ نہ کبھی تھا اور نہ ہوں۔ جلدی کرو ان سے کہو کہ وہ ان چاروں کو کھول دیں "۔ سریندر سنگھ نے نفرت بھرے لہجے میں کہا۔ اس کی انگلی گن کے ٹریگر پر مسلسل دباؤ ڈالے ہوئے تھی۔ میجر بارش ہونٹ کاٹتے ہوئے جولیا، صفدر، نعمانی اور صدیقی کو گھور رہا تھا جن کے چہروں پر سریندر سنگھ کے مکالمے سن کر رونق آ گئی تھی۔

" تم بہت غلط کر رہے ہو سریندر سنگھ ۔ اس کا تمہیں بہت سخت خمیازہ بھگتنا پڑے گا "۔ میجر بارش نے اپنے آدمیوں کو ہتھیار نیچے رکھنے کا اشارہ کرتے ہوئے سریندر سنگھ سے مخاطب ہو کر انتہائی زہر انگیز لہجے میں کہا۔

" بھگت لوں گا "۔ سریندر سنگھ نے بے پرواہی سے کہا اور میجر

بارش غرا کر رہ گیا۔ اس نے سامنے کھڑے فوجی کو سر سے خفیف سا اشارہ کیا تو اس فوجی نے آگے بڑھ کر جولیا کو کھول دیا۔ جولیا آزاد ہوتے ہی تیزی سے آگے بڑھی اور اس نے اس فوجی کی نیچے پڑی ہوئی مشین گن اٹھا لی جس نے اسے کھولا تھا۔

" تھینک یو سریندر سنگھ "۔ اس نے مشین گن کا رخ دوسرے فوجیوں کی طرف کرتے ہوئے سریندر سنگھ کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا جس نے بروقت اور ان کی امداد کی تھی اور انہیں میجر بارش جیسے درندہ صفت انسان کے ہاتھوں اذیت ناک موت مرنے سے بچا لیا تھا۔

فوجی نے ایک ایک کر کے صفدر، نعمانی اور صدیقی کو بھی رسیوں سے آزاد کر دیا تھا اور ان تینوں نے بھی آگے بڑھ کر دوسرے فوجیوں کی نیچے پڑی ہوئی گنیں اٹھانے میں دیر نہیں لگائی تھی اور پھر انہوں نے پوزیشنیں لے کر وہاں موجود کئی فوجیوں کو کور کر لیا تھا۔

" تم لوگ یہاں سے بچ کر نہیں جا سکتے۔ چاروں طرف میرے آدمی پھیلے ہوئے ہیں۔ وہ تمہیں بھون کر رکھ دیں گے "۔ میجر بارش نے کہا۔ اس کے لہجے میں زخمی درندے کی سی کاٹ تھی۔

" اچھا دیکھتے ہیں "۔ جولیا نے بڑے طنزیہ لہجے میں کہا اور اس نے اچانک سامنے کھڑے فوجیوں پر فائرنگ کرنا شروع کر دی۔ جنگل مشین گن کی تڑتڑاہٹ اور ان فوجیوں کی دردناک چیخوں سے بری طرح سے گونج اٹھا۔ فوجی اپنے ہی خون میں لت پت ہو کر لٹو کی طرح

گھومتے ہوئے گرتے چلے گئے۔ جیسے ہی فائرنگ ہوئی اور فوجیوں کی چیخیں جنگل میں گونجیں۔ جنگل میں پھیلے ہوئے فوجی چونک پڑے اور انہوں نے دوڑ کر اس طرف آنا شروع کر دیا جس طرف فائرنگ ہوئی تھی۔

" سریندر سنگھ تم کسی درخت کی آڑ میں ہو کر میجر پارش کو اپنے نشانے پر رکھو۔ ہم اس کے ساتھیوں کا خاتمہ کر کے آتے ہیں"۔ جولیا نے سریندر سنگھ سے کہا اور سریندر سنگھ سر ہلا کر میجر پارش کو اپنے نشانے پر لئے ہوئے الٹے قدموں پیچھے ہٹتا چلا گیا۔ اپنے ساتھیوں کو اس طرح موت کے گھاٹ اترتے دیکھ کر میجر پارش کا چہرہ ہلدی کی طرح زرد پڑ گیا تھا۔ وہ بوکھلائی ہوئی نظروں سے ادھر ادھر دیکھ رہا تھا۔ لیکن اس نے اپنی جگہ سے ایک انچ بھی ہلنے کی جرات نہیں کی تھی۔ وہ جانتا تھا کہ اگر اس نے اپنی جگہ سے حرکت کی تو سریندر سنگھ اسے گولیوں سے بھون کر رکھ دے گا۔ ادھر جولیا کا اشارہ پاتے ہی صفدر، نعمانی اور صدیقی جنگل کے اس حصے کی طرف بڑھتے چلے گئے جہاں فوجی اور بلیک سیکشن کے افراد ان کے دوسرے نامعلوم ساتھیوں کو تلاش کرتے پھر رہے تھے اور پھر ان چاروں کو وہاں جو بھی نظر آیا وہ اسے گولیوں سے ہلاک کرتے چلے گئے۔ کچھ فوجیوں نے درختوں کی آڑ لے کر باقاعدہ ان پر فائرنگ کرنا شروع کر دی تھی مگر وہ چاروں پوری طرح سے ہوشیار تھے اور جگہیں بدل بدل کر ان فوجیوں پر حملے کر رہے تھے۔

سارے کا سارا جنگل مشین گنوں کی خوفناک تڑتڑاہٹ اور فوجیوں کے چیخنے چلانے کی آوازوں سے گونج رہا تھا۔ وہاں جیسے دو دشمنوں کے درمیان نہایت خوفناک جنگ چھڑ چکی تھی۔

اچانک سامنے درختوں کے پیچھے سے کوئی چیز اڑتی ہوئی آئی اور عین اس جگہ درخت کے پاس آگری تھی جس کے پیچھے جولیا موجود تھی۔ جولیا نے چونک کر دیکھا وہ ایک ہینڈ گرنیڈ تھا۔ ہینڈ گرنیڈ پر نظر پڑتے ہی جولیا بجلی کی سی تیزی سے اپنی جگہ سے اچھلی اور زمین پر لوٹ لگاتے ہوئے اس جگہ سے دور ہٹ کر ایک دوسرے درخت کی آڑ میں ہو گئی۔ اسی لمحے ایک ہولناک دھماکہ ہوا اور اس درخت کے تنے کے پرخچے اڑ گئے اور وہ درخت ایک دھماکے سے دوسری طرف جا گرا۔ جولیا نے گن کا رخ اس جانب کیا اور ٹریگر دبا دیا جس طرف سے اس پر بم پھینکا گیا تھا۔ تڑتڑاہٹ کے ساتھ اس درخت کے چھلکے اڑنے لگے اور پھر ایک تیز چیخ سنائی دی اور جولیا نے دھب سے ایک فوجی کو گرتے دیکھا۔ اسی لمحے ایک اور دھماکہ ہوا اور اس جسم کے ساتھ اس درخت کے بھی ٹکڑے اڑ گئے جس کے عقب میں بم پھینکنے والا فوجی موجود تھا۔ اس نے شاید ہینڈ گرنیڈ کی پن کھینچ رکھی تھی اس سے پہلے کہ وہ بم جولیا کی طرف اچھالتا وہ جولیا کی گولیوں کا نشانہ بن گیا اور اس کے ہاتھ میں موجود سیفٹی پن نکلا بم وہیں پھٹ گیا۔

" مس جولیا میں لمبا چکر کاٹ کر دوسری طرف جاتا ہوں۔ آپ سامنے سے آنے والوں کو سنبھالئے۔ میں پیچھے سے ان پر حملہ کرتا

ہوں"۔ صفدر جو ایک قریبی درخت کی آڑ میں تھا، نے جولیا سے مخاطب ہو کر کہا۔

"مس جولیا۔ ہیلی کاپٹر"۔ نعمانی نے چیختے ہوئے کہا تو جولیا چونک پڑی واقعی ہیلی کاپٹر والوں کو جنگل میں بدلی ہوئی صورتحال کا اندازہ ہو گیا تھا اور وہ اسی طرف آرہے تھے۔

"تم واپس جاکر مارٹر گن لے آؤ اور ان ہیلی کاپٹروں کو نشانہ بناؤ۔ میں اور صدیقی ان لوگوں کو سنبھالتے ہیں"۔ جولیا نے جواباً چیختے ہوئے کہا تو نعمانی احتیاط کے ساتھ پیچھے ہٹتا چلا گیا۔

جولیا اور صدیقی تاک تاک کر دشمنوں کو نشانہ بنا رہے تھے۔ دشمن ان پر گولیوں کے ساتھ اب بم بھی برسانا شروع ہو گئے تھے اور جنگل مشین گن کی تڑتڑاہٹ کے ساتھ بموں کی خوفناک آوازوں سے بھی لرز رہا تھا۔ بموں کی وجہ سے جنگل میں جگہ جگہ آگ بھڑک اٹھی تھی اور وہاں موجود خشک جھاڑیوں اور درختوں نے بھی جلنا شروع کر دیا تھا۔ آگ کی تیز روشنی میں جنگل کا وہ حصہ اور زیادہ روشن ہو گیا تھا اور آگ دیکھ کر ہیلی کاپٹر اس طرف فائرنگ کرتے ہوئے بڑھے چلے آ رہے تھے۔

اور پھر دونوں گن شپ ہیلی کاپٹر وہاں پہنچ گئے اور ہوا میں معلق ہو کر گھوم گھوم کر ان اطراف میں مسلسل فائرنگ کرنے لگے جس طرف ان کے خیال کے مطابق مجرم چھپے ہوئے تھے۔ اسی لمحے پیچھے سے شائیں کی آواز نکالتا ہوا ایک راکٹ اڑتا ہوا آیا اور عین ہیلی کاپٹر سے جا

ٹکرایا۔ ایک ہولناک دھماکہ ہوا اور اس گن شپ ہیلی کاپٹر کے پرخچے اڑ گئے اور ہیلی کاپٹر کا ڈھانچہ آگ کا گولہ بنا جنگل میں گرتا چلا گیا۔ اس ہیلی کاپٹر کے تباہ ہوتے ہی دوسرا ہیلی کاپٹر تیزی سے مڑ گیا مگر ایک بار پھر شائیں کی تیز آواز کے ساتھ ایک اور راکٹ فضا میں بلند ہوا اور دوسرا ہیلی کاپٹر بھی آگ کا الاؤ بن کر جنگل میں گرتا چلا گیا۔

"گڈ شو"۔ ان دونوں ہیلی کاپٹروں کو ہٹ ہوتے دیکھ کر جولیا کے منہ سے بے اختیار نکلا۔ نعمانی نے بروقت ان دونوں ہیلی کاپٹروں کو راکٹ مار کر گرا دیا تھا جو ان کے لئے واقعی خطرے کا باعث بن سکتے تھے اور پھر دوسرے ہی لمحے نعمانی راکٹ گن لئے ہوئے وہاں پہنچ گیا۔ اس کے چہرے پر بے پناہ جوش کے آثار تھے۔

"میں وہاں سے راکٹ گن لے آیا تھا مس جولیا اور میں نے جیسے ہی ان ہیلی کاپٹروں کو سامنے آتے دیکھا میں نے ان پر راکٹ برسا دیئے"۔ نعمانی نے وزنی راکٹ گن لئے جولیا کے قریب آ کر کہا۔

"گڈ نعمانی ویری گڈ۔ تمہارا نشانہ واقعی لاجواب تھا"۔ جولیا نے اس کی تعریف کرتے ہوئے کہا تو نعمانی کے چہرے پر مسرت کی آبشار بہنے لگی۔

"ایک بری خبر ہے مس جولیا"۔ نعمانی نے کہا تو جولیا چونک کر اس کی طرف دیکھنے لگی۔

"وہ کیا"۔ جولیا نے اس کی جانب الجھی ہوئی نظروں سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

" میجر بارش، سریندر سنگھ کو ہلاک کر کے نکل جانے میں کامیاب ہو گیا ہے"۔ نعمانی نے کہا تو جولیا کے چہرے پر رنجیدگی پھیل گئی۔

" اوہ، وہ ہمارا محسن نجانے کون تھا۔ اس نے بہرحال ہماری بروقت مدد کی تھی مگر میجر بارش اسے ہلاک کرنے میں کیسے کامیاب ہو گیا۔ میجر بارش تو اس سے دور کھڑا تھا جبکہ سریندر سنگھ درخت کی آڑ سے اسے اپنے نشانے پر لئے ہوئے تھا"۔ جولیا نے کہا۔

" جس وقت میں وہاں پہنچا تو میجر بارش اپنی جگہ سے غائب تھا اور سریندر سنگھ اسی درخت کے نیچے گرا پڑا تھا۔ اس کے سینے میں ایک خنجر دستے تک گڑا ہوا تھا۔ شاید میجر بارش نے اس کی غفلت کا فائدہ اٹھا کر اسے اپنے پاس چھپایا ہوا خنجر کھینچ مارا ہو گا"۔ نعمانی نے اندازہ لگاتے ہوئے کہا۔

" ہاں ایسا ہی ہوا ہو گا۔ تم نے میجر بارش کو ارد گرد چیک کیا تھا"۔ جولیا نے کہا۔

" میجر بارش یہاں سے نکل چکا ہے۔ میں نے دور ایک گاڑی کو نہایت تیزی سے واپس جاتے دیکھا تھا"۔ نعمانی نے کہا۔

" اوہ تو پھر ہمیں فوری طور پر یہاں سے نکلنا ہو گا۔ ایسا نہ ہو میجر بارش یہاں اور کمک لے آئے اور ہم مشکل میں پھنس جائیں"۔ جولیا نے کہا۔

" اوہ، ہاں وہ واقعی ایسا کر سکتا ہے۔ پھر اب کیا کیا جائے"۔ نعمانی نے پریشان ہوتے ہوئے کہا۔

" فائرنگ کرتے ہوئے ہمیں پیچھے ہٹنا ہو گا۔ ایک گاڑی کو چھوڑ کر ہم دوسری تمام گاڑیوں کو تباہ کر دیں گے تاکہ کوئی ہمارے پیچھے نہ آ سکے۔ اس سے پہلے کہ میجر بارش دور نکل جائے اسے ہم نے ہر حال میں روکنا ہو گا"۔ جولیا نے کہا تو نعمانی اثبات میں سر ہلانے لگا۔ پھر جولیا اور نعمانی نے صفدر اور صدیقی کو زور زور سے آوازیں دے کر کوڈ ورڈز میں سمجھانا شروع کر دیا کہ وہ کیا کرنا چاہتے ہیں اور پھر وہ فائرنگ کرتے ہوئے پیچھے ہٹتے چلے گئے۔ صدیقی تو جلد ہی ان کے پاس پہنچ گیا مگر صفدر جو کافی دور تھا ان کے کانوں میں مسلسل دھماکوں اور فائرنگ کی وجہ سے جولیا اور نعمانی کی آواز نہ پہنچ سکی۔ وہ عقب سے دشمنوں پر حملہ آور ہو گیا تھا اور پھر اس نے مشین گن سے دوسری طرف چھپے ہوئے مجرموں کو اڑانا شروع کر دیا۔

جولیا، نعمانی اور صدیقی پیچھے ہٹتے ہوئے گاڑیوں کے پاس آ گئے۔ انہوں نے وہاں موجود آٹھ گاڑیوں پر مسلسل فائرنگ کر کے انہیں پوری طرح سے تباہ کر دیا اور سب سے آخر میں کھڑی ہوئی ایک اسٹیشن ویگن میں جا سوار ہوئے۔ صدیقی نے ڈرائیونگ سیٹ سنبھال لی تھی۔

" مس جولیا صفدر ابھی پیچھے ہے"۔ نعمانی نے کہا۔

" اوہ، صفدر تو دشمنوں پر حملہ کرنے کافی دور چلا گیا ہے۔ اگر ہم اس کا انتظار کریں گے تو میجر بارش دور نکل جائے گا"۔ جولیا نے پریشان ہوتے ہوئے کہا۔

"تو کیا صفدر کو یہیں چھوڑ دیا جائے"۔ نعمانی نے بھی پریشان ہوتے ہوئے کہا۔

"نہیں، صفدر کو اکیلا نہیں چھوڑا جا سکتا۔ نجانے دشمنوں کی تعداد کتنی ہے۔ اگر وہ اکیلا رہا تو دشمن اسے لازمی طور پر گھیر لیں گے۔ میں پہلے ہی اپنا ایک ساتھی کھو چکی ہوں۔ تم ایسا کرو کہ تم صدیقی کے ساتھ جاؤ اور میجر بارش پر قابو پانے کی کوشش کرو۔ میں صفدر کے ساتھ اس جنگل میں رکتی ہوں"۔ جولیا نے کہا۔ اسی وقت جنگل میں کہیں کہیں گولیاں چلنے کی آوازیں آ رہی تھیں۔

"میرا خیال ہے کافی حد تک میدان صاف ہو چکا ہے۔ کیوں نہ صفدر کو ایک بار پھر آواز دے لیں"۔ نعمانی نے کہا۔

"کوشش کر دیکھو"۔ جولیا نے کندھے اچکاتے ہوئے کہا تو نعمانی آگے بڑھ گیا اور زور زور سے صفدر کو آوازیں دینے لگا۔ چند لمحوں بعد دوڑتے ہوئے قدموں کی آواز سنائی دی تو جولیا اور نعمانی گنیں سنبھال کر جلدی سے درختوں کے پیچھے چلے گئے۔ دوڑتے ہوئے قدموں کی آواز قریب آ گئی تھی۔ جولیا نے درخت کی آڑ سے سر نکال کر دیکھا تو سامنے سے صفدر دوڑتا ہوا آ رہا تھا۔ اسے دیکھ کر جولیا کے چہرے پر سکون آ گیا۔

"صفدر ہے"۔ جولیا نے نعمانی سے کہا تو نعمانی بھی درخت کے پیچھے سے سر نکال کر اس کی طرف دیکھنے لگا۔

"مس جولیا آپ کہاں ہیں۔ تمام دشمنوں کا خاتمہ ہو چکا ہے۔ بے

فکر ہو کر سامنے آ جائیں"۔ صفدر نے قریب آتے ہوئے کہا تو جولیا اور نعمانی درختوں کی اوٹ سے نکل کر اس کے سامنے آ گئے تو صفدر نے بھی سکون کا سانس لیا۔ جولیا نے جلدی جلدی اسے ساری بات بتائی تو وہ چاروں اسٹیشن ویگن میں بیٹھ گئے اور صدیقی نے گاڑی آگے بڑھا دی۔

"نجانے سریندر سنگھ کون تھا اور اس نے اس طرح اچانک ہماری مدد کرنے کا فیصلہ کیوں کر لیا تھا"۔ صفدر نے کہا۔ اس کے لہجے میں سریندر سنگھ کے لئے افسوس کی جھلک تھی۔

ہاں واقعی، اس نے بڑا کام دکھایا تھا۔ ورنہ میجر بارش تو ہمارے ساتھ نہایت درندگی آمیز سلوک کرنے والا تھا"۔ جولیا نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"نعمانی تم نے چیک کیا تھا۔ سریندر سنگھ واقعی مر چکا تھا یا اس میں سانس کی کوئی رمق باقی تھی"۔ صفدر نے کسی خیال کے تحت نعمانی سے پوچھا۔

"میں نے اسے خون میں لت پت درخت کے قریب گرے دیکھا تھا وہ بالکل ساکت تھا"۔ نعمانی نے جواب دیا۔

"اوہ بھلے آدمی۔ اسے چیک تو کرنا تھا۔ اگر وہ مر بھی چکا تھا تو کم از کم اس کی تلاشی ہی لے لیتے۔ ہمیں اس کی حقیقت کا تو پتہ چلتا کہ وہ کون ہے"۔ صفدر نے کہا اور پھر اس نے صدیقی کو گاڑی روکنے کے لئے کہا تو صدیقی نے گاڑی روک دی۔ صفدر گاڑی سے نکل کر تیزی

سے اس طرف دوڑتا چلا گیا جس طرف سریندر سنگھ کی لاش پڑی تھی۔
اس نے سریندر سنگھ کو چیک کیا تو اس کی واقعی سانسیں رک چکی تھیں اور اس کے دل کی دھڑکنیں بھی بند تھیں۔ صفدر اس کی تلاشی لینے لگا۔ اس کی جیب سے جو کچھ بھی ملا وہ سمیٹ کر واپس پلٹ پڑا۔
ابھی وہ اسٹیشن ویگن سے خاصا دور تھا کہ اچانک ایک ہولناک دھماکہ ہوا اور اس نے اسٹیشن ویگن کو آگ کا طوفان بن کر فضا میں بکھرتے دیکھا۔ دھماکہ اس قدر شدید اور خوفناک تھا کہ دور کھڑا صفدر بھی دھماکے کے پریشر سے خود کو نہ سنبھال سکا اور اچھل کر کئی فٹ پیچھے جا گرا۔

عمران کے ذہن میں ایک جگنو سا چمکا دوسرے ہی لمحے وہ جگنو تیزی سے پھیلا اور عمران نے یکلخت اپنی آنکھیں کھول دیں۔ وہ ایک بند کمرے کے سرد فرش پر پڑا تھا۔ ہوش میں آتے ہی وہ جلدی سے اٹھ بیٹھا اور پھر ایک طویل سانس لیتا ہوا اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اس طرح اچانک اٹھنے کی وجہ سے اس کے سر کے پچھلے حصے میں شدید ٹیسیں اٹھی تھیں اور اس کا ایک ہاتھ بے اختیار سر پر پہنچ گیا جہاں دو بڑے بڑے گومڑ بنے ہوئے تھے۔
عمران کے ذہن میں بے اختیار پچھلا منظر گھوم گیا۔ جب وہ میدانی علاقے میں تین گن شپ ہیلی کاپٹروں کا مقابلہ کر رہا تھا اور پھر موقع ملتے ہی وہ چھلانگ لگا کر تیسرے ہیلی کاپٹر کا پیڈ پکڑنے اور اس پر چڑھنے میں کامیاب ہو گیا تھا۔
عمران یہی سمجھا تھا کہ اسے ہیلی کاپٹر کے پیڈ پر چڑھتے کسی نے

نہیں دیکھا تھا کیونکہ اس ہیلی کاپٹر نے پلٹ کر اس طرف پہاڑی
ٹیلوں پر زبردست فائرنگ کی تھی اور راکٹ اور میزائل بھی برسائے
تھے جن کے پیچھے ان کے خیال کے مطابق عمران چھلانگ لگا کر چھپ
گیا تھا۔ پھر جب ان کا ایمونیشن ختم ہو گیا تو ہیلی کاپٹر فضا میں بلند ہو
گیا تھا اور مسلسل کئی گھنٹے سفر کر کے دارالحکومت پہنچ گیا تھا اور پھر
ایک عمارت کے ہیلی پیڈ پر اترنے لگا تھا۔ اس عمارت کی چھت پر
کمرے تھے جن میں تاریکی چھائی ہوئی تھی۔ اس وقت عمران کے ذہن
پر مسلسل جنگ کر کے تھکاوٹ طاری ہو چکی تھی جس کی وجہ سے وہ
ان تاریک کمروں میں کسی کی موجودگی کو محسوس نہیں کر پایا تھا اور
ہیلی کاپٹر کے نیچے آتے ہی اس نے ہیلی پیڈ پر چھلانگ لگا دی تھی۔ اس
نے جیسے ہی نیچے چھلانگ لگائی اسی لمحے تاریک کمرے روشنی میں
نہاتے چلے گئے تھے اور ان میں سے بے شمار مسلح افراد نے نکل کر
اسے گھیر لیا تھا اور اسے گھیرے میں دیکھ کر ہیلی کاپٹر دوبارہ اوپر اٹھ
گیا تھا جس میں پنڈت نارائن اور ریڈ ہاک دونوں موجود تھے۔ یعنی وہ
عمران کے ہاتھوں تباہ ہونے والے دونوں ہیلی کاپٹروں میں موجود
نہیں تھے۔ عمران ان دونوں کی طرف متوجہ تھا کہ اچانک اسے عقب
سے کھٹکے کی آواز سنائی دی تھی اس سے پہلے کہ وہ مڑتا اس کے سر پر
قیامت ٹوٹ چکی تھی اور دوسری ضرب نے اسے قطعی طور پر ہوش و
حواس سے بیگانہ کر دیا تھا۔ اس کے بعد اسے اب یہاں ہوش آیا تھا۔
وہ ایک تنگ اور سرد کمرہ تھا جو چاروں طرف سے بند نظر آ رہا تھا۔

جو کمرہ کم اور کوٹھڑی زیادہ لگتی تھی۔ یوں لگتا تھا جیسے سارے کا سارا
کمرہ لوہے کی موٹی چادروں سے بنا ہو۔ کمرے میں کوئی چیز موجود نہیں
تھی۔ نہ وہاں کوئی دروازہ تھا نہ کوئی کھڑکی یا روشن دان۔ لیکن اس
کے باوجود کمرہ روشن اور خاصا ہوادار تھا۔ روشنی چھت کے ایک
سوراخ سے اندر آ رہی تھی۔ عمران غور سے کمرے کی دیواروں کو
ٹھونک بجا کر دیکھنے لگا۔ پنڈت نارائن نے اسے نجانے کیوں اس
عجیب و غریب کمرے میں قید کیا تھا اور یہ کمرہ نجانے کس جگہ پر تھا۔
عمارت کی چھت دیکھتے ہی عمران کو اس بات کا تو اندازہ ہو گیا تھا
کہ وہ عمارت سیکرٹ سروس کا ہیڈ کوارٹر تھا مگر اس وقت وہ اسی
ہیڈ کوارٹر میں تھا یا اسے کسی اور جگہ رکھا گیا تھا اس کے بارے میں
عمران لاعلم تھا۔ عمران نے اپنی جیبیں دیکھیں تو مسکرا دیا۔ اس کی
تلاشی لے کر اس کی جیبوں سے ساری چیزیں نکال لی گئی تھیں۔ اس
کی گھڑی بھی اس کی کلائی پر موجود نہیں تھی۔ یہاں تک کہ اس کے
جوتے تک اتار لئے گئے تھے۔ عمران نے چہرے پر ہاتھ پھیرا تو اسے
صاف محسوس ہو گیا کہ اس کے چہرے پر سے میک اپ صاف کر دیا
گیا ہے۔ گویا وہ اس وقت اپنی اصل شکل میں تھا۔
اس کی شکل دیکھ لینے کے باوجود اسے زندہ چھوڑ دیا گیا تھا اس
بات پر تو واقعی عمران کو حیرت ہو رہی تھی۔ وہ پنڈت نارائن اور
ریڈ ہاک کی فطرت کو جانتا تھا وہ دونوں تو عام مجرموں کو بھی اپنے
سامنے پا کر اسے دوسرا سانس نہیں لینے دیتے تھے اور پھر عمران تو ان کا

سب سے بڑا حریف تھا پھر اسے اس طرح اب تک زندہ رکھنا عمران کو بڑا عجیب سا لگ رہا تھا۔ اس نے غور سے دیواروں اور پھر اس سوراخ کو دیکھنا شروع کر دیا جہاں سے روشنی اندر آ رہی تھی۔ وہاں ہائی پاور کا بلب نصب تھا۔ اس بلب کی ماہیت دیکھ کر عمران مسکرا دیا۔ اس بلب کے اندر ایک چھوٹا سا کیمرہ بھی تھا۔ اس کا مطلب تھا کہ اسے مسلسل مانیٹر کیا جا رہا تھا۔

" پنڈت نارائن کیا تم میری آواز سن رہے ہو"۔ عمران نے اچانک تیز آواز میں کہا۔

" اوہ، تمہیں ہوش آ گیا"۔ اچانک ایک چونکتی ہوئی آواز سنائی دی۔

" کیوں کیا میرے ہوش میں آنے پر تم نے پابندی لگا رکھی تھی"۔ عمران نے شوخ لہجے میں کہا۔

" بکو مت۔ اینٹی گیس کے بغیر تمہارا اس طرح ہوش میں آنا حیرت انگیز بات ہے۔ تمہیں تو میں نے خود طویل بے ہوشی کا انجکشن لگایا تھا۔ اس انجکشن کی وجہ سے تو تمہیں مزید چار پانچ گھنٹوں بعد ہوش آنا چاہئے تھا۔ مگر......" اس بھاری اور کھردری آواز نے کہا۔

" یار اگر تمہیں میرا ہوش میں آنا اتنا ہی برا لگ رہا ہے تو میں دوبارہ بے ہوش ہو جاتا ہوں۔ لیکن بے ہوش ہونے سے پہلے تم کم از کم مجھے اپنا نام تو بتا دو"۔ عمران نے کہا۔ اس بے چارے کو کیا معلوم تھا کہ عمران کس قدر قوت ارادی کا مالک ہے۔ طویل سے طویل

ترین بے ہوش کرنے والی دوا عمران کو زیادہ دیر بے ہوش نہیں رکھ سکتی تھی۔

" میرا نام مارڈی ہے۔ میں یہاں کا سیکورٹی انچارج ہوں"۔ اس آواز نے کہا تو عمران پر خیال انداز میں سر ہلانے لگا۔

" بہت خوبصورت نام ہے تمہارا۔ اپنے نام کی طرح یقینی طور پر تم بے حد خوبصورت ہو گی۔ مگر تمہاری آواز کچھ مردانہ سی نہیں ہے"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اس نے بڑی خوبصورتی سے مارڈی کو لڑکی بنا دیا تھا۔

" یو شٹ اپ نانسنس"۔ مارڈی نے گرج کر کہا تو عمران بری طرح سے سہم گیا جیسے وہ مارڈی کی گرجدار آواز سن کر بری طرح سے خوفزدہ ہو گیا ہو۔

" ارے باپ رے۔ تمہیں تو انگریزی بھی آتی ہے اور وہ بھی اس قدر گرجدار۔ مجھے ایسی انگریزی سے بڑا ڈر لگتا ہے"۔ عمران نے گھبرانے کی شاندار اداکاری کرتے ہوئے کہا۔

" تمہارا نام عمران ہے ناں"۔ سیکورٹی انچارج مارڈی نے اس کی بات کو نظر انداز کرتے ہوئے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

" نن، نہیں۔ میرا نام علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) ہے"۔ عمران نے اسی طرح سے سہمے ہوئے انداز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

" ہونہہ، پتہ نہیں چیف نے تم جیسے احمق کو اس قدر اہمیت

کیوں دے رکھی ہے کہ تمہیں ہارڈ روم میں بند کرنے کے باوجود مجھے مستقل تم پر نظر رکھنے کی ہدایات کر رکھی ہیں۔ تم تو پرلے درجے کے احمق، بے وقوف اور جوکر قسم کے انسان ہو"۔ مارڈی کی ایسی آواز سنائی دی جیسے یہ کہتے ہوئے اس نے برے برے منہ بنائے ہوں۔

"وہ تمہاری طرح عقلمند نہیں ہوگا"۔ عمران نے کہا۔

"کیا مطلب"۔ اس کی بات سن کر مارڈی نے چونک کر پوچھا۔

"یہی کہ وہ مجھے دنیا کا سب سے زیادہ خطرناک، طاقتور اور ذہین ترین انسان سمجھتا ہوگا۔ یہ اس کی بے وقوفی ہی ہے۔ تم نے پہلی نظر میں ہی مجھے پہچان لیا کہ میں پرلے درجے کا احمق، بے وقوف اور جوکر قسم کا انسان ہوں۔ یہ تمہاری ذہانت اور دور اندیشی کا منہ بولتا ثبوت نہیں ہے تو اور کیا ہے"۔ عمران نے احمقانہ لہجے میں کہا۔

دوسری طرف چند لمحوں کے لئے خاموشی چھا گئی وہ شاید عمران کی باتوں کو سمجھنے کی کوشش کر رہا تھا۔ عمران نے بڑے گہرے انداز میں اس پر چوٹ کی تھی۔ جو شاید مارڈی کے موٹے دماغ میں نہیں آئی تھی۔

"کیا تم پاکیشیائی ایجنٹ ہو"۔ چند لمحوں بعد مارڈی کی آواز عمران کو دوبارہ سنائی دی۔

"پاکیشیائی ایجنٹ۔ ارے توبہ کرو توبہ۔ کیا کہہ رہے ہو میرے جیسا سیدھا سادہ اور معصوم سا انسان کیا تمہیں پاکیشیائی ایجنٹ دکھائی دیتا ہے"۔ عمران نے بوکھلائے ہوئے انداز میں دونوں کانوں

کو ہاتھ لگاتے ہوئے کہا۔ جیسے پاکیشیائی ایجنٹ ہونا اس کے نزدیک سب سے بڑا گناہ ہو۔

"مگر تمہیں جس انداز میں گرفتار کیا گیا تھا اور چیف تو خود کہہ رہا تھا کہ تم پاکیشیا کے سب سے خطرناک اور شیطان ترین ایجنٹ ہو"۔ مارڈی کی حیرت بھری آواز سنائی دی۔

"ارے، وہ مذاق کر رہا ہوگا۔ اصل میں پنڈت نارائن اور میری بہت پرانی دشمنی چل رہی ہے ناں۔ اپنی دشمنی کا بدلہ لینے کے لئے اس نے مجھے یہاں یعنی اپنے ہیڈ کوارٹر میں قید کیا ہے اور مجھے خواہ مخواہ پاکیشیائی ایجنٹ بنا کر موت کے گھاٹ اتارنا چاہتا ہے"۔ عمران نے کہا۔

"کیسی دشمنی"۔ مارڈی نے چونک کر پوچھا۔ عمران کی ہیڈ کوارٹر کے بارے میں بات پر مارڈی نے کسی قسم کا کوئی ردعمل ظاہر نہیں کیا تھا اس سے عمران کو یقین ہو گیا کہ وہ واقعی کافرستانی سیکرٹ سروس کے ہیڈ کوارٹر میں ہی موجود ہے۔

"ارے یار کیا بتاؤں۔ اس کی ہونے والی جورو ہے ناں وہ کیا نام ہے اس کا وہ۔ وہ........" عمران نے جیسے اپنے ذہن پر زور دیتے ہوئے کہا۔

"مادام شیکھا"۔ مارڈی نے فوراً کہا جیسے اس نے عمران کی بہت بڑی مشکل حل کر دی ہو۔

"ہاں۔ ہاں وہی"۔ عمران نے خوش ہو کر کہا۔

"کیوں کیا ہوا اوام شیکھا کو۔ پنڈت نارائن، میرا مطلب ہے وہ تو چیف پر جان چھڑکتی ہے مگر پنڈت نارائن ہی اسے گھاس نہیں ڈالتا"۔ ہاڈری نے کہا۔

"وہ اس لئے کہ........" عمران کچھ کہنے ہی لگا تھا کہ اچانک تیز سیٹی کی آواز سنائی دی۔

"اوہ چیف کی کال آرہی ہے شاید"۔ ہاڈری کی چونکتی ہوئی آواز سنائی دی۔ پھر عمران کو مختلف بٹن پریس کرنے کی آواز سنائی دی۔

"ہیلو، ہیلو پنڈت نارائن کالنگ۔ ہیلو۔ ہیلو اوور"۔ کمرے میں پنڈت نارائن کی کرخت آواز سنائی دی۔ مارڈی شاید عمران کے کمرے والا مائیک آف کرنا بھول گیا تھا۔ اس لئے عمران کو ٹرانسمیٹر پر پنڈت نارائن کی آواز صاف سنائی دے رہی تھی۔

"مارڈی سپیکنگ۔ اوور"۔ مارڈی نے جلدی سے اور نہایت مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"میں نے جو مجرم تمہارے سپرد کیا تھا اسے ہوش تو نہیں آیا اب تک۔ اوور"۔ پنڈت نارائن نے انتہائی سخت لہجے میں پوچھا۔

"اوہ، اس بے وقوف انسان کو حیرت انگیز طور پر ہوش آگیا ہے چیف۔ میں نے اسے رائیکم انجکشن دیا تھا جس سے طاقتور سے طاقتور انسان بھی سات آٹھ گھنٹوں سے پہلے ہوش میں نہیں آسکتا تھا مگر وہ دو گھنٹے بعد ہی ہوش میں آگیا تھا۔ اوور"۔ مارڈی نے جلدی سے کہا تو عمران کے لبوں پر بے اختیار مسکراہٹ آگئی۔

"اوہ نانسنس۔ میں نے تمہیں حکم دیا تھا کہ اس پر مسلسل نظر رکھنا اور وہ جیسے ہی ہوش میں آتا نظر آئے اسے دوبارہ بے ہوش کر دینا۔ کہاں ہے وہ اس وقت اور کس پوزیشن میں ہے۔ اوور"۔ پنڈت نارائن نے دھاڑتے ہوئے کہا۔

"وہ، وہ چیف ہارڈ روم میں ہی ہے۔ اور، اور وہ اس وقت پوری طرح سے ہوش میں ہے۔ اوور"۔ مارڈی نے بے حد گھبراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"یو بلڈی فول۔ باسٹرڈ۔ وہ ہوش میں ہے اور تم۔ ہونہہ، جلدی کرو ہارڈ روم میں سٹائم گیس فائر کر کے اسے بے ہوش کر دو۔ اگر وہ ہوش میں رہا تو وہ تمہارے ساتھ ساتھ سارے ہیڈ کوارٹر کو برباد کر کے رکھ دے گا۔ اوور"۔ پنڈت نارائن نے غصے سے چیختے ہوئے کہا۔

"یس۔ یس سر۔ مم، میں ابھی اسے بے ہوش کر دیتا ہوں چیف۔ اوور"۔ مارڈی نے خوف بھرے لہجے میں کہا اور پھر عمران کو کسی مشین کے چلنے اور بٹن پریس کرنے کی آوازیں سنائی دینے لگیں۔ اسی لمحے جہاں عمران موجود تھا اس کمرے کی دیواروں میں کئی خانے کھل گئے اور ان خانوں سے چھوٹی چھوٹی نالیاں نکل کر اندر آگئیں۔

"ارے، یہ کیا ہے"۔ عمران نے جان بوجھ کر چونکنے کی اداکاری کرتے ہوئے کہا۔ وہ مارڈی پر یہ ظاہر کرنا چاہتا تھا کہ وہ اس کی اور پنڈت نارائن کے درمیان ہونے والی باتیں نہیں سن رہا۔ اسی لمحے

نالیوں سے زرد رنگ کا دھواں اندر آنے لگا اور عمران نے جلدی سے اپنا سانس بند کر لیا۔ دیکھتے ہی دیکھتے سارا کمرہ زرد رنگ کے دھویں سے بھر گیا اور عمران زمین پر یوں لیٹ گیا جیسے وہ اس دھویں سے واقعی بے ہوش ہو گیا ہو۔ چند لمحے کمرے میں دھواں بھرا رہا پھر انہی نالیوں نے دھواں واپس کھینچنا شروع کر دیا جن سے دھواں نکلا تھا۔

" وہ بے ہوش ہو گیا ہے چیف۔ اوور"۔ مارڈی نے ٹرانسمیٹر پر پنڈت نارائن کو بتاتے ہوئے کہا۔

" ہونہہ، اسے مزید تین گھنٹوں تک ہوش میں نہیں آنا چاہئے۔ میں اس کے ساتھیوں کی تلاش میں ہوں۔ جیسے ہی اس کے دوسرے ساتھی میرے ہاتھ آئیں گے پھر میں ان سب کو ایک ساتھ ہلاک کروں گا۔ اوور"۔ پنڈت نارائن کی غراتی ہوئی آواز سنائی دی تو عمران ایک بار پھر مسکرا دیا۔ اب اسے سمجھ آ گیا تھا کہ پنڈت نارائن نے اسے زندہ کیوں رکھا ہوا ہے۔ عمران کا ہاتھ اپنے لباس میں تھا جو غیر محسوس طریقے سے خفیہ جیبوں میں پہنچ گیا تھا اور عمران نے لباس کی ایک خفیہ جیب سے ایک نہایت باریک پنسل جیسا آلہ نکال کر ہاتھ میں لے لیا۔ پنڈت نارائن، مارڈی کو ہدایات دیتا رہا پھر اس نے اوور اینڈ آل کہہ کر ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔ عمران نے لباس کے اندر سے ہی اس پنسل نما آلے کا سرا باہر نکالا اور اسے ہلکا سا دبا دیا۔ پنسل نما آلے کے سرے سے ایک باریک سی روشنی کی لہر نکلی اور سیدھی اسی تیز پاور والے بلب سے جا ٹکرائی۔ ایک جھماکا سا ہوا اور کمرے میں

اچانک گہری تاریکی چھا گئی۔

" ارے، یہ کیا ہوا۔ یہ سکرین کیوں آف ہو گئی۔ اوہ اب میں اس خطرناک مجرم پر کیسے نظر رکھ سکوں گا۔ چیف نے تو کہا تھا کہ مجھے اس پر سے ایک لمحے کے لئے بھی نظر نہیں ہٹانی"۔ مارڈی کی پریشان زدہ آواز سنائی دی۔

کمرے میں تاریکی پھیلتے ہی عمران جلدی سے اٹھ کھڑا ہوا تھا۔ اس نے پنسل جیسے باریک آلے کو نکال کر ہاتھ میں لے لیا تھا۔ اس نے جلدی سے دوسری خفیہ جیب میں ہاتھ ڈال کر ایک چھوٹی سی ڈبیہ نکالی اور اس کے سرے کو دبایا تو ڈبیہ روشن ہو کر کھلتی چلی گئی۔ اس کے ایک حصے پر کیلکولیٹر جیسے بٹن تھے اور دوسرے حصے پر ایک چھوٹی سی سکرین تھی جو نیلے رنگ کی تھی۔ عمران نے آگے بڑھ کر اس ڈبیہ کو ایک دیوار کے ساتھ لگا دیا اور ایک بٹن دبایا تو نیلی سکرین پر مختلف نمبر چلنے لگے اور ڈبیہ سے ایک باریک برمے نما سوئی نکل کر فولادی دیوار میں گھستی چلی گئی۔ عمران چند بٹن پریس کرنے لگا تو سکرین پر اچانک ایک راہداری کا منظر ابھر آیا۔ راہداری بے حد طویل تھی اور خالی تھی۔ البتہ سامنے اور دائیں بائیں اسے کئی کمروں کے بند دروازے ضرور نظر آ رہے تھے۔

عمران نے اثبات میں سر ہلایا اور پنسل نما آلے کا رخ دیوار کی جانب کر کے اس پر لگا ہوا ایک دوسرا بٹن دبایا تو آلے کے سرے سے سرخ رنگ کی لیزر لائٹ سی نکل کر اس دیوار پر پڑنے لگی۔ لیزر لائٹ

بے حد باریک تھی مگر جس جگہ فولادی دیوار پر پڑ رہی تھی وہاں سے ہلکا ہلکا دھواں سا نکلنے لگا تھا۔ عمران کیلکولیٹر نما آلہ دیوار سے ہٹا کر جیب میں ڈالتا ہوا پیچھے ہٹا اور پنسل نما آلے سے لیزر لائٹ مسلسل فولادی دیوار پر ڈالتے ہوئے اسے گھمانے لگا۔ دیوار پر جہاں جہاں لائٹ پڑ رہی تھی وہاں ایک سیاہ رنگ کی لکیر سی بنتی جا رہی تھی۔ عمران ہاتھ کو مسلسل دائرے میں حرکت دے رہا تھا اور دیوار پر بننے والی سیاہ لکیر پھیلتی ہوئی ایک سرے سے دوسرے سرے تک آکر آپس میں مل گئی۔ عمران آگے بڑھا اور اس نے سیاہ لکیر کے درمیان والے حصے پر اچانک زوردار لات ماری۔ ایک دھماکہ ہوا اور فولادی چادر کا ایک بہت بڑا ٹکڑا الگ ہو کر دوسری طرف جا گرا اور کمرہ راہداری میں پھیلی ہوئی روشنی سے نہا گیا۔ راہداری بدستور خالی تھی۔ عمران نے ایک لمحہ ضائع کئے بغیر فولادی کمرے سے باہر چھلانگ لگا دی اور نہایت تیزی سے سامنے کی جانب دوڑتا چلا گیا اور پھر ایک کمرے کے دروازے کے قریب پہنچ کر وہ رک گیا اور دیوار کے ساتھ لگ کر کھڑا ہو گیا۔

عمران جانتا تھا کہ وہ اس وقت کافرستانی سیکرٹ سروس کے ہیڈ کوارٹر میں موجود ہے جس کے ہر حصے کو خفیہ کیمروں سے دیکھا جا رہا ہو گا اور سیکورٹی انچارج مارڈی نے اسے یقیناً راہداری میں آتے دیکھ لیا ہو گا کیونکہ وہ جیسے ہی راہداری میں آکر دروازے کی سائیڈ کے ساتھ لگا تھا اسی وقت جیسے ساری بلڈنگ تیز سائرن سے گونج اٹھی

تھی۔ اس سے پہلے کہ کوئی اس طرف آتا عمران نے جلدی سے اس دروازے کے ہینڈل کو پکڑ کر دباؤ ڈالا تو دروازہ کھلتا چلا گیا۔ عمران بجلی کی سی تیزی سے کمرے میں گھس گیا۔ سامنے ایک گن مین کھڑا تھا جو سائرن کی آواز سن کر میز پر پڑی ہوئی گن اٹھا کر دروازے کی طرف مڑا ہی تھا کہ عمران کمرے میں داخل ہو گیا۔ عمران کو اس طرح کمرے میں داخل ہوتے دیکھ کر اس نے گن سیدھی کی ہی تھی کہ عمران کے ہاتھ میں موجود پنسل نما آلے سے لیزر لائٹ نکل کر عین اس کی پیشانی سے جا ٹکرائی۔ دھواں سا اٹھا اور لیزر لائٹ اس شخص کے سر کے پچھلے حصے سے نکل کر پیچھے دیوار پر پڑنے لگی۔ گن مین حلق سے کوئی آواز نکالے بغیر الٹ کر گر پڑا تھا۔ اس کی پیشانی میں سوراخ ہو گیا تھا۔ اسی وقت عمران کو باہر دوڑتے ہوئے قدموں کی آوازیں سنائی دینے لگیں۔

عمران نے تیزی سے لپک کر گن مین کی گن اٹھائی اور بجلی کی سی تیزی سے دروازے کے ساتھ لگ کر کھڑا ہو گیا۔ اسی لمحے دوڑتے ہوئے قدموں کی آوازیں عین اس کمرے کے دروازے پر آکر رک گئیں جس میں عمران موجود تھا۔

"اپنے ہاتھ اٹھا کر کمرے سے باہر نکل آؤ ورنہ ہم تمہیں اسی کمرے میں بھون کر رکھ دیں گے"۔ باہر سے ایک چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔

"تم لوگ سر پر پاؤں رکھ کر بھاگ جاؤ ورنہ میں تم سب کو جہنم واصل کر دوں گا"۔ عمران نے جواباً اسی کے انداز میں کہا۔ اسی لمحے

تڑتڑاہٹ ہوئی اور کمرے کے دروازے میں بے شمار سوراخ بنتے چلے
گئے۔ عمران نے جیب سے وہی کیلکولیٹر نما آلہ نکالا اور اسے کھول کر
دیوار سے چپکا دیا۔ آلے سے باریک سوئی نکل کر دیوار میں گھس گئی
اور اس پر لگی ہوئی سکرین روشن ہو گئی۔ جس میں راہداری کا منظر ابھر
آیا تھا۔ سامنے دیوار کے ساتھ گن بردار شخص کھڑے تھے جن کے
ہاتھوں میں مشین پسٹل تھے۔ عمران نے ان کی پوزیشنیں چیک کیں
اور آلے کو دیوار سے اتار کر جیب میں ڈال لیا۔

" کیا تم زندہ ہو"۔ باہر سے پوچھا گیا۔ ساتھ ہی ایک بار پھر
دروازے پر گولیاں برسائی گئیں۔

" نہیں مر چکا ہوں"۔ عمران نے کہا اور ساتھ ہی اس نے گن کا
منہ دروازے کی طرف کیا اور یکلخت اس نے ٹریگر دبا دیا۔ گن کی نال
سے تڑتڑاہٹ کی آواز کے ساتھ شعلے نکلے اور راہداری انسانی چیخوں سے
گونج اٹھی۔ عمران چھلانگ لگا کر دوسری دیوار کی سائیڈ پر آیا اور اس
نے ایک بار پھر ان پوزیشنوں پر فائرنگ شروع کر دی جہاں گن بردار
موجود تھے۔ باہر سے ایک بار پھر چیخیں بلند ہوئیں اور پھر یکلخت وہاں
خاموشی چھا گئی۔ تب عمران تیزی سے دروازہ کھول کر ایک جھٹکے سے
باہر نکل آیا۔ اس نے یکلخت زمین پر لوٹنی لگائی تھی اور چکنے فرش پر
تقریباً گھسٹتا چلا گیا تھا۔ ساتھ ہی اس کی گن گھومی اور دوسری طرف
موجود دو گن برداروں پر اس نے شعلے اگل دیئے جو پیچھے ہٹنے کی
کوشش کر رہے تھے۔ وہ بری طرح سے چیختے ہوئے زمین پر گرے اور

ساکت ہوتے چلے گئے۔

عمران نے آگے بڑھ کر دوسرے ہاتھ سے ایک اور مشین پسٹل
اٹھایا اور بڑے اطمینان بھرے انداز میں دوسرے دروازے کی جانب
بڑھ گیا۔ راہداری میں تیز روشنی ہو رہی تھی۔ عمران نے پہلے جیسے
ایک بلب کو دیکھ کر اس پر فائرنگ کر دی۔ بلب ایک دھماکے سے
ٹوٹ گیا۔ اس بلب میں بھی کیمرہ چھپا ہوا تھا۔ عمران نے اس
کیمرے کو توڑ کر مارڈی کے پاس نظر آنے والے مانیٹر پر سے اس
راہداری کا منظر غائب کر دیا تھا اور پھر عمران دونوں ہاتھوں میں گنیں
لئے راہداری میں موجود ہر کمرے میں گھومنے لگا۔ اس کے سامنے جو آرہا
تھا عمران بے دریغ اسے ہلاک کرتا جا رہا تھا۔ سامنے موجود آخری
کمرے کے قریب جا کر وہ رک گیا۔ اس کمرے کے دروازے کی سائیڈ
پر کمپیوٹر سسٹم نصب تھا۔ عمران نے فائرنگ کر کے اس سسٹم کو ہی
اڑا دیا تھا۔ جیسے ہی کمپیوٹر سسٹم تباہ ہوا سامنے موجود کمرے کا فولادی
دروازہ خود بخود کھلتا چلا گیا۔ جیسے ہی دروازہ کھلا عمران بجلی کی سی تیزی
سے چھلانگ لگا کر سائیڈ میں ہو گیا۔ دروازہ کھلتے ہی اندر سے یکلخت
گولیوں کی بوچھاڑ ہونا شروع ہو گئی تھیں۔ عمران اگر بروقت چھلانگ
لگا کر دیوار کی سائیڈ میں نہ ہو جاتا تو سامنے سے آنے والی گولیاں یقیناً
اس کے جسم کو مکھیوں کا چھتہ بنا ڈالتیں۔

اندر سے مسلسل فائرنگ ہو رہی تھی۔ عمران زمین پر جھک گیا
اور اس نے زمین پر کمر کے بل لیٹتے ہوئے پیروں سے خود کو زوردار

جھٹکا دیا تو وہ فرش پر گھسٹتا ہوا اس کمرے کے دروازے کے سامنے سے گزرتا ہوا دوسری طرف آ گیا۔ دروازے کے سامنے سے گزرتے ہوئے اس نے دونوں ہاتھوں میں موجود مشین پسٹلوں کے ٹریگر دبا دیئے تھے۔ اندر تیز چیخوں کی آواز کے ساتھ یکلخت فائرنگ رک گئی۔ گن بردار شاید بالکل سامنے کھڑے فائرنگ کر رہے تھے۔ وہ چند لمحے اندر کی سن گن لیتا رہا پھر یکلخت دروازے کے سامنے آکر اندر مسلسل فائرنگ کرنے لگا اور پھر بجلی کی سی تیزی سے اندر گھس گیا۔ اس کی انگلیاں مسلسل ٹریگر پر دبی ہوئی تھیں اور گنوں کی نالوں سے مسلسل شعلے نکل رہے تھے اور کمرے میں موجود مشینری، مانیٹر اور دوسری چیزوں کے ٹوٹنے پھوٹنے کی آوازوں کے ساتھ انسانوں کی بھی دردناک چیخیں گونج رہی تھیں۔

وہ ہال نما ایک وسیع و عریض کمرہ تھا جس میں سارے ہیڈ کوارٹر کو چیک کرنے کے لئے ٹی وی سکرینیں لگی ہوئی تھیں اور وہاں کئی بڑی بڑی مشینیں بھی موجود تھیں۔ وہ کمرہ ایک لحاظ سے ہیڈ کوارٹر کا کنٹرول روم تھا۔ جس میں بیس پچیس افراد کام کر رہے تھے جنہیں عمران نے ہلاک کرنا شروع کر دیا تھا اور پھر اس نے ایک گن بردار کی گری ہوئی ہیوی مشین گن اٹھائی اور اس سے کنٹرول روم کی تمام مشینوں اور ٹی وی سکرینوں کو تباہ کرنا شروع ہو گیا۔ سارے کا سارا کمرہ انسانی لاشوں، ٹوٹی پھوٹی مشینوں اور شیشے کی کرچیوں سے بھر گیا تھا۔ عمران نے وہاں موجود کسی ایک کو بھی زندہ نہیں چھوڑا تھا۔

کنٹرول روم تباہ کر کے عمران وہاں موجود ایک کھلے ہوئے راستے سے تہہ خانے میں پہنچ گیا جہاں ہر قسم کے اسلحے کی پیٹیاں بھری ہوئی تھیں۔ عمران وہاں اتنے زیادہ اسلحے کو دیکھ کر حیران رہ گیا تھا۔ وہاں اسلحے کو نجانے کس مقصد کے لئے اسٹور کیا گیا تھا۔ عمران چند لمحے سوچتا رہا پھر اس نے مشین گن کے دستے سے ان پیٹیوں کے ڈھکنوں کو توڑنا شروع کر دیا۔ ایک پیٹی میں اسے اس کی مطلب کی چیز مل گئی۔ اس پیٹی میں ٹائم بم تھے۔ عمران نے چار ٹائم بم اٹھائے۔ انہیں آن کر کے اس نے ان بموں پر آدھے گھنٹے کا ٹائم سیٹ کیا اور پھر انہیں مختلف جگہوں پر ایڈجسٹ کر کے تہہ خانے سے باہر نکلتا چلا گیا۔

کنٹرول روم سے ملحقہ وہ ایک دوسرے کمرے میں آیا تو اس کمرے کی ماہیت دیکھ کر اسے سمجھنے میں دیر نہ لگی کہ وہ پنڈت نارائن یعنی سیکرٹ سروس کے چیف کا خصوصی آفس تھا۔ عام آفس شاید دوسری جگہ تھا۔ اس آفس میں تین الماریاں تھیں۔ عمران نے مشین پسٹل سے فائر کر کے ان کے لاک توڑے اور ان الماریوں کو کھول کھول کر دیکھنے لگا۔ ایک الماری میں دفتری سامان بھرا ہوا تھا۔ دوسری الماری میں ہتھیار تھے اور تیسرے الماری بے شمار فائلوں سے بھری ہوئی تھی۔ عمران جلدی جلدی ان فائلوں کو نکال نکال کر ان پر لکھی ہوئی تحریریں دیکھتے ہوئے انہیں نیچے پھینکنے لگا۔ مگر اسے جس فائل کی تلاش تھی وہ اس الماری میں اسے نہ مل رہی تھی۔ عمران اس الماری

سے ہٹ کر غور سے کمرے کا جائزہ لینے لگا۔ پھر اس کی نظریں میز پر ٹک
گئیں جس کی بناوٹ عجیب طرز کی تھی۔ یوں لگتا تھا جیسے اس میز کو
خاص طور پر دوہرا بنایا گیا ہو۔ عمران آگے بڑھ کر میز کو ٹھونک بجا کر
دیکھنے لگا۔ میز واقعی اندر سے کھوکھلی تھی۔ عمران نے ایک بار پھر
مشین گن اٹھائی اور پھر اس کا دستہ مار مار کر اس میز کا ایک حصہ
توڑنے لگا اور پھر واقعی اس کے سامنے میز کے درمیانی حصے میں ایک
خفیہ خانہ مل گیا جس میں تین فائلیں موجود تھیں۔ عمران نے ان
فائلوں کو اٹھایا۔ ایک فائل پر اس کا اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کا نام
لکھا ہوا تھا۔ دوسری فائل پنڈت نارائن کی اپنی تھی۔ تیسری فائل کو
دیکھ کر عمران چونک پڑا۔ اس پر جلی حروف میں ایرو ایئر کرافٹس لکھا
ہوا تھا۔ اس فائل کو دیکھتے ہی عمران کی آنکھوں میں بے پناہ چمک آ
گئی۔ اس نے جلدی سے اس فائل کو کھولا۔ فائل میں صرف دو ٹائپ
شدہ کاغذ لگے تھے۔ عمران نے اس پر لکھی تحریر پڑھی اور پھر اس نے
مسکراتے ہوئے تینوں فائلوں کو موڑ کر اپنے لباس میں چھپا لیا۔ اس
نے میز کی ایک دراز کھولی تو اس میں عمران کو اپنا پرس، کاغذات اور
اپنی ریسٹ واچ نظر آئی۔ عمران نے ریسٹ واچ اٹھا کر پہن لی اور
دوسری چیزوں کو اپنی جیبوں میں منتقل کرنے لگا۔

تمام چیزوں کو جیب میں رکھ کر اس نے ریسٹ واچ دیکھی۔ ٹائم
بم پھٹنے میں بیس منٹ کا وقت باقی تھا۔ عمران نے ہیلی کاپٹر سے
اترتے ہوئے اس عمارت کی وسعت دیکھی تھی وہاں سے باہر جانے

والے راستے کے بارے میں اسے کچھ علم نہ تھا۔ لیکن بہرحال اسے باہر
تو نکلنا ہی تھا۔ وہ دفتر سے نکلنے ہی لگا تھا کہ اچانک باہر اسے بے شمار
دوڑتے ہوئے قدموں کی آوازیں سنائی دیں تو وہ چونک اٹھا۔ وہ
برق رفتاری سے آگے بڑھا اور اس نے جلدی سے کمرے کا دروازہ بند
کر کے اسے اندر سے لاک لگا دیا۔

کنٹرول روم میں بھاری جوتوں کی اور بے شمار لوگوں کے بولنے
کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔ شاید دوسرے فلورز پر موجود گارڈز
یہاں ہونے والی خطرناک صورتحال کے تحت فوری طور پر وہاں پہنچ
گئے تھے۔ جن کی تعداد نجانے کتنی تھی۔ عمران کی نظریں تیزی سے
کمرے کا طواف کرنے لگیں۔ پھر ایک کھلی ہوئی الماری پر نظر پڑتے ہی
اس کی آنکھوں میں بے پناہ چمک آ گئی۔ اس الماری میں دفتری سامان
بھرا ہوا تھا جبکہ اس کا ایک خانہ بالکل خالی تھا اور اس خانے میں
سامنے لگا ہوا ایک سبز رنگ کا بٹن صاف نظر آ رہا تھا۔ عمران آگے بڑھا
اور اس نے جلدی سے اس بٹن کو پریس کر دیا۔ الماری کو ایک جھٹکا
لگا اور وہ اچانک اپنی جگہ سے دائیں طرف کھسکتی چلی گئی اور اس کے
عقب میں موجود ایک دروازہ سامنے آ گیا۔ عمران نے آگے بڑھ کر اس
دروازے کا ہینڈل گھمایا تو دروازہ کھلتا چلا گیا۔ سامنے ایک سرنگ نما
طویل راہداری تھی۔ سیکرٹ سروس کا ہیڈ کوارٹر ہو اور وہاں کوئی
خفیہ راستہ نہ ہو یہ کیسے ممکن تھا۔ عمران جلدی سے اس سرنگ نما
راستے میں داخل ہو گیا۔ وہ دروازہ بند کر کے جیسے ہی آگے بڑھا اسے

گڑگڑاہٹ کی آواز سنائی دی۔ جس کا مطلب تھا کہ الماری آٹومیٹک انداز میں واپس اپنی جگہ پر آگئی تھی۔ بہرحال عمران کو خفیہ راستہ مل گیا تھا۔ وہ سیکرٹ سروس کے ہیڈ کوارٹر میں ٹائم بم فکسڈ کر آیا تھا۔ اس لئے اس کا وہاں سے جلد سے جلد نکل جانا ہی بہتر تھا۔

اس طویل راستے پر دوڑتے ہوئے وہ اس کے آخری سرے پر پہنچ گیا۔ وہاں بھی ایک دروازہ تھا۔ جس پر لاک لگا ہوا تھا۔ عمران نے لاک ہٹا کر دروازہ کھولا تو اسے سیڑھیاں اوپر جاتی ہوئیں دکھائی دیں۔ وہ تیزی سے ان سیڑھیوں پر چڑھتا چلا گیا۔

سیڑھیوں کا اختتام ایک لمبے چوڑے گیراج پر ہوا تھا۔ گیراج میں سوائے ایک عام ماڈل کی کار کے اور کچھ نہیں تھا۔ عمران گنیں ہاتھ میں لئے احتیاط سے ہر طرف دیکھتا ہوا کار کی طرف بڑھ گیا۔

کار کے دروازے کھلے ہوئے تھے لیکن اس کے اگنیشن میں چابی موجود نہیں تھی۔ عمران نے ڈیش بورڈ کے نیچے ہاتھ ڈال کر ایک جھٹکے سے اگنیشن کی تاریں توڑ دیں اور پھر ان تاروں کو اس نے جب آپس میں جوڑا تو کار یکلخت اسٹارٹ ہو گئی۔ عمران نے جلدی سے کار کا ڈرائیونگ وہیل سنبھال لیا۔ دوسرے ہی لمحے کار نہایت تیزی سے سامنے موجود آہنی گیٹ کی طرف بڑھتی چلی گئی۔

آہنی گیٹ کی سائیڈ کی دیوار پر گیٹ کھولنے والا بٹن لگا ہوا تھا۔ عمران نے کار کی کھڑکی سے گن نکال کر اس بٹن پر فائر کر دیا۔ گولی ٹھیک اس آٹومیٹک گیٹ کھولنے والے بٹن پر پڑی تھی۔ گڑگڑاہٹ

کی آواز کے ساتھ گیٹ خود بخود کھلتا چلا گیا اور عمران کار روکے بغیر اسے تیزی سے باہر نکال لے گیا۔ ذیلی سڑک سے ہوتا ہوا وہ دو تین گلیوں میں گھسا اور پھر مین روڈ پر آگیا اور پھر اس کی کار مین روڈ پر نہایت تیزی سے دوڑتی چلی گئی۔ ابھی وہ تھوڑی ہی دور گیا ہوگا کہ اچانک دور زوردار گڑگڑاہٹ کی آوازیں سنائی دینے لگی اور پھر جیسے سارا دارالحکومت خوفناک دھماکوں سے گونج اٹھا۔

ان دھماکوں کو سن کر عمران کے ہونٹوں پر ایک زہرانگیز مسکراہٹ آگئی تھی۔ اس نے تہہ خانے میں جو ٹائم بم فکس کئے تھے انہوں نے اپنا کام کر دکھایا تھا اور ان بموں کے ساتھ تہہ خانے میں موجود دوسرا اسلحہ بھی پھٹ پڑا تھا جس کے خوفناک دھماکوں سے سارا دارالحکومت لرز رہا تھا۔

پنڈت نارائن بے حد خوش تھا۔ اس نے عمران جیسے چالاک اور ہوشیار انسان کو پکڑ کر واقعی ایک ناقابل یقین اور حیرت انگیز کارنامہ سرانجام دیا تھا۔ عمران نے جب ہیلی کاپٹر کی جانب دوڑتے ہوئے چھلانگ لگائی تھی تو پنڈت نارائن اور ریڈہاک کو یہی محسوس ہوا تھا جیسے عمران ان کے ہیلی کاپٹر پر چڑھ آیا ہے۔ پائلٹ نے جلدی سے ہیلی کاپٹر کو اوپر اٹھایا اور آگے جا کر تیزی سے مڑ کر اس طرف بے دریغ فائرنگ کرنے اور میزائل برسانے شروع کر دیئے تھے جس طرف اس کے خیال کے مطابق عمران نے اپنی جان بچانے کے لئے چھلانگ لگائی تھی۔

"کیا کر رہے ہو نانسنس۔ کیوں بلاوجہ ایمونیشن ضائع کر رہے ہو۔ وہ ہیلی پیڈ پر ہے تم کس پر فائرنگ کر رہے ہو"۔ پنڈت نارائن

نے پائلٹ سے چیختے ہوئے کہا تو ریڈہاک نے کھڑکی سے سر نکال کر دیکھا واقعی عمران ایک پیڈ سے چمٹا ہوا اوپر اٹھنے کی کوشش کر رہا تھا۔ ریڈہاک کے تصدیق کرنے پر پنڈت نارائن نے پائلٹ کو ہیلی کاپٹر زیادہ سے زیادہ بلندی پر لے جانے کا حکم دیا تھا۔ جب ہیلی کاپٹر انتہائی بلندی پر آگیا اور پنڈت نارائن کو یقین ہو گیا کہ عمران اس بلندی سے نیچے چھلانگ نہیں لگا سکتا تو اس نے پائلٹ کو ہیلی کاپٹر دارالحکومت اپنے ہیڈ کوارٹر لے جانے کا حکم دے دیا اور ہیلی کاپٹر نہایت تیزی سے دارالحکومت کی جانب اڑتا چلا گیا۔

پنڈت نارائن نے ٹرانسمیٹر پر ہیڈ کوارٹر رابطہ کر کے وہاں عمران کو گرفت میں لینے کے احکامات دینے شروع کر دیئے اور پھر اس کی عین پلاننگ کے تحت عمران آسانی سے ان کے قابو میں آگیا۔

عمران جب بے ہوش ہوا تو گن برداروں نے اسے اچھی طرح رسیوں سے جکڑ لیا اور پھر وہ عمران کو اٹھا کر پنڈت نارائن کے حکم سے نیچے لے گئے اور اسے رسیوں سے آزاد کر کے ایک فولادی کمرے میں بند کر دیا گیا جسے وہ ہارڈ روم کہتے تھے۔ عمران کی تلاشی لے کر اس کی جیبوں سے اس کی تمام چیزیں نکال لی گئی تھیں۔ یہاں تک کہ اس کی کلائی سے ریسٹ واچ اور پیروں سے جوتے بھی اتار لئے گئے تھے اور اس کا میک اپ بھی صاف کر دیا گیا تھا۔

"یہ کیا باس۔ عمران کو آپ زندہ کیوں چھوڑ رہے ہیں۔ اس کا اصل چہرہ ہمارے سامنے آ چکا ہے اس جیسے شیطان اور خطرناک حد

تک تیز دماغ رکھنے والے انسان کو موقع دینا ہمارے لئے بے حد نقصان دہ ثابت ہو سکتا ہے"۔ریڈہاک نے پنڈت نارائن سے کہا۔

" نہیں زیرو سیون۔میں عمران کو آسان موت مار کر میں اس کی مشکلیں آسان نہیں کروں گا۔ابھی یہ اکیلا ہمارے ہاتھ لگا ہے۔جبکہ مجھے اطلاع ملی تھی کہ یہ اپنی پوری ٹیم کے ساتھ کافرستان پہنچ رہا ہے۔ یہ میدان میں اکیلا تھا اس کا مطلب ہے کہ اس نے اپنے ساتھیوں کو پہلے ہی کہیں ڈراپ کر دیا ہے۔مگر وہ اپنے ساتھیوں کو کہاں ڈراپ کر سکتا ہے ہمیں اس کا پتہ لگانا ہے"۔پنڈت نارائن نے کہا۔اس وقت وہ ہیلی کاپٹر میں ہی تھے اور ان کا ہیلی کاپٹر واپس ناگری کی طرف جا رہا تھا۔

" شنگانا جنگل۔عمران نے یقینی طور پر اپنے ساتھیوں کو شنگانا جنگل میں ہی ڈراپ کیا ہو گا اور پھر وہ ایئرپورٹ پر تباہی مچانے کے لئے اکیلا ہی اس میدان میں آ گیا ہو گا"۔ریڈہاک نے کہا تو پنڈت نارائن اثبات میں سر ہلانے لگا۔

" اگر اس نے اپنے ساتھیوں کو شنگانا جنگل میں اتارا ہے تو پھر کوئی مسئلہ نہیں ہے۔میں نے بلیک سیکشن کو اس طرف بھیج دیا ہے۔بلیک سیکشن کا انچارج میجر ہارش کسی بھی طرح انہیں اس جنگل سے نہیں نکلنے دے گا"۔پنڈت نارائن نے مطمئن لہجے میں کہا۔

" میجر ہارش۔اوہ باس۔میجر ہارش تو فطری طور درندہ صفت

انسان ہے۔اگر عمران کے ساتھی اس کے ہاتھ لگ گئے تو وہ اپنی فطرت کے مطابق انہیں کبھی زندہ نہیں چھوڑے گا۔جبکہ آپ ان سب کو اکٹھے ہلاک کرنا چاہتے ہیں"۔ریڈہاک نے کہا تو پنڈت نارائن چونک اٹھا۔

" اوہ، اس کے بارے میں تو میں نے سوچا ہی نہیں تھا۔واقعی میجر ہارش ان سب کے ٹکڑے کر کے انہیں اسی جنگل کے درندوں کو کھلا دے گا"۔پنڈت نارائن نے پریشان ہوتے ہوئے کہا۔

" اسے کال کر کے ایسا کرنے سے روک دیں باس۔اسے کہیں کہ وہ ان کو زندہ گرفتار کرنے کی کوشش کریں"۔ریڈہاک نے کہا۔

اسے کال کرنے کے لئے ہمیں دوبارہ ہیڈ کوارٹر جانا پڑے گا۔ہیلی کاپٹر میں اس قدر لانگ رینج ٹرانسمیٹر موجود نہیں ہے"۔پنڈت نارائن نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

" ہم ناگری جا رہے ہیں۔وہاں سے آپ کوشش کریں۔ہو سکتا ہے وہاں پہنچ کر میجر کو کال کرنے میں آسانی رہے"۔ریڈہاک نے کہا۔

" ہاں، وہاں پہنچ کر چیک کر لوں گا"۔پنڈت نارائن نے اثبات میں سر ہلا کر کہا۔

" زیرو سیون۔تم نے مارڈی کو کہہ دیا تھا کہ وہ ہارڈ روم میں ہونے کے باوجود اس پر مسلسل نگاہ رکھے۔عمران کے بارے میں مشہور ہے کہ وہ ہر قسم کی سچوئیشن کو بدلنے میں اپنا ثانی نہیں رکھتا اور جب

تک ہم واپس نہ آئیں اسے ہوش میں نہ آنے دے"۔ چند لمحے خاموش رہنے کے بعد پنڈت نارائن نے ریڈہاک سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"یس باس۔ میں نے اسے سمجھا دیا تھا"۔ ریڈہاک نے کہا۔

"ہونہہ۔ نجانے کیا بات ہے مجھے ایسا کیوں محسوس ہو رہا ہے جیسے واقعی ہم عمران کو زندہ رکھ کر غلطی کر رہے ہیں"۔ پنڈت نارائن نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا تو ریڈہاک چونک کر اس کی طرف دیکھنے لگا۔

"یہی بات میں نے کی تھی باس تو آپ نے کہا تھا کہ وہ بلیک روم میں بند ہے اور مسلسل بے ہوش ہے۔ بے ہوشی کے عالم میں اور بلیک روم میں ہونے کی وجہ سے وہ کچھ بھی نہیں کر سکے گا"۔ ریڈہاک نے اسے اس کے الفاظ یاد کراتے ہوئے کہا۔

"ہاں کہا تھا۔ لیکن اب میرا بھی خیال بدل گیا ہے۔ ناگری ایئرپورٹ جانا ہمارے لئے بیکار ہے۔ وہاں جو ہونا تھا ہو گیا۔ اسے خود ہی انٹیلی جنس سنبھال لے گی۔ میرا خیال ہے ہمیں فوری طور پر واپس جا کر سب سے پہلے عمران کا خاتمہ کر دینا چاہئے"۔ پنڈت نارائن نے کہا۔

"جیسے آپ مناسب سمجھیں باس"۔ ریڈہاک نے کندھے اچکا کر کہا۔ پنڈت نارائن چند لمحے سوچتا رہا پھر اس نے ٹرانسمیٹر پر ہیڈ کوارٹر میں موجود سکیورٹی انچارج مارڈی کو کال کرنا شروع کر دی۔

مارڈی نے جب بتایا کہ عمران ہارڈ روم میں پوری طرح ہوش میں

ہے تو پنڈت نارائن اور ریڈہاک دونوں چونک پڑے اور پنڈت نارائن بری طرح مارڈی پر چڑھ دوڑا۔ اس نے کہا کہ وہ عمران کو فوری طور پر بے ہوش کرنے کے انتظامات کرے اور جب مارڈی نے بتایا کہ اس نے عمران کو سٹائم گیس سے دوبارہ بے ہوش کر دیا ہے تو پنڈت نارائن نے سکون کا سانس لیا اور پھر اسے عمران پر مسلسل نظر رکھنے کی ہدایات دینے لگا اور پھر اس نے ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

"باس عمران کا ہوش میں آنا ہمارے لئے خطرناک ہو سکتا ہے"۔ ریڈہاک نے کہا تو پنڈت نارائن چونک پڑا۔

"کیا مطلب"۔ پنڈت نارائن نے کہا۔

"عمران کو ہوش آ چکا ہے باس۔ آپ نے مارڈی کو سٹائم گیس سے اسے دوبارہ بے ہوش کرنے کی ہدایات دی ہیں۔ سٹائم گیس صرف سانس کے راستے اثرانداز ہوتی ہے اور آپ بھی جانتے ہیں کہ عمران کس قسم کا انسان ہے۔ اگر اس نے سانس روک لیا تو وہ سٹائم گیس سے کسی بھی طرح بے ہوش نہیں ہوا ہو گا کیونکہ سٹائم گیس بے رنگ اور بے بو نہیں ہوتی۔ جیسے ہی بلیک روم میں زرد دھواں بھرنے لگے گا وہ یقینی طور پر اپنا سانس روک لے گا اور پھر"۔ ریڈہاک نے کہا تو اس بار پنڈت نارائن کے چہرے پر بھی پریشانی کے سائے لہرانا شروع ہو گئے۔

"ہونہہ، اسی لئے میں کہہ رہا ہوں کہ اس شیطان کا ختم ہو جانا ہی ضروری ہے۔ جب تک وہ زندہ رہے گا خواہ مخواہ ہم ٹینشن کا شکار رہیں

گے"۔ پنڈت نارائن نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا اور پھر اس نے پائلٹ کو حکم دیا کہ وہ واپس ہیڈ کوارٹر کی طرف چلے۔ پائلٹ نے اثبات میں سر ہلا کر ہیلی کاپٹر موڑ لیا اور ہیلی کاپٹر نہایت تیزی سے واپس دارالحکومت کی جانب اڑنے لگا۔ تقریباً ڈیڑھ گھنٹے بعد وہ دارالحکومت میں داخل ہوئے تو انہوں نے دارالحکومت میں عجیب افراتفری کا عالم دیکھا۔ سڑکیں بے شمار گاڑیوں اور لوگوں سے بھری ہوئی تھیں۔ اس وقت دارالحکومت کا کوئی گھر ایسا نظر نہیں آ رہا تھا جہاں روشنی نہ ہو۔

" یہ کیا چکر ہے۔ سڑکوں پر اس قدر اژدہام۔ کیا دارالحکومت میں قدرتی آفت آ گئی ہے جو لوگ اب تک اس طرح سے جاگ رہے ہیں"۔ پنڈت نارائن نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔ اس کے کہنے پر پائلٹ نے ہیلی کاپٹر خاصا نیچے کر لیا تھا۔ لوگوں کے چہروں پر واقعی بے پناہ خوف وہراس نظر آ رہا تھا۔ پنڈت نارائن نے دوربین آنکھوں سے لگا کر دیکھا تو اسے جگہ جگہ پولیس گاڑیاں اور ایمبولینس بھاگتی ہوئی دکھائی دینے لگیں۔

" باس ہیڈ کوارٹر......" اچانک ریڈ ہاک نے سرسراتے ہوئے لہجے میں کہا تو پنڈت نارائن چونک پڑا اور مڑ کر اس کی طرف دیکھنے لگا۔

" ہیڈ کوارٹر، کیا مطلب کونسا ہیڈ کوارٹر"۔ پنڈت نارائن نے چونک کر پوچھا اور پھر وہ دوربین آنکھوں سے لگا کر اس طرف دیکھنے لگا

جس طرف اس کا ہیڈ کوارٹر تھا اور پھر اس جگہ آگ اور گرد وغبار کا طوفان دیکھ کر وہ اس بری طرح سے اچھلا جیسے اچانک اس کے پیروں پر کسی انتہائی زہریلے ناگ نے کاٹ لیا ہو۔

" اوہ، ہیڈ کوارٹر۔ ہمارا ہیڈ کوارٹر کہاں گیا اور یہ آگ گرد وغبار اور۔ اور......" پنڈت نارائن کے منہ سے کھوئے کھوئے لہجے میں نکلا۔ ہیلی کاپٹر جوں جوں سیکرٹ سروس کے ہیڈ کوارٹر کے نزدیک پہنچتا جا رہا تھا پنڈت نارائن اور ریڈ ہاک کی آنکھیں حیرت کی شدت سے پھیلتی جا رہی تھیں اور پھر سیکرٹ سروس کے ہیڈ کوارٹر کو انہوں نے ملبے کا ڈھیر بنے دیکھا تو ان کی آنکھیں جیسے پھیل کر ان کے کانوں سے جا لگیں۔

ہیڈ کوارٹر کے اردگرد بھی اس قدر خوفناک تباہی پھیلی ہوئی تھی کہ یوں لگتا تھا جیسے وہاں انتہائی طاقتور میزائلوں سے حملہ کیا گیا ہو۔ جس کی وجہ سے نہ صرف ہیڈ کوارٹر بلکہ اردگرد کا بہت بڑا علاقہ اس خوفناک تباہی کی زد میں آ گیا تھا۔ بے شمار بڑی بڑی عمارتیں منہدم ہو گئی تھیں۔ سینکڑوں لوگ اس خوفناک تباہی سے ہلاک ہوئے تھے۔ وہاں ہر طرف پولیس اور انٹیلی جنس اور ایمبولینس کی گاڑیاں ہی گاڑیاں نظر آ رہی تھیں۔ یہ خوفناک صورتحال دیکھ کر ریڈ ہاک اور پنڈت نارائن کو سمجھ آیا کہ دارالحکومت میں ہر گھر روشن کیوں ہے۔ لوگ اس قدر سہمے ہوئے کیوں ہیں اور وہ گاڑیاں نکال کر اس شہر سے اژدہام کی صورت میں باہر کیوں جا رہے ہیں۔ اس قدر خوفناک تباہی

سے لوگ اس حد تک ڈر گئے تھے کہ وہ یہی سمجھ رہے ہوں گے کہ
دشمن ملک نے اچانک پوری طاقت سے دارالحکومت میں حملہ کر دیا
ہے اور اگر وہ وہیں رکے رہے تو اس علاقے کی طرح دشمن سارے
دارالحکومت کو تباہ کر کے رکھ دیں گے۔

اسٹیشن ویگن کو اس طرح خوفناک دھماکے سے اڑتے دیکھ کر
صفدر اپنی جگہ ساکت رہ گیا تھا۔ وہ جہاں گرا تھا وہیں سے لیٹے لیٹے
پھٹی پھٹی آنکھوں سے اردگرد گرے اسٹیشن ویگن کے جلتے ٹکڑے
دیکھ رہا تھا جس میں وہ چند لمحے قبل اپنے تین ساتھیوں جولیا، نعمانی
اور صدیقی کو چھوڑ کر گیا تھا۔

جس طرح اچانک اور اس قدر زبردست دھماکہ ہوا تھا اور
اسٹیشن ویگن کے ٹکڑے اڑے تھے اسی طرح یقیناً ان لوگوں کے بھی
ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے ہوں گے۔ یہ سوچ کر صفدر کے ذہن میں
شائیں شائیں ہونے لگی تھی۔ اچھل کر دور گرنے کی وجہ سے اس کا سر
ایک پتھر سے ٹکرا گیا تھا جس کی وجہ سے اس کے ذہن میں مسلسل
دھماکے ہو رہے تھے اور پھر اچانک اس کے ذہن میں تاریکی بھرتی چلی

گئی۔

" صفدر، صفدر۔ ہوش میں آؤ صفدر"۔ اچانک صفدر کو اپنے کانوں میں جولیا کی آواز کہیں دور سے آتی ہوئی محسوس ہوئی اور صفدر نے جھرجھری لیتے ہوئے اپنی آنکھیں کھول دیں۔

" ہوش میں آؤ صفدر۔ کیا ہو گیا ہے تمہیں"۔ جولیا کی آواز ایک بار پھر اس کی سماعت سے ٹکرائی اور صفدر کی آنکھوں کے ساتھ اس کا ذہن بھی پوری طرح سے کھل گیا اور پھر وہ جولیا، نعمانی اور صدیقی کو اپنے پر جھکے دیکھ کر بھونچکا رہ گیا اور ایک جھٹکے سے اٹھ کر بیٹھ گیا۔

" مم، مس جولیا آپ .... "اس نے حیرت سے آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر جولیا، نعمانی اور صدیقی کی جانب دیکھتے ہوئے کہا۔ حیرت کی شدت سے اس کی آنکھیں پھٹی جا رہی تھیں۔

" ہاں، ہم۔ کیوں۔ ہمیں زندہ دیکھ کر تمہیں حیرت ہو رہی ہے ناں"۔ جولیا نے اس کے چہرے پر حیرت پن دیکھتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

" میں نے اسٹیشن ویگن کو اپنی آنکھوں کے سامنے تباہ ہوتے دیکھا تھا مس جولیا اور اس ویگن میں آپ تینوں .... "صفدر نے بدستور حیرت کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا۔ ان تینوں کو اپنے سامنے زندہ سلامت دیکھ کر واقعی صفدر کو ابھی تک یقین نہیں آ رہا تھا۔ اسے یوں لگ رہا تھا جیسے وہ واقعی جاگتے میں کوئی خواب دیکھ رہا ہو۔ اس کی بات سن کر نہ صرف جولیا بلکہ نعمانی اور صدیقی بھی ہنس دیئے تھے

" اس بار ہمیں اللہ تعالیٰ کے بعد مس جولیا کی چھٹی حس نے بچایا ہے صفدر"۔ نعمانی نے سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

" چھٹی حس"۔ صفدر نے نہ سمجھنے والے انداز میں کہا۔

" ہاں، جب تم سریندر سنگھ کو دیکھنے کے لئے جنگل میں گئے تو اچانک مس جولیا کو نہ جانے کیا ہوا انہوں نے ہمیں فوری طور پر گاڑی سے نیچے اترنے کو کہا اور خود بھی گاڑی۔ سے اتر کر تیزی سے ایک طرف بھاگتی چلی گئیں۔ انہیں اس طرح بھاگتے دیکھ کر ہم بھی گاڑی سے نکل کر ان کی طرف بھاگ پڑے اور ابھی ہم نے درختوں کی آڑ لی ہی تھی کہ زبردست دھماکہ ہوا اور اسٹیشن ویگن کے پرزے اڑتے چلے گئے"۔ نعمانی نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

" اس وقت میرا دل نجانے کیوں بری طرح سے گھبرا رہا تھا۔ مجھے ایسا لگ رہا تھا جیسے کچھ نہ کچھ ہونے والا ہے۔ پھر میری یہ گھبراہٹ اور زیادہ بڑھ گئی تو میں نے لاشعوری طور پر انہیں گاڑی سے نکلنے کے لئے کہہ دیا اور پھر خود بھی گاڑی سے نکل گئی تھی"۔ جولیا نے کہا تو صفدر ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔

" بہرحال اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ جانیں بچ گئیں ورنہ میجر بارش نے اس بار ہمیں مارنے میں واقعی کوئی کسر نہیں چھوڑی تھی"۔ جولیا نے یکبارگی جھرجھری لیتے ہوئے کہا۔

" میجر بارش نے"۔ ان تینوں کے منہ سے ایک ساتھ نکلا۔

" ہاں، یہ کام سوائے میجر بارش کے اور کون کر سکتا ہے۔ وہ ایک

ذہین انسان ہے اسے معلوم ہو گیا تھا کہ وہ اور اس کے ساتھی ہمارے ہاتھوں بری طرح سے شکست کھا چکے ہیں۔ اس نے سب سے آخر میں کھڑی گاڑی اپنے لئے چھوڑ کر اس سے اگلی گاڑی یعنی اسٹیشن ویگن میں ٹائم بم فکس کر دیا کیونکہ اسے یقین تھا کہ ہم یہاں زیادہ دیر نہیں رکیں گے اور لامحالہ بھاگنے کے لئے سب سے پچھلی گاڑی ہی استعمال کریں گے اور یہی ہوا۔ اگر میری چھٹی حس مجھے خطرے سے آگاہ نہ کرتی تو اس اسٹیشن ویگن کے ساتھ یہاں ہمارے بھی ٹکڑے پڑے جل رہے ہوتے"۔ جولیا نے کہا تو وہ سب اثبات میں سر ہلانے لگے۔

" جو ہونا تھا ہو گیا۔ اب تو میجر بارش بھی یہاں سے بہت دور نکل گیا ہو گا۔ اس کے پیچھے بھاگنا فضول ہی ہو گا"۔ صدیقی نے کہا۔

" ہاں، یہ تو ہے"۔ نعمانی نے اثبات میں سر ہلا کر کہا۔

" پھر مس جولیا۔ اب آپ کا کیا پروگرام ہے"۔ صفدر نے پوچھا۔

" پروگرام کیا ہونا ہے۔ ہمیں یہاں سے نکلنا ہے"۔ نعمانی نے جلدی سے کہا۔

" وہ تو ٹھیک ہے لیکن ہم یہاں سے نکلیں گے کیسے۔ ساری گاڑیاں ہم نے اپنے خود تباہ کر دی ہیں اور........" صدیقی نے کہا۔

" صفدر، تم سریندر سنگھ کی تلاشی لینے گئے تھے۔ کچھ ملا"۔ جولیا نے کچھ سوچتے ہوئے صفدر سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

" یس مس جولیا"۔ صفدر نے جواب دیا اور سریندر سنگھ کی جیب سے نکلنے والی چیزیں نکال کر جولیا کے سامنے رکھ دیں۔ جن میں اس کا

پرس، کرنسی، کچھ کاغذات اور ایک لائٹر اور سگریٹ کی ڈبیہ شامل تھی۔

جولیا نے ان چیزوں کو اٹھا اٹھا کر دیکھنا شروع کر دیا مگر وہ کارڈ اور کاغذات دفتری نوعیت کے تھے جو اس کے لئے قطعی بیکار تھے۔ پھر جولیا نے سگریٹ کی ڈبیہ اٹھائی اس میں چند سگریٹ تھے۔ جولیا نے سگریٹ کی ڈبیہ نیچے رکھی اور لائٹر کو اٹھا کر اسے الٹ پلٹ کر دیکھنے لگی۔

" بی سکس ٹرانسمیٹر"۔ اس کے منہ سے نکلا تو وہ تینوں چونک کر لائٹر کو دیکھنے لگے۔

" بی سکس ٹرانسمیٹر۔ اوہ یہ ٹرانسمیٹر تو یہاں این ٹی گروپ استعمال کرتا ہے"۔ صفدر نے جلدی سے کہا اور جولیا کے ہاتھ سے لائٹر لے کر اسے غور سے دیکھنے لگا اور پھر اس نے لائٹر کے ایک کونے میں چھوٹا سا این ٹی لکھا ہوا دیکھ لیا۔

" یہ دیکھئے این ٹی۔ اوہ اس کا مطلب ہے سریندر سنگھ این ٹی کا آدمی تھا"۔ صفدر کے منہ سے بے اختیار نکلا۔

" اوہ، اسی لئے وہ ہم سب کے لئے اپنی جان پر کھیل گیا تھا"۔ جولیا نے ہونٹ سکوڑتے ہوئے کہا۔ اس سے پہلے کہ کوئی کچھ کہتا اچانک صفدر کے ہاتھ میں موجود لائٹر کو ہلکے ہلکے جھٹکے لگنے لگے۔

" اوہ، شاید این ٹی سریندر سنگھ کو کال کر رہا ہے"۔ صفدر نے چونکتے ہوئے کہا۔

" اس سے بات کرو۔ اس جنگل سے نکلنے کے لئے شاید وہ ہماری
کوئی امداد کر سکے "۔ صدیقی نے کہا۔
" لیکن کیا این ٹی صفدر سے بات کرنے کے لئے تیار ہو جائے گا۔
سریندر سنگھ سے بات کرنے کے لئے اس نے باقاعدہ کوڈ مخصوص
نہیں کئے ہوں گے "۔ نعمانی نے کہا۔
" این ٹی میری آواز پہچانتا ہے۔ ایک کافرستانی مشن میں، میں
عمران صاحب اور تنویر اس سے بالمشافہ مل چکے ہیں۔ اس مشن میں
اس نے ہماری بھرپور معاونت کی تھی "۔ صفدر نے کہا۔
" اوہ تو پھر جلدی کرو۔ بات کرو اس سے "۔ جولیا نے تیز لہجے میں
کہا تو صفدر نے لائٹر کی سائیڈ پر لگے ایک بٹن کو پریس کر دیا۔
" ایس ایس سپیکنگ فرام پی ایس ایس ٹو پی وائی۔ اوور "۔ صفدر
نے ٹرانسمیٹر آن کر کے لائٹر کو منہ کے قریب کر کے تیز لہجے میں کہا۔
" اوہ، صفدر سعید۔ یہ آواز تو صفدر سعید کی ہے۔ اوور "۔ دوسری
طرف سے چونکتی ہوئی آواز سنائی دی تو صفدر اور اس کے دوسرے
ساتھیوں کے چہروں پر اطمینان آ گیا کہ دوسری طرف سے صفدر کی
آواز کو پہچان لیا گیا تھا۔
" یس پرنس میں صفدر سعید ہی بات کر رہا ہوں۔ اوور "۔ صفدر
نے جلدی سے کہا۔ صفدر نے بھی این ٹی کی آواز پہچان لی تھی۔
" اوہ مگر یہ ٹرانسمیٹر تو ساجد سمیر کے پاس تھا۔ آپ کے پاس یہ
کہاں سے آ گیا۔ اوور "۔ این ٹی کی حیرت زدہ آواز سنائی دی تو صفدر

نے اسے ساری تفصیل بتا دی۔
" اوہ اس کا مطلب ہے ایس ایس اپنے فرض پر قربان ہو گیا ہے۔
اوور "۔ این ٹی نے پریشان ہوتے ہوئے کہا۔
" ہاں، این ٹی ہمیں اس کی موت پر بے حد دکھ ہے۔ اوور "۔ صفدر
نے افسوس کرتے ہوئے کہا۔
" بہر حال وہیں رکیں۔ میں تیز ترین ہیلی کاپٹر آپ کو لینے کے لئے
اپنے آدمی بھیج رہا ہوں۔ آپ کو لینے والا سفید رنگ کا ٹرانسپورٹ ہیلی
کاپٹر ہو گا۔ جس پر بین الاقوامی امدادی سامان مہیا کرنے والا
ریڈ کراس کا مخصوص نشان بنا ہوا ہے۔ جیسے ہی وہ ہیلی کاپٹر وہاں پہنچے
آپ لوگ اپنا سارا سامان وہیں چھوڑ کر اس ہیلی کاپٹر پر سوار ہو
جائیں۔ اس وقت ناگری اور دوسرے بہت سے علاقے تقریباً آرمی کے
کنٹرول میں ہیں۔ ہو سکتا ہے راستے میں آپ کو چیک کیا جائے۔ اگر
آپ کے پاس کوئی خاص چیز نہ نکلی تو آپ کو کچھ نہیں کہا جائے گا۔
پائلٹ کا نام روفن ہے اور اس کا کوڈ پی وائی ہو گا جواب میں آپ اسے
پی ایس ایس کہیں گے۔ اوور "۔
" ٹھیک ہے۔ ریڈ کراس ہیلی کاپٹر یہاں کتنی دیر میں پہنچ جائے گا۔
اوور "۔ صفدر نے پوچھا۔
" زیادہ سے زیادہ اسے آپ تک پہنچنے میں ایک گھنٹہ لگے گا۔
اوور "۔ این ٹی نے جواب دیا۔
" ایک گھنٹہ۔ اوہ این ٹی، میجر بارش ہمارے ہاتھوں بچ نکلنے میں

کامیاب ہو گیا ہے۔ اگر اس ایک گھنٹے میں اس نے کوئی کارروائی کر دی تو۔ اوور"۔ صفدر نے خدشے کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

"آپ نے بتایا تھا کہ میجر ہارش کسی گاڑی میں وہاں سے گیا ہے۔ اگر وہ تیز رفتاری سے بھی سفر کرے گا تو اسے ناگری پہنچتے پہنچتے تین سے چار گھنٹے لگ جائیں گے۔ کیونکہ سوائے ناگری سے وہ اپنے ساتھ کہیں اور سے کمک لے کر پہنچ ہی نہیں سکتا۔ اس لئے آپ بے فکر رہیں۔ ان کے آنے سے پہلے میرے آدمی آپ کو وہاں سے نکال کر لے جائیں گے۔ اوور"۔ این ٹی نے کہا۔

"لیکن وہ ٹرانسمیٹر پر بھی تو کمک طلب کر سکتا ہے۔ اوور"۔ صفدر نے کہا۔

"ایسا ہوا تو اس کی کمک کو بھی شنگانا جنگل میں پہنچنے کے لئے اتنا ہی وقت لگے گا۔ اوور"۔ این ٹی نے کہا تو صفدر نے اطمینان بھرے انداز میں سر ہلا دیا۔

"ٹھیک ہے۔ پھر ہم یہیں انتظار کرتے ہیں۔ اوور"۔ صفدر نے کہا تو دوسری طرف سے اوور اینڈ آل کہہ کر رابطہ ختم کر دیا گیا۔ تو صفدر نے بھی ایک طویل سانس لیتے ہوئے ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

"ایس ایس سے مراد صفدر سعید تھا۔ پی ایس ایس سے مراد پاکیشیا سیکرٹ سروس ہو سکتا ہے لیکن یہ پی وائی کس چیز، میرا مطلب ہے کس نام کا مخفف تھا"۔ جولیا نے صفدر کو ٹرانسمیٹر آف کرتے دیکھ کر پوچھا۔

"پرنس یاور۔ این ٹی یہاں پرنس یاور کے نام سے رہ رہا ہے۔ ایک مشن میں این ٹی نے مجھے، تنویر اور عمران صاحب کو خود سے رابطہ رکھنے کے لئے یہی کوڈ دیا تھا۔ اس لئے میں نے ٹرانسمیٹر آن کرتے ہی فوری طور پر ہی کوڈ دوہرا دیا تھا جس کی وجہ سے وہ مجھے فوراً پہچان گیا تھا"۔ صفدر نے کہا تو وہ سب سمجھ جانے والے انداز میں سر ہلانے لگے۔

"ٹھیک ہے اب کیا کریں"۔ جولیا نے کہا۔

"اب سوائے انتظار کرنے کے اور ہم کیا کر سکتے ہیں"۔ صفدر نے مسکرا کر کہا تو وہ بھی مسکرا دیئے۔

دارالحکومت سے تقریباً چار سو کلو میٹر دور رامیان نامی ایک قصبہ تھا۔ اس قصبے کی آبادی چھ سات ہزار کے قریب تھی۔ لیکن اس علاقے کو خاصا جدید اور خوبصورت بنایا گیا تھا۔ پختہ سڑکیں، صاف ستھری گلیاں اور رہائشی علاقے جدید اور نئی تعمیر شدہ کوٹھیوں پر مشتمل تھے۔

اس قصبے میں راسیم نامی کالونی کی کوٹھی نمبر تین سو دس کے ایک صاف ستھرے کمرے میں عمران بڑے اطمینان سے بستر پر پڑا سو رہا تھا۔ سیکرٹ سروس کے ہیڈ کوارٹر کو تباہ کر کے وہ مختلف راستوں سے ہوتا ہوا ایک کمرشل مارکیٹ پہنچا تھا۔ جہاں اس نے اپنی کار چھوڑی اور پھر مارکیٹ کی پچھلی طرف سے نکل کر دوسری سڑک پر آگیا تھا۔ جہاں سے اس نے ایک ٹیکسی لی اور پھر ٹیکسیاں بدلتے ہوئے سیدھا کاوان ہوٹل میں جا پہنچا تھا۔

کاوان ہوٹل کے مالک پرنس یاور یعنی این ٹی تک پہنچنے میں اسے کسی دقت کا سامنا نہ کرنا پڑا تھا۔

این ٹی نے اس کا پرجوش خیر مقدم کیا تھا اور اسے لے کر اپنے سپیشل دفتر میں چلا گیا تھا۔ جہاں اس نے اور عمران نے تقریباً دو گھنٹے بات چیت کی تھی اور پھر این ٹی نے عمران کے کہنے پر اسے آرام کرنے کے لئے عارضی طور پر یہاں شفٹ کر دیا تھا کیونکہ عمران مسلسل تھکا دینے والے اعصاب شکن مراحل طے کر کے آیا تھا۔ اس لئے وہ کچھ دیر آرام کرنا چاہتا تھا۔ دوسرے این ٹی نے عمران کو اس کے ساتھیوں سے بھی رابطے کی تفصیلات بتا دیں تھیں اور اس نے عمران کو یہ بھی بتا دیا تھا کہ اس کے ساتھیوں نے کس ہمت، جانفشانی اور بہادری سے شنگانا جنگل میں بلیک سیکشن اور آرمی کا مقابلہ کیا تھا اور اب وہ بخیر وعافیت اس تک پہنچ رہے تھے۔ اس لئے عمران کو اب وہاں رک کر ان کا بھی انتظار کرنا تھا تاکہ وہ ان کے ساتھ مل کر اگلے پروگرام کو مرتب کر سکے۔ کوٹھی میں ایک واچ مین اور ایک ملازم کے سوا کوئی نہیں تھا جسے خاص طور پر عمران کی خدمت کے لئے مامور کیا گیا تھا۔

اسے سوئے ہوئے ابھی کچھ ہی دیر ہوئی ہو گی کہ اچانک اس کے پاس پڑے ہوئے ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران نے آنکھیں کھول دیں۔

"یس"۔ عمران نے رسیور اٹھا کر کان سے لگاتے ہوئے کہا۔

"خادم بول رہا ہوں جناب"۔ دوسری طرف سے این ٹی کی آواز سنائی دی۔

"تو پھر کسی خادمہ سے بات کرو۔ مجھ سے کیا چاہتے ہو"۔ عمران نے منہ بنا کر کہا جیسے اس وقت این ٹی نے کال کر کے اسے ڈسٹرب کر دیا ہو۔

"آپ کے چاروں ساتھی میرے پاس بحفاظت پہنچ چکے ہیں عمران صاحب۔ اگر کہیں تو میں انہیں آپ تک پہنچا دوں"۔ این ٹی نے عمران کی بات کو مذاق سمجھ کر ہنستے ہوئے کہا۔

"ان کو گولیاں مار کر ان کی لاشیں سمندر میں پھینک کر خود بھی جہنم واصل ہو جاؤ احمق"۔ عمران نے غراتے ہوئے کہا اور ایک جھٹکے سے فون بند کر دیا۔

اسے این ٹی پر اچانک بے پناہ غصہ آگیا تھا جو عام فون پر نہ صرف اس کے ساتھیوں کا بتا رہا تھا بلکہ اس کا اصل نام بھی لے رہا تھا۔ ان کی وہاں آمد کے پیش نظر یقینی طور پر ہر ٹیلی فون کو چیک کیا جا رہا ہو گا۔ خاص طور پر دارالحکومت اور اس کے ارد گرد کے علاقوں کی ٹیلی فون لائنوں پر خاص توجہ دی جا رہی ہو گی۔ کیونکہ عمران نے سیکرٹ سروس کے ہیڈ کوارٹر کو تباہ کر کے پنڈت نارائن کو ایک زبردست چوٹ پہنچائی تھی۔ چند ہی لمحے گزرے ہوں گے کہ ٹیلی فون کی گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی۔

"کیا بات ہے تم بار بار فون کر کے میرا دماغ کیوں خراب کر رہے

ہو"۔ عمران نے غصے کی شدت سے چیختے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب۔ میں این ٹی بول رہا ہوں۔ مس جولیا آپ سے بات کرنا چاہتی ہیں"۔ عمران کا غصیلا لہجہ سن کر دوسری طرف سے این ٹی نے سہمے ہوئے لہجے میں کہا۔

"این ٹی لگتا ہے سچ مچ تمہارا دماغ خراب ہو گیا ہے۔ کیا اس عام فون پر تم میری اس سے بات کراؤ گے"۔ عمران نے اور زیادہ غراتے ہوئے کہا۔

"اوہ اب سمجھا۔ آپ شاید مجھ پر اس لئے ناراض ہو رہے ہیں کہ میں عام فون پر آپ کا اور اپنا اور آپ کے ساتھیوں کا نام لے رہا ہوں"۔ دوسری طرف سے این ٹی کی مسکراتی ہوئی آواز سنائی دی۔

"نہیں۔ تمہاری اس حرکت پر تو مجھے خوش ہونا چاہئے ناں۔ بلکہ خوشی سے ناچنا چاہئے"۔ عمران نے بڑے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"میں سپیشل سیٹلائٹ فونک سسٹم سے بات کر رہا ہوں عمران صاحب۔ اس سسٹم سے کی جانے والی کال نہ چیک کی جا سکتی ہے نہ سنی جا سکتی ہے اور نہ ریکارڈ کی جا سکتی ہے"۔ این ٹی نے جلدی سے کہا۔

"ہونہہ، تو پھر تم نے خادم کہہ کر اپنا تعارف کیوں کرایا تھا"۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"وہ تو میں آپ کا خادم ہوں اس لئے"۔ این ٹی نے ہنستے ہوئے کہا۔

"ہونہہ، تمہارے اس اخلاق نے میری تو نیند غارت کر دی تھی۔ اچھا بھلا ابھی میں سویا ہی تھا کہ........" عمران نے اپنا غصہ ختم کرتے ہوئے کہا۔ اس کی بات سن کر دوسری طرف این ٹی بے اختیار ہنس پڑا تھا۔

"اچھا بات کیجئے"۔ این ٹی نے ہنستے ہوئے کہا۔

"ہیلو"۔ دوسری طرف سے جولیا کی غصیلی آواز سنائی دی۔

"وعلیکم السلام۔ ہیلو"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"یہ تم نے این ٹی سے کیا کہا تھا۔ ہمیں گولیاں مار کر ہماری لاشیں سمندر میں پھینک دے"۔ جولیا کی غراتی ہوئی آواز سنائی دی۔

"مم، میں نے۔ کک، کیا کہہ رہی ہو۔ میں نے ایسا کب کہا تھا"۔ عمران نے بوکھلانے کی اداکاری کرتے ہوئے کہا۔

"بکو مت۔ این ٹی نے لاؤڈر آن کر رکھا تھا۔ میں نے خود اپنے کانوں سے سنا تھا جو تم نے کہا تھا"۔ جولیا نے غصے سے چیختے ہوئے کہا۔

"ارے باپ رے۔ اس این ٹی کے بچے کی میں ٹانگیں، بازو اور ناک توڑ دوں گا۔ اس نے لاؤڈر کا بٹن کیوں آن کیا تھا۔ اسے معلوم نہیں تھا تم میری وہ ہو۔ اگر میری وہ نے ایسے الفاظ سن لئے تو میری وہ، وہ بننے سے انکار کر دے گی"۔ عمران نے احمقانہ لہجے میں کہا تو دوسری طرف سے این ٹی، صفدر، نعمانی اور صدیقی کے ہنسنے کی آوازیں سنائی دینے لگیں۔

"تم یہاں پڑے آرام کر رہے ہو اور ہم۔ ہونہہ، ٹھہرو میں وہیں تمہارے پاس آ رہی ہوں۔ وہیں آ کر میں تمہارا سر توڑوں گی"۔ جولیا نے غصے سے چیختے ہوئے کہا۔

"تب پھر آتے ہوئے این ٹی سے کسی سٹین لیس سٹیل کا بنا ہوا ہیلمٹ ضرور ساتھ لیتی آنا۔ میرا سر ٹوٹ گیا تو میرے ہونے والے سارے بچے گنجے ہی پیدا ہوں گے"۔ عمران نے کہا اور پھر جلدی سے فون بند کر دیا ورنہ جواب میں اسے جولیا کی بے بھاؤ کی سننے کو ملتیں۔

"انہیں یہاں پہنچنے میں کافی وقت لگے گا۔ اتنی دیر مجھے آرام کر لینا چاہئے ورنہ جولیا نے آتے ہی شروع ہو جانا ہے اور میرا سونا محال ہو جانا ہے"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور دوبارہ بستر پر لیٹ گیا۔

این ٹی کے کنٹرول روم سے اس نے تنویر کا پتہ کرنے کے لئے ناگری کے بلیوروز کلب میں مولٹن سے بات کرنے کے لئے فون کیا تو وہاں اسے نہ مولٹن ملا اور نہ ہی اس کے اسسٹنٹ رازی سے اس کی بات ہو سکی۔ پھر عمران نے ٹرانسمیٹر پر بھی مولٹن کو کال کرنے کی کوشش کی تو ٹرانسمیٹر پر مولٹن تو نہیں آیا البتہ اس ٹرانسمیٹر پر اس کی مولٹن کے اسسٹنٹ رازی سے بات ہو گئی۔ کوڈ ورڈز کے تبادلے کے بعد رازی اس سے مطمئن ہوا تو اس نے عمران کو بلیوروز میں پاور سیکشن کی ہونے والی تمام کارروائی سے آگاہ کر دیا اور اسے بتا دیا کہ اس کا ساتھی تنویر اس کے پاس پہنچ چکا ہے۔ تنویر کی وہاں موجودگی کا سن کر عمران کو سکون آ گیا۔ پھر اس نے تنویر سے بات کی تو اس نے

بھی عمران کو اپنے بچنے کی تفصیلات سے آگاہ کر دیا۔ جس پر عمران اس کی ذہانت اور عقلمندی پر اسے داد دیئے بغیر نہ رہ سکا۔ پھر عمران نے اسے بھی فوری طور پر دارالحکومت اور دارالحکومت سے رامیان قصبے میں پہنچنے کے لئے کہہ دیا تھا۔ وہ چونکہ این ٹی کے کنٹرول میں موجود سیف ٹرانسمیٹر پر کال کر رہا تھا اس لئے اس نے تنویر کو بے فکری سے کوٹھی کا ایڈریس بھی دے دیا تھا۔

تنویر کو بھی یہاں تک پہنچنے میں خاصا وقت لگ سکتا تھا اس لئے عمران نے سچ مچ سونے کی ٹھان لی تھی اور پھر چند ہی لمحوں بعد کمرے میں اس کے خراٹے گونجنے شروع ہو گئے تھے۔

پنڈت نارائن کا چہرہ غصے کی شدت سے بگڑا ہوا تھا۔ اس کا چہرہ سیاہ اور آنکھیں کبوتر کے خون کی طرح سرخ ہو رہی تھیں۔ عمران جس طرح کافرستان میں داخل ہوا تھا اور اس نے جس انداز میں ناگری ایئرپورٹ پر تباہی پھیلائی تھی وہ واقعی بے حد ہولناک تھی۔ وزیراعظم نے ناگری ایئرپورٹ پر ہونے والی خوفناک کارروائی پر اس سے سخت بازپرس کی تھی۔

پھر عمران اس کے ہاتھ بھی آگیا تھا جسے اس نے بے ہوش کر کے اپنے ہیڈکوارٹر کے سب سے مضبوط فولادی کمرے میں بند کر دیا تھا۔ اس کے خیال کے مطابق عمران کو اول تو ہوش ہی نہیں آسکتا تھا اور اگر وہ ہوش میں ہوتا بھی تو وہ کسی طرح ہارڈ روم سے باہر نہیں نکل سکتا تھا۔ کیونکہ اس کمرے کا دروازہ کھولنے کا سارا سسٹم باہر سے تھا

مگر عمران نجانے کیسے اس کمرے سے باہر نکل گیا تھا بلکہ اس نے سیکرٹ سروس کے ناقابل تسخیر ہیڈ کوارٹر کو بھی تنکوں کی طرح بکھیر کر رکھ دیا تھا۔

ہیڈ کوارٹر کے تہہ خانے میں انتہائی تباہ کن اور خطرناک اسلحہ سٹور تھا جو خوفناک دھماکے کی نذر ہو گیا تھا اور اس اسلحے سے ہونے والی تباہی میلوں تک پھیل گئی تھی۔ بیسیوں بڑی بڑی اور قیمتی عمارتیں تباہ ہو گئی تھیں اور بے شمار انسان ہلاک ہو گئے تھے۔ ہر طرف خون ہی خون اور لاشیں ہی لاشیں بکھر گئی تھیں۔ ایسا لگتا تھا جیسے دارالحکومت کے اس حصے میں قیامت ٹوٹ پڑی ہو۔ جس سے پورے دارالحکومت میں کھلبلی مچ گئی تھی۔ اس قدر خوفناک تباہی، لاشیں اور ان گنت زخمیوں کو دیکھ کر پنڈت نارائن کی آنکھوں میں خون اتر آیا تھا۔ اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ عمران اور اس کے ساتھیوں کو پکڑ کر اپنے ہاتھوں سے ان کے ٹکڑے اڑا دے۔

اور اس وقت تو پنڈت نارائن سچ مچ اپنے بال نوچنے پر مجبور ہو گیا جب اسے اطلاع ملی کہ شنگانا جنگل میں اس کا بلیک سیکشن بھی وہاں موجود مجرموں کو پکڑنے میں ناکام ہو گیا ہے اور ان مجرموں نے جن کی تعداد چار تھی بلیک سیکشن اور آرمی کے بہت سے آدمی مار دیئے ہیں اور کئی گاڑیوں کو تباہ کر کے انہوں نے مزید دو گن شپ ہیلی کاپٹر بھی تباہ کر دیئے ہیں۔

اس کے بعد تیسری خبر اسے بلیوروز سے ملنے والی پاور ایکشن کے

ممبر جیری کی موت کی ملی تو اس کی حالت اور بھی غیر ہو گئی۔ اسے فوری طور پر وزیراعظم نے اپنے آفس میں طلب کر لیا اور جب وزیراعظم نے اسے سخت نکما، سست اور بے خبر انسان کہا تو پنڈت نارائن کا غصہ نقطہ عروج پر پہنچ گیا۔ اس نے وزیراعظم سے وعدہ کیا کہ وہ چوبیس گھنٹے کے اندر اندر ان مجرموں کو تلاش کر کے اس کے سامنے لا کھڑا کر دے گا اور پھر وہ اس بار ان سب کو اس کے سامنے ہی موت کے گھاٹ اتارے گا۔

پنڈت نارائن نے دارالحکومت میں ایک خالی عمارت کو اپنا عارضی ہیڈ کوارٹر بنا لیا تھا اور اس نے سیکرٹ سروس کے تمام سیکشنوں کو عمران اور اس کے ساتھیوں کی تلاش پر لگا دیا تھا۔ یہاں تک کہ اس نے ریڈ ہاک کو بھی ان لوگوں کی تلاش میں بھیج دیا تھا۔ کئی گھنٹے گزر چکے تھے لیکن کسی ایک طرف سے بھی اسے کوئی امید افزا خبر نہیں مل رہی تھی۔ جس کی وجہ سے اس کا غصہ بڑھتا چلا جا رہا تھا۔ وہ نہایت بے چینی سے ایک کمرے میں دونوں ہاتھ پشت پر باندھے ٹہل رہا تھا۔ اسی لمحے اچانک میز پر پڑے ہوئے ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ وہ تیزی سے آگے بڑھا اور اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

" پنڈت نارائن "۔ پنڈت نارائن کے حلق سے زخمی بھیڑیئے جیسی غراہٹ نکلی۔

" ریڈ ہاک بول رہا ہوں باس"۔ دوسری طرف سے ریڈ ہاک کی

آواز سنائی دی۔

"یس، کیا رپورٹ ہے"۔ پنڈت نارائن نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

"ہم نے ایک مجرم کو ٹریس کر لیا ہے باس"۔ دوسری طرف سے ریڈہاک نے کہا تو پنڈت نارائن یکلخت اچھل پڑا۔

"کیسے۔ کون ہے وہ"۔ پنڈت نارائن نے تیز لہجے میں پوچھا۔

"میں اپنے ساتھ دس افراد لے کر سیدھا بلیوروز کلب گیا تھا جہاں جیری کے کمرے میں اس پر بری طرح تشدد کر کے اسے ہلاک کیا گیا تھا۔ اس کمرے میں مجھے کلب سے باہر نکلنے کا خفیہ راستہ ملا ہے اور ایک تہہ خانے کا۔ تہہ خانے میں بے پناہ اور نہایت خوفناک اسلحہ بھرا ہوا ہے۔ اس کے علاوہ یہاں نایاب اور قیمتی شراب کے ذخیرے کے ساتھ ساتھ منشیات کی بھی بڑی مقدار ملی ہے۔ میں نے تہہ خانے کی باریک بینی سے تلاشی لی تو وہاں موجود ایک کمرے کی خفیہ الماریوں سے مجھے بہت سے اہم کاغذات کی فائلیں بھی ملی ہیں۔ جن سے یہ ثابت ہو گیا ہے کہ مولٹن پاکیشیا کا فارن ایجنٹ تھا اور وہ ایک طویل عرصے سے یہاں رہ کر کافرستان کے اہم راز حاصل کر کے پاکیشیا بھجواتا تھا۔ بہرحال ایک فائل مجھے رازی نام کے شخص کی بھی ملی ہے۔ جو مولٹن کا نمبر دو تھا اور باہر کے تمام کام تقریباً وہی نپٹاتا تھا۔ اس فائل میں مجھے رازی کا پورا نام و پتہ مل گیا ہے۔

میں نے خفیہ راستے سے باہر نکل کر جب تحقیق کی تو پتہ چلا کہ

ایک شخص کو خفیہ راستے سے باہر جاتے دیکھا گیا تھا۔ وہ اس کلب کا سپروائزر تھا جو اس راستے کے بارے میں جانتا تھا اور وہ اس وقت وہاں سے یعنی کلب کی پچھلی طرف ہی موجود تھا۔ ایک غیر متعلق شخص کو وہ کلب کے خفیہ راستے سے نکلتے دیکھ کر حیران رہ گیا اور پھر وہ اس شخص کے پیچھے ہو لیا۔ وہ شخص جو کلب کے پچھلے راستے سے نکلا تھا ایک دو گلیاں گھوم کر مین روڈ پر آگیا اور پھر ایک ٹیکسی لے کر اس پر سوار ہو کر چلا گیا۔ سپروائزر نے باس مولٹن کو بتانے کے لئے اس ٹیکسی کا نمبر نوٹ کر لیا کیونکہ اسے یہی معلوم تھا کہ اس کا باس مولٹن کسی ضروری کام سے شہر سے باہر گیا ہوا ہے اور اس کا بزنس پارٹنر جیری ان دنوں وہاں کا باس ہے۔ پھر جب وہ واپس کلب میں آیا تو اسے جب معلوم ہوا کہ جیری کو ہلاک کر دیا گیا ہے تو اسے یقین ہو گیا کہ جیری کو ہلاک کرنے والا وہی نامعلوم شخص تھا جو خفیہ راستے سے باہر گیا تھا۔ میں نے جب وہاں پوچھ گچھ کی اور سختی سے کام لیا تو اس نے مجھے بتا دیا۔ جس پر میں نے فوری طور پر اس ٹیکسی کے نمبر سے اس ٹیکسی کمپنی کا رجسٹریشن آفس سے نمبر حاصل کیا۔ وہ ماگوم ٹرانسپورٹ کمپنی کی ٹیکسی تھی۔

میں نے فوری طور پر اس کمپنی میں پہنچ کر اس ٹیکسی ڈرائیور کو بلوایا اور اسے مطلوبہ شخص کا حلیہ بتایا تو اس نے بتایا کہ اس نے اس حلیئے کے شخص کو مارکم روڈ سے اٹھایا تھا اور برائٹ کالونی کے باہر ڈراپ کیا تھا۔ اس کے بعد وہ کہاں گیا اس کے بارے میں وہ کچھ نہیں

جانتا تھا۔ بہرحال جس وقت وہ نوجوان برائٹ کالونی پہنچا تھا اس وقت وہاں خاصی چہل پہل تھی۔ جب میں نے اس علاقے کے لوگوں سے پوچھ گچھ کی تو پتہ چلا کہ وہ شخص برائٹ کالونی کی کوٹھی نمبر سات سو چالیس میں جاتے دیکھا گیا ہے تو مجھے یاد آگیا کہ مولٹن کے خفیہ کمرے سے مجھے جو فائل ملی تھی اس پر بھی رازی کا یہی ایڈریس درج تھا۔ جس سے میرا خیال یقین میں بدل گیا کہ وہ شخص یقینی طور پر سیکرٹ سروس سے تعلق رکھتا ہے اور وہ خاص طور پر مولٹن سے ملنے آیا تھا۔ اس نے کاؤنٹر پر پرنس آف ڈھمپ کا حوالہ بھی دیا تھا اور باس آپ جانتے ہیں پرنس آف ڈھمپ کا نام صرف عمران استعمال کرتا ہے۔ بہرحال میرے آدمیوں نے اس کوٹھی کا محاصرہ کر رکھا ہے۔ میں نے اس کوٹھی میں آسٹریکا ریز فائر کر دی ہیں جس سے کوٹھی میں موجود پانچ افراد کی نشاندہی ہوئی ہے۔ ان میں ایک تو خود رازی ہے۔ دوسرا وہی شخص ہے جس نے جیری کو قتل کیا تھا اور باقی تین افراد اس گھر کے ملازمین ہیں۔ ہم اس کوٹھی کے بالکل سامنے موجود کوٹھی نمبر چار سو گیارہ میں بیٹھے انہیں مسلسل مانیٹر کر رہے ہیں"۔ ریڈ ہاک نے مسلسل تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"ہونہہ، تم وہاں بیٹھے جھک کیوں مار رہے ہو۔ اس کوٹھی پر فوری ریڈ کرو اور رازی اور اس پاکیشیائی ایجنٹ کو چھوڑ کر سب کا خاتمہ کر دو اور ان دونوں کو فوری پوائنٹ تھرٹی پر لے جاؤ۔ میں ان دونوں کی آنتیں نکال کر ان سے ان کے ساتھیوں کا پتہ ٹھکانہ پوچھ

لوں گا"۔ ساری تفصیل سن کر پنڈت نارائن نے غصے سے چیختے ہوئے کہا۔

"باس آپ میرے کہنے پر کچھ اور انتظار کر سکتے ہیں"۔ ریڈ ہاک نے جھجکتے جھجکتے کہا۔

"انتظار، کس بات کا انتظار"۔ پنڈت نارائن نے چونک کر پوچھا۔

"باس، ابھی اس گروپ کا ایک آدمی یہاں آیا ہے۔ ہو سکتا ہے عمران اور اس کے دوسرے ساتھی بھی یہاں آنے کی کوشش کریں یا وہ شخص جس نے جیری کو قتل کیا ہے اپنے ساتھیوں کے پاس جانے کی کوشش کرے۔ اس طرح وہ سب جیسے ہی ہماری نظروں میں آئیں گے ہم انہیں کسی طرح بچ نکلنے کا موقع نہیں دیں گے"۔ ریڈ ہاک نے کہا۔

"ہونہہ، تم کیسے کہہ سکتے ہو کہ جس نے جیری کو قتل کیا ہے وہ عمران نہیں کوئی اور ہے"۔ پنڈت نارائن نے غرا کر کہا۔

"اس کا قد و قامت عمران سے قطعی مختلف ہے باس۔ میں نے آپ کو بتایا ہے ناں کہ ہم آسٹریکا ریز سے ان کو مسلسل مانیٹر کر رہے ہیں۔ ان کے چہرے گو ہمیں الیکٹرا وژن سکرین پر دکھائی نہیں دے رہے مگر ان کے قد کاٹھ ہم پر واضح ہیں"۔ ریڈ ہاک نے جلدی سے کہا۔

"تم وہاں کسی کے آنے یا اس شخص کے کہیں جانے کا کتنا انتظار کرو گے"۔ پنڈت نارائن نے ہونٹ کاٹتے ہوئے پوچھا۔

"زیادہ سے زیادہ ایک رات کا۔ میرے آدمی اس کوٹھی سے کسی ملازم کے باہر آنے کا انتظار کر رہے ہیں۔ جیسے ہی ان میں سے کوئی باہر نکلے گا اسے ہم فوراً چھاپ لیں گے اور اس کی جگہ میک اپ میں ہمارا آدمی اندر چلا جائے گا۔ پھر ان کی پلاننگ بھی ہم پر واضح ہو جائے گی اور ہم کوٹھی میں موجود کاروں میں ریڈ باکس بھی فٹ کر دیں گے۔ پھر وہ ان کاروں کو کافرستان کے کسی حصے میں کیوں نہ لے جائیں ہماری نظروں سے نہیں چھپ سکیں گے"۔ ریڈہاک نے کہا۔

"ہوں۔ پلاننگ تو تم نے اچھی بنائی ہے مگر سوچ لو کہیں زیادہ عقلمندی کے چکر میں تم اس آدمی کو بھی نہ گنوا بیٹھو"۔ پنڈت نارائن نے ریڈہاک کی پلاننگ سن کر قدرے نرم پڑتے ہوئے کہا۔

"نہیں باس۔ ایسا نہیں ہوگا اور کوئی ہمارے ہاتھ آئے یا نہ آئے یہ شخص کم از کم میں اپنے ہاتھوں سے نہیں جانے دوں گا۔ آپ مجھ پر اعتماد رکھیں"۔ ریڈہاک نے بااعتماد لہجے میں کہا۔

"ہونہہ۔ ٹھیک ہے۔ تھرٹی سکس ٹرانسمیٹر اپنے ساتھ رکھنا اور جیسے ہی تم اپنی پلاننگ پر عمل کرو مجھے پل پل کی رپورٹ دیتے رہنا"۔ پنڈت نارائن نے کہا۔

"یس باس۔ تھینک یو باس۔ تھینک یو ویری مچ"۔ ریڈہاک نے پنڈت نارائن کو رضامند ہوتے دیکھ کر انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا اور پنڈت نارائن نے رسیور کریڈل پر رکھ دیا اور سکون کا سانس لیتے ہوئے صوفے پر ڈھیر ہو گیا۔ اسے ریڈہاک کی صلاحیتوں پر

مکمل اعتماد تھا۔ وہ جانتا تھا ریڈہاک جو کہتا ہے اس پر عمل کرنا بھی جانتا ہے۔

"ایک بار صرف ایک بار عمران اور اس کے ساتھی میرے ہاتھ آ جائیں۔ پھر میں ان سب کو اس قدر عبرتناک سزا دوں گا کہ ان کی روحیں صدیوں تک بلبلاتی رہیں گی"۔ پنڈت نارائن نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور صوفے کی پشت سے ٹیک لگا کر اس نے یوں آنکھیں بند کر لیں جیسے وہ بری طرح سے تھک گیا ہو اور اب کچھ دیر ریسٹ کرنا چاہتا ہو۔

وہ سب اکٹھے تھے۔ عمران اپنی نیند پوری کر چکا تھا۔ صفدر، جولیا، نعمانی اور صدیقی جب وہاں پہنچے تھے تو اس وقت تک عمران جاگ چکا تھا۔

جولیا تو آتے ہی عمران پر اپنی عادت کے مطابق برس پڑی تھی۔ اسے اس بات کا غصہ تھا کہ عمران نے انہیں شنگانا جنگل میں ڈراپ کر کے خود آگے جانے کا پروگرام کیوں بنایا تھا۔ اگر اسے آگے ہی جانا تھا تو پھر اس نے ان کو پہلے کیوں نہیں بتایا تھا۔

عمران اپنی عادت کے مطابق انہیں احمقانہ انداز میں الٹے سیدھے جواب دے رہا تھا جس سے بالآخر جولیا بھی ہنسنے پر مجبور ہو گئی اور جلد ہی اس کا غصہ کافور ہو گیا تھا۔ عمران نے ان کو تنویر سے ہونے والی بات چیت کے بارے میں بھی بتا دیا تھا۔ تنویر کے زندہ ہونے کا سن

کر ان سب کے چہروں پر بے پناہ رونق آ گئی تھی اور پھر تقریباً جب تنویر ایک گھنٹے بعد ان کے پاس پہنچا تو وہ سب اس سے اس طرح سے ملنے لگے جیسے وہ اس سے برسوں بعد مل رہے ہوں۔ ان سب نے آپس میں ایک دوسرے کو اپنی اپنی تفصیلات بتانا شروع کر دی تھیں۔

"اس لحاظ سے تو عمران صاحب ہم سب سے آگے ہی ہیں"۔ صفدر نے کہا تو وہ سب چونک کر اس کی جانب دیکھنے لگے۔

"وہ کیسے۔ عمران ہم سے کیسے آگے رہا ہے"۔ تنویر نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"انہوں نے ناگری ایئرپورٹ پر جس قدر تباہی پھیلائی تھی اس سے پنڈت نارائن اور حکومت میں کھلبلی مچ گئی ہو گی اور پھر سیکرٹ سروس کا ہیڈ کوارٹر جسے وہ ناقابل تسخیر سمجھتے تھے، عمران صاحب نے اس کو بھی تنکوں کی طرح فضا میں اڑا کر رکھ دیا۔ اس سے تو یقینی طور پر حکومت ہل کر رہ گئی ہو گی۔ جبکہ ہم اب تک صرف اپنے بچاؤ کے لئے جنگل میں لڑتے رہے تھے"۔ صفدر نے کہا۔

"عمران نے سپیشل طور پر تو ہیڈ کوارٹر کو تباہ نہیں کیا۔ یہ تو پنڈت نارائن کی حماقت تھی جو وہ عمران کو بے ہوش کر کے ہیڈ کوارٹر کے اندر لے گئے تھے اور ظاہر ہے عمران نے وہاں سے کسی نہ کسی طرح تو نکلنا ہی تھا۔ نکلتے نکلتے اس نے ہیڈ کوارٹر میں دو چار ٹائم بم فکس کر دیئے اور بس۔ اگر وہ عمران کو گرفتار کرتے ہی گولی مار دیتے پھر میں دیکھتا کہ ان کا ہیڈ کوارٹر کس طرح تباہ ہوتا ہے"۔

تنویر نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا اور اس کی بات سن کر سب ہنس پڑے تھے۔

" اس لئے میں بے حد خوش تھا کہ چلو تنویر سے تو جان چھوٹی۔ مگر "۔ عمران نے تنویر سے بھی زیادہ برا سا منہ بنا کر کہا تو وہ سب ایک بار پھر ہنس پڑے۔

" مگر۔ مگر کیا عمران صاحب"۔ نعمانی نے عمران کو چھیڑتے ہوئے کہا۔

" مگر۔ مگر کیا میری قسمت ہی خراب ہے۔ وہ کیا کہتے ہیں۔ ہاں وہ گلستان ہی مرجھا گیا جس کے غنچے چھوٹے تھے"۔ عمران نے معصوم سی صورت بنا کر کہا تو ان سب کے قہقہے نکل گئے۔

" شعر کی ٹانگ توڑنا تو کوئی آپ سے سیکھے عمران صاحب۔ آپ غالباً کہنا چاہتے تھے۔ حسرت ان غنچوں پر ہے جو بن کھلے مرجھا گئے"۔ صفدر نے ہنستے ہوئے کہا۔

" چلو ایسے ہی سمجھ لو"۔ عمران نے کہا۔

کھلکھلا کر ہنس پڑے۔

" اچھا عمران صاحب۔ جب آپ نے سپیشل کنٹرول روم والوں سے کہا تھا کہ آپ کے طیارے میں ایکس بی ایکس میزائل موجود ہے تو انہوں نے آپ کی بات پر یقین کیسے کر لیا تھا۔ ایسے میزائل اس طرح اس آسانی سے تو ان طیاروں میں نہیں لائے جا سکتے۔ اگر آپ کے پاس سچ مچ بھی میزائل ہوتا تب تو اس طیارے کو بارڈر ہی

کراس نہ کرنے دیا جاتا۔ میزائل چیکر مشین اور خاص طور پر کیمیائی ہتھیاروں کے بارے میں تو عام راڈارز بھی فوراً انڈیکیشن دینا شروع کر دیتے ہیں"۔ صفدر نے عمران سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

" انڈیکیشن انہیں اس وقت ملے تھے جب ہم بارڈر کراس کر کے کافرستان میں داخل ہو چکے تھے"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو وہ سب بری طرح سے چونک پڑے۔

" کیا مطلب، کیا طیارے میں واقعی ایکس بی ایکس میزائل موجود تھا"۔ جولیا نے چونکتے ہوئے کہا۔

" نہیں"۔ عمران نے بدستور مسکراتے ہوئے کہا اور وہ سب حیران رہ گئے۔

" تو پھر انہیں ایکس بی ایکس میزائل کے انڈیکیشن کیسے مل گئے"۔ جولیا نے حیرت زدہ لہجے میں پوچھا۔

" میں اپنے ساتھ ٹی ایکس ون یونٹ لے گیا تھا جو ایک پرانے ٹیپ کی شکل کا ہوتا ہے وہ ایکس ایکس زیرو تھری کی ریز تھرو کرتا ہے جیسے ہی میں نے اس ٹیپ کو آن کیا اس میں سے ایکس ایس زیرو تھری کی ریز نکلنے لگی اور میں نے ساتھ ہی اس کے اندر ایکس بی ایکس کی بیپ کا ریکارڈ آن کر دیا تھا جس کی وجہ سے ان کے کمپیوٹروں اور تمام چیکنگ سسٹم نے انہیں ایکس بی ایکس کا کاشن دینا شروع کر دیا"۔ عمران نے انہیں مسکراتے ہوئے بتایا تو وہ سب بھی بے اختیار مسکرا دیئے۔

"اوہ، اوہ اس نقلی کاشن کے ملنے کی وجہ سے ہی انہوں نے راستے میں آپ کے طیارے کو ہٹ نہیں کیا تھا اور آپ پروگرام کے تحت طیارے کو ریڈیو کنٹرول کر کے ناگری ایئرپورٹ پر لے گئے تھے"۔ صفدر نے سمجھ جانے والے انداز میں کہا۔

اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی اچانک کمرے کا دروازہ ایک دھماکے سے کھلا اور ایک ملازم بڑے گھبرائے ہوئے انداز میں اندر آگیا تو وہ سب چونک کر اس کی جانب دیکھنے لگے۔

"آپ لوگوں کو فوری طور پر یہاں سے نکلنا ہوگا"۔ اس نے گھبراہٹ زدہ لہجے میں کہا۔

"کک، کیوں۔ کیا یہاں سیلاب آنے والا ہے"۔ عمران نے دروازے سے باہر دیکھتے ہوئے کہا۔

"سیلاب نہیں طوفان۔ وہ لوگ آندھی اور طوفان کی طرح سے آ رہے ہیں"۔ ملازم نے اسی لہجے میں کہا۔

"اوہ، شاید دشمنوں کو یہاں ہماری موجودگی کی خبر مل چکی ہے۔ جلدی کرو اپنے اپنے سامان اٹھاؤ اور یہاں سے نکل چلو ہری اپ"۔ عمران نے انتہائی سنجیدگی سے کہا تو وہ سب تیزی سے اٹھے اور اپنے اپنے بیگ سنبھالنے لگے۔ جو عمران نے ان کے لئے این ٹی سے کہہ کر یہاں منگوائے تھے۔

"آپ لوگ عام راستے کی بجائے خفیہ راستے سے نکل جائیں۔ باہر ہر طرف مسلح افراد پھیلے ہوئے ہیں"۔ ملازم نے جس کا نام جنید تھا

جلدی سے کہا۔

"خفیہ راستہ۔ کہاں ہے خفیہ راستہ"۔ عمران نے پوچھا۔

"آیئے میرے ساتھ"۔ جنید نے کہا اور وہ بجلی کی سی تیزی سے وہاں سے نکلتے چلے گئے۔ جنید انہیں دوسرے کمرے میں لایا۔ اس کمرے میں لا کر اس نے شمالی دیوار کی جڑ میں ٹھوکر ماری تو دیوار کے درمیان میں سرر کی آواز کے ساتھ ایک خلا سا بنتا چلا گیا۔ جہاں نیچے جاتی ہوئی سیڑھیاں صاف دکھائی دے رہی تھیں۔ جنید نے انہیں اپنے پیچھے آنے کا اشارہ کیا اور سیڑھیاں اترتا چلا گیا۔ وہ بھی اس کے پیچھے سیڑھیاں اترنے لگے۔ جیسے ہی وہ سب نیچے آئے سرر کی آواز کے ساتھ دیوار کا کھلا ہوا دہانہ برابر ہو گیا۔

نیچے ایک خاصا بڑا تہہ خانہ تھا مگر اس تہہ خانے میں کاٹھ کباڑ کے سوا کچھ نہیں تھا۔ جنید انہیں کاٹھ کباڑ کے اوپر سے گزارتا ہوا تہہ خانے کے دوسرے حصے کی طرف لے آیا۔ اس نے ایک جگہ دیوار میں ہاتھ پھیر کر دباؤ ڈالا تو وہاں بھی سرر کی آواز کے ساتھ ایک دروازہ نمودار ہو گیا اور سامنے ایک طویل سرنگ دور تک جاتی ہوئی دکھائی دینے لگی۔

"اس سرنگ کی لمبائی تقریباً تین کلو میٹر ہے۔ اس کا اختتام اسی طرح کے ایک دروازے پر ہوگا۔ وہاں بھی سیڑھیاں ہیں۔ سیڑھیاں آپ کو اس لائن کی سب سے آخری کوٹھی میں لے جائیں گی۔ اگر آپ آرمی اور سیکرٹ سروس والوں سے بچنے کے لئے اس سرنگ میں ہی

رکے رہیں تو زیادہ بہتر ہوگا۔ کیونکہ آپ جب انہیں اس کوٹھی میں نہیں ملیں گے تو وہ یقینی طور پر یہاں موجود ایک ایک کوٹھی کی تلاشی لیں گے"۔ جنید نے کہا۔

"لیکن تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ وہ لوگ اس کوٹھی پر ریڈ کرنے والے ہیں"۔ عمران نے اس کی جانب الجھی ہوئی نظروں سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"باس نے میری ڈیوٹی بالائی منزل میں لگا رکھی تھی۔ میں دوربین سے اردگرد کا جائزہ لے رہا تھا کہ ایک کار جس پر سیکرٹ سروس کا مخصوص نشان بنا ہوا تھا آکر رکی اور اس میں سے ایک آدمی نکل کر اس طرف آگیا۔ اس کی نظریں مسلسل ہماری کوٹھی پر جمی ہوئی تھیں۔ اس کے ہاتھ میں ایک آلہ تھا جسے وہ بار بار دیکھ رہا تھا۔ پھر وہ ہماری کوٹھی کے گیٹ پر رکا اور اس نے مطمئن انداز میں سر ہلاتے ہوئے آلہ بند کیا اور اسے جیب میں ڈال کر واپس مڑ گیا اور اپنی کار میں جاکر وائرلیس پر کسی سے بات کرنے لگا اور پھر میں نے دور سے سیکرٹ سروس اور آرمی کی بہت سی گاڑیوں کو یہاں آتے دیکھا۔ وہ اس علاقے کو چاروں طرف سے گھیر رہے تھے اور وہ سب کے سب مسلح تھے"۔ جنید نے کہا۔

"اوہ، وہ آلہ کس قسم کا تھا"۔ اس کی بات سن کر عمران نے چونکتے ہوئے پوچھا تو جنید اسے اس آلے کے بارے میں بتانے لگا۔

"الیکٹرا ویژن۔ اوہ اس کا مطلب ہے کہ وہ لوگ یہاں خود نہیں

آئے بلکہ لائے گئے ہیں"۔ عمران کے منہ سے نکلا۔

"لائے گئے ہیں۔ کیا مطلب"۔ اس کی بات سن کر جولیا نے چونک کر پوچھا۔ دوسرے بھی چونک کر عمران کی جانب دیکھنے لگے تھے۔

"تم لوگ کن گاڑیوں میں آئے ہو اور وہ گاڑیاں کہاں ہیں"۔ عمران نے الٹا ان سے پوچھا۔

"وہ رولز رائس دو کاریں ہیں جو ہمیں این ٹی نے مہیا کی تھیں۔ ان کے ڈرائیور ساتھ تھے وہ ہمیں یہاں پہنچا کر واپس لوٹ گئے تھے۔ کیوں"۔ جولیا نے کہا۔

"اوہ، تنویر تم۔ کیا تمہاری کار بھی واپس جا چکی ہے"۔ عمران نے تنویر سے پوچھا۔

"نہیں، میں رازی سے اس کی کار لایا تھا جو کوٹھی کے پورچ میں موجود ہے۔ مگر........" تنویر نے نہ سمجھنے والے انداز میں جواب دیا۔

"ہوں، اس کا مطلب ہے تنویر ان سب کو اپنے پیچھے یہاں لایا ہے"۔ عمران نے پرخیال انداز میں سر ہلاتے ہوئے کہا تو وہ سب چونک پڑے۔ جبکہ تنویر اس کی بات سن کر اچھل پڑا تھا۔ اس کے چہرے پر یکلخت غصہ ابھر آیا تھا۔

"کیا بکواس کر رہے ہو۔ تمہارا کیا خیال ہے میں اندھا دھند یہاں آیا ہوں۔ میں نے اپنے تعاقب کا خیال نہیں رکھا تھا"۔ تنویر نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"انہوں نے تمہارا تعاقب سائنٹیفک طریقے سے کیا تھا تنویر۔ وہ لوگ بہت چالاک ہیں۔ تم شاید بھول رہے ہو تم نے بتایا تھا کہ جیری کو قتل کرنے کے بعد جب تم عقبی راستے سے نکل رہے تھے تو تم نے اپنے پیچھے ایک عام سے آدمی کو آتے دیکھا تھا جس کے سامنے تم ٹیکسی میں بیٹھ کر نکل گئے تھے۔ اسے عام انسان سمجھ کر تم نے اسے نظرانداز کر دیا تھا۔ مگر تمہاری اسی غلطی سے ان لوگوں نے فائدہ اٹھایا ہے"۔ عمران نے کہا۔

"اوہ، مگر کس طرح"۔ تنویر نے سر جھٹک کر پوچھا۔

"اس عام آدمی نے تمہاری ٹیکسی کا لامحالہ نمبر نوٹ کر لیا ہوگا اور جب جیری کی لاش سامنے آئی ہوگی تو اس عام آدمی نے انہیں تمہارے بارے میں اور ٹیکسی کا نمبر بتا دیا ہوگا۔

ٹیکسی کا نمبر رجسٹریشن آفس سے معلوم کر کے اس کی کمپنی کا پتہ چلا لینا کوئی مشکل نہیں ہے۔ وہاں اس ٹیکسی کے ڈرائیور کو بلا کر اس سے تمہارے بارے معلومات حاصل کر لی گئی ہوں گی تو اس نے بتا دیا ہوگا کہ اس نے تمہیں کہاں ڈراپ کیا تھا۔ تم گو رازی کی کوٹھی سے کافی فاصلے پر اترے تھے مگر دن کے وقت وہاں لامحالہ لوگ ہوں گے جن کو تمہارا حلیہ بتا کر اس کوٹھی کے بارے میں معلوم ہو گیا ہوگا۔ یعنی ان کی نظروں میں رازی کی کوٹھی آ گئی ہوگی۔ تم چونکہ جیری کے قاتل تھے اور اکیلے تھے۔ ہو سکتا ہے کہ ان لوگوں نے اس کوٹھی کے کسی ملازم کو خرید لیا ہو یا ان کے کسی ملازم کی جگہ لے کر

کوٹھی سے اس بات کا پتہ کرا لیا ہو کہ تمہارے ساتھ اور کون کون ہے۔ جب انہیں معلوم ہو گیا ہوگا کہ تم اکیلے ہو تو۔ اول تو وہ ہماری آمد کے وہاں منتظر ہوں گے یا پھر اس بات کے انتظار میں ہوں گے کہ تم ہم سے ملنے کے لئے کہاں جاتے ہو۔ اس لئے انہوں نے اس کوٹھی میں موجود کار یا کاروں کے نیچے ریڈ باکس لگا دیئے ہوں گے۔ ان ریڈ باکسز کی مدد سے ان لوگوں کو اس کار کو ٹریس کرنا کچھ مشکل ثابت نہیں ہوا ہوگا۔ ان ریڈ باکسز کو ریڈ الیکٹرا یٹن سے آسانی سے ٹریس کیا جا سکتا ہے"۔ عمران نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا تو سب عمران کے تجزیئے پر اور اس کی ذہانت پر اسے تحسین آمیز نظروں سے دیکھنے لگے۔ جبکہ تنویر کے چہرے پر شرمندگی کے تاثرات ابھر آئے تھے

"اب اس طرح شرمندہ ہو کر لڑکیوں کی طرح سر نہ جھکاؤ ورنہ مجھے خواہ مخواہ ہنسی آ جائے گی"۔ عمران نے اس انداز میں کہا کہ وہ سب بے اختیار ہنس پڑے۔ تنویر بھی پھیکی ہنسی ہنسنے لگا تھا۔ وہ باتیں کرتے ہوئے سرنگ میں آ گئے تھے اور ان کے پیچھے سرنگ کا دروازہ بھی بند ہو گیا تھا۔

"وہ لوگ ہمیں باؤلے کتوں کی طرح سے ڈھونڈ رہے ہوں گے۔ ہمیں ہر حال میں یہاں سے نکلنا ہے"۔ جولیا نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

"مگر ہم یہاں سے نکلیں گے کیسے۔ اس قصبے کو تو یقینی طور پر مسلح لوگوں نے گھیر رکھا ہوگا"۔ نعمانی نے کہا۔

"کچھ بھی ہو۔ ہمیں یہاں سے نکلنا ہے۔ ہم یہاں سرنگ میں چوہوں کی طرح چھپنے نہیں آئے۔ ابھی ہم نے کام بھی شروع نہیں کیا اور ہمارے خلاف اتنی بڑی کارروائیاں بھی شروع ہو گئیں"۔ جولیا نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

"تم کیوں ہنس رہے ہو"۔ جولیا اس پر الٹ پڑی۔

"ارے تم نے ابھی ابھی تو کہا ہے کہ تم نے ابھی کام بھی شروع نہیں کیا اور انہوں نے تمہارے خلاف اتنی بڑی کارروائیاں کرنا شروع کر دیں۔ اس لئے مجھے ہنسی آ گئی"۔ عمران نے ہنستے ہوئے کہا۔

"تو اس میں ہنسنے والی کون سی بات ہے"۔ جولیا نے غصے سے کہا۔

"سب سے پہلی بات تو یہ ہے میڈم جولیا کہ ہم اس وقت اپنے ملک میں نہیں دشمن ملک میں ہیں۔ جہاں ہم سیر و تفریح کرنے نہیں بلکہ مجرمانہ کارروائیاں کرنے آئے ہیں اور پھر آتے ہی ہم نے یہاں جس طرح لاشیں بچھا دی ہیں کیا یہ تمہارے نزدیک معمولی بات ہے"۔ عمران نے کہا تو جولیا خاموش ہو گئی۔

"ہمیں الٹی سیدھی باتوں میں الجھنے کی بجائے یہاں سے نکلنے کے بارے میں سوچنا چاہئے"۔ تنویر نے جولیا کو خاموش ہوتے دیکھ کر جلدی سے کہا۔

"تو سوچو۔ کسی نے تمہیں منع کیا ہے کیا"۔ عمران بھلا کہاں آسانی سے باز آنے والا تھا۔

"ہونہہ۔ تم سے تو بات کرنا ہی فضول ہے"۔ تنویر نے منہ

بناتے ہوئے کہا۔

"تو مت کیا کرو۔ اپنی آنکھیں بند ہی رکھا کرو"۔ عمران نے کہا تو تنویر نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔ وہ عمران کے طنز کو سمجھ گیا تھا۔ اس کے کہنے کا یہی مطلب تھا کہ وہ اس شخص کو عام آدمی سمجھ کر آنکھیں بند کر کے نکل آیا تھا جو خفیہ راستے سے اسے نکلتے دیکھ کر اس کے پیچھے آیا تھا۔

"ہونہہ، ٹھیک ہے۔ اب ہم سب یہاں سے نکلیں گے اور ہر حال میں نکلیں گے۔ میں تم لوگوں کو یہاں سے نکلنے کا راستہ دلواؤں گا"۔ تنویر نے غصیلے لہجے میں کہا اور پھر اس سے پہلے کہ کوئی کچھ سمجھتا تنویر واپس پلٹا اور نہایت تیزی سے اس طرف بھاگ پڑا جس طرف سے وہ آئے تھے۔

"ارے، ارے کیا کر رہے ہو۔ تمہارا دماغ خراب ہو گیا ہے۔ کیوں موت کے منہ میں جا رہے ہو"۔ اسے اس طرح سے بھاگتے دیکھ کر جولیا نے چیختے ہوئے کہا تو تنویر رک گیا اور پلٹ کر واپس آ گیا۔

"میں کیا کروں مس جولیا۔ عمران بار بار مجھ پر طنز کر رہا ہے کہ وہ لوگ میری وجہ سے یہاں آئے ہیں"۔ تنویر نے کہا اس کے لہجے میں بے حد غصہ تھا۔

"ہونہہ، اس کا تو کام ہی ہر وقت احمقانہ حرکتیں کرنا اور دوسروں کو زچ کرنا ہے۔ تم اس کی باتوں میں کیوں آ جاتے ہو"۔ جولیا نے منہ بناتے ہوئے کہا تو تنویر کا چہرہ نارمل ہوتا چلا گیا اور طنزیہ نظروں

سے عمران کی جانب دیکھنے لگا کہ وہ کچھ بھی کرے جولیا اس کے فیور میں ہے۔ مگر عمران نے اس کی طرف دیکھا تک نہیں وہ کسی گہری سوچ میں ڈوبا ہوا تھا۔

"اب کیا سوچ رہے ہو"۔جولیا نے اسے سوچ میں کھوئے دیکھ کر تیز لہجے میں پوچھا۔

"میں سوچ رہا ہوں اگر ہم کچھ دیر اور یہاں رکے رہے تو وہ لوگ اسی سرنگ کو ہمارا مقبرہ بنا دیں گے مشترکہ مقبرہ"۔ عمران نے سنجیدگی سے کہا تو وہ سب چونک پڑے۔

"کیا مطلب۔ تمہارا کیا خیال ہے وہ لوگ یہاں تک پہنچ جائیں گے"۔جولیا نے بری طرح سے چونکتے ہوئے کہا۔

"کافرستانی سیکرٹ سروس انتہائی فعال اور باخبر ہے۔جتنے وسائل اور سیکشن ان کے ہیں اتنے شاید گریٹ لینڈ اور ایکریمین سیکرٹ سروس والوں کے پاس بھی نہیں ہوں گے اور پھر جس سیکرٹ سروس کا سربراہ پنڈت نارائن جیسا انسان ہو اور اس کا دست راست ریڈہاک جیسا خطرناک انسان ہو وہ کیا نہیں کر سکتا"۔ عمران نے سنجیدگی سے کہا۔

"اوہ تو پھر ہمیں واقعی یہاں سے جلد سے جلد نکل جانا چاہئے"۔ صفدر نے جلدی سے کہا۔

"لیکن بات پھر گھوم پھر کر وہیں آجاتی کہ ہم یہاں سے نکلیں گے کیسے۔ سارے کے سارے قصبے کو مسلح افراد نے گھیر رکھا ہے۔ اگر

ہم دوسری کوٹھی میں چلے جائیں تو آپ کے خیال کے مطابق کیا وہ وہاں نہیں پہنچیں گے"۔صدیقی نے کہا۔

"جو کچھ بھی ہوگا دیکھا جائے گی۔فی الحال اس سرنگ سے تو نکلو"۔ عمران نے منہ بنا کر کہا تو انہوں نے اثبات میں سرہلا دیا اور پھر وہ تقریباً بھاگتے ہوئے اس سرنگ سے نکلتے چلے گئے۔ دوسری طرف سرنگ کا دہانہ کھول کر وہ سیڑھیاں چڑھتے ہوئے دوسری کوٹھی میں آ گئے۔ وہ کوٹھی بھی بے حد خوبصورت اور وسیع تھی۔ پورچ میں دو جیپیں کھڑی تھیں۔

"تنویر تم اوپر جا کر ان کی پوزیشنیں دیکھو اور چیک کرو کہ کس طرف سے ہمارے نکلنے کا راستہ ہے یا ہمیں راستہ بنانا پڑے گا"۔ عمران نے انتہائی سنجیدگی سے کہا۔اس کا سنجیدہ لہجہ دیکھ کر تنویر نے سرہلایا اور تیزی سے سامنے موجود گول سیڑھیوں کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

"تم سب اپنے سامان جیپوں میں رکھو اور مشین گنیں نکال کر ہاتھوں میں لے لو۔ایک جیپ صفدر ڈرائیو کرے گا دوسری میں"۔ عمران نے کہا تو وہ سرہلا کر جیپوں کی جانب بڑھ گئے۔انہوں نے کاندھوں سے بیگ اتار کر ان سے مشین گنیں نکال لیں اور بیگ جیپوں میں رکھ دیئے۔ پھر صفدر ایک جیپ کی ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا۔اس کے ساتھ والی سیٹ پر جولیا اور پیچھے نعمانی بیٹھ گیا جبکہ دوسری جیپ میں صدیقی بیٹھ گیا تھا اور اس کی ڈرائیونگ سیٹ

عمران نے سنبھال لی تھی۔ چند ہی لمحوں بعد تنویر انہیں چھت سے واپس آتا دکھائی دیا۔ اس کے ہاتھ میں دوربین تھی۔

"وہ تو پورے قصبے میں پھیلے ہوئے ہیں"۔ تنویر نے بتایا۔

"ہونہہ، اس کا مطلب ہے ہمیں ان کا گھیرا توڑ کر ہی نکلنا ہوگا"۔ عمران نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"گیٹ کھولوں میں"۔ تنویر نے پوچھا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ تنویر آگے بڑھا اور اس نے اطمینان سے کوٹھی کا بڑا سا گیٹ کھول دیا اور پھر تیزی سے واپس آکر عمران کی جیپ پر سوار ہو گیا۔ اس نے بھی بیگ سے مشین گن نکال کر ہاتھ میں لے لی تھی۔ صفدر نے پہلے ہی جیپ اسٹارٹ کر لی تھی۔ عمران نے بھی جیپ اسٹارٹ کی اور پھر گیئر لگا کر اس نے جیپ ایک جھٹکے سے آگے بڑھا دی۔ جیپ نہایت تیزی سے کوٹھی سے باہر نکلی اور سامنے موجود ایک تنگ گلی کی جانب بھاگتی چلی گئی۔ جبکہ صفدر نے عمران کے پیچھے جیپ کو تنگ گلی میں لے جانے کی بجائے دائیں طرف موڑ لیا تھا۔

"کیا کر رہے ہو۔ جیپ عمران کی جیپ کے پیچھے لے جانے کی بجائے اس طرف کیوں مڑ گئے ہو"۔ جولیا نے اس سے تیز لہجے میں پوچھا۔

"عمران صاحب اس گلی سے نکل کر ذیلی سڑک پر جانے کی کوشش کریں گے۔ جہاں مسلح افراد موجود ہیں میں اس طرف سے گھوم کر اسی طرف جاؤں گا۔ ہم دو اطراف سے ان مسلح افراد پر حملہ

کریں گے تو ان کا گھیرا توڑنے میں ہمیں بے حد آسانی رہے گی"۔ صفدر نے کہا تو جولیا نے سمجھ جانے والے انداز میں سر ہلا دیا۔ ادھر جیسے ہی ان کی جیپیں کوٹھی سے نکلیں سڑک کی دوسری طرف موجود مسلح افراد نے انہیں دیکھ لیا۔ اس سے پہلے کہ وہ چونک کر اپنی گنیں سیدھی کرتے جولیا اور نعمانی نے مشین گنیں اٹھا کر اچانک ان پر فائرنگ شروع کر دی۔ مشین گنوں سے شعلے نکلے اور سامنے کھڑے چھ فوجی خون میں لت پت ہو کر زمین پر گرتے چلے گئے۔ صفدر نے گیئر بدلا اور پھر وہ ان فوجیوں کو کچلتا ہوا جیپ آگے لیتا چلا گیا۔

مشین گن کی آواز سن کر فوجی اور دوسرے مسلح افراد بری طرح سے چونک پڑے تھے اور پھر اچانک انہوں نے جیپ کو دیکھ کر اس پر بے تحاشہ فائرنگ شروع کر دی۔ صفدر اور اس کے ساتھی جلدی سے نیچے جھک گئے۔ گولیاں جیپ کی باڈی سے ٹکرانے لگیں۔

"ان پر مسلسل فائرنگ کرتے رہو"۔ جولیا نے چیخ کر نعمانی سے کہا اور اپنی مشین گن کی نال اٹھا کر اس نے اسی طرف فائرنگ کرنا شروع کر دی جس طرف سے ان پر گولیاں برس رہی تھیں۔ نعمانی نے بھی ہاتھ نیچے رکھ کر مشین گن سے ادھر ادھر گولیاں برسانا شروع کر دی تھیں۔ جبکہ صفدر سر جھکائے سامنے راستے کو ذہن میں رکھ کر نہایت تیزی سے جیپ کو دوڑائے لئے جا رہا تھا۔

ادھر جیسے ہی عمران تنگ گلی سے جیپ لے کر نکلا سامنے سے آٹھ دس فوجی دوڑتے ہوئے اس کی جیپ کے سامنے آگئے مگر اس سے پہلے

کہ وہ فائرنگ کرتے تنویر اور صدیقی نے ہاتھ روکے بغیر ان پر فائرنگ کر دی اور وہ اچھل اچھل کر زمین پر گرتے نظر آئے۔ عمران نے نہایت تیزی سے موڑ کاٹا اور جیپ لے کر ذیلی سڑک پر آ گیا۔ دائیں بائیں سے اچانک اس کی جیپ پر بھی فائرنگ ہونا شروع ہو گئی تھی اور جیپ کی باڈی پر ٹکاٹک گولیاں برس رہی تھیں۔

سامنے سے دو فوجی جیپیں جن میں ہیوی مشین گنیں نصب تھیں آتی نظر آئیں تو عمران نے جلدی سے جیپ کو دائیں طرف ایک گلی میں موڑ لیا۔ لیکن سامنے سے چند فوجیوں کو اس گلی میں داخل ہوتے دیکھ کر وہ چونک پڑا۔

تم لوگ پیچھے سے آنے والی گاڑیوں کو کور کرو"۔ تنویر کو سامنے فوجیوں کی طرف متوجہ ہوتے دیکھ کر عمران نے چیختے ہوئے کہا اور پھر اس نے جلدی سے سیٹ کے قریب پڑی ہوئی اپنی مشین گن اٹھائی جو اس نے اپنے بیگ سے نکال کر پہلے ہی وہاں رکھ لی تھی اور پھر اس نے ایک ہاتھ سے ڈرائیونگ وہیل سنبھالتے ہوئے سامنے سے آنے والے فوجیوں پر فائر کھول دیا۔

صدیقی۔ مارٹر گن نکالو"۔ عمران نے چیختے ہوئے صدیقی سے کہا تو صدیقی جلدی سے نیچے جھک کر اپنا بیگ کھولنے لگا۔ اس نے بیگ سے مارٹر گن کے پارٹس نکالے اور انہیں تیزی سے آپس میں جوڑنے لگا اور پھر اس نے اس میں راکٹ نما گولے لوڈ کرنا شروع کر دیئے۔ اس گن میں تین گولے بیک وقت لوڈ کرنے کی گنجائش تھی۔ تنویر ہیوی

مشین گنوں والی جیپوں پر مسلسل فائرنگ کر رہا تھا جو گلی میں ان کے پیچھے آتے ہی نہایت خوفناک انداز میں ان پر فائرنگ کرنے لگی تھیں۔

صدیقی نے ان گولیوں سے خود کو بچاتے ہوئے مارٹر گن کا رخ پیچھے کیا اور ایک جیپ کا نشانہ لے کر اس پر فائر کر دیا۔ شائیں کی آواز نکالتا ہوا ایک راکٹ نکل کر انتہائی سرعت سے پیچھے آنے والی جیپ کی جانب بڑھتا چلا گیا۔ گولے کو اپنی طرف آتے دیکھ کر ڈرائیور نے جیپ کو پوری قوت سے بریک لگا دیئے تھے اور پھر وہ اپنی جانیں بچانے کے لئے اس سے پہلے کہ جیپ سے چھلانگ لگاتے۔ گولہ عین جیپ کے فرنٹ سے جا ٹکرایا۔ ایک خوفناک دھماکہ ہوا اور اس جیپ کے پرخچے اڑتے چلے گئے۔ اس کے ساتھ ہی ان فوجیوں کے بھی ٹکڑے اڑ گئے تھے جو اس جیپ میں موجود تھے۔ پیچھے آنے والی تیز رفتار دوسری جیپ کے ڈرائیور نے جو اس جیپ کے پرخچے اڑتے دیکھے تو اس نے یکلخت جیپ کے بریک لگا دیئے مگر بریک لگتے لگتے بھی جیپ زمین پر گھسٹتی ہوئی جلتی ہوئی جیپ کے ڈھانچے سے آ ٹکرائی تھی۔ اسی لمحے صدیقی نے مارٹر گن سے اس جیپ پر بھی راکٹ داغ دیا اور اس جیپ کے بھی پرزے فضا میں بکھر گئے۔

" سامنے سے بھی ایک جیپ آ رہی ہے"۔ عمران نے کہا تو صدیقی نے تیزی سے پلٹ کر سامنے سے موڑ مڑنے والی جیپ پر گولہ داغ دیا۔ اس کا گولہ اس جیپ کے فرنٹ کے نچلے حصے پر پڑا تھا۔ ایک

زوردار دھماکہ ہوا اور وہ جیپ ایک زوردار جھٹکا کھا کر یوں فضا میں اچھل کر قلابازی کھاتے ہوئے دور جا گری جیسے اسے زمین پر موجود طاقتور سپرنگوں نے فضا میں اچھال پھینکا ہو۔

" مشین گنوں سے بہتر تو یہ مارٹر گن ہے۔ کیوں نہ میں بھی اپنی مارٹر گن تیار کر کے ان پر حملے کروں"۔ تنویر نے کہا تو عمران نے اثبات میں سرہلا دیا۔ صدیقی نے اپنی مارٹر گن دوبارہ لوڈ کی تو تنویر نیچے جھک کر اپنی مارٹر گن کے پارٹس نکال کر جوڑنے لگا۔

عمران جیپ کو گلیوں اور چھوٹی چھوٹی سڑکوں پر تیزی سے موڑ کاٹتے ہوئے بڑی سڑک پر لے آیا تھا۔ سامنے ایک ذیلی سڑک پر سے اسے صفدر کی جیپ آتی دکھائی دی تو وہ چونک پڑا۔ اس کے پیچھے دو جیپیں تھیں جو صفدر کی جیپ پر مشین گنوں سے فائرنگ کرتی ہوئی بڑھی آ رہی تھیں۔ ان کی فائرنگ اس قدر شدید تھی کہ اس جیپ میں موجود جولیا اور نعمانی کو ان پر جوابی فائرنگ کرنے کا موقع ہی نہیں مل رہا تھا۔

" صفدر، جولیا اور نعمانی خطرے میں ہیں تنویر"۔ عمران نے کہا تو تنویر چونک کر اس طرف دیکھنے لگا۔ پھر صفدر کی جیپ کے پیچھے دو جیپوں کو دیکھ کر اس کے چہرے پر شدید غصہ آ گیا۔ اس نے مارٹر گن اٹھا کر کندھے پر رکھی اور صفدر کی جیپ کے پیچھے آنے والی جیپ کا نشانہ لے کر ٹریگر دبا دیا۔ تیز آواز کے ساتھ اس کی گن سے انگارے برساتا ہوا راکٹ نکلا اور اس جیپ کی سائیڈ سے جا ٹکرایا۔ خوفناک

دھماکہ ہوا اور جیپ فضا میں قلابازیاں کھاتے ہوئے دور جا گری۔ اس سے پہلے کہ دوسری جیپ کی مشین گن کا رخ ان کی جیپ کی جانب ہوتا۔ تنویر نے اس کا بھی نشانہ لے کر فائر کر دیا اور وہ جیپ ٹکڑے ٹکڑے ہو کر ہوا میں بکھرتی چلی گئی اور پھر وہ برق رفتاری سے جیپیں دوڑاتے ہوئے مین سڑک پر آ گئے۔

تنویر اور صدیقی کے ہاتھوں میں مارٹر گنیں دیکھ کر جولیا اور نعمانی نے بھی اپنی مارٹر گنیں تیار کر لی تھیں۔ سامنے ایک طویل راستہ تھا جو کھیتوں سے ہوتا ہوا دور تک بڑی سڑک کی جانب جاتا ہوا دکھائی دے رہا تھا۔ جس سڑک پر وہ جیپیں دوڑا رہے تھے اس کے دائیں بائیں کھیت تھے۔ ایک طرف کماد کی فصل کھڑی تھی جبکہ دوسری طرف کھیتوں کو نئی فصل لگانے کے لئے تیار کیا جا رہا تھا جو حالیہ بارشوں کی وجہ سے بے حد خراب حالت میں تھا۔ ہر طرف جیسے کیچڑ ہی کیچڑ بھرا ہوا تھا۔

" عمران صاحب وہ ساری فورس ہمارے پیچھے لگ گئی ہے۔ ان کے پاس تیز رفتار گاڑیاں ہیں"۔ صدیقی نے دوربین سے پیچھے دیکھتے ہوئے کہا۔

" وہ ہم سے کافی فاصلے پر ہیں۔ ہم ان کی فائرنگ رینج سے باہر نکل چکے ہیں۔ تم اس سڑک کو اڑا دو تاکہ وہ آسانی سے ہمارے پیچھے نہ آ سکیں۔ دائیں بائیں کھیتوں سے نکل کر وہ کسی صورت میں ہمارے پیچھے نہیں آ سکتے"۔ عمران نے اپنی جیپ کی سپیڈ کم کرتے ہوئے کہا تو

صدیقی نے سمجھ جانے والے انداز میں سڑک پر ایک جگہ مارٹر گن سے گولے برسانا شروع کر دیئے۔ دھماکوں سے پیچھے سڑک پر اس جگہ بڑے بڑے گڑھے پڑنے لگے۔ تنویر، جولیا اور نعمانی نے بھی عمران کی چیختی ہوئی آواز سن لی تھی اور پھر انہوں نے بھی اپنی جیپ کی سپیڈ کم کر کے سڑک پر اس جگہ گولے برسانے شروع کر دیئے اور سڑک کا وہ حصہ اس بری طرح سے تباہ کر دیا کہ وہاں سے کسی گاڑی کے نکلنے کی کوئی گنجائش ہی نہ رہی تو انہوں نے گولے برسانا بند کر دیئے۔ دشمنوں کی گاڑیاں سڑک کے ٹوٹے ہوئے حصے کے قریب آ کر رک گئی تھیں اور ان میں سے فوجیوں نے نکل نکل کر عمران اور صفدر کی جیپوں پر فائرنگ شروع کر دی تھی مگر وہ لوگ تیزی سے جیپیں دوڑاتے ہوئے ان کی فائرنگ رینج سے نکل چکے تھے اور پھر وہ نہایت تیزی سے اس قصبے سے نکلتے چلے گئے۔

"خدا کی پناہ۔ بڑا خوفناک محاصرہ کیا تھا انہوں نے"۔ نعمانی نے کہا۔

"مگر میری سمجھ میں ایک بات نہیں آئی"۔ تنویر نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

"سمجھ کا کوئی خانہ ہو دماغ میں تو سمجھ آئے"۔ عمران نے فوراً کہا تو نعمانی ہنس پڑا۔ تنویر بھی اس بار عمران کی بات کا غصہ کرنے کی بجائے مسکرا دیا تھا۔

"دشمنوں کے پاس ہر قسم کے ہتھیار تھے۔ میں نے ان کے پاس

مارٹر گنیں اور میزائل گنیں بھی دیکھی تھیں مگر وہ ہم پر صرف ہیوی مشین گنوں اور لائٹ مشین گنوں سے حملے کر رہے تھے۔ کیوں۔ اگر وہ چاہتے تو مارٹر گنوں اور میزائل گنوں سے ہمیں آسانی کے ساتھ ہٹ کر سکتے تھے"۔ تنویر نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

"تو تمہیں اس بات پر افسوس ہو رہا ہے کہ تم زندہ کیوں بچ گئے ہو"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ، نہیں ایسی بات نہیں ہے"۔ تنویر نے جلدی سے کہا۔

"تو پھر"۔ عمران نے کہا۔

"بس عجیب سی الجھن ہو رہی ہے کہ انہوں نے ایسا کیا کیوں نہیں"۔ تنویر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"وہ لوگ ہمیں مارنے نہیں زندہ گرفتار کرنے آئے تھے"۔ عمران نے کہا تو تنویر کے ساتھ ساتھ نعمانی بھی چونک کر اس کی جانب دیکھنے لگا۔

"زندہ۔ مگر وہ کیوں"۔ تنویر نے حیرت زدہ لہجے میں کہا۔

"وہ اس لئے کہ ان کے ساتھ پنڈت نارائن موجود نہیں تھا۔ ہم اس وقت کافرستان کی بجائے پنڈت نارائن کے سب سے بڑے دشمن بنے ہوئے ہیں۔ خاص طور پر اس کے ہیڈ کوارٹر کے تباہ ہونے سے اس کے غصے کا یہ عالم ہوگا کہ وہ اپنے ہاتھوں سے ہمارے بلکہ خاص طور پر میرے ٹکڑے اڑا دے۔ پھر وہ کیسے چاہے گا کہ ہم اس کے عام ساتھیوں کے ہاتھوں مارے جائیں"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا

تو تنویر اور نعمانی اثبات میں سر ہلانے لگے۔

" اگر ایسا تھا تو پھر انہیں ہم پر گولیاں برسانے کی کیا ضرورت تھی۔ کیا ان کے خیال کے مطابق ہم ان کی گولیوں سے نہیں مر سکتے تھے"۔ تنویر نے ایک اور نقطہ اٹھاتے ہوئے کہا۔

" اب دنیا میں کوئی اتنا بڑا احمق نہیں ہوگا کہ اسے تھپڑ مارا جائے تو وہ جواب میں خاموش رہے۔ ہم ان کے آدمیوں کو گولیوں سے بھون رہے تھے۔ تو جوابی کارروائی کرنے کا حق ان کے پاس بھی تھا۔ ان کا گولیاں برسانے کا انداز ہمیں زخمی کرنے کا تھا تم اتنا بھی نہیں سمجھے"۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا تو تنویر ہونٹ بھینچ کر خاموش ہو گیا۔

اس وقت دوپہر کا وقت تھا۔ تیز رفتاری سے وہ چھوٹی چھوٹی سڑکیں مڑتے ہوئے اور مختلف قصبوں سے ہوتے ہوئے ایک دوسرے شہر میں آ گئے اور پھر وہ اس شہر میں آکر ایک مین بازار میں آ گئے۔ جہاں انہوں نے اپنی جیپیں چھوڑ دیں اور ایک بڑی مارکیٹ میں گھستے چلے گئے اور پھر وہ اس مارکیٹ کی دوسری طرف سے نکل کر دو دو کر کے الگ الگ ٹیکسیوں میں سوار ہو گئے۔ ایک ٹیکسی میں عمران اور نعمانی تھے، دوسری میں صفدر اور جولیا جبکہ تیسری ٹیکسی میں تنویر اور صدیقی سوار ہو گئے تھے۔ اور پھر وہ عمران کی ہدایات کے مطابق مختلف ٹیکسیاں بدلتے ہوئے ساکم روڈ پر پہنچ گئے۔ جہاں وہ سب ایک بار پھر اکٹھے ہوئے اور پھر عمران ان کو لے کر ایک کلب کی جانب بڑھتا چلا

گیا جس کی پیشانی پر بوسٹن کلب لکھا ہوا تھا۔

ہال میں اکا دکا لوگ تھے۔ عمران اپنے ساتھیوں کو لے کر سیدھا کاؤنٹر کی جانب بڑھتا چلا گیا۔ جہاں کاؤنٹر مین ان کی طرف چونک کر دیکھ رہا تھا۔

" فارٹی سے کہو پرنس آیا ہے۔ پرنس آف ڈھمپ"۔ عمران نے اس کے قریب جا کر سرگوشیانہ لہجے میں کہا۔

" اوہ، آپ لوگ۔ میں آپ لوگوں کا ہی انتظار کر رہا تھا۔ آپ وہ سامنے والے دروازے سے اندر چلے جائیں۔ سامنے راہداری سے گزر کر وائیں طرف کمرہ نمبر سات میں جا کر شمالی دیوار پر لگی ایک پینٹنگ کو ہٹا کر اس کے پیچھے لگے بٹن کو پریس کریں گے تو شمالی دیوار میں ایک راستہ بن جائے گا۔ اس راستے سے آپ باہر نکلیں گے تو وہاں ایک ڈرائیور اسٹیشن ویگن کے ساتھ موجود ہوگا۔ اسے پرنس آف ڈھمپ کا حوالہ دے کر آپ اسٹیشن ویگن میں سوار ہو جائیں وہ آپ کو سیدھا باس کے پاس لے جائے گا"۔ کاؤنٹر مین نے دبے دبے لہجے میں کہا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے وہ اس سے کاروباری انداز میں بات کر رہا ہو۔ عمران نے سر ہلایا اور اس کے بتائے ہوئے سامنے موجود دروازے کی جانب بڑھتا چلا گیا۔ اس کے ساتھی بھی اس کے پیچھے ہو لئے تھے اور پھر وہ جیسے ہی دروازہ کھول کر اندر گئے۔ اسی لمحے ایک کونے کی میز پر بیٹھا ہوا ایک شخص تیزی سے اٹھا اور تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا کاؤنٹر مین کی طرف آ گیا۔

"کیا یہ وہی لوگ تھے"۔اس نے کاؤنٹر کے قریب آکر کاؤنٹر مین سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"ہاں۔وہی تھے"۔کاؤنٹر مین نے سر ہلا کر کہا۔

"گڈ، کیا یہ اسی جگہ گئے ہیں جہاں کا پتہ تم نے مجھے دیا تھا"۔اس شخص نے کہا۔

"ہاں۔ باس فارٹی نے انہیں وہیں بلایا ہے"۔کاؤنٹر مین نے جواب دیا۔

"گڈ۔یہ لو اپنا انعام"۔اس نوجوان نے کہا اور جیب سے ایک بڑے مالیت کے نوٹوں کی گڈی نکال کر اس کی طرف کھسکا دی۔جسے کاؤنٹر مین نے جلدی سے اٹھا کر کاؤنٹر کے نیچے کھلے ہوئے دراز میں ڈال دیا۔

"لیکن، اپنا وعدہ یاد رکھنا۔اس سلسلے میں میرا نام نہ سامنے آنے پائے کہ ان کی انفارمیشن میں نے تمہیں دی تھی"۔کاؤنٹر مین نے کہا۔

"بے فکر رہو ہم تمہیں جانتے ہی نہیں"۔اس نوجوان نے کہا اور پھر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا کلب سے باہر نکلنے والے راستے کی جانب بڑھتا چلا گیا۔جیسے ہی وہ کلب سے باہر نکلا کاؤنٹر مین نے کاؤنٹر کی سائیڈ پر پڑے ہوئے فون کا رسیور اٹھایا اور نمبر ڈائل کرنے لگا۔

"جبرال بول رہا ہوں باس"۔دوسری طرف سے کسی کے فون اٹھاتے ہی اس نے جلدی سے کہا اور پھر دبی زبان میں باس کو کچھ بتانا

شروع ہو گیا اور پھر اس نے اطمینان بھرے انداز میں فون بند کیا اور کاؤنٹر پر رکھے ہوئے جام بھرنا شروع ہو گیا۔اس کے لبوں پر ایک زہر انگیز مسکراہٹ کھیل رہی تھی۔

پنڈت نارائن کا چہرہ غیض و غضب سے بگڑا ہوا تھا۔ وہ شعلے برساتی ہوئی آنکھوں سے اپنے سامنے کھڑے ریڈہاک کی جانب دیکھ رہا تھا۔ جو سر جھکائے شرمندہ انداز میں اور سہما ہوا کھڑا تھا۔

"میں تم پر بے حد ناز کرتا تھا ریڈہاک"۔ پنڈت نارائن نے اسے خوفناک نظروں سے گھورتے ہوئے کہا۔

"سوری باس"۔ ریڈہاک نے دبے دبے لہجے میں کہا۔

"وہاٹ سوری۔ میں نے تم پر اعتماد کیا تھا۔ تم نے کہا تھا کہ کوئی دوسرا ہاتھ آئے یا نہ آئے مگر تم اس شخص کو نہیں نکلنے دو گے جس نے جیری کو قتل کیا تھا۔ مگر نہ صرف وہ بلکہ عمران اور اس کے دوسرے ساتھی بھی تمہارے سامنے سے نکلتے چلے گئے۔ کیوں۔ آخر کیوں"۔ پنڈت نارائن نے غصے سے دھاڑتے ہوئے کہا۔

"آپ نے ان کو زندہ گرفتار کرنے کا حکم دیا تھا باس۔ ورنہ"۔

ریڈہاک نے احتجاجی لہجے میں کہا۔

"ورنہ، ورنہ کیا"۔ پنڈت نارائن دھاڑا۔

"میرے آدمیوں کے پاس راکٹ لانچر اور میزائل گنیں بھی تھیں مگر آپ نے چونکہ انہیں ہر حال میں زندہ گرفتار کرنے کا حکم دیا تھا اس لئے میں نے ان پر خوفناک حملہ کرنے سے گریز کرتے ہوئے انہیں زخمی کر کے پکڑنے کی کوشش کی تھی۔ مگر......" ریڈہاک نے اسی لہجے میں کہا۔

"ہونہہ۔ میں نے تم سے کہا تھا کہ اگر وہ آسانی سے زندہ گرفتار ہو سکتے ہوں تو ٹھیک ہے۔ یہ نہیں کہا تھا کہ وہ تمہارے آدمیوں کو کیڑے مکوڑوں کی طرح کچلتے ہوئے نکل جائیں اور تم ان کا منہ دیکھتے رہو"۔ پنڈت نارائن نے گرج کر کہا۔

"ان لوگوں کو ہماری آمد کی پہلے ہی خبر ہو گئی تھی باس۔ جب ہم نے مطلوبہ کوٹھی پر ریڈ کیا تو وہ کوٹھی کے زمین دوز راستے سے کافی دور جا چکے تھے اور پھر وہ سب سے آخری کوٹھی سے جیپیں لے کر نکل کھڑے ہوئے۔ اس طرف بھی میرے آدمی موجود تھے مگر ان کی تعداد بے حد کم تھی جنہیں انہوں نے اچانک مارٹر گنوں سے حملہ کر کے ہلاک کر دیا تھا اور جب میں اور میرے دوسرے مسلح افراد ان کے تعاقب میں روانہ ہوئے تو انہوں نے قصبے سے باہر جانے والی اکلوتی سڑک کو بری طرح سے تباہ کر دیا جہاں سے گاڑی تو کیا ایک معمولی سائیکل بھی نہیں گزر سکتی تھی"۔ ریڈہاک نے تفصیل بتاتے ہوئے

کہا۔

" ہونہہ، جب وہ تمہارے ہاتھ نہیں آ رہے تھے تو ان پر راکٹ برسا دیتے "۔ پنڈت نارائن نے چیختے ہوئے کہا۔ ریڈہاک نے کوئی جواب نہ دیا خاموشی سے سر جھکائے کھڑا رہا۔

" ہونہہ، اب نجانے وہ کس طرف نکل گئے ہیں اور نجانے ان کے ارادے کیا ہیں۔ اس وقت ان چھ افراد کی وجہ سے پورے ملک میں کھلبلی مچی ہوئی ہے۔ صدر اور وزیراعظم الگ چیخ رہے ہیں۔ جن مجرموں کا میں نے ان کے سامنے کافرستان میں داخل نہ ہونے کا وعدہ کیا تھا وہ کس آسانی سے یہاں دندناتے پھر رہے ہیں اور ہم۔ ہونہہ، ہم اپاہجوں کی طرح ان کے سامنے بے بس اور مجبور ہو گئے ہیں۔ کیا ہو گا۔ اب نجانے کیا ہو گا"۔ پنڈت نارائن نے جبڑے بھینچتے ہوئے کہا۔

" میں نے پیش بندی کے طور پر اردگرد کے قصبوں اور چھوٹے شہروں میں بھی اپنے آدمی پھیلا رکھے تھے باس۔ ناڈکا شہر کے ایک کلب بوسٹن کلب میں بھی میرا ایک آدمی موجود تھا۔ اس نے اس کلب کے کاؤنٹر مین سے بات کر رکھی تھی۔ کاؤنٹر مین نے بتایا تھا کہ اس کے باس جس کا نام فارٹی ہے سے ملنے چند افراد جن میں ایک لڑکی بھی شامل ہے آنے والے ہیں۔ اس کے باس فارٹی نے ان لوگوں سے ملنے کا خاص بندوبست کر رکھا ہے۔ میرے آدمی نے کاؤنٹر مین کو خرید لیا تھا اور پھر اس نے میرے آدمی کے پوچھنے پر اس جگہ کا

ایڈریس بھی بتا دیا تھا جہاں فارٹی موجود تھا اور جہاں اس نے پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ممبروں کو بلایا تھا۔ پھر میرے آدمیوں نے اس کلب میں چھ افراد کو آتے خود اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا جو کاؤنٹر مین سے مل کر کلب کے اندرونی حصے کی طرف چلے گئے تھے۔ میرے آدمی کے پوچھنے پر کاؤنٹر مین نے اس بات کی تصدیق کر دی تھی کہ وہ وہی افراد تھے جن سے فارٹی خفیہ طور پر ملنا چاہتا تھا۔ اس کے بعد میرے اس آدمی نے میرے سپیشل ریڈ گروپ کے ساتھ مل کر اس کوٹھی پر ریڈ کیا جس کا کاؤنٹر مین نے ایڈریس دیا تھا۔ کوٹھی کے اندر میرے ریڈ گروپ نے میرے حکم پر بے ہوش کر دینے والے کیپسول فائر کئے تھے اور جب وہ کوٹھی میں داخل ہوئے تو انہیں کوٹھی خالی ملی۔ وہ لوگ وہاں سے بھی نکل جانے میں کامیاب ہو چکے تھے "۔ ریڈہاک نے کہا۔

" ہونہہ، تو اس کاؤنٹر مین نے تمہارے آدمیوں کو غلط پتہ بتایا ہو گا"۔ پنڈت نارائن نے منہ بنا کر کہا۔

" نہیں۔ اس نے بالکل صحیح پتہ بتایا تھا۔ میرے آدمیوں نے وہاں پوری طرح سے چھان بین کی تھی۔ انہیں پتہ چلا کہ ایک اسٹیشن ویگن وہاں آئی ضرور تھی مگر وہ کوٹھی میں داخل ہونے کی بجائے کوٹھی کے باہر ہی رک گئی تھی۔

اس ویگن میں سے کوئی باہر نہیں نکلا تھا البتہ کوٹھی سے ایک شخص ضرور نکل کر اس ویگن میں بیٹھا تھا اور پھر اس اسٹیشن ویگن کو

جنوبی علاقے کی طرف جاتے دیکھا گیا تھا مگر وہاں ایک بارونق بازار میں میرے آدمیوں کو وہ اسٹیشن ویگن بھی خالی ملی تھی۔ پررونق بازار سے نکل کر وہ لوگ کہاں گئے اس کی کوئی خبر نہیں ہے ہمارے پاس"۔ ریڈہاک نے کہا۔

" ناکامی، ناکامی صرف ناکامی۔ اس کے علاوہ اور کوئی خبر نہیں ہے"۔ پنڈت نارائن نے غصے اور نفرت سے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

" اوہ"۔ اچانک ریڈہاک کے منہ سے نکلا تو پنڈت نارائن چونک کر اس کی طرف دیکھنے لگا۔

" کیا ہوا ہے"۔ اس نے پوچھا۔

" کہیں اس کاؤنٹر مین نے ہمارے ساتھ ڈبل گیم کرنے کی کوشش تو نہیں کی"۔ ریڈہاک نے کہا۔

" ڈبل گیم"۔ پنڈت نارائن نے حیرت سے کہا۔

" باس ہو سکتا ہے اس نے میرے آدمیوں سے بھی پیسے کھانے کے چکر میں سچ بولا ہو اور پھر اپنے باس فارٹی کو بھی اس بات کی خبر کر دی ہو۔ اس لئے تو وہ لوگ کوٹھی میں نہیں گئے تھے بلکہ فارٹی ان کے ساتھ اسٹیشن ویگن میں بیٹھ کر کہیں چلا گیا تھا"۔ ریڈہاک نے سوچتے ہوئے کہا۔

" ہاں ممکن ہے ایسا ہی ہوا ہو۔ تم فوری طور پر اس کاؤنٹر مین کو اٹھوا کر یہاں لے آؤ۔ میں اس کی آنتیں نکال کر اس سے سچ اگلوا لوں گا"۔ پنڈت نارائن نے کہا۔ اس کا چہرہ ایک بار پھر غصے سے تمتما اٹھا

تھا۔

" یس سر۔ میں ابھی اس کو خود جا کر اٹھا کر لاتا ہوں"۔ ریڈہاک نے کہا اور پھر پنڈت نارائن کو سلام کرتا ہوا تیزی سے وہاں سے نکلتا چلا گیا۔

"یہ کیا چکر ہے فارٹی تم ہمیں یہاں کیوں لے آئے ہو۔ کیا اس کوٹھی میں کوئی خطرہ تھا جہاں تم نے ہمیں بلوایا تھا"۔ عمران نے اپنے سامنے بیٹھے ایک بڑے چہرے والے نوجوان کی طرف حیرت سے دیکھتے ہوئے کہا۔

وہ اس وقت ناڈکا شہر سے دور ایک مضافاتی علاقے کی نئی تعمیر شدہ عمارت میں موجود تھے۔ جہاں وہ ناڈکا سے مسلسل تین گھنٹے کے سفر کے بعد پہنچے تھے۔ یہاں پہنچنے کے لئے انہوں نے پرائیویٹ گاڑیاں استعمال کی تھیں۔

"ہاں عمران صاحب۔ ناڈکا شہر میں جگہ جگہ خفیہ والے موجود تھے۔ ان میں سے ایک خفیہ والا ہمارے کلب میں بھی موجود تھا۔ اس نے میرے ایک آدمی کو جو کاؤنٹر پر موجود تھا اور جس کا نام جبرال تھا کو

خرید کر اس سے آپ لوگوں کے بارے میں پوچھ لیا تھا۔ اس بدبخت کو اس کوٹھی اور میرے پروگرام کا بھی علم تھا کہ مجھے آپ لوگوں سے کہاں ملنا ہے۔ وہ دولت کے لالچ میں آگیا تھا اور جب آپ لوگ وہاں سے نکلے تو نجانے کیوں اس پر میرا خوف غالب آگیا اور اس نے مجھے فون کر کے ساری صورتحال بتا دی۔ مجھے اس پر شدید غصہ آیا تھا مگر ادھر آپ لوگ میری طرف آنے کے لئے نکل چکے تھے۔ اس لئے میں فوری طور پر کوٹھی سے باہر آگیا اور پھر آپ لوگوں کو اس کوٹھی میں لے جانے کی بجائے آپ کے ساتھ نکل آیا۔ احتیاط کے تقاضوں کو پورا کرتے ہوئے ہم نے اسٹیشن ویگن ناڈکا شہر کے پررونق بازار میں چھوڑی اور پھر آپس میں پروگرام طے کر کے وہاں سے الگ الگ نکل کر ساگر روڈ پر آگئے۔ جہاں سے میں نے دو پرائیویٹ کاریں ہائر کیں اور پھر آپ کو یہاں لے آیا"۔ اس نوجوان نے جس کا نام فارٹی تھا کہا۔

"اوہ، اس آدمی کی وجہ سے تو تم ان کی نظروں میں آچکے ہو گے"۔ عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"اس کی مجھے کوئی پرواہ نہیں ہے۔ میں پہلے ہی کون سا یہاں اپنے اصلی نام و پتے اور حلیئے سے رہ رہا ہوں۔ اپنا نام و پتہ اور حلیہ بدلوں گا اور نئے کاغذات کے ساتھ بھی اسی کلب کا مالک بن جاؤں گا۔ تم اچھی طرح سے جانتے ہو یہ میرے لئے مسئلہ نہیں ہے"۔ فارٹی نے بے فکری سے کہا۔

"وہ تو ٹھیک ہے لیکن تم ایسے لوگوں کے سامنے اپنے پروگرا
کیوں ظاہر کرتے ہو جو تمہارے لئے بعد میں خطرے کا باعث بن
جائیں"۔ عمران نے منہ بنا کر کہا۔

"اوہ۔ ایسی کوئی بات نہیں۔ تم نے اصل میں جب مجھ سے فون
بات کی تھی تو میں نے اس بدبخت جبرال سے کہا تھا کہ وہ میرے لئے
شراب کی مخصوص بوتل لائے۔ ٹیلی فون پر تم سے بات کرتے ہوئے
میرا منہ باہر کھلنے والی کھڑکی کی طرف تھا۔ مجھے اس بات کا پتہ ہی
چلا کہ وہ کب میرے کمرے میں داخل ہوا تھا اور کب اس نے میری
اور تمہارے درمیان ہونے والی باتیں سنی تھیں اور پھر چونکہ اس کی
ڈیوٹی کاؤنٹر پر تھی اس لئے میں نے اسے کہہ دیا تھا کہ اس کے پاس آ
جو پرنس آف ڈھمپ کا حوالہ دے اسے اس طرح پچھلے دروازے سے
اسٹیشن ویگن تک پہنچا دے۔ مجھے بعد میں اس نے خود ہی بتا دیا تھا کہ
فون پر جب میں تمہیں اس کوٹھی کا نمبر اور ایڈریس بتا رہا تھا تو اس
نے نوٹ کر لیا تھا۔ بہرحال تم فکر مت کرو اب اسے تو کیا اس کے
فرشتوں کو بھی خبر نہیں ہے کہ میں تم لوگوں کے ساتھ کہاں ہوں"۔
فارٹی نے کہا۔

"بہرحال وہ تمہارا اپنا مسئلہ ہے۔ اس کام کا کیا کیا ہے جو میں نے
تمہیں کہا تھا"۔ عمران نے سر جھٹکتے ہوئے کہا۔

"زیادہ سے زیادہ دو گھنٹوں میں تمہارا مطلوبہ سامان تم تک پہنچ
جائے گا"۔ فارٹی نے جواب دیا۔

"چلو ٹھیک ہے"۔ عمران نے کہا تو فارٹی اٹھ کھڑا ہوا۔

"مجھے اجازت ہے"۔ اس نے مصافحے کے لئے عمران کی طرف
ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔ عمران نے اور جولیا کے سوا سب نے اس سے
ہاتھ ملایا تو وہ وہاں سے نکلتا چلا گیا۔

"عمران صاحب۔ ادھر ادھر بھاگتے ہوئے ہمیں بہت وقت ہو گیا
ہے۔ ابھی تک ہم نے کام کا کوئی کام نہیں کیا"۔ صفدر نے کہا۔

"بھئی واہ۔ کام کے کام کی تم نے خوب بات کی ہے۔ واقعی جولیا
ادھر ادھر کی اڑاتی رہتی ہے کام کی بات کرو تو جوتی لے کر سر توڑنے کو
تیار ہو جاتی ہے۔ کسی دن اس کی جوتی غائب کر کے اس سے کام کی
بات کرنی پڑے گی۔ ہو سکتا ہے اس روز میرا بھی کام ہو جائے"۔
عمران بھلا آسانی سے کہاں اصل بات بتانے والا تھا۔

"اس دن تمہارا کام نہیں بلکہ کام تمام ہو جائے گا"۔ جولیا نے کہا
تو عمران سمیت وہ سب کھلکھلا کر ہنس پڑے۔

"آپ کے جانے کے بعد ہماری چیف سے بات ہوئی تھی"۔ صفدر
نے بات کو سنجیدگی کی طرف موڑتے ہوئے کہا۔

"ارے باپ رے۔ وہ چوہا جنگل میں بھی پہنچ گیا تھا۔ خدا بچائے
اس چوہے سے ہر جگہ کان کترنے پہنچ جاتا ہے"۔ عمران نے بوکھلا
جانے کی اداکاری کرتے ہوئے کہا تو وہ ایک بار پھر ہنس پڑے۔

"عمران صاحب۔ میں سنجیدہ ہوں"۔ صفدر نے کہا۔

"تو بھائی میں نے کب کہا ہے تم حمیدہ ہو"۔ عمران نے احمقانہ

لہجے میں جواب دیا۔

" تم تھوڑی دیر کے لئے سنجیدہ نہیں ہو سکتے"۔ جولیا نے اسے آنکھیں دکھاتے ہوئے کہا۔

" تم کہو تو میں تمہارے لئے سنجیدہ، رنجیدہ، فہمیدہ اور وہ سب کچھ ہو سکتا ہوں جو تمہیں پسند ہو"۔ عمران نے شرارت بھرے لہجے میں کہا۔

" تم سے تو واقعی بات کرنا ہی فضول ہے۔ آؤ صفدر، تنویر ہم دوسرے کمرے میں چل کر اپنا پروگرام ترتیب دیتے ہیں۔ اسے یہاں اکیلے ہی پڑا سڑنے دو"۔ جولیا نے منہ بناتے ہوئے کہا اور اٹھ کھڑی ہوئی۔ تنویر نے اس کے کہنے پر اٹھنے میں ایک لمحے کی بھی دیر نہیں لگائی تھی۔ اسے اٹھتے دیکھ کر صفدر، نعمانی اور صدیقی بھی مسکراتے ہوئے اٹھ کھڑے ہوئے تھے۔

"جولیا نے صفدر اور تنویر کو دوسرے کمرے میں جانے کے لئے کہا تھا۔ تم دونوں تو میرے پاس بیٹھے رہو"۔ عمران نے غمگین لہجے میں کہا مگر وہ سب ہنستے ہوئے باہر نکل گئے۔

" کمال ہے۔ کسی کو میری پرواہ ہی نہیں ہے۔ مجھ غریب کو یہ لوگ واقعی اکیلا چھوڑ گئے ہیں۔ اس سے تو اچھا ہے کہ میں ان کے کمرے میں ہی چلا جاؤں"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور اٹھ کر کمرے سے نکل کر اس کمرے میں چلا گیا جہاں دوسرے ممبر جا کر ابھی بیٹھے ہی تھے۔

" اب یہاں کیا لینے آئے ہو"۔ جولیا نے اسے اندر آتے دیکھ کر ناک بھوں چڑھاتے ہوئے کہا۔

" لینے نہیں دینے آیا ہوں"۔ عمران نے مسمسی سی صورت بنا کر کہا۔

" کیا"۔ جولیا نے بے اختیار پوچھا۔

" تم لوگوں کو دعائیں۔ کہ تم لوگ جو بھی پروگرام بناؤ اس میں تمہیں کامیابیاں اور کامرانیاں نصیب ہوں"۔ عمران نے بڑے بوڑھوں کے سے انداز میں کہا تو وہ سب ہنس پڑے۔

" شکر ہے اس کو اپنی اصل عمر کا اندازہ تو ہوا۔ خواہ مخواہ ہمارا ہم عمر بنا پھرتا تھا"۔ تنویر نے بے ساختہ کہا تو اس کے کاٹ دار جواب سے عمران بھی کھلکھلا کر ہنس دیا تھا۔ تنویر نے اسے بوڑھوں کے انداز میں دعائیں دینے سے اسے سچ مچ بوڑھا بنا دیا تھا۔

" بہت خوب اسے کہتے ہیں حاضر جوابی اور میری باتوں کا مطلب مجھ سے بڑے بوڑھے ہی سمجھ سکتے ہیں"۔ عمران نے کہا تو تنویر بھی ہنس پڑا۔ عمران نے بڑی خوبصورتی سے اسے اپنے سے زیادہ بوڑھا بنا دیا تھا۔

" اچھا اب مذاق چھوڑو اور شرافت سے یہاں آ کر بیٹھ جاؤ"۔ جولیا نے کہا۔

" شرافت تو یہاں نہیں ہے اگر کہو تو تمہارے بھائی کے ساتھ بیٹھ جاؤں"۔ عمران اتنی آسانی سے کہاں باز آنے والا تھا۔ اس جملے پر تنویر

کو ایک بار پھر غصہ آگیا کیونکہ عمران کا واضح اشارہ تنویر کی ہی جانب تھا۔

" اچھا اب واقعی سنجیدہ ہو جاؤ۔ بہت وقت ضائع ہو چکا ہے۔ تم لوگوں کو چیف تمام پروگرام سمجھا ہی چکا ہے۔ اس لئے میرا خیال ہے کہ ہم لوگوں کو چیف کے کہنے کے مطابق اپنا کام شروع کر دینا چاہئے میرا خیال ہے کہ ہمیں اکیلے اکیلے کام کرنے کی بجائے دو دو کے گروپ کی شکل میں کام کرنا ہوگا"۔ عمران نے اچانک سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔ اسے سنجیدہ ہوتے دیکھ کر ان سب نے سکون کا سانس لیا۔

" صدیقی اور نعمانی کا ایک گروپ ہوگا۔ جن کے ذمے کافرستان کی چند اہم ہستیوں کو ہلاک کرنے کا کام ہوگا۔ ان میں ایک ہستی تو اس ملک کا وزیر دفاع ہے۔ جس کے کہنے پر پاکیشیا پر حملے کی پلاننگ کی گئی تھی۔ دوسرا اہم شخص یہاں کے وزیر خارجہ کا سیکرٹری ہے جو خاص طور پر روسیاہ کے بلیک مشن کو کامیاب بنانے میں پیش پیش رہا تھا۔ تیسرا شخص اس ملک کا سائنسدان ڈاکٹر پرکاش ہے۔ جو کافرستان کو ناکامی اور مسلسل شکست سے دوچار ہوتے دیکھ کر حکومت کو بڑھ چڑھ کر پاکیشیا پر ایٹمی میزائل برسانے کے مشورے دے رہا تھا۔

پاکیشیا اگر ایٹمی طاقت نہ ہوتا تو وہ یقینی طور پر ڈاکٹر پرکاش کے مشوروں پر عمل کر گزرتے۔ اس لئے ان تینوں کو ہر حال میں اور ہر صورت میں ہلاک ہونا چاہئے۔ ان لوگوں کو کب کیسے اور کہاں ہلاک کرنا ہے یہ تم دونوں کی اپنی ذمہ داری اور کوششیں ہوں گی

اور اپنے بل بوتے پر تمہیں ان تک پہنچنا ہوگا۔ ان کی ہلاکتوں سے ایک تو اس ملک سے تین بڑے شیطانوں کا خاتمہ ہو جائے گا دوسرے ان کی ہلاکتوں سے کافرستان کی پوری حکومت میں کھلبلی مچ جائے گی۔

دوسرا گروپ جولیا اور تنویر کا ہوگا۔ ان دونوں کو اس ملک کی اہم عمارتوں، فیکٹریوں اور خاص طور پر انڈسٹریل زون کو ملانے والا برج جس کا نام منتاری برج ہے کو تباہ کرنا ہوگا۔ عمارتوں کا انتخاب تم خود کر لینا۔ اس منتاری برج کی میں تمہیں تفصیل بتا دیتا ہوں"۔ عمران نے کہا اور پھر وہ انہیں منتاری برج کی تفصیل بتانے لگا۔

" اب رہ گئے آپ اور صفدر۔ آپ لوگ کیا کریں گے عمران صاحب"۔ نعمانی نے پوچھا۔

" ہم دونوں جھک ماریں گے۔ سنا ہے اس ملک میں جھک مارنے والوں کو بے پناہ اعزازات اور انعامات سے نوازا جاتا ہے۔ سوچ رہا ہوں یہاں آ ہی گیا ہوں تو دو چار اعزاز اور انعامات میں بھی حاصل کر ہی لوں۔ اسی بہانے صفدر بے چارے کا بھی کچھ بھلا ہو جائے گا"۔ عمران نے ایک بار پھر پٹڑی سے اترتے ہوئے کہا۔ تو سب پھر سے ہنسنے لگے۔

" اس جھک کی کوئی تفصیل ہمیں بھی بتا دیں کہ اپنے کاموں سے فارغ ہو کر ہم بھی کچھ اعزازات اور انعامات حاصل کر سکیں"۔ نعمانی نے مسکراتے ہوئے کہا تو عمران بھی ہنس پڑا۔

"میں اور صفدر اصل ٹارگٹ کی طرف جائیں گے۔ یعنی ایرو ایئر کرافٹس اوران ایئر کرافٹس کو تیار کرنے والی فیکٹری کی تباہی"۔ عمران نے سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

"کیا آپ کو اس فیکٹری کا محل وقوع اور علاقے کا علم ہے"۔ صدیقی نے پوچھا۔

"پنڈت نارائن کے ہیڈ کوارٹر کے دفتر کے ایک خفیہ خانے سے مجھے ایک فائل ملی ہے جس میں اس فیکٹری کا محل وقوع اور اس کا اندرونی نقشہ تک میرے ہاتھ لگ گیا تھا"۔ عمران نے جواب دیا۔

"اس کے لئے ایک آپشن میرے پاس بھی ہے"۔ اچانک تنویر نے کہا تو وہ سب چونک پڑے۔

"کیسا آپشن"۔ عمران نے پوچھا تو تنویر جیری سے ملنے والی معلومات یعنی وشوا کے بارے میں عمران کو بتانے لگا جو ایرو ایئر کرافٹس تیار کرنے والی فیکٹری کا مکینیکل انجنیئر تھا۔ تنویر نے عمران کو یہ بھی بتا دیا تھا کہ وشوا اسے واجوڑہ شہر کے وسط میں موجود ماسٹر کلب میں مل سکتا ہے۔ تنویر نے جیری سے پوچھا ہوا وشوا کا حلیہ بھی عمران کو بتا دیا۔

"گڈ، ویری گڈ۔ یہ ہوئی ناں کام کی بات"۔ عمران نے واقعی خوش ہوتے ہوئے کہا۔ تنویر نے چونکہ پہلے اکیلے اس مشن پر کام کرنے کا ارادہ کیا تھا اس لئے اس نے وشوا کا ذکر تفصیل بتاتے ہوئے جان بوجھ کر گول کر دیا تھا۔ اب عمران نے جب اسے اور جولیا کو

الگ رہ کر کام کرنے کے لئے کہہ دیا تھا اور اس نے خود مین ٹارگٹ پر جانے کا پروگرام بنا لیا تھا اس لئے تنویر نے اسے یہ سب بتا دینا مناسب سمجھا تھا۔

"اچھا اب تمام تفصیلات طے ہو چکی ہیں۔ جب تک فارنی ہماری مطلوبہ چیزیں ہم تک نہیں پہنچا دیتا اس وقت تک تم سب آرام کر سکتے ہو۔ میری طرف سے پوری اجازت ہے"۔ عمران نے کہا تو وہ سب ہنس پڑے۔

"یہ سب کیا ہو رہا ہے۔ آخر یہ سب ہو کیا رہا ہے"۔ پنڈت نارائن نے غصے کی شدت سے دھاڑتے ہوئے کہا۔ اس کے سامنے ریڈہاک اور سیکرٹ سروس کے تمام سیکشنوں کے انچارج سر جھکائے کھڑے تھے۔ جن میں بلیک سیکشن کا میجر بارش، پاور سیکشن کا انچارج کرنل سوریا، ڈیشنگ گروپ کا انچارج کرنل وشال اور ہارڈ گروپ کا انچارج کمانڈر رنجیت سنگھ شامل تھے۔ ریڈ گروپ کا انچارج واسو ناگری ایئرپورٹ کے حملے میں ہلاک ہو چکا تھا اس لئے پنڈت نارائن نے عارضی طور پر اس سیکشن کو ہی ختم کر دیا تھا اور اس سیکشن کے بچے کھچے افراد کو بلیک سیکشن میں ٹرانسفر کر دیا تھا کیونکہ شنگانا جنگل میں مجرموں کے ہاتھوں بلیک سیکشن کے بہت سے ممبر مارے گئے تھے۔

"تم سب لوگ قطعی نکمے اور ہڈحرام ہوتے جا رہے ہو۔ سوائے

ناکامی کے تم لوگوں کے پاس اور کوئی خبر ہی نہیں ہے۔ میں پوچھتا ہوں کہ سارے ملک میں تم لوگوں کے آدمی پھیلے ہوئے ہیں اور وہ ان چھ خطرناک دہشت گردوں کو تلاش نہیں کر پا رہے جو اس ملک کو تباہ و برباد کرنے آئے ہیں۔ آخر وہ لوگ گئے کہاں۔ کیا انہیں زمین نے نگل لیا ہے یا آسمان نے اٹھا لیا ہے"۔ پنڈت نارائن نے ان پر شدید انداز میں غصہ نکالتے ہوئے کہا۔

"ہم لوگ ان کی تلاش میں پوری جان لڑا رہے ہیں جناب۔ شک کی بنا پر ہم نے کلبوں، ریستورانوں اور ہوٹلوں کے علاوہ ان تمام اڈوں پر بھی ریڈ کیا تھا جو کسی بھی زمرے میں ہمارے خیال کے مطابق عمران اور اس کے ساتھیوں کے لئے کارآمد ہو سکتے تھے۔ اس آپریشن میں ہم نے کافرستان کے خلاف کام کرنے والی چار بڑی بڑی تنظیموں اور ان تنظیموں میں کام کرنے والے افراد کا بھی خاتمہ کر دیا ہے۔

خاص طور پر ہیون ویلی میں تحریک چلانے والی سب سے بڑی اور خوفناک تنظیم سرخ عقاب کو بھی ہم نے ٹریس کر کے اس تنظیم میں کام کرنے والے ہر مجرم کا خاتمہ کر دیا ہے۔ چند گروپوں کے سربراہ بھی ہمارے ہاتھ لگے ہیں جن کا پاکیشیا سے گہرا تعلق بھی ثابت ہو چکا ہے۔ ان پر ہم نے انتہائی سختی اور بے پناہ تشدد کر کے ان سے ان چھ مجرموں کے بارے میں پوچھ گچھ کی اور پھر ان لوگوں کی باقاعدہ برین سکیننگ بھی کی گئی تھی مگر ان میں سے کوئی بھی عمران اور اس کے

ساتھیوں کے بارے میں نہیں جانتا"۔ ریڈہاک کہتا چلا گیا۔

"اوہ، اس کاؤنٹر مین کا کیا بنا۔ جس نے تمہارے رنگ گروپ کے آدمی کو بے وقوف بنایا تھا"۔ پنڈت نارائن نے اس پر آنکھیں نکالتے ہوئے پوچھا۔

"اسے بھی میں بلیک روم میں لے گیا تھا۔ میں نے اس کا رواں رواں کھینچ لیا تھا مگر اس نے صرف اتنا ہی بتایا تھا کہ اس نے میرے آدمیوں کے بارے میں اپنے باس فارٹی کو انفارم کیا تھا۔ اس کے بعد فارٹی ان لوگوں کو کہاں لے گیا اور خود کہاں ہے اس بارے میں وہ بھی کچھ نہیں جانتا"۔ ریڈہاک نے کہا۔ اس کے لہجے میں شکستگی اور شرمندگی کی جھلک نمایاں تھی۔

"ہونہہ، دل چاہتا ہے کہ تم سب کو اپنے ہاتھوں سے گولیاں مار دوں۔ مگر، ہونہہ۔ تم سب واقعی انتہائی نکمے اور کام چور ہوتے جا رہے ہو"۔ پنڈت نارائن غرایا۔

"وہ لوگ یا تو ہمارے خوف سے چھپے ہوئے ہیں یا پھر......" میجر ہارش نے دبے دبے لہجے میں کہا۔

"یا پھر"۔ پنڈت نارائن نے اسے غضبناک نگاہوں سے گھورتے ہوئے پوچھا۔

"یا پھر وہ آپ کے خوف سے واپس جا چکے ہیں"۔ میجر ہارش نے پنڈت نارائن کی خوشامد کرنے والے انداز میں کہا۔

"واپس۔ ہونہہ، اپنا مشن ادھورا چھوڑ کر، ہونہہ۔ وہ تم لوگوں کی

طرح احمقوں اور نکموں کا ٹولہ نہیں ہے۔ جو اپنا کام ادھورا چھوڑ کر واپس چلے جائیں۔ تمہارا کیا خیال ہے وہ لوگ صرف ناگری ایئرپورٹ پر تباہی پھیلانے یا پھر میرے ہیڈ کوارٹر کو تباہ کرنے کے لئے ہی آئے تھے"۔ پنڈت نارائن غرایا پھر اچانک کسی خیال کے آنے پر وہ خود ہی بری طرح سے چونک اٹھا۔

"مشن۔ اوہ، وہ لوگ یہاں یقینی طور پر کسی اہم مشن پر ہی آئے ہوں گے۔ مگر ان کا مشن کیا ہو سکتا ہے۔ کافرستان میں ایسا کون سا خاص کام ہو سکتا ہے جو کافرستان کے مفاد میں ہو اور پاکیشیا کے خلاف"۔ پنڈت نارائن نے چونکتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"یس باس۔ آپ نے واقعی انتہائی اہم پوائنٹ کی طرف اشارہ کیا ہے۔ اگر ہمیں معلوم ہو جائے کہ پاکیشیائی ایجنٹ یہاں کس مشن پر آئے ہیں تو ہم ان کے مین ٹارگٹ کا محاصرہ کر لیں گے اور ان کے لئے ہر طرف موت کا جال بچھا دیں گے اور انہیں اپنے مشن میں کسی طور کامیاب نہ ہونے دیں گے"۔ کرنل سوریا نے کہا۔

"ہونہہ یہ تو تب ہی ممکن ہے جب ان کا مین ٹارگٹ ہمارے سامنے ہو"۔ پنڈت نارائن نے سرد لہجے میں کہا۔

"سب سے زیادہ حیرت کی بات تو یہ ہے کہ آخر وہ لوگ غائب کہاں ہو گئے ہیں"۔ کمانڈر رنجیت سنگھ نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

"وہ لوگ جیپوں میں ناڈکا شہر کی طرف سے گئے تھے اور انہوں نے وہیں اپنی جیپیں چھوڑ دی تھیں۔ لیکن وہ آگے جہاں بھی گئے ہوں گے

کم از کم پیدل نہیں گئے ہوں گے۔ ناڈکا شہر میں رکے رہنا ان کے لئے بے کار ہے۔ کیونکہ ناڈکا شہر میں ہر طرف آرمی پھیلی ہوئی ہے۔ جگہ جگہ ہم نے چیکنگ پوسٹیں قائم کر دی ہیں۔ ہر اہم اور غیر اہم اڈوں پر چھاپے مارے جا رہے ہیں۔ ارد گرد کے علاقوں کو کھنگالا جا رہا ہے مگر اس کے باوجود ان کا کوئی سراغ نہیں مل رہا"۔ ریڈہاک نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

" جو کچھ بھی ہے لیکن ایک بات تو طے ہے"۔ کرنل سوریا نے کہا۔

" وہ کیا"۔ پنڈت نارائن نے چونک کر پوچھا۔

" یہ کہ وہ لوگ ابھی یہیں ہیں۔ جب تک وہ اپنا مشن مکمل نہیں کر لیتے یہاں سے نہیں جائیں گے۔ وقتی طور پر وہ ہم سے بچنے کے لئے انڈر گراؤنڈ ضرور ہو گئے ہیں مگر ان کا مشن ابھی باقی ہے"۔ کرنل سوریا نے کہا۔

" ہونہہ۔ یہی تو مصیبت ہے کہ ہمیں اب تک یہ معلوم ہی نہیں ہو سکا کہ ان کا مشن کیا ہے"۔ پنڈت نارائن نے غرا کر کہا۔

" کہیں ان کا مقصد ہماری ایٹمی تنصیبات پر حملے کا تو نہیں ہے"۔ میجر ہارش نے اچانک چونک کر کہا۔

" ممکن ہے ایسا ہی ہو۔ لیکن ایٹمی تنصیبات تک پہنچنا اور ان کو تباہ کرنا ان کے لئے اس قدر آسان نہیں ہو گا۔ ایٹمی تنصیبات کی اندرونی اور بیرونی حفاظت سائنسی طریقے سے کی جاتی ہے اور وہاں کا

انتظامات اور چیکنگ سسٹم ان کی سوچوں سے بھی زیادہ سخت ہیں۔ ان ایٹمی تنصیبات تک جانے کے لئے اس ملک کے صدر کو بھی کئی قسم کے مرحلوں سے گزرنا پڑتا ہے۔ پھر عام سے مجرم وہاں آسانی سے کیسے جا سکتے ہیں۔ دوسری بات یہ کہ جب سے پاکیشیا سیکرٹ سروس کے کافرستان میں آنے کی اطلاع ملی ہے ان تمام علاقوں کو کیموفلاج کر دیا گیا ہے جہاں تنصیبات موجود ہیں اور ان تمام اہم تنصیبات کو غیر معینہ عرصے تک کے لئے مکمل طور پر سیلڈ کر دیا گیا ہے۔ جب تک جناب صدر، پرائم منسٹر اور میں احکام نہ دیں گے ان تنصیبات تک نہ کوئی اندر جا سکتا ہے اور نہ وہاں سے کوئی باہر آ سکتا ہے۔ یہاں تک کہ ان علاقوں پر سے روٹین میں گزرنے والے طیاروں کے رخ بھی موڑ دیئے گئے ہیں اور اب کافرستان کی ایٹمی تنصیبات کو ہر خطرے سے محفوظ کر کے ناقابل تسخیر بنا دیا گیا ہے"۔ پنڈت نارائن نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

" ہونہہ، پھر بھی ہمارے لئے یہ پتہ لگانا بہت ضروری ہے کہ ان کا اصل مشن کیا ہے"۔ کرنل سوریا نے ہنکارہ بھر کر کہا۔

" جب تک مجرموں میں سے کوئی ہمارے ہاتھ نہیں آئے گا اس وقت تک ہم ان کے اصل مشن کے بارے میں کیسے جان سکتے ہیں"۔ میجر ہارش نے کہا۔

" تم کیوں خاموش ہو کرنل وشال۔ کیا تمہاری کوئی رائے نہیں ہے مجرموں کے بارے میں کہ وہ یہاں کس مقصد کے لئے آئے

ہیں"۔ پنڈت نارائن نے خاموش کھڑے ڈیشنگ گروپ کے کرنل وشال سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"میرے خیال میں ہم لوگ ایک طریقے سے ان مجرموں کو اپنے سامنے لا سکتے ہیں"۔ ڈیشنگ گروپ کے انچارج کرنل وشال نے اچانک پراسرار لہجے میں کہا تو وہ سب بری طرح سے چونک پڑے اور حیرت بھری نظروں سے اس کی جانب دیکھنے لگے تھے۔

"وہ کیسے۔ جلدی بتاؤ"۔ پنڈت نارائن نے تیز لہجے میں کہا تو کرنل وشال انہیں تفصیل بتانے لگا جسے سن کر نہ صرف پنڈت نارائن بلکہ وہاں موجود تمام سیکشنوں کے انچارجوں کی آنکھوں میں بھی بے پناہ چمک ابھر آئی تھی۔

"گڈ، ویری گڈ کرنل وشال۔ تمہاری یہ ترکیب تو انتہائی لاجواب اور شاندار ہے۔ اگر ایسا ہو جائے تو ان مجرموں کو یقیناً سامنے آنے پر مجبور کیا جا سکتا ہے۔ لیکن اس کام کے لئے ہم سب کو مل کر ایک مربوط لائحہ عمل تیار کرنا ہوگا۔ ایک ایسا طریق کار اختیار کرنا ہوگا کہ ان مجرموں کو کسی طرح اس بات کا شک نہ ہو سکے کہ یہ ہماری چال ہے اور ہم ان کے لئے موت کا جال بچھا رہے ہیں"۔ پنڈت نارائن نے پہلی بار خوش ہوتے ہوئے کہا تو کرنل وشال کی آنکھوں میں بے پناہ چمک آ گئی۔

"آپ فکر نہ کریں جناب۔ میں ان کے خلاف ایسی پلاننگ کروں گا کہ ان کے فرشتوں کو بھی خبر نہیں ہو گی کہ ہم نے ان کے خلاف کیا

چال چلی ہے۔ آپ اس کام کی تمام ذمہ داری مجھ پر چھوڑ دیں"۔ کرنل وشال نے جلدی سے کہا۔

"اوکے۔ میں تم پر مکمل بھروسہ کرتا ہوں۔ تمہارے اس پلان کا نام پاور آف ڈیتھ ہوگا اور اس پاور آف ڈیتھ کے تمام اختیارات تمہارے پاس ہوں گے۔ تم اس سلسلے میں تمام سیکشنوں سے بھی امداد حاصل کر سکتے ہو۔ اس پلاننگ کے لئے میں تمام سیکشنوں کو تمہاری ماتحتی میں دیتا ہوں۔ تمام سیکشن اور ان کے انچارج میرے بعد تمہاری ماتحتی میں ہوں گے"۔ پنڈت نارائن نے کہا تو کرنل وشال کا چہرہ جوش و جذبات سے سرخ ہوتا چلا گیا جبکہ پنڈت نارائن کے اس فیصلے سے کرنل سوریا، کمانڈر رنجیت سنگھ، میجر ہارش اور خاص طور پر ریڈ ہاک کو زبردست دھچکا پہنچا تھا۔ ریڈ ہاک جو اس وقت پنڈت نارائن کا نمبر ٹو سمجھا جاتا تھا کو بھی پنڈت نارائن نے زیرو کر کے کرنل وشال کی ماتحتی میں دے دیا تھا جس کی وجہ سے اس کی آنکھوں اور چہرے پر شدید اضطراب اور بے چینی مترشح ہو گئی تھی۔

"کسی کو کوئی اعتراض ہے تو بتاؤ"۔ پنڈت نارائن نے ریڈ ہاک کے چہرے پر اضطرابی اور بے چینی دیکھ کر تیز لہجے میں کہا۔

"نو باس۔ ہم میں سے کسی کو کوئی اعتراض نہیں ہے"۔ کرنل سوریا نے فراخ دلی سے کہا۔ اس کے جواب پر کمانڈر رنجیت سنگھ اور میجر ہارش نے بھی اثبات میں سر ہلا دیئے۔

"گڈ۔ اور ریڈ ہاک تم نے انکار یا اثبات میں کوئی جواب نہیں

دیا۔ کیا میں اس کی وجہ جان سکتا ہوں"۔ پنڈت نارائن نے اس کی جانب تیز نظروں سے گھورتے ہوئے کہا۔

" باس، کیا ایسا ممکن نہیں ہے کہ کرنل وشال سیکرٹ سروس کے تمام سیکشنوں کے ساتھ مل کر کام کریں اور میں علیحدہ طور پر اپنے گروپ کے ساتھ اپنی کوششیں جاری رکھوں"۔ ریڈہاک نے جھجکتے ہوئے کہا۔

" اس کی کوئی خاص وجہ"۔ پنڈت نارائن نے اس کے قریب آکر اس کی جانب گہری نظروں سے دیکھتے ہوئے سرد لہجے میں پوچھا۔

" سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ میرا تعلق سیکرٹ سروس سے نہیں ہے۔ میں صرف آپ کے لئے کام کرتا ہوں اور میرا ایک اپنا گروپ ہے۔ رنگ گروپ اس گروپ میں، میں نے انتہائی تربیت یافتہ اور منجھے ہوئے افراد اکٹھے کر رکھے ہیں۔ جن کا تعلق ہر قسم کے پیشہ ور مجرموں کے ساتھ ہے۔ وہ لوگ مجرموں میں گھس کر ان کی بیخ کنی کرتے ہیں۔ دوسری بات یہ کہ جس قدر میں عمران کو جانتا ہوں اس قدر کرنل وشال اسے نہیں جانتے۔ عمران کو کب اور کیسے مارنا ہے اس کا سب سے زیادہ تجربہ میرے پاس ہے۔ میرے آدمی مسلسل ان لوگوں کی تلاش میں مصروف ہیں۔ جلد یا بدیر ان کی اطلاع مجھے مل جائے گی۔ پھر اس گروپ کو میرے ہاتھوں مرنے سے دنیا کی کوئی طاقت نہیں بچاسکے گی۔ اگر ہم بھی پاور آف ڈیتھ گروپ میں ضم ہو گئے تو ہمارے بہت سے راستے بند ہو جائیں گے۔ جن سے

ہمیں ناقابل تلافی نقصان ہوگا اور ہمارا سارا گروپ اوپن ہو جائے گا۔ اس سے پاور آف ڈیتھ گروپ کو بھی بہت پریشانی ہوگی کیونکہ جیسے ہی میرا رنگ گروپ اوپن ہوگا تمام اہم اور خطرناک مجرم فوری طور پر انڈر گراؤنڈ ہو جائیں گے"۔ ریڈہاک نے کہا۔

" ریڈہاک ٹھیک کہہ رہا ہے باس۔ اسے اور اس کے گروپ کو اپنا کام کرنے دیں۔ ریڈہاک اور اس کے گروپ کو ہمارے ساتھ ہونے یا نہ ہونے سے ہمیں کوئی فرق نہیں پڑے گا"۔ کرنل وشال نے جلدی سے کہا۔ اسے شاید ریڈہاک سے پرخاش تھی کیونکہ ریڈہاک پنڈت نارائن کا خاص ترین آدمی تھا جو پلاننگ کرنل وشال نے بنائی تھی کامیابی کی صورت میں ریڈہاک اس کا کریڈٹ آسانی سے لے جا سکتا تھا کیونکہ اس کا تعلق سیکرٹ سروس سے نہیں بلکہ ایک پیشہ ور مجرم تنظیم سے تھا۔ جسے نجانے کیوں پنڈت نارائن نے اپنے سر پر چڑھا رکھا تھا۔

" ٹھیک ہے۔ اگر تم کہتے ہو تو میں تمہاری بات مان لیتا ہوں"۔ پنڈت نارائن نے ان دونوں کے چہروں کو غور سے دیکھتے ہوئے کہا جیسے وہ ان دونوں کے دلوں میں چھپی ہوئی رنجش کے بارے میں سب کچھ جان گیا ہو۔ پنڈت نارائن کا فیصلہ سن کر ان دونوں کے چہروں پر رونق آگئی تھی۔

" تھینک یو چیف"۔ ریڈہاک نے انتہائی خوشامدانہ لہجے میں کہا تو پنڈت نارائن کے ہونٹوں پر زہریلی مسکراہٹ آگئی۔

رات انتہائی تاریک تھی۔ آفیسرز کالونی کی طرف جانے والی سڑک بالکل سنسان اور ویران تھی۔

کالونی کا انٹری گیٹ بند ہو چکا تھا اور گیٹ کے قریب موجود چوکی پر کئی مسلح افراد موجود تھے۔ آفیسرز کالونی میں رات بارہ بجے کے بعد نہ کسی کو آنے کی اجازت تھی اور نہ ہی اس کالونی سے کوئی اسپیشل پاس لئے بغیر اور اپنی مکمل شناخت کرائے بغیر کہیں جا سکتا تھا۔ اس کالونی میں صرف چوکی پر ہی نہیں ہر گلی اور سڑک پر مسلح گارڈز دن رات پہرہ دیتے تھے اور خاص طور پر ان کی ڈیوٹی رات کو اور زیادہ سخت ہو جاتی تھی۔ ان کی نظروں میں آئے بغیر ایک معمولی پرندہ بھی اس کالونی میں پر نہیں مار سکتا تھا۔ سڑکوں پر سرچ لائٹیں نصب تھیں جن کی وجہ سے سڑک دور دور تک دن کی روشنی کی طرح صاف دکھائی دیتی تھی۔ اس کے علاوہ اس کالونی میں موجود آفیسرز کی کوٹھیوں میں

بھی باقاعدہ پہریدار اور شکاری کتے موجود رہتے تھے۔

اس کالونی میں اس قدر سخت انتظامات چند روز قبل کئے گئے تھے۔ اصل میں ان دنوں غیر ملکی مندوبین کافرستان میں آئے ہوئے تھے۔ جو خاص طور پر یہاں پر پاکیشیا سے شکست کے بعد پیدا ہونے والی صورتحال کا جائزہ لینے کے لئے اور کافرستان کی معیشت کو سنبھالنے اور انہیں بہتر بنانے کے مشورے دینے کے لئے یہاں آئے تھے۔ یہ مندوبین ظاہر ہے کافرستان کے حلیف ممالک سے آئے تھے اس لئے کافرستان حکومت کے لئے نہایت اہمیت کے حامل تھے۔ ان مندوبین کے ٹھہرانے کا اس کالونی میں خصوصی بندوبست کیا گیا تھا۔ جس کی وجہ سے اس علاقے کی مکمل طور پر ناکہ بندی کر دی گئی تھی۔ ہائی رینک آفیسرز بھی ان مندوبین سے صلاح مشورے کے لئے ان کے پاس خود چل کر آتے تھے اور اس کے لئے انہیں بھی کالونی میں کئی مرحلوں سے گزر کر آنا پڑتا تھا۔ اس کالونی کے درمیانی حصے میں جنوبی سمت پر کوٹھی ایک سو گیارہ تھی جو وزیر رفاع راجپال ورما کی تھی۔

وزیر رفاع راجپال ورما کی کوٹھی بے حد وسیع اور عالیشان تھی۔ جس کی حفاظت کا بھی خاطر خواہ انتظام کیا گیا تھا۔

وزیر رفاع راجپال ورما اس وقت نہایت اطمینان اور سکون سے اپنے بیڈروم میں آرام دہ بستر پر سو رہا تھا کہ اچانک کمرے میں پڑے ہوئے ٹیلی فون کی گھنٹی نہایت مترنم آواز میں بج اٹھی۔ راجپال ورما ٹیلی فون کی گھنٹی سن کر جاگ گیا تھا۔ کمرے میں لائٹ پاور کی ہلکی

ہلکی روشنی پھیلی ہوئی تھی۔ ٹیلی فون کی گھنٹی مسلسل بج رہی تھی۔
راجپال ورما اٹھا اور اس نے ہاتھ بڑھا کر فون کا رسیور اٹھا لیا۔
"یس"۔ اس نے نیند میں ڈوبی ہوئی آواز میں کہا۔
"پریذیڈنٹ ہاؤس سے سیکرٹری بریفنگ بول رہا ہوں جناب۔ پریذیڈنٹ صاحب نے پریذیڈنٹ ہاؤس میں ایک ہنگامی میٹنگ کال کی ہے۔ جس میں خاص طور پر آپ کو پہنچنے کی ہدایات دی گئی ہیں"۔ دوسری طرف سے آواز سنائی دی اور راجپال ورما بری طرح سے چونک اٹھا۔
"ہنگامی میٹنگ۔ اس وقت"۔ راجپال ورما نے سامنے دیوار پر لگی چمکدار ہندسوں والے وال کلاک پر نظر ڈالتے ہوئے کہا جس پر اس وقت رات کے تقریباً دو بجے کا وقت تھا۔ پھر اسے یاد آگیا کہ ہائی رینک آفیسرز میٹنگ میں ملک کی ہنگامی صورتحال کے پیش نظر یہ فیصلہ کیا گیا تھا کہ تمام آفیسرز ہائی الرٹ رہیں گے۔ پریذیڈنٹ صاحب کسی بھی یا تمام آفیسرز کو کسی بھی وقت کال کر سکتے ہیں۔
"یس سر۔ اطلاع ملی ہے کہ پاکیشیا کافرستان کو شکست دینے کے بعد اس بار از خود کافرستان پر حملہ کرنے کی تیاریاں کر رہا ہے۔ اور وہ یہ حملہ آج رات کسی بھی وقت کر سکتے ہیں"۔ دوسری طرف سے کہا گیا تو راجپال ورما بے اختیار اچھل پڑا۔
"پاکیشیا کافرستان پر حملہ کرنے والا ہے۔ اتنی جلدی۔ کیا مطلب، یہ کیسے ممکن ہے"۔ راجپال ورما نے شدید حیرت کا جھٹکا کھاتے

ہوئے کہا۔
"ان باتوں کا جواب تو آپ کو جناب صدر ہی دے سکتے ہیں"۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔
"اوہ، ٹھیک ہے۔ میٹنگ کا کون سا وقت مقرر کیا گیا ہے"۔ راجپال ورما نے حیرت اور انتہائی پریشانی کے عالم میں ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔
"آدھے گھنٹے تک باقاعدہ میٹنگ شروع ہو جائے گی جناب۔ جناب پرائم منسٹر میٹنگ ہال میں پہنچنے والے ہیں۔ تینوں مسلح افواج کے سربراہان بھی پہنچنے والے ہیں۔ باقی منسٹروں اور مشیروں کو بھی اطلاعات پہنچائی جا رہی ہیں"۔ دوسری طرف سے آواز آئی۔
"ٹھیک ہے میں ابھی پریذیڈنٹ ہاؤس پہنچ رہا ہوں"۔ وزیر دفاع راجپال ورما نے کہا۔
"تھینک یو سر"۔ دوسری طرف سے آواز آئی اور اس کے ساتھ ہی رابطہ منقطع کر دیا گیا۔ پاکیشیا کی طرف سے حملے کی خبر سن کر راجپال ورما کی پیشانی پر لاتعداد شکنوں کا جال پھیل گیا تھا۔ اس کی آنکھوں اور چہرے پر بھی بے پناہ تناؤ اور غصہ ابھر آیا تھا۔
"ہونہہ، پاکیشیا نے کافرستان کو شکست کیا دے دی انہوں نے خود کو بہت زیادہ طاقتور سمجھنا شروع کر دیا ہے۔ میں اس بار ایسی پلاننگ کروں گا کہ پاکیشیا کا کوئی شہر نہیں بچے گا۔ میں ان سب کو نیست و نابود کر کے رکھ دوں گا"۔ راجپال ورما نے غصے سے ہونٹ

چباتے ہوئے کہا۔ پھر وہ جلدی سے اٹھا اور لباس تبدیل کرنے لگا اور پھر اس نے سیکورٹی انچارج کو بلا کر اسے فوری طور پر ڈرائیور کو بلانے اور اسے گاڑی تیار کرنے کا حکم دے دیا اور اسے ہدایات دیں کہ وہ کالونی کی سیکورٹی اور چوکی سے خصوصی بات کر کے انہیں اطلاع کر دے کہ وہ ہنگامی میٹنگ اٹنڈ کرنے پریذیڈنٹ ہاؤس جا رہا ہے۔

اور پھر وہ کچھ ہی دیر میں اپنی مخصوص کار میں بیٹھا کوٹھی سے نکل کر کالونی کی صاف ستھری اور طویل سڑک پر اڑا جا رہا تھا۔ سیکورٹی انچارج نے اس کار کو وہاں سے نکلنے کی تمام کلیئرنس لے لی تھی۔ اس لئے انہیں راستے میں روکنے کی کوشش نہیں کی گئی تھی اور مین چیک پوسٹ پر موجود افسران نے بھی معمولی چیکنگ کے بعد ان کے لئے گیٹ کھول دیا اور کار آفیسرز کالونی سے نکل کر نہایت تیزی سے سامنے مین سڑک کی جانب بڑھتی چلی گئی۔

اس وقت وزیر دفاع کو چونکہ خصوصی طور پر اور ایمرجنسی کال کر کے پریذیڈنٹ ہاؤس بلایا گیا تھا اس لئے راجپال ورما نے اپنے ساتھ سیکورٹی فورس کو بھی نہیں لیا تھا۔ یا شاید بہت زیادہ خود اعتمادی کی وجہ سے اس نے سوائے ڈرائیور کے کسی کو اپنے ساتھ لے جانے کی ضرورت ہی نہیں سمجھی تھی۔ اسے کیا معلوم تھا کہ اس کی حد سے زیادہ خود اعتمادی اسے لے ڈوبنے والی تھی۔

" ڈرائیور کار تیز چلاؤ۔ ہمیں جلد سے جلد ایوان صدر پہنچنا ہے"۔

وزیر دفاع راجپال ورما نے ڈرائیور سے مخاطب ہو کر کہا تو ڈرائیور نے اثبات میں سر ہلا کر کار کی رفتار تیز کر دی۔ مگر پھر اچانک اس نے کار کے بریک پر پوری قوت سے دباؤ ڈال دیا۔ کار کے ٹائر سڑک پر خوفناک انداز میں چیختے ہوئے ایک جھٹکے سے جم گئے۔ اس طرح اچانک کار کو زوردار جھٹکا لگنے کی وجہ سے کار کے پچھلے حصے میں بیٹھے ہوئے وزیر دفاع راجپال ورما کا سر پوری قوت سے اگلی سیٹ سے ٹکرا گیا تھا اور پھر اس کے منہ سے ڈرائیور کے لئے مغلظات کا طوفان ابل پڑا۔

" مم، میری غلطی نہیں تھی سر۔ وہ میری کار کے سامنے اچانک ایک گلی سے کار نکل کر سامنے آ گئی تھی۔ اگر میں فل بریک نہ لگاتا تو"۔ ڈرائیور نے سہمے ہوئے لہجے میں کہا تو وزیر دفاع چونک کر سامنے دیکھنے لگا۔ اس کی کار کے سامنے واقعی ایک سفید رنگ کی کار ترچھی کھڑی تھی۔ اسی وقت کار کے دروازے کھلے اور اس میں سے دو افراد تیزی سے باہر نکل آئے۔ ان کے چہروں پر نقاب تھے اور ان کے ہاتھوں میں مشین گنیں تھیں۔ نقاب پوش اور ان کے ہاتھوں میں مشین گنیں دیکھ کر وزیر دفاع راجپال ورما بری طرح سے بوکھلا اٹھا تھا۔

" اوہ، اوہ یہ لوگ۔ اوہ، ڈرائیور جلدی کرو نکلو یہاں سے ورنہ یہ لوگ......" راجپال ورما نے بری طرح سے چیختے ہوئے کہا۔ مگر اس سے پہلے کہ ڈرائیور کار کو موڑتا یا پیچھے کرتا اچانک نقاب پوشوں نے

گنیں سیدھی کیں اور پھر سنسان سڑک پر مشین گنوں کی خوفناک تڑتڑاہٹ سے گونج اٹھی۔

مشین گنوں سے آگ کے شعلے نکل رہے تھے جن سے نہ صرف ان کی کار بلکہ ڈرائیور اور وزیر دفاع راجپال ورما بھی چھلنی ہوتے چلے گئے

دونوں نقاب پوشوں نے آگے بڑھ کر ڈرائیور اور وزیر دفاع راجپال ورما پر فائرنگ کی اور جب ان دونوں کے پھڑکتے ہوئے جسم ساکت ہو گئے تو انہوں نے فائرنگ روک دی۔

"ختم ہو گیا ہے اس کا کھیل۔ اس سے پہلے کہ کوئی اس طرف آئے ہمیں فوری طور پر یہاں سے نکل جانا چاہئے"۔ ایک نقاب پوش نے کہا تو دوسرے نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر وہ تقریباً دوڑتے ہوئے اپنی کار کی طرف بڑھ گئے اور پھر ان میں سے ایک کار کی ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا جبکہ دوسرا نقاب پوش اس کی سائیڈ والی سیٹ پر بیٹھ گیا۔ دوسرے ہی لمحے کار کو ایک زوردار جھٹکا لگا اور وہ نہایت تیزی سے مڑ کر اس گلی میں گھستی چلی گئی جس طرف سے نکل کر وہ اچانک وزیر دفاع کی کار کے سامنے آئی تھی اور پھر وہ اس گلی سے طوفانی رفتار سے نکل کر ایک دوسری سڑک پر آ گئی اور اسی طوفانی رفتار سے ایک سمت دوڑتی چلی گئی۔

"ہماری پلاننگ کامیاب رہی تھی۔ احمق وزیر پاکیشیا کے کافرستان پر حملے کی خبر سن کر دیوانہ وار پریذیڈنٹ ہاؤس جانے کے لئے نکل آیا تھا۔ شاید پاکیشیا کے کافرستان پر حملے کی بات سن کر اس

کے شیطانی دماغ میں ہلچل مچ گئی تھی کہ اس نے نہ ہی پریذیڈنٹ ہاؤس میں کال کر کے اس بات کی تصدیق کی کہ آیا واقعی وہاں کوئی ہنگامی میٹنگ ہو رہی ہے یا نہیں اور دوسرے اس نے اپنے ساتھ سیکورٹی گارڈز بھی ساتھ نہیں لئے تھے"۔ ڈرائیونگ سیٹ کی سائیڈ والی سیٹ پر بیٹھے ہوئے شخص نے چہرے سے نقاب اتارتے ہوئے کہا۔ جو اصل میں نعمانی تھا اور ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا ہوا صدیقی تھا۔ جنہوں نے کامیاب پلاننگ کر کے عمران کے بتائے ہوئے پہلے ٹارگٹ یعنی وزیر دفاع راجپال ورما کو نہایت آسانی سے ہلاک کر دیا تھا۔

فارٹی نے جب انہیں ان کا مطلوبہ سامان اور انہیں گاڑیاں مہیا کی تھیں تو وہ سب اسی وقت دو دو کی ٹولیوں میں اپنے کام سرانجام دینے کے لئے نکل کھڑے ہوئے تھے۔ پروگرام کے مطابق ایک کار نعمانی اور صدیقی نے لے لی تھی اور اپنے کام کی انجام دہی کے لئے نکل کھڑے ہوئے تھے۔ دوسری کار جس کا رنگ نیلا تھا تنویر اور جولیا نے اپنے کام کے لئے مخصوص کر لی تھی اور تیسری کار جو سرخ رنگ کی تھی عمران اور صفدر کے حصے میں آئی تھی۔ وہ سب کاروں میں اپنا مطلوبہ سامان رکھ کر اس عمارت اور پھر اس قصبے سے ایک ساتھ نکلے تھے اور پھر ان سب کے راستے الگ الگ ہو گئے تھے۔

صدیقی اور نعمانی میک اپ کر کے دارالحکومت آئے تھے اور انہوں نے عارضی طور پر ایک سستے سے ہوٹل میں رہائش اختیار کر لی

تھی اور پھر انہوں نے دو روز کی انتھک محنت کے بعد وزیردفاع راجپال ورما، سیکرٹری خارجہ سردار پرتاپ سنگھ اور سائنسدان ڈاکٹر پرکاش کے سلسلے میں معلومات اکٹھی کر لی تھیں۔

وزیردفاع ان دونوں کچھ علیل تھا اور دو دن کی رخصت پر تھا۔ اس کی رہائش گاہ آفیسرز کالونی میں تھی جہاں ان دنوں غیر ملکی مندوب آئے ہوئے تھے جن کی وجہ سے اس کالونی میں غیر افراد کا داخلہ تقریباً ناممکنات میں سے تھا۔ وہاں کے حفاظتی انتظامات اور پھر خاص طور پر گیٹ کے قریب ملٹری چوکی پر لگے الٹرا کراس کیمرے جو ایک لمحے میں میک اپ کا پول کھول دیتے تھے ان کیمروں کی وجہ سے نعمانی اور صدیقی میک اپ کر کے بھی اس کالونی اور پھر وزیردفاع کی کوٹھی میں نہیں گھس سکتے تھے۔ دو روز تک وہ اس کالونی میں جانے کی ہر ممکن کوشش کرتے رہے مگر جب انہیں وہاں سے بچ نکلنے کی کوئی صورت نظر نہ آئی تو ان دونوں نے وزیردفاع کو اس کی رہائش گاہ سے باہر نکال کر ہلاک کرنے کا پروگرام بنالیا۔

وزیردفاع راجپال ورما پاکیشیا سے جس قدر نفرت کرتا تھا اس کے بارے میں عمران انہیں بتا چکا تھا۔ اسے تو جیسے پاکیشیا کے نام سے ہی خدا واسطے کا بیر تھا۔ پاکیشیا کے نام سے اس کے ذہن میں ہلچل سی مچ جاتی تھی۔ نعمانی اور صدیقی نے اسی بات کا فائدہ اٹھاتے ہوئے ایک فون بوتھ سے وزیردفاع راجپال ورما کو فون کیا تھا۔ اس نے جان بوجھ کر ڈائریکٹ راجپال ورما کے نمبر پر اس سے اس انداز میں بات

کی تھی کہ وہ لامحالہ اپنی رہائش گاہ سے نکل کر ایوان صدر کی جانب روانہ ہو جاتا اور وہی ہوا تھا۔ پاکیشیا کے کافرستان پر حملے کی بات اور صدر مملکت کی ایمرجنسی میٹنگ کے بارے میں سنتے ہی وہ اندھا دھند اپنی رہائش گاہ سے نکل آیا تھا۔ یہ اس کی بد قسمتی یا نعمانی اور صدیقی کی خوش قسمتی ہی تھی کہ وہ اپنے سیکورٹی گارڈز کو ساتھ نہیں لایا تھا اور وہ آسانی سے نعمانی اور صدیقی کا ٹارگٹ بن گیا ورنہ صدیقی اور نعمانی اس کے گارڈز سے بھی نپٹنے کے لئے پوری طرح سے تیار تھے۔

ابھی وہ جائے واردات سے نکل کر کچھ ہی دور گئے ہوں گے کہ اچانک انہیں سامنے گلیوں سے دو پولیس موبائل گاڑیاں نکلتی دکھائی دیں۔ ان گاڑیوں کو دیکھ کر صدیقی نے برق رفتاری سے کام لیتے ہوئے آگے آنے والی ایک گلی میں اپنی کار موڑ لی مگر اسے گلی میں کار موڑتے شاید ان پولیس والوں نے بھی دیکھ لیا تھا کیونکہ جیسے ہی کار گلی میں مڑی پولیس کی گاڑیوں کے مخصوص سائرن بجنے لگے اور پھر انہوں نے ان دونوں گاڑیوں کو اس گلی میں مڑتے دیکھ لیا۔

"پولیس"۔ نعمانی نے ان گاڑیوں کو گلی میں مڑتے دیکھ کر تیز لہجے میں کہا۔

"معلوم ہے"۔ صدیقی نے بیک ویو مرر میں ان گاڑیوں کو دیکھتے ہوئے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"ہونہہ، ان کمبختوں کو بھی اسی وقت ہمارے سامنے آنا تھا"۔

نعمانی نے منہ بنا کر سر جھٹکتے ہوئے کہا۔

"موبائل گاڑیاں ہیں۔ رات بھر گشت کرنا ان کی ڈیوٹی میں شامل ہے۔ ہم جس رفتار سے جا رہے تھے اور جس تیزی سے گلی میں مڑے تھے ان کا شک کرنا بجا تھا۔ اس لئے وہ ہمارے پیچھے آ رہے ہیں"۔ صدیقی نے کہا۔

"تو پھر کیا کرنا ہے ان کا"۔ نعمانی نے سنجیدگی سے پوچھا۔

"کرنا کیا ہے۔ پیچھا چھڑوانا ہے ان سے۔ ان کی گرفت میں آ کر مرنا ہے کیا"۔ صدیقی نے کہا۔

"ہاں واقعی، اگر ہم ان کی گرفت میں آ گئے تو یہ ہمارا جینا محال کر دیں گے۔ ابھی شاید ان لوگوں کو وزیر دفاع کی ہلاکت کی خبر نہیں ملی۔ جب انہیں پتہ چلے گا کہ اسے ہم نے ہلاک کیا ہے تو یہ لوگ تو کچا ہی چبا جائیں گے"۔ نعمانی نے کہا۔

"اسی لئے تو کہہ رہا ہوں کہ ہم کسی صورت ان کے ہاتھ نہیں لگیں گے"۔ صدیقی نے کہا اور پھر اگلا موڑ آتے ہی اس نے نہایت تیزی سے دائیں طرف اپنی کار موڑ لی۔ اس طرف سے بھی ایک پولیس موبائل کار کو آتے دیکھ کر صدیقی نے کار کا سٹیئرنگ وہیل اس قدر تیزی سے گھما دیا کہ کار لٹو کی طرح سڑک پر گھوم گئی اور دائیں طرف سے اٹھ کر بمشکل الٹتے الٹتے بچی تھی۔ صدیقی نے دوسری طرف سٹیئرنگ وہیل گھما کر اسے سیدھا کیا اور پھر اس کی کار سڑک کی دوسری طرف کسی توپ سے نکلے ہوئے گولے کی سی رفتار سے دوڑتی چلی گئی۔ اب اس

کے پیچھے تین موبائل گاڑیاں لگ چکی تھیں جو سائرن بجاتی بجلی کی سی رفتار سے ان کی کار کے پیچھے آ رہی تھیں اور پھر اچانک پولیس والوں نے ان کی کار پر فائرنگ کرنا شروع کر دی۔ ایک گولی کار کے پچھلے ونڈ سکرین پر پڑی تھی جس سے کار کی ونڈ سکرین ایک چھناکے سے ٹوٹ کر اندر آ گری تھی۔ نعمانی کو یہ دیکھ کر غصہ آ گیا۔

"ہونہہ، یہ لوگ اس طرح سے نہیں مانیں گے۔ ان کا بندوبست کرنا ہی پڑے گا"۔ اس نے غرا کر کہا اور اگلی سیٹ سے نکل کر پچھلی سیٹ پر آ گیا۔

"کیا کرنے جا رہے ہو۔ نیچے ہو جاؤ اگر کوئی گولی لگ گئی تو"۔ صدیقی نے چیختے ہوئے کہا مگر نعمانی اس وقت تک پچھلی سیٹ پر پہنچ چکا تھا اور وہ سیٹ کے نیچے دبک گیا تھا۔ پولیس والے ان کی کار پر مسلسل فائرنگ کر رہے تھے اور صدیقی کار کو نہایت تیز رفتاری سے ادھر ادھر لہراتے ہوئے لے جا رہا تھا تاکہ ان کی گولیوں سے اس کی کار کا کوئی ٹائر نہ برسٹ ہو جائے۔

نعمانی نے سیٹ کے نیچے سے اپنا بیگ نکالا اور اس میں ہاتھ ڈال کر اس میں سے ایک ہینڈ گرنیڈ نکال لیا۔ اس نے گرنیڈ کا سیفٹی پن ہٹایا اور پھر اسے پوری قوت سے پیچھے آنے والی پولیس کی گاڑیوں کی جانب اچھال دیا۔ گرنیڈ سڑک پر گرا اور نہایت تیزی سے آگے لڑھکتا چلا گیا۔ آگے آنے والی پولیس موبائل میں موجود افراد نے اسے گرنیڈ پھینکتے دیکھ لیا تھا۔ ڈرائیور نے کار کے بریک پر اپنے پیر کا یکلخت پورے

زور سے دباؤ ڈال دیا۔ موبائل کار کے ٹائر یکلخت جام ہوئے اور کار سڑک پر گھسٹتی ہوئی آگے بڑھتی آئی اور رکتے رکتے بھی عین ہینڈ گرنیڈ کے اوپر آ گئی۔ اس سے پہلے کہ اس میں موجود افراد اپنی جانیں بچانے کے لئے گاڑی سے باہر چھلانگیں لگاتے یکلخت ایک کان پھاڑ دینے والا دھماکہ ہوا اور موبائل کار آگ کا گولہ بنی فضا میں اچھلی اور قلابازیاں کھاتے ہوئے پیچھے آنے والی دوسری موبائل گاڑی پر جا گری اور تیسری موبائل کار پوری قوت سے دوسری موبائل کار سے جا ٹکرائی اور سڑک دور تک انسانی چیخوں سے گونجتی چلی گئی۔

"ہونہہ، اب آؤ ہمارے پیچھے"۔ نعمانی کے حلق سے غراہٹ نکلی اور وہ سیدھا ہو کر بیٹھ گیا۔

"بلاوجہ ان بے چاروں کو مار دیا ہے تم نے۔ میں آسانی سے ان سے پیچھا چھڑوا لیتا"۔ صدیقی نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"آسانی سے یہ لوگ ہمارا پیچھا چھوڑنے والے نہیں تھے۔ ان لوگوں سے اسی طرح پیچھا چھڑوایا جا سکتا تھا جیسا میں نے کیا ہے"۔ نعمانی نے کہا تو صدیقی خاموش ہو گیا۔ سامنے دور تک سڑک بالکل صاف تھی۔ لیکن صدیقی احتیاط کے پیش نظر کار کو مختلف گلیوں میں سے موڑتا ہوا بڑی سڑک پر آ گیا اور پھر وہ نہایت تیز رفتاری سے سفر کرتا ہوا دوسرے شہر میں آ گیا۔ انہوں نے اس شہر میں اپنی کار چھوڑ دی اور پھر بسوں پر اور مختلف ٹیکسیوں پر سفر کرتے ہوئے اپنے مخصوص مقام یعنی دارالحکومت کے اسی سستے سے ہوٹل میں پہنچ گئے۔

"میں نے تمام معلومات حاصل کر لی ہیں مس جولیا"۔ تنویر نے کمرے میں داخل ہوتے ہوئے کہا جو اپنے بیگ میں سامان سیٹ کرنے میں مصروف تھی۔

"کیسی معلومات"۔ جولیا نے چونک کر اس کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔ وہ دونوں اس وقت دارالحکومت سے دور ایک مانگلا نامی شہر میں تھے۔ اس شہر میں آ کر ان دونوں نے ایک اوسط درجے کے ہوٹل میں فرضی ناموں سے کمرے حاصل کئے تھے اور پھر وہ دونوں اس شہر سے اگلے شہر منتاری پہنچ گئے تھے۔ اس شہر کے جنوب میں ایک بہت بڑا دریا تھا جسے دریائے اومن کا جاتا تھا۔ جس پر ایک بہت بڑا اور خاصا چوڑا برج تھا جو منتاری کو کافرستان کے دوسرے بڑے صنعتی شہر راگان سے ملاتا تھا۔

اس برج کی لمبائی تقریباً تین کلو میٹر سے زیادہ تھی۔ جسے دریا میں

بڑے بڑے ستون ڈال کر قائم کیا گیا تھا۔ دو بڑے شہروں کو آپس میں
ملانے کی وجہ سے اس برج جسے منتاری برج کہا جاتا تھا کافرستان کے
لئے بے حد اہمیت کا حامل تھا۔ اس لئے اس کی حفاظت کے لئے خاص
اور جدید انتظام کیا گیا تھا۔ برج کے دونوں اطراف نہ صرف باقاعدہ
چیک پوسٹس قائم کی گئی تھیں بلکہ برج پر بھی ہر وقت مسلح افراد
گھومتے رہتے تھے اور خاص طور پر رات کے وقت اس برج کو نہ صرف
بڑی بڑی سرچ لائیٹوں سے روشن رکھا جاتا تھا بلکہ ان لائیٹوں سے
دریا کا وہ حصہ بھی روشن رہتا تھا جس کو خصوصی طور پر ہر وقت
نظروں میں رکھا جانا ضروری تھا اور برج کے دونوں اطراف میں
پلروں کے اوپر اور برج کے نیچے بننے والے جوڑ میں بڑے بڑے جال
تان دیئے گئے تھے تاکہ کوئی تخریب کار دن یا رات کے اندھیرے میں
دریا کے اندر تیرتا ہوا اس برج تک نہ پہنچ سکے۔ جال مضبوط تاروں
کے بنے ہوئے تھے جن میں انتہائی طاقتور برقی رو ہر وقت دوڑتی رہتی
تھی۔ اس کے علاوہ اس برج کی حفاظت کے پیش نظر برج پر نظر رکھنے
کے لئے اس پر جگہ جگہ کیمرے نصب کر دیئے گئے تھے اس طرح اس
برج کے ستونوں کے ساتھ بھی دریا کے اندر نظر رکھنے کے لئے
واٹر پروف کیمرے لگا دیئے گئے تھے۔ جنہیں دونوں سائیڈوں کی چیک
پوسٹوں پر موجود الیکٹرا سکرینوں پر دیکھ کر اس برج کو کڑی نگرانی
میں رکھا جاتا تھا۔

تنویر اور جولیا نے عمران کی ہدایات کے مطابق پہلے منتاری برج کو

اڑانے کا پروگرام بنایا تھا۔ عمران کے مطابق اگر وہ اس برج کو اڑا
دینے میں کامیاب ہو جاتے تو اس سے کافرستان کی ایک لحاظ سے ریڑھ
کی ہڈی ٹوٹ سکتی تھی۔ عمران کی تفصیل کے باوجود تنویر اور جولیا
اپنے اپنے طور پر بھی اس برج کو اڑانے کے لئے معلومات اکٹھی کرتے
رہے اور پھر وہ ایک جگہ دونوں سر جوڑ کر بیٹھ گئے کہ وہ اس برج کو
اڑانے کی کیا حکمت عملی اختیار کریں۔ تنویر اپنی عادت کے مطابق
ڈائریکٹ ایکشن سے کام لینا چاہتا تھا۔ وہ چاہتا تھا کہ ان چیک پوسٹوں
اور چیک پوسٹوں پر موجود مسلح فوجیوں اور ان کے کیبنوں کو پہلے اڑا
دیں اور پھر وہ میزائل گنوں سے مسلسل میزائل داغ کر اس برج کو
اڑا دیں۔ مگر جولیا اس قسم کا کوئی رسک نہیں لینا چاہتی تھی۔ وہ
باقاعدہ پلاننگ سے نہ صرف اس برج کو تباہ کرنا چاہتی تھی بلکہ تنویر
اور اپنی زندگی کو بھی محفوظ رکھنا چاہتی تھی۔

تنویر نے یہ بھی کہا تھا کہ انہیں پہلے منتاری ایئرپورٹ سے کوئی
لڑاکا طیارہ یا گن شپ ہیلی کاپٹر ہائی جیک کر لینا چاہئے جس کی مدد سے
وہ آسانی سے برج تو کیا اس جیسے دس برجوں کو اڑا سکتے ہیں۔ مگر برج
پر پھیلی ہوئی مسلح افواج اور وہاں کے حفاظتی انتظامات دیکھ کر اس
نے اپنا خیال خود ہی بدل دیا تھا کیونکہ چیک پوسٹوں پر باقاعدہ طیارہ
شکن توپیں نصب تھیں اور اس برج کی حفاظت کے پیش نظر برج پر
سے کسی عام فلائیٹ کو بھی گزرنے کی اجازت نہیں تھی۔ آخر دونوں
نے گھنٹوں سر جوڑ کر آپس میں صلاح مشوروں کے بعد اس برج کو

اڑانے کا ایک جامع اور مربوط پلان بنا لیا۔ اس سلسلے تنویر جولیا کو اکیلا چھوڑ کر ابتدائی معلومات حاصل کرنے گیا تھا اور تقریباً چار گھنٹوں بعد لوٹا تھا۔

"یہاں سے ماکرم ٹرین رات کو ٹھیک دس بجے روانہ ہو گی اور دس بج کر چالیس منٹ پر اس برج پر سے گزرے گی۔ برج پر اس ٹرین کے گزرنے کا دورانیہ چار سے چھ منٹ کا ہے اور وہ بھی اس صورت میں اگر ٹرین فل سپیڈ سے یعنی دو سو میل فی گھنٹے کی رفتار سے دوڑ رہی ہو۔ تنویر نے کہا۔

"گڈ، اور دوسرا کام"۔ جولیا نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"دوسرا کام بھی ہو گیا ہے۔ اس ٹرین کی دو فرسٹ کلاس کی ٹکٹیں میری جیب میں ہیں"۔ تنویر نے جولیا کو مسکراتے دیکھ کر خود بھی مسکراتے ہوئے کہا۔

"ٹرین دس بجے روانہ ہو گی اور اس وقت شام کے چار بجے ہیں۔ گویا ہمارے پاس چھ گھنٹے ہیں"۔ جولیا نے سوچتے ہوئے کہا۔

"جی ہاں۔ چھ گھنٹے تو اب ہمیں بہرحال گزارنے ہی ہوں گے۔ کیونکہ اس سے پہلے کوئی گاڑی نہیں ہے"۔ تنویر نے صوفے پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"منتاری کافرستان کا سب سے بڑا صنعتی شہر کہلاتا ہے۔ یہاں بے شمار کارخانے، ملیں اور فیکٹریاں ہیں۔ اس شہر کو کافرستان کی ریڑھ کی ہڈی سمجھا جاتا ہے۔ کیونکہ اندرون و بیرون ملکوں میں اسی شہر کے

کارخانوں، ملوں اور فیکٹریوں کا بنا ہوا سامان ایکسپورٹ کیا جاتا ہے اور ان سے اربوں کھربوں ڈالرز کا زرمبادلہ حاصل کیا جاتا ہے"۔ جولیا نے کہا۔

"اوہ، تو کیا آپ ان ملوں اور فیکٹریوں کو اڑانے کا سوچ رہی ہیں"۔ تنویر نے بری طرح سے چونکتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"اس شہر میں ان گنت ملیں، فیکٹریاں اور کارخانے ہیں۔ ان سب کو اڑانے کے لئے ہمیں پورا شہر اڑانا ہو گا۔ جو ممکن نہیں ہے"۔ جولیا نے کہا۔

"تو پھر"۔ تنویر نے حیران ہوتے ہوئے کہا کیونکہ وہ جولیا کی بات سمجھ نہیں پا رہا تھا۔

"اس شہر کے وسط میں حال ہی میں بہت بڑا اسٹور بنایا گیا ہے جسے ماسٹر سٹور کہا جاتا ہے۔ جہاں سے اس شہر کے تمام کارخانوں، ملوں اور فیکٹریوں کو خام مال سپلائی کیا جاتا ہے۔ بیرون ملک سے آنے والا تمام خام مال چاہے وہ اس شہر کی سب سے بڑی فیکٹری یا مل کا ہو یا چھوٹے کارخانے کا اسی سٹور میں رکھا جاتا ہے اور پھر اس کی ضرورت کے مطابق سپلائی کیا جاتا ہے۔ تمہارے جانے کے بعد میں نے اس ہوٹل کے ایک ویٹر سے اس سٹور کے بارے میں معلومات حاصل کی ہیں۔ اس کا بھائی اس سٹور میں کام کرتا ہے۔ وہ اس سٹور میں سیکورٹی گارڈ ہے جو اکثر اپنے اس ویٹر بھائی کو شام کے وقت سٹور میں لے جاتا ہے جہاں وہ گپ شپ لگاتے ہیں اور گھومتے پھرتے ہیں۔ بہرحال اس کے

مطابق اس سٹور میں ہر قسم کا فولاد، پلاسٹک، کیمیکلز اور فیکٹریوں، کارخانوں اور ملوں میں استعمال ہونے والا اربوں کھربوں ڈالر کا خام مال موجود ہے۔ یہاں تک کہ اس سٹور کے تہہ خانے میں ایک نزدیکی سرحد کے استعمال میں آنے والا اسلحے کا بھی بہت بڑا ذخیرہ موجود ہے۔ اگر ہم اس سٹور کو تباہ کر دیں تو یہاں کام کرنے والی تقریباً سبھی ملوں، فیکٹریوں اور کارخانوں کی سپلائی رک جائے گی جس کی وجہ سے یہ سارا شہر یکسر مفلوج ہو جائے گا اور کافرستان کو اس قدر مالی نقصان ہوگا کہ کئی ماہ تک وہ اس شہر کی صنعتوں کو خام مال مہیا کرنے سے معذور رہے گا اور اس سے کافرستانی معیشت کا کیا حال ہوگا میرے خیال میں مجھے یہ بتانے کی تمہیں ضرورت نہیں ہے"۔ جولیا کہتی چلی گئی۔

"پروگرام تو اچھا ہے مگر........" تنویر کہتے کہتے رک گیا۔

"مگر کیا"۔ جولیا نے جلدی سے پوچھا۔

"اگر اس سٹور واقعی اسلحے کا ذخیرہ ہے تو پھر لازمی طور پر اس سٹور کی حفاظت کے لئے بھی خاصا سخت انتظام کیا گیا ہوگا۔ سٹور کے مسلح گارڈز کے علاوہ وہاں بھی یقینی طور پر چوکی بھی ہوگی اور فوج بھی"۔ تنویر نے سوچتے ہوئے کہا۔

" ظاہر سی بات ہے۔ وہاں اسلحے کا ذخیرہ نہ بھی ہوتا تب بھی اتنے بڑے سٹور کی حفاظت ان کا فرض بنتا ہے"۔ جولیا نے سر ہلا کر کہا۔

" ہمارے پاس چھ گھنٹے ہیں۔ آپ کا کیا خیال ہے۔ ان چھ گھنٹوں

میں ہم اتنے بڑے سٹور کو اڑانے میں کامیاب ہو جائیں گے"۔ تنویر نے پوچھا۔

" تم شاید یہ سمجھ رہے ہو کہ ہمارے لئے اس سٹور میں جانا کیسے ممکن ہوگا۔ وہاں موجود فوجی اہلکار اور محافظ جنہوں نے پورے سٹور کو کور کر رکھا ہے ان سب کی نظروں میں آئے بغیر ہم اتنے بڑے سٹور کو کیسے اڑا سکیں گے"۔ جولیا نے اسے سوچ میں ڈوبا دیکھ کر کہا۔

"ہاں، یہی بات ہے۔ ظاہر ہے اتنے بڑے اور اہم سٹور میں داخل ہونے کے لئے ہمیں باقاعدہ پلاننگ کرنا ہوگی۔ اندھا دھند اس سٹور میں جا کر عام مشین پسٹلوں سے اتنے بڑے اسٹور کو اڑانے سے ہم رہے۔ اس کو تباہ کرنے کے لئے سینکڑوں میگاپاور کے بموں یا ڈائنامیٹ کی ضرورت ہوگی جو اتنے کم عرصے میرا مطلب ہے چھ گھنٹوں میں وہاں پہنچ کر ایڈجسٹ کرنا ہمارے لئے ناممکن ہوگا اور پھر دن کی روشنی میں اس قدر تباہ کن اسلحہ اپنے ساتھ ہم اس سٹور میں کیسے لے جا سکیں گے"۔ تنویر نے سوچتے ہوئے کہا تو جولیا مسکرا دی۔

" ہمارے پاس عمران کے مہیا کردہ آٹھ ہزار میگاپاور کے چار مائیکرو بم ہیں۔ جن میں دو تمہارے کوٹ پر بٹنوں کی طرح ٹنگے ہوئے ہیں اور دو میں نے اپنے پاس چھپا رکھے ہیں۔ ان میں سے ایک مائیکرو بم بھی اگر ہم اس سٹور میں پہنچانے میں کامیاب ہو گئے تو سمجھ لو ہمارا کام آسانی سے ہو جائے گا"۔ جولیا نے کہا۔

" وہ تو ٹھیک ہے مس جولیا مگر اصل مسئلہ اس سٹور میں داخل ہونے کا ہے۔ رات کے وقت تو ہم کسی طرح اس سٹور میں پہنچ سکتے ہیں مگر اس وقت "۔ تنویر نے ہچکچاتے ہوئے کہا۔

" اس سٹور کو اڑانے کے لئے میں جاؤں گی اور میں نے اس ماسٹر سٹور میں جانے کا تمام بندوبست کر لیا ہے "۔ جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" بندوبست کر لیا ہے۔ کیا مطلب، کیا بندوبست کیا ہے آپ نے "۔ تنویر نے چونک کر کہا۔

" یہ میں تمہیں آکر بتاؤں گی۔ فی الحال تم میرے ساتھ چلو "۔ جولیا نے ٹیبل پر پڑے ہوئے اپنے پرس کو اٹھا کر اپنے کاندھے سے لٹکا کر اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

" کک، کہاں "۔ اسے اس طرح اٹھتے دیکھ کر تنویر نے ہکلا کر پوچھا۔

" تم چلو تو سہی "۔ جولیا نے کہا۔

" مگر مس جولیا "۔ تنویر نے کچھ کہنا چاہا۔

" کچھ اگر مگر نہیں۔ میرے ساتھ چلنا ہے تو چلو ورنہ میں اکیلی بھی جا سکتی ہوں "۔ جولیا نے اس بار قدرے سخت لہجے میں کہا۔ تنویر چند لمحے جولیا کے چہرے پر چھائی ہوئی سنجیدگی دیکھتا رہا پھر وہ ایک طویل سانس لیتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔

" کیا میں اپنا اسلحہ ساتھ لے لوں "۔ تنویر نے پوچھا۔

" نہیں، ایسے ہی آ جاؤ۔ تم نے بس ایک جگہ مجھے ڈراپ کرنا ہے "۔ جولیا نے کمرے سے نکلتے ہوئے کہا اور تنویر بھی اس کے پیچھے کمرے سے باہر نکل آیا اور کمرے کو لاک کر کے وہ ہوٹل کی تیسری منزل سے سیڑھیاں اترتے ہوئے نیچے ہال میں آئے اور پھر وہاں سے نکلتے چلے گئے۔

عمران اور صفدر نے بھی واجوڑہ پہنچ کر میک اپ کر کے اور فرضی
ناموں سے ایک ہوٹل میں رہائش اختیار کی تھی۔ دارالحکومت پہنچتے
ہی انہوں نے فارٹی کی مہیا کی ہوئی سرخ کار چھوڑ دی تھی۔ اس وقت
وہ دونوں اسی ہوٹل کے ایک کمرے میں موجود تھے۔

واجوڑہ ایک قصبے نما چھوٹا سا شہر تھا۔ جس سے تقریباً پچاس کلو میٹر
کی دوری پر جنوب میں سگران نامی صنعتی علاقے میں ایک فولاد سازی
کا بہت بڑا کارخانہ تھا۔ اس کارخانے کے نیچے ایک بہت بڑی اور جدید
فیکٹری تھی جس میں کافرستان کے اہم پراجیکٹ ایرو ایئر کرافٹس کی
تیاری کی تکمیل ہو رہی تھی۔ سگران نامی علاقہ چونکہ سرحدی علاقے
سے تقریباً چار سو کلو میٹر دور تھا اس لئے اس علاقے میں خاص طور پر
چیک پوسٹس قائم کر دی گئی تھیں اور اس کارخانے کی حفاظت کے
لئے خاطر خواہ انتظام کیا گیا تھا۔ ایک لحاظ سے اس علاقے پر مکمل طور

پر مسلح افواج کا کنٹرول تھا۔ ایرو ایئر کرافٹس کی اس علاقے میں تیاری
کی وجہ سے اس علاقے کو حساس ترین علاقہ قرار دے دیا گیا تھا جہاں
غیر متعلق افراد کا داخلہ قطعی طور پر ممنوع قرار دے دیا گیا تھا۔

فولاد کے کارخانے میں بھی کام کرنے والے مزدوروں کا تعلق
سگران سے ہی تھا۔ وہاں ان کی رہائشوں کے لئے بڑی بڑی کالونیاں
بنا دی گئی تھیں جہاں وہ اپنے اہل خانہ سمیت رہتے تھے۔ اور اگر انہیں
کسی ضروری کام سے سگران سے واجوڑہ یا کسی اور جگہ جانا ہوتا تو ان
کی جگہ جگہ چیکنگ کی جاتی تھی اور خصوصی کمپیوٹرائزڈ مشینوں سے نہ
صرف ان کے فنگر پرنٹس چیک کئے جاتے تھے بلکہ ان کا باقاعدہ
کمپیوٹروں میں فیڈ شدہ بلڈ گروپ بھی چیک کیا جاتا تھا۔ یہاں تک کہ
ان کا قد کاٹھ اور آوازیں تک کمپیوٹروں کی مدد سے چیک کی جاتی تھیں
اور پھر ان کو سگران سے باہر نکلنے اور واپس آنے دیا جاتا تھا۔ غرض
اس علاقے کو ہر طرح سے محفوظ اور ناقابل تسخیر بنا دیا گیا تھا اور ایرو
ایئر کرافٹس کے مخصوص ایریئے میں کافرستان ملٹری انٹیلی جنس کا جال
بکھرا ہوا تھا جس کے نظروں میں آئے بغیر ان کارخانوں میں ایک چڑیا
کا بچہ بھی پر نہیں مار سکتا تھا۔

یہ تمام تفصیل عمران کو اس فائل سے ملی تھی جو اسے سیکرٹ
سروس کے ہیڈ کوارٹر میں موجود پنڈت نارائن کے آفس سے ملی تھی۔

"کارخانے کی حفاظت کا انہوں نے بے حد سخت اور فول پروف
انتظام کر رکھا ہے"۔ عمران نے جو ہوٹل کے کمرے میں بیٹھا اسی

فائل کو پڑھ رہا تھا فائل بند کر کے سوچنے والے انداز میں کہا۔ صفدر اس کے سامنے کرسی پر بیٹھا کافی کے سپ لینے میں مصروف تھا جو اس نے ابھی کچھ دیر قبل ویٹر کو آرڈر دے کر منگوائیں تھیں۔ عمران کی کافی اس کے سامنے میز پر رکھی تھی۔

"آپ نے اس کارخانے میں داخل ہونے کا کیا پروگرام بنایا ہے"۔ صفدر نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔ عمران اس فائل کو پہلے بھی کئی بار پڑھ چکا تھا اور اس کی تفصیلات سے صفدر کو بھی آگاہ کر چکا تھا۔ پھر نجانے کیوں وہ ایک بار پھر اس فائل کو پڑھنے میں مصروف ہو گیا تھا جیسے وہ اس فائل میں سے کوئی اہم چیز تلاش کر رہا ہو۔

" سوچ رہا ہوں۔ ابھی ان لوگوں کو خبر نہیں ہے کہ ہم لوگ یہاں کس مشن پر آئے ہیں۔ انہوں نے ایرو ایئر کرافٹس کی حفاظت کے لئے جس قدر فول پروف بندوبست کر رکھا ہے اگر انہیں معلوم پڑ جائے کہ ہم لوگ ان ایرو ایئر کرافٹس اور اس کی فیکٹری کو تباہ کرنے آئے ہیں تو اس کی حفاظت کا نجانے اور کیا کیا انتظام کر دیں"۔ عمران نے کافی کا مگ اٹھا کر اس کا سپ لیتے ہوئے کہا۔

" تو کیا آپ ان کے حفاظتی انتظامات سے پریشان ہو گئے ہیں"۔ صفدر نے حیرت سے عمران کی جانب دیکھتے ہوئے کہا۔ نجانے کیوں اسے پہلی بار عمران کے لہجے سے شکستگی کا احساس ہونے لگا تھا۔

" پریشانی کی بات نہیں ہے تو اور کیا ہے۔ میں نے سوچا تھا کہ

تنویر کی بتائی ہوئی ٹپ پر کام کروں گا۔ مگر........ " عمران نے کہا۔

" تنویر کی ٹپ یعنی وہ مکینیکل انجینئر وشوا"۔ صفدر نے چونک کر کہا۔

"ہاں، میں نے تو آسان ساحل سوچا تھا کہ وہ مکینیکل انجینئر ہے۔ ظاہر ہے اس کا اس کارخانے میں کوئی خاص مقام ہی ہو گا کہ اس قدر سختی کے باوجود وہ سگران سے نکل کر واجوڑہ میں سپیشل طور پر ماسٹر کلب میں جا کر شراب پینے کا عادی ہے۔ میں اسے اغوا کرنے کے بارے میں سوچ رہا تھا پھر اس کا میک اپ کر کے کارخانے میں جانے کا پروگرام بنا رہا تھا۔ مگر چیکنگ پوسٹوں کی تفتیش کا طریق کار اور پھر کمپیوٹرائزڈ بلڈ گروپ کی چیکنگ اور ایک تو اس بات کا بھی علم نہیں کہ وشوا کا قد کاٹھ کیا ہے۔ دوسرے اس کا بلڈ گروپ۔ اب یہ ضروری تو نہیں کہ اس کا، میرا یا تمہارا بلڈ گروپ بھی آپس میں مل جائے اور پھر اگر ایسا ہو بھی جائے تو اس دور کے جدید کمپیوٹرز صرف بلڈ گروپس کو ہی چیک نہیں کرتے بلکہ ڈی این اے کی بنیاد پر کام کرتے ہیں اور ابھی تک دنیا کے کسی کونے سے اس تحقیق کی خبر نہیں آئی کہ ایک شخص کا دوسرے شخص سے ڈی این اے مطابقت رکھتا ہے"۔ عمران نے کہا۔

" اوہ، پھر تو واقعی ہمارا وہاں پہنچنا مشکل ہو جائے گا"۔ صفدر نے ہونٹ سکوڑتے ہوئے کہا۔

" صرف مشکل۔ مشکل ترین کہو"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے

کہا اور پھر کافی پینے میں مصروف ہو گیا جبکہ صفدر گہری سوچ میں ڈوب گیا تھا۔

"ویسے عمران صاحب، میرا خیال ہے ایک بار ہمیں اس مکینیکل انجنیئر سے مل لینا چاہئے۔ یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ وہ کسی خفیہ راستے سے نکل کر اس کلب میں آتا ہو۔ روزانہ کمپیوٹروں کی چیکنگ سے گزرنا اور روزانہ ڈی این اے کا چیک کرنا۔ میڈیکل ایڈوائزر کے مطابق ڈی این اے دو سے تین ماہ کے وقفے کے بعد تو چیک کرایا جا سکتا ہے روزانہ ڈی این اے کی چیکنگ انسان کے لئے نقصان کا بھی باعث بن سکتی ہے۔ کیونکہ آج کل کی جدید ڈی این اے کی چیکنگ خون سے نہیں بلکہ سی سی ون ایکس تھرٹی قسم کی ریزوں سے کی جاتی ہے اور سی سی ون ایکس تھرٹی ریز انسانی اعصاب پر کس قدر بوجھ ڈالتی ہیں اور اندرونی طور پر انسان کو کس حد تک متاثر کرتی ہیں یہ مجھ سے بہتر آپ سمجھ سکتے ہیں"۔ صفدر نے سوچتے ہوئے لہجے میں کہا تو عمران بے اختیار اچھل پڑا۔ اچھلنے کی وجہ سے اس کے ہاتھ میں موجود کافی کا مگ چھلک پڑا تھا۔

"دھت تیرے کی۔ اتنی سامنے کی بات میری سمجھ میں نہیں آ رہی تھی۔ مجھے کیا پتہ تھا کہ جناب صفدر سعید صاحب نے ڈی این اے پر اتھارٹی حاصل کر رکھی ہے۔ میں یونہی خواہ مخواہ اتنی دیر سے اس بات کو اس فائل میں پڑھنے کے لئے مغز کھپا رہا تھا"۔ عمران نے سر پر ہاتھ مارتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب، کیا میں نے کوئی غلط بات کر دی ہے"۔ صفدر نے چونک کر پوچھا۔

"ارے نہیں، میں مذاق نہیں کر رہا۔ اسی بات کی واقعی مجھے الجھن ہو رہی تھی کہ آخر وشوا مکینیکل انجنیئر روزانہ اتنی دور سے دو تین گھنٹے کا سفر کر کے یہاں شراب پینے کے لئے آتا ہے اور پھر واپس بھی چلا جاتا ہے۔ اگر واپسی پر قاعدے کے مطابق اس کی کمپیوٹرائزڈ مشینوں سے روزانہ ڈی این اے کی جانچ ہوتی ہے تو پھر اب تک تو وشوا کو اس دنیا سے کوچ کر جانا چاہئے تھا۔ کیونکہ سی سی ون ایکس تھرٹی ریز جو خاص طور پر ڈی این اے کے جانچنے کے لئے تیار کی گئی ہے وہ انسانی وجود کے لئے اس قدر مضر ہیں کہ اگر دو چار بار انہیں انسانی وجود سے گزار دیا جائے تو انسانی جسم کے اعصاب کام کرنا چھوڑ دیتے ہیں۔ ویری گڈ صفدر، رئیلی ویری گڈ۔ تم نے اس طرف میری توجہ دلا کر میری بہت بڑی الجھن دور کر دی ہے۔ واقعی یا تو وشوا کے پاس کوئی ایسی اتھارٹی ہے جسے دکھا کر وہ جب چاہے سگران سے باہر آ سکتا ہے اور جب چاہے واپس جا سکتا ہے۔ اسے روکنے والا کوئی نہیں ہے یا پھر شراب اس کی رگوں میں اس بری طرح سے رچ بس گئی ہے کہ وہ اس کے بغیر رہ ہی نہیں سکتا۔ اس لئے وہ کسی خفیہ راستے سے نکل کر سگران سے واجوڑہ پہنچتا ہے۔ ویری گڈ۔ تمہارا ذہن واقعی کام کر رہا ہے اور مجھے یوں لگ رہا ہے جیسے اس جگہ پر آ کر میرے دماغ نے ہی کام کرنا چھوڑ دیا تھا جو اتنی سامنے کی بات مجھے سمجھ میں نہیں آ رہی

تھی"۔ عمران نے واقعی صفدر کی ذہانت کی تعریف کرتے ہوئے کہا۔ اس کے لہجے میں بے پناہ سنجیدگی تھی۔

"اوہ، میں سمجھا شاید آپ میری بات کا مذاق اڑا رہے ہیں۔ آئی ایم سوری"۔ صفدر نے کہا۔

"نہیں، میں مذاق نہیں اڑا رہا تھا۔ ویسے یہ تو خالص ترین میڈیکل اصطلاح ہے یعنی سی سی ون ایکس تھرٹی ریز۔ تمہیں اس کے بارے میں کیسے پتہ چلا"۔

"دارالحکومت میں میرا ایک بہت پرانا دوست ڈاکٹر ہے جو خاص طور پر ڈی این اے پر ریسرچ کرتا رہتا ہے۔ اس سلسلے میں اس کے پاس پوری دنیا کے بے شمار تحقیقی رسائل موجود ہیں۔ ایک دن میں اس سے ملنے گیا تو اسے مصروف پا کر ایک تحقیقی رسالہ پڑھنے میں مصروف ہو گیا۔ اس میں اتفاقاً اسی سی سی ون ایکس تھرٹی ریز کی مثبت اور منفی اثرات کے متعلق تفصیلات درج تھیں جو اب اچانک ہی میرے ذہن میں آ گئی تھیں"۔ صفدر نے بتایا تو عمران اثبات سر ہلانے لگا۔

"بہرحال، اچانک ہی سہی لیکن بہت اچھے وقت پر بات تمہاری شریف النفس کھوپڑی میں آ گئی تھی ورنہ میں نے تو اس جگہ تنویر ایکشن کرنے کا پروگرام بنا لیا تھا"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور صفدر "تنویر ایکشن" پر بے اختیار ہنس پڑا۔

"کیا وشوا کو ہم ماسٹر کلب سے اغوا کریں گے یا اس کا کلب سے

باہر آنے کا انتظار کیا جائے گا"۔ صفدر نے پوچھا۔

"پہلے تو یہ کنفرم کرنا ہے کہ وشوا کلب آتا کس وقت ہے۔ اس کے بعد ہی پروگرام بنایا جائے گا کہ اسے کہاں سے اور کیسے اغوا کیا جا سکتا ہے"۔ عمران نے کہا۔ اسی لمحے اچانک کمرے میں پڑے ہوئے ٹیلی فون کی گھنٹی بجی اور عمران اور صفدر دونوں چونک پڑے۔ کیونکہ وہ یہاں حلیہ بدل کر فرضی نام وپتے سے رہ رہے تھے۔ پھر ان کے کمرے میں فون آنے کا کیا مطلب ہو سکتا تھا۔

"یس"۔ عمران نے رسیور اٹھا کر کان سے لگاتے ہوئے مختصر سے لہجے میں کہا۔

"کاؤنٹر کلرک بول رہا ہوں جناب ریسپشن سے"۔ دوسری طرف سے ایک مؤدبانہ آواز سنائی دی اور عمران کے تنے ہوئے اعصاب یکلخت ڈھیلے پڑ گئے۔

"ہاں کیا بات ہے"۔ عمران نے پوچھا۔

"جناب، آپ نے جو اخبارات کی ڈیمانڈ کی تھی وہ پہنچ چکے ہیں۔ کیا ویٹر کے ہاتھ آپ کے پاس بھجوا دوں یا آپ خود آ کر لے جائیں گے"۔ کاؤنٹر مین نے کہا تو عمران کو یاد آ گیا کہ اس نے کمرے لیتے وقت کاؤنٹر کلرک سے کہا تھا کہ وہ آج کے تمام اخبارات اسے منگوا دے۔ وہ اس شہر میں نیا ہے۔ کلاسیفائیڈ اشتہارات میں وہ اپنے مطلب کی کوئی جاب تلاش کرنا چاہتا ہے۔ اس نے ہوٹل میں اپنا نام ڈاکٹر ایم ایم قادری درج کروایا تھا اور صفدر کو اسسٹنٹ ڈاکٹر باسط علی کے نام پر

اس نے رجسٹر میں اندراج کرایا تھا۔

"ٹھیک ہے۔آپ ویٹر کے ہاتھ ہی اوپر بھجوادیں"۔ عمران نے کہا تو کاؤنٹر کلرک نے یس سر کہہ کر فون بند کر دیا۔

"کون تھا"۔ صفدر نے اسے فون بند کر کے دیکھ کر بے اختیاری سے پوچھ لیا تو عمران نے اسے بتادیا۔جسے سن کر صفدر کے چہرے پر بھی اطمینان آگیا۔

کچھ دیر بعد ایک ویٹر انگریزی اخبارات کا پلندہ ان کے کمرے میں پہنچا گیا۔

"یہ اتنے سارے اخبارات آپ نے کس لئے منگوائے ہیں"۔ صفدر نے پوچھا۔

"سوئس حسینہ تو کسی طرح راضی ہونے کا نام ہی نہیں لے رہی اور نہ ہی ساتھیوں نے اس سلسلے میں کوشش کی ہے۔اب سوچ رہا ہوں کہ اس ملک میں ہی قسمت آزمائی کر لوں اور کسی مالدار بیوہ سے شادی کر کے یہاں کی باقاعدہ نیشنلٹی حاصل کر لوں"۔ عمران نے کہا تو صفدر مسکرادیا۔وہ سمجھ گیا تھا کہ عمران نے دوسرے گروپوں کی کارروائیوں کے بارے میں جاننے کے لئے اخبارات منگوائے ہیں۔وہ شاید یہ دیکھنا چاہتا تھا کہ ان لوگوں نے اب تک کوئی کارروائی کی ہے یا نہیں۔

عمران نے ایک اخبار اٹھایا اور اس کا پہلا صفحہ سیدھا کیا ہی تھا کہ بے اختیار اچھل پڑا۔شہ سرخی پر نظر پڑتے ہی اس کی آنکھیں حیرت کی

زیادتی سے پھیلتی ہی چلی گئیں۔

"پاور آف ڈیتھ گروپ۔یہ پاکیشیا سیکرٹ سروس نے اپنا پاور آف ڈیتھ گروپ کب سے قائم کر لیا ہے"۔ عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"پاور آف ڈیتھ گروپ۔کیا مطلب"۔ صفدر نے چونک کر پوچھا اور آگے بڑھ کر اس نے دوسرا اخبار اٹھالیا۔اس کی شہ سرخی پر نظر پڑتے ہی وہ بھی بری طرح سے اچھل پڑنے پر مجبور ہو گیا تھا اور پھر خبر کی تفصیل پڑھتے ہوئے اس کی آنکھیں حیرت کی زیادتی سے پھیلتی چلی گئیں۔

" پاور آف ڈیتھ گروپ ۔ ہونہہ کرنل وشال اگر سمجھتا ہے کہ وہ پاور آف ڈیتھ گروپ بنالینے سے عمران اور اس کے ساتھیوں کو سامنے لانے میں کامیاب ہو جائے گا تو یہ اس کی خام خیالی ہے"۔ ریڈہاک نے نفرت اور غصے سے ہنکارہ بھرتے ہوئے کہا۔

وہ اس وقت زگارو ہوٹل میں اپنے لئے مخصوص کمرے میں موجود تھا۔ جسے اس نے عارضی طور پر رنگ گروپ کا آفس بنا رکھا تھا۔

" لیکن باس، یہ پاور آف ڈیتھ گروپ ہے کیا"۔ اس کی میز کے دوسری طرف کرسی پر بیٹھے ہوئے ایک لمبے قد اور چوڑے سینے والے نوجوان نے پوچھا۔ جو رنگ گروپ کا نمبر ٹو تھا اور اسے ریڈہاک نے فون کر کے بلوایا تھا۔ اس کا نام راڈک تھا۔ راڈک شکل و صورت سے کسی انگریزی فلم کا ہیرو دکھائی دیتا تھا۔ اس کے بال بھورے، فراخ پیشانی اور چمکدار آنکھیں اس کی ذہانت کا منہ بولتا ثبوت تھیں۔

" قاتلوں کا ٹولہ ہے اور کیا ہیں وہ"۔ ریڈہاک نے اور زیادہ غراتے ہوئے کہا۔

" قاتلوں کا ٹولہ "۔ راڈک نے حیرت زدہ لہجے میں کہا۔

" تو اور نہیں تو کیا۔ ان لوگوں نے پاکیشیا سیکرٹ سروس کو سامنے لانے کے لئے کافرستان کے ان مسلم علماء اور ان بڑے بڑے لوگوں کا خاتمہ کرنے یا ان لوگوں کو یرغمال بنانے کا پروگرام بنایا ہے جو ہیون ویلی کی آزادی کے سلسلے میں پاکیشیائی حریت پسندوں کی مدد نہیں کرتے بلکہ کافرستان نواز ہیں"۔ ریڈہاک نے کہا۔

" اوہ، اس طرح تو پورے ملک میں خانہ جنگی کی صورتحال پیدا ہو جائے گی۔ اگر ان مسلم علماء کا قتل عام شروع کر دیا گیا تو کافرستان میں رہنے والے مسلم کیا خاموش بیٹھے رہیں گے"۔ راڈک نے پریشان ہوتے ہوئے کہا۔

" ان علماء کو قتل یا اغوا کر کے اس کا الزام پاکیشیا سیکرٹ سروس پر ڈالنا چاہتے ہیں۔ ان کے خیال کے مطابق جب ہر طرف یہ شور مچ جائے گا کہ کافرستان میں ان دنوں پاکیشیا سیکرٹ سروس یا پاکیشیائی دہشت گرد آئے ہوئے ہیں اور وہ کھلے عام مسلم ہیون ویلی مخالف علماء کا قتل عام کرتے پھر رہے ہیں تو پاکیشیا سیکرٹ سروس خود بخود اس قتل عام کو روکنے کے لئے سامنے آنے پر مجبور ہو جائے گی۔ پاور آف ڈیتھ کا نام ان مجرموں کے ساتھ منسوب کر دیا جائے گا جو بظاہر پاکیشیا سیکرٹ سروس کے افراد ہوں گے مگر کام اصل میں

کافرستان سیکرٹ سروس سرانجام دے گی۔ مگر وہ لوگ یہ نہیں جانتے اگر انہوں نے ایک بھی مسلم عالم کو قتل کیا تو اس کے جواب میں پاکیشیا سیکرٹ سروس یہاں کس قدر تباہی پھیلا دے گی۔ وہ ساری کی ساری حکومت کا شیرازہ بکھیرنے کی صلاحیت رکھتی ہے"۔ ریڈہاک کہتا چلا گیا۔

" اوہ، پنڈت نارائن اب پاکیشیا سیکرٹ سروس کو سامنے لانے کے لئے اوچھے ہتھکنڈوں پر اتر آیا ہے۔ حیرت ہے۔ اس کا تو بڑا نام تھا کہ وہ پاتال سے بھی اپنے دشمنوں کو نکال لینے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ پھر کہاں گئی اس کی بھرپور صلاحیتیں"۔ راڈک نے طنز بھرے لہجے میں کہا۔

" پنڈت نارائن، سیکرٹ سروس کا چیف بننے کے بعد صرف دوسروں پر دھاڑنے اور انہیں احکام دینے تک محدود ہو کر رہ گیا ہے۔ وہ اپنے سیکشنوں پر حد سے زیادہ اعتماد کرنے لگا ہے اور اس کا یہی اعتماد اسے ایک دن لے ڈوبے گا"۔ ریڈہاک نے کہا۔

" تو کیا آپ کو پنڈت نارائن نے ان خطرناک مجرموں کو تلاش کرنے سے روک دیا ہے"۔ راڈک نے پوچھا۔

" اوہ نہیں۔ پنڈت نارائن نے مجھے بھی ان لوگوں کے ساتھ اٹیچ کر دیا تھا مگر میں نے ان لوگوں کے ساتھ خاص طور پر کرنل وشال کے ساتھ کام کرنے سے صاف انکار کر دیا تھا۔ وہ اپنے طور پر کام کریں گے اور میں اپنے طور پر"۔ ریڈہاک نے کہا۔

" اوہ، ونڈر فل۔ یہ ہوئی ناں بات"۔ راڈک نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

" میں نے تمہیں اسی لئے یہاں بلایا تھا۔ اب ہمیں اور زیادہ شدومد سے ان مجرموں کو تلاش کرنا ہوگا۔ پاور آف ڈیتھ ان لوگوں کو خود ہی سامنے آنے کا انتظار کرتے رہ جائیں گے اور ہم ان لوگوں کو ٹریس کرکے ان کا خاتمہ کر دیں گے۔ ہر صورت میں ہر حال میں"۔ ریڈہاک نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

" اوہ، کیا اس بار آپ نے پنڈت نارائن سے ان لوگوں کی ہلاکت کے احکامات لے لئے ہیں"۔ راڈک نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

" پنڈت نارائن نے تو اس کی اجازت نہیں دی۔ لیکن ...." ریڈہاک نے کہا۔

" لیکن، لیکن کیا باس"۔ راڈک نے اسی طرح چونکتے ہوئے اور حیران لہجے میں پوچھا۔

" راڈک، پاکیشیا سیکرٹ سروس اور علی عمران یہاں پاور ایکشن کرنے آئے ہیں۔ جس کا نمونہ ان لوگوں نے یہاں آتے ہی پیش کر دیا تھا۔ ان لوگوں کا یہاں آنے کا اصل مقصد کیا ہے اس سے ہم ابھی تک لاعلم ہیں اور پھر جس طرح وہ اچانک غائب ہو گئے ہیں۔ یہ بھی ایک انتہائی حیرت انگیز اور انہونی سی بات ہے۔ ہمارے پاس بھی اس وقت کوئی لائن آف ایکشن نہیں ہے۔ ہم اتنے بڑے کافرستان میں آخر انہیں تلاش کریں تو کہاں"۔ ریڈہاک نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"ہاں، واقعی یہ سوچنے والی بات ہے"۔ راڈک نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"باس، عمران نے جس طرح سیکرٹ سروس کا ہیڈ کوارٹر تباہ کیا ہے۔ وہ نجانے ہارڈ روم سے کس طرح باہر نکل آیا ہوگا اور پھر وہاں موجود مسلح گارڈز کی موجودگی میں اس کا اسلحے کے ذخیرے تک پہنچ جانا بڑی عجیب سی بات لگتی ہے۔ ایسا لگتا ہے جیسے پہلے عمران ہارڈ روم سے نکل کر آزادی سے ہیڈ کوارٹر میں گھومتا پھرتا رہا ہے۔ اس نے سکیورٹی گارڈز کو ہلاک کرنے کے بعد ہی تہہ خانے کا رخ کیا ہوگا اور اس لحاظ سے اس کا پنڈت نارائن کے سپیشل آفس میں جانا ناگزیر تھا۔ آپ کسی طرح پنڈت نارائن سے یہ معلوم کریں کہ اس کے سپیشل آفس میں کوئی ایسی فائل، کوئی ایسی فلم جو کافرستان کے مفاد کے لئے اہم ہو مگر پاکیشیا کے مفادات کو نقصان پہنچانے کی اہمیت کی حامل ہو۔ ہو سکتا ہے عمران نے پنڈت نارائن کے دفتر کی تلاشی لی ہو اور ایسی کوئی فائل یا فلم اس کے ہاتھ لگ گئی ہو۔ اگر ایسا ہوا ہو تو ہم ان مجرموں کو آسانی سے پکڑ سکتے ہیں"۔ راڈک نے کہا۔

"اوہ، تمہارا مطلب ہے اگر کافرستان پاکیشیا کے خلاف کوئی اور منصوبہ بنا رہا ہو اور اس کی فائل پنڈت نارائن کے دفتر سے عمران کو مل گئی ہو تو وہ اس پلان کو یقینی طور پر سبوتاژ کرنے کی کوشش کرے گا۔ یہی کہنا چاہتے ہو ناں تم"۔ ریڈ ہاک نے چونکتے ہوئے کہا۔

"یس باس، اگر ایسا ممکن ہو جائے تو ہم اس خاص پوائنٹ کی

طرف اپنی پوری توجہ مرکوز کر دیں گے۔ عمران یا اس کے ساتھی یہاں جس مقصد کے لئے آئے ہوں اگر انہیں معلوم ہو جائے کہ یہاں پاکیشیا کے خلاف ایک اور پلان بنایا جا رہا ہے تو وہ اس کے محرکات کو جاننے کی ضرور کوشش کریں گے"۔ راڈک نے کہا۔

"اوہ، ویری گڈ۔ تم نے میری اس وقت بہت اہم نقطے کی طرف توجہ دلائی ہے۔ ویری گڈ، میرے خیال میں، کافرستان ان دنوں پاکیشیا کے خلاف استعمال کرنے کے لئے انتہائی جدید ترین ایئر کرافٹس کی تیاری میں مصروف ہے۔ اگر عمران کو ان ایئر کرافٹس جسے ایرو ایئر کرافٹ کا نام دیا گیا ہے کا پتہ چل جائے تو وہ ان ایرو ایئر کرافٹس اور ایئر کرافٹس تیار کرنے والی فیکٹری کو لازمی طور پر تباہ کرے گا"۔ ریڈ ہاک نے آنکھیں چمکاتے ہوئے کہا۔

"اوہ، لیکن ایسا اسی صورت میں ہی ہوگا جب عمران اور اس کے ساتھیوں کو ان ایرو ایئر کرافٹس کے بارے میں کچھ علم ہوگا۔ کیا ان ایرو ایئر کرافٹس کے متعلق کوئی فائل پنڈت نارائن کے آفس میں موجود تھی"۔ راڈک نے جلدی سے کہا۔

"ہونی تو چاہئے۔ لیکن اگر نہ بھی ہوئی تو ہم اس کی طرف عمران کی توجہ دلا کر اس کے خلاف کارروائی آسانی سے کر سکتے ہیں۔ عمران لامحالہ اس منصوبے کو سبوتاژ کرنے کی کوشش کرے گا اور پھر وہ ہمارے بچھائے ہوئے جال میں آسانی سے پھنس سکتا ہے"۔ ریڈ ہاک نے مسلسل سوچتے ہوئے کہا۔

"کیا آپ کو معلوم ہے کہ ایرو ایئر کرافٹس کہاں تیار کئے جا رہے ہیں"۔ راڈک نے پوچھا۔

"صرف اس کا محل وقوع معلوم ہے۔ سگران کے کسی فولاد ساز کارخانے کے نیچے اے۔ اے فیکٹری میں ان ایئر کرافٹس پر مسلسل کام ہو رہا ہے۔ اگر عمران کو اس بات کا پتہ چل جائے تو ہم سگران کے اردگرد کے علاقوں کی چیکنگ کر لیں گے اور پھر"۔ ریڈہاک نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اوہ، مگر عمران تک یہ خبر پہنچائی کیسے جا سکتی ہے۔ اس کا ہمارے پاس کوئی ذریعہ تو ہونا چاہئے"۔ راڈک نے کہا اس کے لہجے میں بے پناہ الجھن تھی۔

"ذریعے خود بخود نہیں بنتے بلکہ بنائے جاتے ہیں۔ ٹھہرو پہلے مجھے پنڈت نارائن سے تصدیق کر لینے دو۔ اگر اس کے دفتر میں ایرو ایئر کرافٹس کی کوئی فائل یا فلم موجود تھی تو سمجھ لو کہ ہمارا کام ہو چکا ہے۔ ورنہ ان ایرو ایئر کرافٹس کی خبر ہمیں کسی نہ کسی طریقے سے عمران تک خود ہی پہنچانی ہو گی"۔ ریڈہاک نے کہا۔ پھر اس نے میز پر پڑا ہوا فون اپنی جانب کھسکایا اور پنڈت نارائن کے نمبر ڈائل کرنے لگا۔

"یس پنڈت نارائن سپیکنگ"۔ دوسری طرف سے پنڈت نارائن کی مخصوص کرخت اور انتہائی سرد آواز سنائی دی۔

"زیرو سیون بول رہا ہوں چیف"۔ ریڈہاک نے قدرے مؤدبانہ

لہجے میں کہا۔

"یس کیا بات ہے"۔ پنڈت نارائن نے اکھڑے ہوئے لہجے میں پوچھا۔

"باس، میں نے آپ سے یہ پوچھنے کے لئے فون کیا ہے کہ سیکرٹ سروس کے ہیڈ کوارٹر میں آپ کا جو سپیشل آفس تھا اس میں کوئی اہم فائل یا فلم تو موجود نہیں تھی"۔ ریڈہاک نے چالاکی کا مظاہرہ کرتے ہوئے پوچھا۔ وہ اصل میں ایرو ایئر کرافٹس کی ٹپ پنڈت نارائن کو نہیں بتانا چاہتا تھا ورنہ وہ فوری طور پر پاور آف ڈیتھ گروپ کو اس طرف متوجہ کر دیتا اور جو کریڈٹ ریڈہاک ان مجرموں کو ہلاک کر کے حاصل کرنا چاہتا تھا وہ پاور آف ڈیتھ گروپ لے جاتا اور ریڈہاک اور اس کا رنگ گروپ پنڈت نارائن کی نظروں میں زیرو ہو کر رہ جاتا۔

"اہم فائل، فلم۔ کیوں تم کیوں پوچھ رہے ہو"۔ پنڈت نارائن نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

"باس، میرے آدمیوں نے گلستان کالونی میں ایک مسلم گروپ کو ٹریس کیا تھا جسے عام طور پر ہنٹر گروپ کہا جاتا ہے۔ وہاں ان کی خفیہ میٹنگ چل رہی تھی۔ میرے آدمیوں نے یہ پتہ لگانے کے لئے کہ ان میں عمران اور اس کے ساتھی موجود ہیں کہ نہیں کے لئے اس میٹنگ کی کارروائی کو سننے کا خاص انتظام کیا تھا"۔ ریڈہاک نے کہا۔

"پھر، کیا پتہ چلا"۔ پنڈت نارائن نے جلدی سے پوچھا۔

"اس بات کی تصدیق ہو گئی تھی کہ ان لوگوں میں عمران یا اس کا کوئی ساتھی موجود نہیں ہے۔ مگر ...." ریڈہاک کہتے کہتے رک گیا جیسے سوچ رہا ہو کہ وہ پنڈت نارائن کو بے وقوف بنانے کے لئے کیا بات کرے۔ اس نے لاؤڈر کا بٹن آن کر رکھا تھا جس کی وجہ سے سامنے بیٹھا ہوا راڈک نہایت خاموشی سے ان کی باتیں سن رہا تھا۔

"مگر، مگر کیا"۔ پنڈت نارائن نے سخت لہجے میں پوچھا۔

" ان لوگوں کی باتیں سننے پر اتنا پتہ چلا ہے کہ عمران کو پنڈت نارائن یعنی آپ کے دفتر سے ایک ایسی فائل ملی ہے جس میں ان دنوں جو غیر ملکی مندوبین آئے ہوئے ہیں جو کافرستان کی معاشی حالت سدھارنے اور کافرستانی حکومت کی امداد کرنے کے لئے خصوصی طور پر روسیاہ، گریٹ لینڈ اور اسرائیل سے آئے ہیں کے تمام نام و پتے اس فائل میں درج تھے۔ عمران ان تمام افراد کو ہلاک کرنے والا ہے۔ تاکہ کافرستان کے حلیف ملکوں کا بھی کافرستان سے اعتماد ختم ہو جائے اور وہ جو کافرستان کی امداد کرنا چاہتے ہیں اپنے آدمیوں کی ہلاکت کا سن کر کافرستان کے مخالف ہو کر ہاتھ کھینچ لیں"۔ ریڈہاک نے بات بناتے ہوئے کہا۔

" غیر ملکی مندوبین۔ اوہ، مگر میرے دفتر میں تو ان لوگوں کے متعلق کوئی فائل موجود نہیں تھی"۔ پنڈت نارائن نے چونکتے ہوئے کہا۔

" یہ کیسے ہو سکتا ہے باس۔ وہ لوگ بار بار عمران اور اس کے

ساتھیوں کے ساتھ اس فائل کا تذکرہ کر رہے تھے جس کا کوڈ نام انہوں نے بلیو کراس فائل بتایا تھا"۔ ریڈہاک نے جان بوجھ کر حیرت کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

" تمہارا کیا خیال ہے میں بکواس کر رہا ہوں"۔ پنڈت نارائن نے دھاڑتے ہوئے کہا۔

" اوہ، نہیں باس۔ مم، میرا یہ مطلب نہیں تھا"۔ ریڈہاک نے پنڈت نارائن کی دھاڑ سن کر ہکلاتے ہوئے کہا۔

"تو پھر کیا مطلب تھا تمہارا"۔ پنڈت نارائن غرایا۔

" ہو سکتا ہے باس کہ میرے آدمیوں کو فائل کا کوڈ نام سننے میں کوئی غلطی ہوئی ہو۔ آپ یاد تو کیجئے آپ کے دفتر میں کون کون سی اہم فائلیں تھیں جو عمران کے لئے فائدہ مند ثابت ہو سکتی تھیں اور ہمارے لئے نقصان دہ"۔ ریڈہاک نے جلدی سے کہا۔ دوسری طرف چند لمحے خاموشی چھائی رہی پھر پنڈت نارائن اسے خاص خاص فائلوں کے نام بتانے لگا۔ اس نے جب ایرو ایئر کرافٹس فائل کا نام لیا تو ریڈہاک کی آنکھوں میں بے پناہ چمک ابھر آئی۔

" اوہ نہیں، ان میں سے ان لوگوں نے کسی فائل کا نام نہیں لیا تھا"۔ پنڈت نارائن کے خاموش ہونے کے بعد ریڈہاک نے جان بوجھ کر مایوسی کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا۔

" فائلوں کو چھوڑو، تم نے اس گروپ کا کیا کیا ہے۔ کیا نام ہے اس گروپ کا ہاں ہنٹر گروپ۔ اگر وہ لوگ عمران کو جانتے ہیں اور

اس کے بارے میں باتیں کر رہے تھے تو تم نے ان لوگوں کو پکڑا کیوں نہیں۔ان کو پکڑ کر ان کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیتے اور ان سے اگلواتے کہ عمران اور اس کے ساتھی کہاں ہیں"۔پنڈت نارائن نے کہا۔

" باس، اصل میں میرا جو آدمی ان لوگوں کی کارروائی سن رہا تھا وہ ان کی نظروں میں آگیا تھا۔اس نے وہاں سے بھاگنے کی کوشش کی تو وہ لوگ اس کے پیچھے پڑ گئے اور پھر اس شخص کو بچانے کے لئے ہمیں فوری طور پر ایکشن کرنا پڑا جس کے نتیجے میں وہ سب کے سب مارے گئے تھے "۔ ریڈ ہاک نے سامنے بیٹھے ہوئے راڈک کو آنکھ مارتے ہوئے کہا تو راڈک کے ہونٹوں پر مسکراہٹ آ گئی۔

" ہونہہ، اس کا مطلب ہے تم ایک بار پھر ناکام ہو گئے ہو"۔ پنڈت نارائن غرایا۔اس سے پہلے کہ ریڈ ہاک کوئی بات کرتا دوسری طرف پنڈت نارائن کی جانب سے اسے کسی دوسرے فون کی گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دی۔

" اوہ، صدر صاحب کی کال ہے۔اوکے گڈ بائی"۔ پنڈت نارائن نے کہا اور ساتھ ہی اس نے رابطہ منقطع کر دیا۔ریڈ ہاک نے مسکرا کر ایک طویل سانس لیتے ہوئے فون بند کر دیا۔

" ویری گڈ باس ۔آپ نے پنڈت نارائن سے اصل بات بھی پوچھ لی اور اسے خبر تک نہیں ہونے دی کہ آپ اسے کس انداز میں بے وقوف بنا رہے ہیں"۔ راڈک نے ریڈ ہاک کو فون بند کرتے دیکھ کر

اس کی خوشامد کرتے ہوئے کہا تو ریڈ ہاک کے لبوں پر شیطانی اور انتہائی زہر انگیز مسکراہٹ آ گئی۔

ماسٹر سٹور کا ڈائریکٹر جنرل شیشل شرما اپنے جہازی سائز کے کمرے میں ایک میز کے پیچھے بیٹھا ایک فائل میں کچھ لکھنے میں مصروف تھا کہ اسی وقت ایک باوردی ملازم اندر آگیا۔ شیشل شرما ایک ادھیڑ عمر آدمی تھا۔ اس کا سر گنجا اور آنکھوں پر نظر کا چشمہ تھا۔ وہ دبلا پتلا مگر انتہائی مکروہ چہرے والا انسان تھا۔ اس کے چہرے پر پرانے چیچک کے نشان تھے۔

"وہ لیڈی آ گئی ہیں جناب"۔ ملازم نے اندر آکر نہایت مؤدبانہ انداز میں شیشل شرما سے مخاطب ہو کر کہا۔

"لیڈی، کون لیڈی"۔ ڈائریکٹر جنرل شیشل شرما نے فائل سے نظریں اٹھا کر اس کی جانب چونکتے ہوئے دیکھ کر پوچھا۔

"ان کا نام ماریا ہے۔ کہہ رہی ہیں آپ نے انہیں ملاقات کا وقت دے رکھا ہے"۔ ملازم نے جلدی سے کہا۔

"ماریا۔ کون ماریا"۔ ڈائریکٹر جنرل شیشل شرما نے حیرت سے نام دوہراتے ہوئے کہا۔

"ان کا کہنا ہے کہ ماسٹر سٹور کے سیکورٹی گارڈ رابرٹ نے ان کے لئے آپ سے ملاقات کا وقت لیا تھا"۔ ملازم نے کہا۔

"اوہ اچھا۔ اچھا یاد آیا۔ ٹھیک ہے بھیج دو اسے"۔ سیکورٹی گارڈ رابرٹ کا نام سن کر شیشل شرما کو جیسے یاد آگیا تھا۔ ملازم نے اثبات میں سر ہلا دیا اور مڑ کر واپس چلا گیا تو شیشل شرما دوبارہ فائل میں لکھنا شروع ہو گیا۔

"کیا میں اندر آسکتی ہوں جناب"۔ اچانک ایک انتہائی مترنم آواز سنائی دی اور شیشل شرما چونک پڑا۔ اور پھر دروازے کے پاس ایک حسین و جمیل اور انتہائی نوخیز لڑکی کو دیکھ کر اس کا منہ کھلے کا کھلا رہ گیا۔ اس کے ہاتھ سے بے اختیار قلم نکل کر فائل پر گر پڑا تھا۔ لڑکی کا حسن دیکھ کر اس کی آنکھیں کسی بڑے منہ والی بوتل کے ڈھکن کی طرح سے کھل گئی تھیں۔

"آ، آپ"۔ شیشل شرما نے بے اختیار کرسی سے جیسے مشینی انداز میں اٹھتے ہوئے کہا۔

"یس سر، میرا نام ماریا ہے۔ ماریا کبیر۔ مجھے آپ کے پاس آپ کے ماسٹر سٹور کے سیکورٹی گارڈ رابرٹ نے بھیجا ہے"۔ آنے والی خوبصورت لڑکی نے اپنی جھیل جیسی نیلی آنکھیں جھپکاتے ہوئے شوخ ادا سے مسکرا کر کہا۔

"اوہ، اوہ آیئے۔ تشریف لایئے۔ آپ باہر کیوں کھڑی ہیں"۔ شیشل شرما نے جیسے دل وجان سے اس حسن کے پیکر پر فریفتہ ہونے والے انداز میں کہا۔ وہ اپنے دونوں ہاتھوں کی انگلیاں یوں مروڑ رہا تھا جیسے اس کا بس نہ چل رہا ہوں کہ وہ اس پری پیکر کو اٹھا کر اندر لے جائے اور اسے بڑی حفاظت اور محبت کے ساتھ اپنے سامنے بٹھا لے اور پھر پلکیں جھپکائے بغیر بس اس کی طرف دیکھتا ہی جائے۔ خوبصورت لڑکی مسکراتی ہوئی اندر آ گئی۔

"بیٹھئے۔ بیٹھئے"۔ شیشل شرما سے رہا نہ گیا تو میز کے پیچھے سے نکل ہی آیا اور اس نے جلدی سے میز کے قریب پڑی کرسی کھسکا کر ماریا کو پیش کرتے ہوئے کہا۔ ماریا "تھینک یو" کہہ کر کرسی پر بیٹھ گئی اور شیشل شرما پلٹ کر اپنی کرسی پر جا بیٹھا اور دونوں کہنیاں میز پر رکھ کر اور ہاتھ ٹھوڑی پر ٹکا کر اس کی جانب یوں دیکھنے لگا جیسے وہ اسے نظروں ہی نظروں سے سالم نگل جائے گا۔ اس کے چہرے پر یکلخت بے پناہ حرص اور آنکھوں میں شیطانیت بھری چمک ابھر آئی تھی۔ ایسا لگتا تھا جیسے اس نے زندگی میں پہلی بار اس قدر حسین لڑکی کو دیکھا ہو۔

خوبصورت لڑکی جس نے اپنا نام ماریا کبیر بتایا تھا، اپنے ہینڈ بیگ سے ایک لفافہ نکالا اور ڈائریکٹر جنرل شیشل شرما کی جانب بڑھا دیا۔

"یہ میرے ڈاکومنٹس ہیں جناب"۔ ماریا نے مسکراتے ہوئے کہا۔ شیشل شرما نے جیسے بے خیالی میں اس کے ہاتھ سے لفافہ لے لیا اور پھر اس نے لفافہ کھولے بغیر میز پر رکھ دیا۔

"ان ڈاکومنٹس کی کوئی ضرورت نہیں ہے مس ماریا۔ آپ یہ بتلایئے میں آپ کی کیا خدمت کر سکتا ہوں"۔ شیشل شرما نے لجاجت بھرے لہجے میں کہا۔

"وہ سر، رابرٹ نے مجھے بتایا تھا کہ ماسٹر سٹور میں ایک چارٹرڈ اکاؤنٹنٹ کی پوسٹ خالی ہے۔ میں اس پوسٹ کے لئے اپلائی کرنے آئی ہوں"۔ ماریا نے کہا۔

"چارٹرڈ اکاؤنٹنٹ اوہ ہاں، ہاں ہمارے سٹور میں واقعی ایک چارٹرڈ اکاؤنٹنٹ کی سیٹ خالی ہے"۔ شیشل شرما نے جلدی سے سر ہلا کر کہا۔

"تو پھر سر آپ میرے ڈاکومنٹس دیکھ لیجئے۔ میں نے چارٹرڈ اکاؤنٹنٹ میں ماسٹر ڈگری حاصل کی ہوئی ہے"۔ ماریا نے جلدی سے کہا۔

"اوہ گڈ، ویری گڈ۔ آپ جیسی حسین اور متاثر کن شخصیت رکھنے والے چہرے کو میں دیکھتے ہی سمجھ گیا تھا کہ آپ ایک اچھے خاندان سے تعلق رکھتی ہیں اور اعلیٰ تعلیم یافتہ بھی ہیں۔ میں اس ماسٹر سٹور کا ڈائریکٹر جنرل ہوں۔ ماسٹر سٹور میں مجھے آپ جیسی ہی خوبصورت اور تعلیم یافتہ لڑکی کی ضرورت تھی"۔ شیشل شرما نے خوشامدانہ لہجے میں کہا۔

"اوہ، تو کیا میں یہی سمجھوں کہ مجھے یہ نوکری مل سکتی ہے"۔ ماریا نے خوش ہوتے ہوئے پوچھا۔

"مل سکتی ہے نہیں یہ نوکری آپ کی ہی ہے۔ یہ نوکری تھی ہی آپ کے لئے"۔ شیشل شرما نے حریصانہ نگاہوں سے اس کے سراپے پر نگاہیں ڈالتے ہوئے کہا۔

"تھینک یو سر۔ تو کیا میں کل سے اپنی ڈیوٹی پر آجاؤں"۔ ماریا نے بے پناہ خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

"کل سے کیوں، آپ آج سے بلکہ ابھی سے اپنی ڈیوٹی جوائن کر سکتی ہیں۔ آیئے میں خود آپ کو سٹور لئے چلتا ہوں۔ آپ کو نہ صرف سٹور کی سیر کرادوں گا بلکہ آپ کو وہ جگہ بھی دکھادوں گا جہاں آپ نے دفتر میں بیٹھ کر کام کرنا ہے"۔ شیشل شرما کا انداز بے حد حریصانہ تھا وہ اس کے سامنے یوں بچھا جارہا تھا جیسے اگر اس نے ابھی اور اسی وقت اس لڑکی کو اپنے قابو میں نہ کیا تو وہ دوبارہ پھر کبھی اس کے ہاتھ نہیں آسکے گی۔

"اس وقت سر، اس وقت شام ہو رہی ہے۔ کیا اس وقت میرا سٹور میں جانا مناسب ہوگا"۔ ماریا نے جھجکتے جھجکتے کہا۔

"اوہ، کیوں مناسب نہیں ہوگا۔ آپ آیئے، آیئے میرے ساتھ"۔ شیشل شرما نے جلدی سے کہا۔ ماریا خفیف سے انداز میں سر ہلا کر اٹھ کھڑی ہوئی اور پھر وہ دونوں کمرے سے نکل آئے۔ دو منزلہ عمارت سے نکل کر وہ باہر آئے اور پھر شیشل شرما نے گیٹ کے باہر کھڑے ایک گارڈ کو کار لانے کے لئے کہا۔

چند ہی لمحوں بعد دونوں کار میں بیٹھے اس کمرشل ایریئے سے باہر

نکلے چلے جارہے تھے۔

"آپ کی رہائش کہاں ہیں مس ماریا"۔ شیشل شرما نے ماریا سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"میں گلستان کالونی کے ایک فلیٹ میں رہتی ہوں باس"۔ ماریا نے جلدی سے جواب دیا۔

"گلستان کالونی۔ اوہ پھر تو آپ کی رہائش گاہ قریب ہی ہے۔ آپ آسانی سے اپنی ڈیوٹی پر آسکتی ہیں"۔ شیشل شرما نے گردن ہلاتے ہوئے کہا تو ماریا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ تقریباً دس منٹ کے سفر کے بعد اس نے انڈسٹریل ایریئے سے دوسری طرف سڑک پر کار موڑ دی اور پھر وہ سامنے ایک بڑی عمارت کی جانب بڑھتی چلی گئی۔ وہ عمارت بے حد وسیع اور دور دور تک پھیلی ہوئی نظر آرہی تھی۔ چاروں طرف اس عمارت کے گرد قدآدم سے اونچی پختہ دیواریں تھیں۔ جس پر بجلی کی تاریں پھیلی ہوئی تھیں۔ سامنے عمارت کا داخلی گیٹ تھا جس کے پاس دو چیک پوسٹیں نظر آرہی تھیں اور وہاں تقریباً آٹھ دس مسلح فوجی گیٹ کے سامنے موجود تھے۔ شیشل شرما نے کار کو گیٹ کے قریب جا کر روک دیا۔ ایک فوجی تیزی سے آگے آیا اور پھر شیشل شرما اور اس کے ساتھ خوبصورت لڑکی کو دیکھ کر اس نے دھیرے سے مسکرا کر سر ہلا دیا اور تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا ایک چیک پوسٹ میں چلا گیا۔

"یہاں میں نے انتہائی سخت چیکنگ کا انتظام کر رکھا ہے مس

ماریا۔ اگر آپ میرے ساتھ نہ ہوتیں تو نہ صرف آپ کی مکمل تلاشی لی جاتی بلکہ آپ کو کئی مرحلوں سے گزر کر اندر جانے دیا جاتا۔ میں واپسی پر آپ کو ایک اتھارٹی کارڈ بنا دوں گا۔ تاکہ آپ آسانی سے آئندہ ان مرحلوں سے گزر کر اندر جا سکیں"۔ شیشل شرما نے کہا تو ماریا نے دھیرے سے سر ہلا دیا۔ اسی لمحے جو فوجی چیک پوسٹ میں گیا تھا باہر نکلا اور سیدھا گیٹ کی جانب بڑھتا چلا گیا۔ اس نے گیٹ کی سائیڈ کی دیوار پر موجود ایک رخنے میں کوئی کارڈ سا جیب سے نکال کر ڈالا تو عمارت کا بڑا گیٹ خود بخود کھلتا چلا گیا۔ شیشل شرما نے کار آگے بڑھا دی۔ سامنے ایک طویل راہداری تھی۔ کار تیزی سے اس راہداری میں دوڑتی چلی گئی اور پھر آگے موجود ایک دوسرے بڑے دروازے کے قریب جا کر رک گئی۔

شیشل شرما نے کار کا مخصوص انداز میں تین بار ہارن بجایا تو گیٹ خود بخود کھلتا چلا گیا اور شیشل شرما کار کو سٹور کے کھلے اور وسیع و عریض میدان میں دوڑاتا لے گیا اور پھر آگے جا کر اس نے ایک بلند و بالا عمارت کے قریب جا کر کار روک دی۔

میدان بڑی بڑی پیٹیوں، ڈرموں، فولادی چادروں اور ہر قسم کے دوسرے سامان سے بھرا ہوا تھا۔ ماریا گہری نظروں سے چاروں طرف دیکھ رہی تھی۔

"آیئے مس ماریا۔ پہلے اندر اپنے آفس میں بیٹھ کر کافی پیتے ہیں۔ پھر میں آپ کو نہ صرف سٹور کی سیر کراؤں گا بلکہ آپ کو آپ کا دفتر بھی

دکھا دوں گا"۔ شیشل شرما نے کار کا انجن بند کر کے کار سے اترتے ہوئے کہا تو ماریا اثبات میں سر ہلا کر کار کا دروازہ کھول کر باہر نکل آئی۔

شام کے تقریباً چھ بج رہے تھے۔ سارا سٹور خاموش اور پرسکون تھا۔ وہاں کام کرنے والے مزدور غالباً پانچ بجے ہی چھٹی کر کے جا چکے تھے۔ اب وہاں چند سیکورٹی گارڈ یا مسلح سپاہی تھے جو گنیں ہاتھوں میں لئے ہوئے ادھر ادھر گھوم رہے تھے۔ انہوں نے ڈائریکٹر جنرل شیشل شرما اور ماریا پر کوئی خاص توجہ نہ دی تھی۔ شیشل شرما چونکہ شروع سے ہی حسن پرست رہا تھا اور وہ اکثر اپنے شکار پھانس کر یہاں لاتا رہتا تھا۔ دوسرے وہ اس سٹور کا ڈائریکٹر جنرل تھا اس لئے اسے سٹور میں داخل ہونے میں کوئی دشواری نہ ہوتی تھی ورنہ ماریا وہاں کے سخت حفاظتی انتظامات دیکھ کر دنگ رہ گئی تھی۔ یوں لگتا تھا جیسے اس سٹور کی حفاظت کسی اسلحہ ساز فیکٹری کی طرح کی جاتی تھی۔ عمارت کے باہر ایک باوردی دربان موجود تھا۔ اس نے شیشل شرما کو آتے دیکھا تو اس نے جلدی سے دروازہ کھول دیا اور شیشل شرما ماریا کو لے کر عمارت میں داخل ہو گیا۔ مختلف راستوں اور برآمدوں سے ہوتا ہوا شیشل شرما ماریا کو لے کر ایک سجے سجائے نہایت خوبصورت دفتر میں آ گیا۔

کمرہ خاصا بڑا تھا۔ جس کے درمیان میں ایک بہت بڑی میز موجود تھی جس کے گرد کرسیاں موجود تھیں۔

"تشریف رکھیں مس ماریا۔ میں آفس بوائے سے کہہ کر کافی منگواتا ہوں"۔ شیشل شرما نے کہا اور ماریا کو کرسی پر بیٹھتے دیکھ کر جلدی سے کمرے سے باہر نکل گیا۔ ماریا کے ہونٹوں پر ہلکا سا تبسم تھا۔

جیسے ہی شیشل شرما کمرے سے باہر نکلا ماریا جو اصل میں جولیا تھی نے اپنا ہینڈ بیگ کھولا اور اس میں سے ایک لپ اسٹک نکال لی۔ اس کا کیپ اتار کر اس نے لپ اسٹک باہر نکالی اور اس کے نیچے لگا ہوا ایک بٹن پریس کر دیا۔ جیسے ہی بٹن پریس ہوا اسی لمحے لپ اسٹک جو سرخ رنگ کی تھی کا رنگ بدل کر براؤن ہو گیا۔ جولیا لپ اسٹک کو ہونٹوں پر پھیرنے لگی جیسے وہ اپنا میک اپ درست کر رہی ہو اور اسی طرح وہ ہونٹوں پر لپ اسٹک پھیرتے ہوئے اٹھی اور ٹہلنے کے انداز میں ادھر ادھر گھومنے لگی۔ پھر اس نے لپ اسٹک کے کلر کو دیکھا تو بے اختیار چونک اٹھی کیونکہ لپ اسٹک کا رنگ اور زیادہ ڈارک ہو گیا تھا۔

"اوہ، تو مجھے باقاعدہ مانیٹر کیا جا رہا ہے"۔ اس نے دل میں سوچا اور پھر واپس میز پر آ کر اس نے لپ اسٹک کا کیپ لگا کر اسے واپس ہینڈ بیگ میں رکھ لیا اور بیگ سے اس نے آئی شیڈ نکالا اور ایک شیشہ نکال کر اپنی آنکھوں کو دیکھتے ہوئے آئی شیڈ لگانے میں مصروف ہو گئی۔ اس نے آئی شیڈ پنسل کو نیچے سے دبایا تو پنسل سے ایک باریک سی سوئی نکل آئی۔ اس نے جیسے پنسل کی نوک سیدھی کرنے کے لئے شیشے میں موجود ایک چھوٹے سے سوراخ میں ڈال دی اور پنسل کو

پیچھے سے دبایا تو پنسل کی نوک سے نکلنے والی سوئی شیشے کے اس سوراخ میں غائب ہو گئی اور شیشے کی چمک یکلخت تیز ہو گئی۔ جولیا نے اس شیشے کو میز پر رکھ دیا۔ اسی لمحے شیشے کی سطح ہلکے نیلے رنگ کی ہو گئی اور اس پر ایک چھوٹا سا سرخ رنگ کا نقطہ سا نمودار ہوا اور شیشے کی سطح پر تیزی سے حرکت کرنے لگا اور پھر یکلخت ایک جگہ رک کر تیزی سے جلنے بجھنے لگا۔ تو جولیا نے شیشے کو اٹھا کر واپس ہینڈ بیگ میں رکھ لیا اور آئی شیڈ بھی واپس بیگ میں ڈال لی اور اطمینان سے بیٹھ گئی۔ شیشے پر جلنے بجھنے والے نقطے نے اسے بتا دیا تھا کہ واقعی اس عمارت کے نیچے تہہ خانوں میں اسلحے کا بہت بڑا ذخیرہ موجود ہے۔

جولیا تنویر کو لے کر پہلے ایک مارکیٹ میں گئی تھی وہاں اس نے ایک سپر سٹور کے واش روم میں جا کر اپنا حلیہ تبدیل کیا تھا اور پھر جب وہ حلیہ بدل کر تنویر کے سامنے آئی تو تنویر نے اسے بالکل بھی نہیں پہچانا تھا۔ جولیا نے پہلے سوچا کہ وہ تنویر کو اس جگہ ساتھ لے جائے جہاں ماسٹر سٹور کا ڈائریکٹر جنرل شیشل شرما کا ذیلی آفس تھا مگر پھر اس نے نجانے کیوں ارادہ بدل دیا اور تنویر کو وہیں چھوڑ کر ایک ٹیکسی میں بیٹھ کر سندر روڈ پر موجود شیشل شرما کے آفس میں پہنچ گئی۔

شیشل شرما کے بارے میں اس نے تمام معلومات اس ہوٹل کے ویٹر اور اس کے بھائی رابرٹ جو کہ ماسٹر سٹور میں سکیورٹی گارڈ تھا کو بلا کر پہلے ہی حاصل کر لی تھیں۔ رابرٹ کے مطابق شیشل شرما ایک

ہوس اور حسن پرست انسان تھا۔ خوبصورت لڑکی کو دیکھ کر وہ حواس باختہ ہو جاتا تھا اور اس کی توقع سے بڑھ کر کوئی خوبصورت لڑکی بھولے سے اس کے سامنے آجاتی تو وہ واقعی اپنے ہوش و حواس گم کر بیٹھتا تھا۔ جولیا نے اس کی اسی کمزوری کا فائدہ اٹھانے کی کوشش کی تھی۔ سوئس نژاد ہونے کی وجہ سے وہ خود بھی بے پناہ حسین تھی مگر وہ جانتی تھی کہ شیشل شرما جیسے انسان کو بے وقوف بنانے کے لئے اسے کیا کرنا ہے۔ اس لئے اس نے نہایت محنت سے اپنا میک اپ کر کے اپنے حسن کو اور زیادہ نکھار لیا تھا تاکہ اسے دیکھتے ہی شیشل شرما اپنے ہوش و حواس کھو بیٹھے اور پھر وہی ہوا تھا جس کی وہ توقع کر کے آئی تھی۔ یہ تو اس کی قسمت اچھی تھی کہ شیشل شرما خود ہی اسے ماسٹر سٹور میں لے آیا تھا ورنہ وہ باتوں باتوں میں خود ہی اسے ماسٹر سٹور کی سیر کرانے پر مجبور کر دیتی۔ ماسٹر سٹور میں اسے جو کچھ کرنا تھا اس کا انتظام وہ ہوٹل میں ہی سے کر آئی تھی۔

ابھی اس نے اپنی چیزیں بیگ میں رکھی ہی تھیں کہ شیشل شرما کافی کے دو مگ خود ہی لئے ہوئے اندر آ گیا۔ اس کے چہرے پر بے پناہ جوش اور مسرت کی آبشاریں بہہ رہی تھیں۔ جیسے اس کے ہاتھ اچانک ہفت اقلیم کا خزانہ آ گیا ہو۔

"یہ لیجئے مس ماریا۔ میں آپ کے لئے اپنے ہاتھوں سے کافی بنا کر لایا ہوں"۔ اس نے کافی کا ایک مگ جولیا کے سامنے رکھتے ہوئے لجاجت سے کہا اور اپنا مگ لے کر اس کے سامنے دوسری کرسی پر جا کر

بیٹھ گیا۔

"شکریہ سر۔ بہت بہت شکریہ"۔ جولیا نے جان بوجھ کر شرماتے ہوئے لہجے میں کہا۔ اس کا شرمایا شرمایا انداز دیکھ کر شیشل شرما کی آنکھوں میں شیطانی چمک جیسے اور زیادہ بڑھ گئی۔

"اوہ، اس میں شکریہ کی کون سی بات ہے مس ماریا۔ شکریہ تو مجھے آپ کا ادا کرنا چاہئے"۔ شیشل شرما نے اور زیادہ اس پر نچھاور ہونے والے انداز میں کہا۔

"میرا شکریہ۔ وہ کیوں سر"۔ جولیا نے حیران ہو کر پوچھا کیونکہ اسے واقعی شیشل شرما کی بات سمجھ میں نہیں آئی تھی۔

"مس ماریا آپ اس قدر حسین و جمیل ہیں کہ آپ کے چہرے پر سے کسی طرح نظریں ہٹنے کا نام ہی نہیں لیتیں۔ یقین کریں میری زندگی میں درجنوں حسین سے حسین ترین لڑکیاں آئی ہیں مگر آپ جیسا حسن میں نے زندگی میں اس سے پہلے کبھی نہیں دیکھا۔ آپ کے چہرے پر جو سادگی ہے اس سے مجھے یوں محسوس ہو رہا ہے جیسے میری زندگی میں رنگ و نور بکھر گیا ہو۔ مجھے اپنا دل پھر سے جوان ہوتا ہوا محسوس ہو رہا ہے اور یہ سب آپ کے حسن کی وجہ سے ہی ہے۔ اس لئے مجھے آپ کا واقعی شکریہ ادا کرنا چاہئے۔ اگر آپ میرے پاس نہ آتیں تو شاید میں یہ دلکش حسن کبھی نہ دیکھ پاتا"۔ شیشل شرما نے مر مٹنے والے انداز میں کہا۔ اس کی بات سن کر جولیا کھلکھلا کر ہنس پڑی۔ حالانکہ ایسے جملے سن کر اس کا دل چاہ رہا تھا کہ وہ اس بدبخت کا

اپنے تیز ناخنوں سے چہرہ نوچ لے۔

"یہ آپ کا حسن ظن ہے سر ورنہ میں کس قابل ہوں"۔ جولیا نے اس انداز میں کہا کہ شیشل شرما بے ہوش ہوتے ہوتے بچا۔ اس سے پہلے کہ وہ کچھ کہتا جولیا ادھر ادھر دیکھنے لگی جیسے کوئی چیز تلاش کر رہی۔

"کچھ چاہیئے مس ماریا"۔ شیشل شرما نے جلدی سے پوچھا۔

"پانی۔ مجھے ایک گلاس پانی مل سکتا ہے سر"۔ جولیا نے گلے کو پکڑتے ہوئے کہا۔

"پانی، اوہ میں لاتا ہوں۔ ایک منٹ"۔ شیشل شرما نے جلدی سے کہا اور اٹھ کر تیزی سے کمرے سے نکلتا چلا گیا۔ جولیا اپنی جگہ سے اٹھی اور آہستہ آہستہ چلتی ہوئی شمالی دیوار پر آویزاں ایک تصویر کے پاس آ گئی۔ اس تصویر میں ایک گاؤں کا نیچرل پن دکھایا گیا تھا۔ اس تصویر کے اوپر ایک سوراخ تھا جس کے پیچھے ایک کیمرہ چھپا ہوا تھا۔ جولیا غور سے اس تصویر کو دیکھنے لگی۔ جس جگہ وہ کھڑی تھی کیمرہ اس کے اوپر تھا جس کی وجہ سے وہ کیمرے میں کسی بھی صورت میں نظر نہیں آ سکتی تھی۔ جولیا نے جلدی سے مٹھی کھولی۔ اس کی مٹھی میں ایک سیاہ رنگ کا بٹن تھا۔ اس نے بٹن کو درمیان سے تین بار انگوٹھے کی مدد سے دبایا اور جلدی سے کارنر پر رکھے ہوئے ایک گلدان میں ڈال دیا۔ جو وہاں خوبصورتی کے لئے سجایا گیا تھا۔ اسی لمحے شیشل شرما پانی کا گلاس لئے اندر آ گیا اور اسے پینٹنگ کے پاس کھڑی دیکھ کر اس کے قریب آ گیا۔

"آپ اس پینٹنگ کو دیکھ رہی ہیں۔ یہ میری پسندیدہ تصویر ہے۔ میں نے اسے پانچ سو ایکریمی ڈالرز میں خریدا تھا۔ بڑا نیچرل پن ہے اس تصویر میں۔ گاؤں، گاؤں میں کام کرتی ہوئی عورتیں، کھیلتے ہوئے مٹی سے لتھڑے ہوئے بچے، بیل گاڑیاں، گائے بھینسیں۔ یوں لگتا ہے جیسے آرٹسٹ نے اس تصویر میں پورے گاؤں کو سمو دیا ہو"۔ شیشل شرما نے تصویر کی تعریف کرتے ہوئے کہا۔

"آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں سر۔ واقعی اس تصویر کو دیکھ کر یوں لگتا ہے جیسے میں اپنی آنکھوں سے جیتے جاگتے کسی گاؤں کو دیکھ رہی ہوں"۔ جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا اور شیشل شرما سے گلاس لے کر پانی پینے لگی۔

"کافی پی لیجئے۔ پھر میں نے آپ کو سٹور کی سیر بھی کرانی ہے اور آپ کو آپ کا آفس بھی تو دکھانا ہے"۔ شیشل شرما نے اس سے خالی گلاس لیتے ہوئے کہا۔

"معاف کیجئے گا سر، میں کافی نہیں پی سکتی"۔ جولیا نے کہا تو شیشل شرما چونک پڑا۔ چونکہ شیشل شرما ایک گھٹیا ذہنیت کا انسان تھا اور اس جیسے انسان سے کوئی بعید نہیں تھا کہ وہ جولیا کی کافی میں کچھ ملا لایا ہو۔ اس لئے جولیا نے اب تک کافی کو ہاتھ بھی نہیں لگایا تھا۔

"اوہ، وہ کیوں"۔ شیشل شرما نے جلدی سے کہا۔ اس کے لہجے میں کھوکھلے پن کو جولیا نے صاف محسوس کر لیا تھا جس سے اس کا خدشہ یقین میں بدل گیا تھا کہ اس نے واقعی کافی میں کوئی نشہ آور چیز ملا

رکھی ہے۔

"سر، میں کافی پسند نہیں کرتی۔اس کے پینے سے میرا بلڈ پریشر بڑھ جاتا ہے اور میں........"جولیا نے کہا۔

"اوہ، تو آپ نے پہلے کیوں نہیں بتایا۔میں آپ کے لئے جوس یا کوئی دوسرا مشروب لے آتا"۔شیشل شرما نے جلدی سے کہا۔

"اوہ نہیں سر،آپ میرے ساتھ جس حسن اخلاق سے پیش آرہے ہیں اور آپ نے جس طرح مجھے اتنی بڑی جاب بھی دے دی ہے میرے لئے یہی کافی ہے۔میں اپنا کام نہایت محنت، خوش اسلوبی اور ایمانداری سے کروں گی اور آپ کو کبھی کسی شکایت کا موقع نہیں دوں گی اور پھر میری اور آپ کی ملاقات روز ہی ہوگی اور میں نے روزانہ ہی یہاں کام کرنے کے لئے آنا ہے۔سٹور کی سیر اور اپنا دفتر میں کل صبح دیکھ لوں گی۔کافی وقت ہو چکا ہے میرے گھر والے میرے لئے پریشان ہو رہے ہوں گے۔اگر آپ مجھے اس وقت جانے کی اجازت دے دیں تو آپ کا احسان ہوگا"۔جولیا کہتی چلی گئی۔اس کی بات سن کر شیشل شرما کے ارمانوں پر جیسے اوس پڑ گئی تھی۔اس کی آنکھوں اور چہرے پر مایوسی ابھر آئی تھی۔

"اتنی جلدی مس ماریا۔میں تو آپ کے ساتھ ڈنر کا سوچ رہا تھا"۔شیشل شرما نے کہا۔

"کل سے میں ڈیوٹی جوائن کر لوں گی تو میرے گھر والوں کو کوئی اعتراض نہیں ہوگا سر۔پھر ڈنر تو کیا آپ مجھے لنچ کے لئے بھی کہیں گے تو

مجھے کوئی اعتراض نہیں ہوگا"۔جولیا نے کہا۔

"تو کیا آپ اب جانا چاہتی ہیں"۔شیشل شرما نے ہونٹ چباتے ہوئے پوچھا۔

"اگر آپ کو ناگوار نہ گزرے تو"۔جولیا نے اس انداز میں کہا تو شیشل شرما کے چہرے پر پہلے جیسے رنگ بکھر گئے۔وہ شاید زبردستی کا قائل نہیں تھا۔

اور پھر وہ ماریا جیسے حسین و جمیل پھول کو اس طرح بے دردی سے نہیں کچلنا چاہتا تھا۔لڑکی خود ہی اسے کل کی آفر کر رہی تھی تو ایک رات گزرنے میں دیر ہی کتنی باقی تھی۔اس لئے اس نے سر جھٹک کر جولیا کی بات مان لی اور اسے لے کر وہاں سے نکل آیا۔شیشل شرما کو اس طرح آسانی سے مانتے دیکھ کر جولیا کے چہرے پر بھی سکون آگیا تھا ورنہ وہ ہر قسم کی سچوئیشن سے نپٹنے کے لئے پوری طرح سے تیار تھی۔

سیکرٹری خارجہ راگیش کھنہ نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے فون کا رسیور رکھا اور پھر انتہائی پریشانی کے عالم میں اپنا سر پکڑ کر بیٹھ گیا۔ اسے ابھی ابھی اطلاع ملی تھی کہ رات کے وقت کسی نے نہایت بے دردی کے ساتھ وزیر دفاع راجپال ورما کو قتل کر دیا تھا۔ اس کی کار سڑک پر کھڑی ملی تھی جہاں اس کی کار پر بے تحاشہ گولیاں برسا کر اسے اور اس کے ڈرائیور کو ہلاک کر دیا گیا تھا۔ مین روڈ پر موبائل پولیس نے ایک سفید رنگ کی تیز رفتار کار کو دیکھ کر اس کا تعاقب کیا تو اس کار میں موجود دو افراد نے ان موبائل پولیس اسکواڈ پر بھی حملہ کر دیا تھا اور ان میں سے ایک موبائل گاڑی پر انہوں نے باقاعدہ ہینڈ گرنیڈ مارا تھا جس کی وجہ سے چھ پولیس اہلکار موقع پر ہی ہلاک ہو گئے تھے اور اتنے ہی شدید زخمی بھی ہوئے تھے۔ ان کے مطابق سفید کار کو اسی روڈ سے مڑتے دیکھا گیا تھا جہاں وزیر دفاع راجپال ورما اور اس

کے ڈرائیور کی کار ملی تھی۔ اس لئے انہیں سو فیصد یقین تھا کہ وہی مجرم اصل میں وزیر دفاع راجپال ورما اور اس کے ڈرائیور کے قاتل تھے جو موقع واردات سے فرار ہو رہے تھے اور جب پولیس موبائلز کو دیکھا تو انہوں نے ان پر باقاعدہ حملہ کر دیا۔

سیکرٹری خارجہ راگیش کھنہ پریشانی کے عالم میں سوچ رہا تھا کہ آخر وزیر دفاع راجپال ورما رات کے اس وقت اس سڑک پر کیا کرنے گئے تھے۔ آخر انہیں رات کے دو بجے گھر سے نکلنے کی ایسی کیا ضرورت آن پڑی تھی اور پھر وہ مجرم۔ انہیں کیسے خبر ہوئی تھی کہ وزیر دفاع راجپال ورما اس وقت گھر سے نکلے گا تو وہ اس پر حملہ کریں گے۔ سب سے زیادہ حیرت سیکرٹری خارجہ کو اس بات پر تھی کہ راجپال ورما وزیر دفاع تھے۔ انہیں جہاں بھی جانا تھا کم از کم اپنے سیکورٹی گارڈز کو تو ساتھ لے لینا چاہئے تھا۔

صدر مملکت اس سلسلے میں بے حد پریشان تھے۔ انہوں نے فوری طور پر ایک ہنگامی میٹنگ کال کر لی تھی جو غالباً اسی وزیر دفاع راجپال ورما سے متعلق تھی کہ انہیں کیوں اور کن وجوہ پر ہلاک کیا گیا ہے۔

" سمجھ میں نہیں آ رہا کہ آخر ایسا کیوں ہوا ہے"۔ سیکرٹری خارجہ راگیش کھنہ نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے سامنے میز پر پڑا ہوا ٹیلی فون ایک بار پھر بج اٹھا۔

"یس"۔ سیکرٹری خارجہ راگیش کھنہ نے گھمبیر لہجے میں کہا۔

" سر آپ کے ساتھ کوئی مہرہ صاحب بات کرنا چاہتے ہیں"۔

دوسری طرف سے ان کے پی۔اے کی آواز سنائی دی۔

" مہرہ صاحب۔ کون مہرہ صاحب"۔ سیکرٹری خارجہ راگیش کھنہ نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

" معلوم نہیں سر۔ ان کا کہنا ہے کہ وہ آپ سے وزیر دفاع جناب راجپال ورما کے سلسلے میں کوئی بات کرنا چاہتے ہیں"۔ پی اے نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

" آنجہانی راجپال ورما کے سلسلے میں۔ کیا بات کرنا چاہتے ہیں وہ"۔ سیکرٹری خارجہ نے اور زیادہ حیران ہوتے ہوئے کہا۔

" معلوم نہیں جناب۔ ان کا کہنا ہے کہ وہ اس سلسلے میں صرف آپ سے بات کریں گے"۔ پی اے نے جلدی سے کہا۔

" ہوں، ٹھیک ہے کراؤ بات"۔ سیکرٹری خارجہ راگیش کھنہ نے جبڑے بھینچتے ہوئے کہا۔

" اوکے سر، بات کیجئے"۔ پی اے نے کہا اور پھر اس نے باہر کی کال سے لنک کر دیا۔

" سر، راگیش کھنہ صاحب"۔ دوسری طرف سے ایک پریشانی سے بھرپور آواز سنائی دی۔

" ہاں، بول رہا ہوں۔ کون ہو تم اور مجھ سے آنجہانی وزیر دفاع راجپال ورما کے سلسلے میں کیا بات کرنا چاہتے ہو"۔ سیکرٹری خارجہ راگیش کھنہ نے آنکھوں سے چشمہ اتار کر میز پر رکھتے ہوئے انتہائی گھمبیر لہجے میں کہا۔

" جناب، میں ان قاتلوں کے بارے میں جانتا ہوں جنہوں نے آنجہانی راجپال ورما صاحب کو نہایت بے دردی اور بے رحمی سے ہلاک کیا تھا"۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کی بات سن کر سیکرٹری خارجہ راگیش کھنہ بری طرح سے اچھل پڑنے پر مجبور ہو گیا۔

" کیا، کیا کہا تم نے۔ تم ان قاتلوں کو جانتے ہو"۔ راگیش کھنہ نے شدید حیرت کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا۔

" یس سر۔ میرے پاس ان لوگوں کے خلاف پورا ثبوت ہے۔ جو اس بات کو ثابت کر سکتا ہے کہ ان دونوں نے ہی آنجہانی راجپال ورما صاحب کو قتل کیا تھا"۔ دوسری طرف سے انتہائی پریشان لہجے میں کہا گیا۔

" اوہ، کیسا ثبوت۔ کون لوگ ہیں وہ اور یہ تم مجھے فون کر کے کیوں بتا رہے ہو۔ میرا نمبر تم نے کہاں سے لیا ہے"۔ سیکرٹری خارجہ راگیش کھنہ نے سرد لہجے میں کہا۔

" سر میں یہ خبر انٹیلی جنس اور پولیس کو بھی دے سکتا تھا۔ مگر میں نے جان بوجھ کر ایسا نہیں کیا"۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

" جان بوجھ کر ایسا نہیں کیا۔ کیوں"۔ سیکرٹری خارجہ راگیش کھنہ نے حیران ہوتے ہوئے پوچھا۔

" سر وہ لوگ بے حد خطرناک ہیں۔ ان لوگوں کو نہ انٹیلی جنس پکڑ سکتی ہے اور نہ ہی پولیس ان کا کچھ بگاڑ سکتی ہے۔ کیونکہ ان کا تعلق آپ کے ادارے سے ہے"۔ دوسری طرف سے آواز آئی۔

"میرے ادارے سے۔ کیا مطلب، کون ہیں وہ لوگ"۔ سیکرٹری خارجہ نے اور بری طرح سے اچھلتے ہوئے کہا۔

"یس سر۔ میں بالکل صحیح کہہ رہا ہوں۔ وہ دونوں اس وقت بھی آپ کے محکمے میں موجود ہیں۔ میں ان کے نام نہیں جانتا۔ مگر ان کے چہرے میں اچھی طرح سے پہچانتا ہوں۔ اگر آپ مجھے اپنے دفتر میں آنے کی اجازت دیں تو میں ان دونوں کی شناخت بمعہ ثبوت آپ کے سامنے پیش کر سکتا ہوں"۔ دوسری طرف سے کہا گیا تو سیکرٹری خارجہ راگیش کھنہ کی پیشانی پر لاتعداد شکنوں کا جال پھیل گیا۔

"ہونہہ، تم جھوٹ بول رہے ہو"۔ سیکرٹری خارجہ راگیش کھنہ نے ہونٹ سکوڑ کر کہا۔

"آپ میری بات کا یقین کریں سر۔ میں جھوٹ نہیں بول رہا"۔ دوسری طرف سے ٹھوس لہجے میں کہا گیا۔

"تم اگر سچ بھی بول رہے ہو تب بھی تمہیں انٹیلی جنس یا پولیس کو فون کرنا چاہئے تھا۔ وہ لوگ خود ہی تحقیق کر کے ان لوگوں کو گرفتار کر لیں گے۔ چاہے وہ کتنے ہی بڑے عہدے پر کیوں نہ ہوں۔ یہاں جنگل کا قانون نہیں ہے"۔ سیکرٹری خارجہ راگیش کھنہ نے سخت لہجے میں کہا۔

"جب وہ لوگ تحقیق کریں گے اس وقت تک شاید وہ لوگ آپ کو بھی ہلاک کر دیں"۔ سیکرٹری خارجہ راگیش کھنہ فون بند کرنے ہی لگے تھے کہ اس شخص نے کہا اور نہ چاہتے ہوئے بھی سیکرٹری خارجہ

راگیش کھنہ ایک بار پھر اچھل پڑنے پر مجبور ہو گیا۔

"کیا، کیا کہا تم نے"۔ سیکرٹری خارجہ راگیش کھنہ نے کہا۔

"اسی لئے تو کہہ رہا ہوں۔ آپ مجھے ایک بار اپنے آفس میں آنے کا موقع دے دیں۔ میں ان لوگوں کو بھی آپ کے سامنے لے آؤں گا اور ان کی پلاننگ بھی آپ کے سامنے عیاں کر دوں گا"۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہونہہ، ٹھیک ہے۔ تم کہاں سے بول رہے ہو"۔ سیکرٹری خارجہ راگیش کھنہ نے چند لمحے سوچنے کے بعد کہا۔

"میں آپ کے آفس کے باہر ہی موجود ہوں سر۔ میں زیادہ سے زیادہ پانچ منٹ تک آپ کے پاس پہنچ جاؤں گا"۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ منقطع ہو گیا۔

"کیا مطلب ہوا۔ اس کی بات کا۔ وہ لوگ مجھے بھی قتل کر دیں گے۔ کون ہیں وہ لوگ"۔ سیکرٹری خارجہ راگیش کھنہ نے رسیور کریڈل پر رکھتے ہوئے بڑبڑا کر کہا۔ اس کے چہرے پر شدید کھنچاؤ اور پریشانی عیاں تھی۔ وہ چند لمحے سوچتا رہا پھر اس نے فون اٹھا کر پی اے سے کہا کہ ان سے ملنے مہرہ نامی شخص آ رہا ہے۔ سیکورٹی والوں سے کہہ کر اس کی مکمل جامع تلاشی لے کر اسے اس کے آفس میں بھیج دیا جائے اور جب وہ ان کے آفس میں پہنچ جائے تو ان کے آفس کے باہر دو مسلح گارڈز مستعد رہیں اور جب تک وہ خود نہ کہیں اس شخص کو کہیں نہیں جانا چاہئے۔

پی اے نے اوکے کہا تو اس نے فون بند کر دیا۔ تقریباً دس منٹ بعد ان کا پی اے ایک لمبے تڑنگے نوجوان کو لئے ہوئے اندر آگیا۔

"سر، یہ مسٹر مہرہ صاحب ہیں"۔ پی اے نے مؤدبانہ لہجے میں کہا تو سیکرٹری خارجہ چونک کر اس نوجوان کی جانب دیکھنے لگا جس کے ہاتھ میں ایک سرخ رنگ کی فائل دبی ہوئی تھی۔ اس نے فائل یوں سینے سے لگا کر بھینچ رکھی تھی جیسے اسے ڈر ہو کہ کوئی اس سے فائل چھین نہ لے۔

"آپ کا کام میں نے مکمل کر لیا ہے سر"۔ پی اے نے کہا تو سیکرٹری خارجہ راگیش کھنہ نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ پی اے کے مطابق اس شخص کی پوری تلاشی لے لی گئی ہے اور دو مسلح گارڈز کو اس کے دروازے کے پاس کھڑا کر دیا گیا ہے۔

"بیٹھو"۔ سیکرٹری خارجہ نے چشمہ اٹھا کر آنکھوں سے لگا کر اس نوجوان کو تیز نظروں سے گھورتے ہوئے کہا۔

"تھینک یو سر"۔ نوجوان نے بڑے ادب سے کہا اور میز کے نیچے سے کرسی گھسیٹ کر اس پر بیٹھ گیا۔ اس کے چہرے پر ہلکی ہلکی پریشانی کے آثار تھے اور وہ بار بار پی اے کی جانب دیکھ رہا تھا جیسے وہ اس کے سامنے بات کرنے سے ہچکچا رہا ہو۔

"تو تمہارا نام مہرہ ہے"۔ سیکرٹری خارجہ راگیش کھنہ نے اس کی جانب تیز نگاہوں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"جی، جی سر۔ پرکاش مہرہ میرا پورا نام ہے"۔ آنے والے نوجوان

نے پی اے کی جانب دیکھتے ہوئے ہچکچاہٹ بھرے لہجے میں کہا۔

"کہاں سے آئے ہو"۔ سیکرٹری خارجہ راگیش کھنہ نے دوسرا سوال کیا۔

"سر، کیا میں اکیلے میں آپ سے بات نہیں کر سکتا"۔ آنے والے نوجوان نے بالآخر دل کی بات کرتے ہوئے کہا۔ سیکرٹری خارجہ راگیش کھنہ چند لمحے غور سے اس کی جانب دیکھتا رہا پھر اس نے سر کے اشارے سے پی اے کو باہر جانے کے لئے کہا تو وہ کمرے سے باہر نکل گیا۔

"اب بتاؤ، کون سے مجرموں اور کن ثبوتوں کی بات کر رہے تھے تم"۔ سیکرٹری خارجہ راگیش کھنہ نے اس کی جانب غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"یہ دیکھئے سر۔ اس فائل میں ان کی ساری تفصیل موجود ہے"۔ نوجوان نے فائل اس کی جانب بڑھاتے ہوئے کہا۔ راگیش کھنہ نے اس کے ہاتھ سے فائل لے لی اور اسے کھول کر دیکھنے لگا۔ اس میں چھ سات صفحات تھے۔ جو بالکل خالی تھے۔ خالی صفحوں کو دیکھ کر راگیش کھنہ بری طرح سے چونک پڑا۔

"کیا مطلب، یہ تو خالی صفحے ہیں"۔ اس نے غصیلی نظروں سے نوجوان کی جانب دیکھتے ہوئے کہا۔

"ثبوت اس میں ہیں راگیش کھنہ"۔ نوجوان جس نے ایک چھوٹا سا پین جیب سے نکال کر ہاتھ میں لیا ہوا تھا۔ اس کا سرا سیکرٹری

خارجہ راگیش کھنہ کی جانب کر کے اس کے پچھلے حصے کو انگوٹھے سے دبا دیا۔اس سے پہلے کہ سیکرٹری خارجہ راگیش کھنہ کچھ سمجھتا پین کے سوراخ سے ایک باریک سی سوئی نکل کر عین اس کی گردن میں جا گھسی۔ سیکرٹری خارجہ راگیش کھنہ کو یکبارگی ایک ہلکا سا جھٹکا لگا پہلے اس کے ہاتھ سے فائل نکل کر میز پر گری پھر اس کا سر زوردار آواز کے ساتھ میز سے آٹکرایا۔پین کی نوک سے نکلنے والی سوئی کے سرے پر سائنائیڈ زہر لگا ہوا تھا جس نے سیکرٹری خارجہ راگیش کھنہ کو ایک سے دوسرا سانس تک نہ لینے دیا تھا۔اس کی آنکھیں کھلی ہوئی تھیں جو آہستہ آہستہ بے نور ہوتی جا رہی تھیں۔

جیسے ہی سیکرٹری خارجہ راگیش کھنہ ہلاک ہوا نوجوان تیزی سے اٹھا اور اس نے دروازے کی طرف دیکھا جس پر پردہ گرا ہوا تھا۔ نوجوان تیزی سے راگیش کھنہ کی طرف آیا اور اس نے جلدی سے راگیش کھنہ کو اٹھا کر سیدھا کر دیا۔اس کا سر کرسی کی پشت سے لگایا اور اس کے دونوں ہاتھ اس انداز میں میز پر رکھ دیئے جیسے وہ اکڑ کر کرسی پر بیٹھا ہو۔تب نوجوان سیدھا دروازے کی جانب بڑھ گیا اور پردہ اٹھا کر باہر موجود مسلح گارڈز کو دیکھنے لگا۔

"آپ دونوں کو صاحب بلا رہے ہیں"۔نوجوان نے دروازے کے باہر موجود مستعد گارڈز سے مخاطب ہو کر کہا اور پردہ چھوڑ کر پیچھے ہٹ گیا۔اسی لمحے مسلح گارڈز اندر آ گئے۔اس سے پہلے کہ وہ مردہ راگیش کھنہ سے کوئی بات کرتے۔نوجوان نے پین کی پشت پر یکے بعد

دیگرے دو بار انگوٹھے کا دباؤ ڈالا تو دو زہریلی سوئیاں ایک ایک کر کے ان گارڈز کے جسموں میں گھستی چلی گئیں۔دونوں گارڈز کو جھٹکے لگے اور کٹے ہوئے شہتیروں کی طرح ایک دوسرے سے ٹکرا کر گرتے چلے گئے۔زمین پر چونکہ دبیز قالین بچھا ہوا تھا اس لئے ان کے گرنے کی دھمک بھی نہ پیدا ہوئی تھی۔

ان دونوں گارڈز کو ہلاک کر کے نوجوان نے اطمینان کا گہرا سانس لیا اور پھر پین ہاتھ میں لئے پردہ اٹھا کر کمرے سے باہر نکلتا چلا گیا۔ساتھ والا کمرہ پی اے کا تھا۔اس کے دروازے پر بھی پردہ تھا۔ سامنے ایک طویل راہداری تھی جس میں مختلف کمروں سے لوگ آ جا رہے تھے۔نوجوان نے کچھ سوچا اور پھر تیزی سے پی اے کے دروازے کا پردہ اٹھا کر اندر داخل ہو گیا۔

"تم، یہ کیا۔کیا مطلب"۔اس نے نوجوان کو دیکھ کر پی اے نے بے اختیار اپنی جگہ سے اٹھتے ہوئے کہا مگر اسی لمحے نوجوان کے ہاتھ میں موجود پین کے سرے سے زہریلی سوئی نکلی اور انتہائی سرعت سے پی اے کے عین سینے میں گھستی چلی گئی۔پی اے کا منہ کھلے کا کھلا رہ گیا اور پھر وہ دھم سے دوبارہ کرسی پر یوں گر گیا جیسے کہیں سے تھکا ماندہ آیا ہو اور ستانے کے لئے اپنے اعصاب ڈھیلے چھوڑ کر کرسی پر دھم سے بیٹھ گیا ہو اور پھر اس نے اپنا سر میز پر جھکا دیا ہو۔وہ ایک لمحے میں ساکت ہو گیا تھا۔پی اے کو ہلاک کر کے نوجوان تیزی سے کمرے سے نکلا اور پھر اطمینان بھرے انداز میں لمبے لمبے ڈگ بھرتا ہوا راہداری

میں چلنے لگا۔

راہداری سے نکل کر وہ تیزی سے باہر کی جانب لپکا اور پھر نہایت تیزی سے سیکرٹری خارجہ کی بلند و بالا عمارت سے باہر نکلتا چلا گیا۔ سامنے سڑک پر آکر اس نے اپنا ایک ہاتھ سر کے اوپر رکھ کر وی کا نشان بنایا۔ اسی لمحے عمارت سے کچھ فاصلے پر کھڑی ہوئی ایک کار سٹارٹ ہوئی اور نہایت تیزی سے اس کے قریب آکر رک گئی۔ نوجوان نے اطمینان سے کار کا دروازہ کھولا اور ڈرائیور کی سائیڈ والی سیٹ پر بیٹھ گیا۔ اسی لمحے ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھے ہوئے دوسرے نوجوان نے کار آگے بڑھا دی۔

"کیا رہا"۔ ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھے ہوئے نوجوان نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"وکٹری"۔ اس نوجوان نے کہا اور سر نیچے جھکا کر اپنی گردن کے نیچے چٹکی بھری تو ایک باریک سی جھلی اس کے چہرے پر سے اترتی چلی گئی۔ اس جھلی کے پیچھے سے برآمد ہونے والا چہرہ صدیقی کا تھا اور ظاہر ہے اس کے ساتھ ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا ہوا نوجوان نعمانی کے سوا اور کون ہو سکتا تھا۔ جنہوں نے کامیاب پلاننگ پر عمل کرتے ہوئے اپنا دوسرا ٹارگٹ بھی نہایت آسانی سے ہٹ کر دیا تھا۔

"آپ مجھے اس ڈیپارٹمنٹل سٹور میں چھوڑ کر کہاں غائب ہو گئی تھیں مس جولیا۔ میں ہر جگہ آپ کو تلاش کرتا رہا۔ پھر تنگ آکر ہوٹل میں واپس آگیا کہ شاید آپ یہاں ہوں مگر ...." جولیا کو کمرے میں داخل ہوتے دیکھ کر تنویر نے انتہائی پریشانی کے عالم میں کہا۔ جولیا اس وقت پہلے میک اپ میں تھی جو اس نے تنویر کے سامنے کیا تھا۔

جولیا کے کہنے پر ماسٹر سٹور کا ڈائریکٹر جنرل شیشل شرما اپنی کار میں خود اسے چھوڑنے گلستان کالونی گیا تھا جہاں واقعی بے شمار فلیٹس بنے ہوئے تھے۔ ڈائریکٹر جنرل شیشل شرما کے پوچھنے پر جولیا نے اسے ایک بیس منزلہ عمارت کے بارے میں بتایا تھا کہ وہ بارہویں فلور کے فلیٹ نمبر ایکس چالیس میں رہتی ہے اور پھر وہ کار سے نکل کر نہایت خوش اخلاقی سے شیشل شرما کو سلام کرتی ہوئی اس عمارت کی جانب بڑھتی چلی گئی جس کے بارے میں اس نے شیشل شرما کو بتایا تھا۔

شیشل شربا بے حد مسرور تھا۔ وہ اس وقت تک کار لئے وہیں رکا رہا جب تک جولیا اس عمارت کے مین دروازے سے اندر نہ داخل ہو گئی تب وہ کار لے کر وہاں سے نکلتا چلا گیا۔

جولیا بلڈنگ میں جا کر چند لمحوں بعد واپس آ گئی اور پھر وہاں سے شیشل شربا کی کار کو غائب دیکھ کر اس نے اطمینان کا سانس لیا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتی ہوئی مختلف گلیوں سے ہوتی ہوئی ایک بازار میں آ گئی۔ وہاں سے اس نے ایک ٹیکسی ہائر کی اور پھر واپس اسی ڈیپارٹمنٹل سٹور میں چلی گئی جہاں اس نے تنویر کو چھوڑا تھا۔ تنویر اس کا انتظار کر کے شاید واپس جا چکا تھا۔ سٹور میں کسی کو اپنی جانب متوجہ نہ پا کر وہ اس سٹور کے واش روم میں گھس گئی۔ اس نے وہاں اپنا میک اپ صاف کیا۔ پہلے والا میک اپ کر کے اس نے لباس اتار کر اسے الٹ کر پہن لیا۔ اس کے لباس کا رنگ تو وہی تھا مگر اس کا ڈیزائن بدل گیا تھا پھر جولیا نے اپنا ہیئر اسٹائل چینج کیا اور اطمینان بھرے انداز میں واش روم سے نکل آئی۔

سٹور سے اس نے اپنے مطلب کی چند چیزیں خریدیں اور پھر ایک ٹیکسی میں بیٹھ کر واپس اپنے ہوٹل میں آئی۔ پھر اپنے کمرے میں آنے کی بجائے تنویر کے کمرے میں آ گئی۔ ان دونوں کے کمرے ساتھ ساتھ تھے۔ اپنے کمرے میں تنویر نہایت بے چینی اور پریشانی سے اس کا انتظار کر رہا تھا۔

"میں اپنا کام کرنے گئی تھی"۔ جولیا نے اپنا ہینڈ بیگ کاندھے سے

اتار کر میز پر رکھ کر کہا اور صوفے پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"کام۔ کون سا کام"۔ تنویر نے چونک کر پوچھا۔

"اس وقت سات بج رہے ہیں۔ ٹھیک نو بجے ایک خوفناک دھماکہ ہو گا اور اس شہر کا سب سے بڑا اور اربوں کھربوں مالیت کے سامان سے بھرا ماسٹر سٹور بھک سے اڑ جائے گا"۔ جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا اور تنویر اس بری طرح سے اچھل پڑا جیسے جولیا نے اس کے قدموں میں بم دے مارا ہو۔

"کک، کیا۔ یہ آپ کیا کہہ رہی ہیں مس جولیا۔ کیا آپ نے ماسٹر سٹور میں ......" تنویر نے حیرت سے آنکھیں پھاڑ کر جولیا کو دیکھتے ہوئے کہا جیسے اسے جولیا کی بات پر یقین ہی نہ آیا ہو۔ تو جولیا نے مسکراتے ہوئے اسے ساری تفصیل بتا دی۔ مگر اپنے شعلہ جوالہ بننے کا ذکر نہ کیا۔ اس کے باوجود تنویر کا چہرہ آگ پر تپے ہوئے تانبے کی طرح سرخ ہو گیا تھا۔

"اوہ، آپ نے اس بدبخت شیشل شربا کو زندہ کیوں چھوڑ دیا"۔ تنویر نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"تو اور کیا کرتی۔ میں اس کی مدد سے تو ماسٹر سٹور میں گئی تھی اور اس کی مدد سے سٹور سے باہر آئی تھی۔ اگر میں اسے نقصان پہنچانے کی کوشش کرتی تو تمہارا کیا خیال ہے میں وہاں سے زندہ بچ نکلنے میں کامیاب ہو جاتی"۔ جولیا نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"مگر آپ اسے تب بھی تو مار سکتی تھیں جب وہ آپ کو چھوڑنے

گلستان کالونی گیا تھا"۔ تنویر نے غصے سے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

" نہیں، اس وقت بھی اس کالونی سے بہت سے لوگ آجا رہے تھے"۔ جولیا نے انکار میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

" ہونہہ، اس بدبخت نے آپ پر بری نظر ڈالنے کی جرأت کی تھی۔ مجھے اس کا ایڈریس بتائیں۔ میں اس کی دونوں آنکھیں نکال کر اپنے پیروں میں کچل دوں گا"۔ تنویر کا غصہ کسی طرح ٹھنڈا نہیں ہو رہا تھا۔

" احمقوں جیسی باتیں مت کرو تنویر۔ ہمارا مقصد کسی بے گناہ کو ہلاک کرنے کا نہیں ہے۔ ہو سکتا ہے وہ مجھے چھوڑ کر سیدھا ماسٹر سٹور میں ہی گیا ہو۔ اگر وہ وہیں رکا رہا تو اس کا بھی خود ہی کام تمام ہو جائے گا اور اگر نہ ہوا تب اس وقت یقیناً اس کا ہارٹ فیل ہو جائے گا جب اس کا اربوں کھربوں ڈالروں کا ماسٹر سٹور خوفناک دھماکے سے اڑ جائے گا۔ میں نے اس کی آنکھوں میں دیکھا تھا وہ ہارٹ پیشنٹ ہے۔ ایسے لوگ اس حد تک نقصان کا خبر سن کر کسی طرح بھی زندہ نہیں رہ سکتے"۔ جولیا نے اسے ڈپٹتے اور سمجھاتے ہوئے کہا۔

" ہونہہ، آپ کہہ رہی ہیں تو میں رک جاتا ہوں۔ ورنہ میرا تو دل چاہ رہا ہے کہ"۔ تنویر نے غراہٹ بھرے لہجے میں کہا۔

" بس، بس اب اس موضوع کو چھوڑو۔ اپنے اگلے پروگرام کے متعلق سوچو"۔ جولیا نے کہا۔

" اس کے متعلق کیا سوچنا ہے۔ ہم تمام پروگرام مرتب تو کر ہی

چکے ہیں"۔ تنویر نے کہا۔

" پھر بھی ایک بار پھر اپنے پروگرام پر غور کر لو۔ یہ کام ہم نے ہر صورت میں سرانجام دینا ہے۔ میں نہیں چاہتی کہ اس میں کوئی کمی رہ جائے اور ہمیں کسی بھی مرحلے پر ناکامی سے دوچار ہونا پڑے"۔ جولیا نے کہا۔

" منتاری پل تقریباً تین کلو میٹر لمبا ہے۔ جسے دریائے اومن پر بڑے بڑے فولادی ستون ڈال کر باندھا گیا ہے۔ اس پل پر دونوں اطراف کشادہ اور دو رخ سڑکیں ہیں اور درمیان میں ریلوے ٹریک بچھائی گئی ہے۔ پل کے دونوں اطراف فوجی چوکیاں ہیں اور پل کی حفاظت کے لئے اس پر جگہ جگہ مسلح فوجی تعینات ہیں۔ اگر ہم سڑک پر سے پل کو اڑانے کی کوشش کرتے ہیں تو ہمیں فوری طور پر مارک کر لیا جاتا۔ سڑکوں پر ان لوگوں نے ایسا انتظام کر رکھا ہے کہ دونوں اطراف ایک لمحے کے لئے بھی کسی گاڑی کو رکنے نہیں دیا جاتا۔ اور اگر کوئی گاڑی پل پر خراب ہو جائے تو فوج ایک لمحے میں اسے گھیر لیتے ہیں اور اسے لفٹر سے اٹھا کر دوسری طرف لے جاتے ہیں۔ ہم دونوں نے اس پل کو اڑانے کے لئے پل کے درمیانی حصے کا انتخاب کیا ہے کیونکہ پل کے دونوں اطراف سے ایک ایک کلو میٹر تک پل ہر طرف سے ان فوجیوں کی نظروں میں رہتا ہے۔ صرف پل کا درمیانی حصہ ایسا ہے جہاں فوجی پہرہ نہیں ہے۔ ان کے خیال کے مطابق چونکہ دونوں اطراف سے ہر گاڑی اور ہر شخص کی باقاعدہ چیکنگ ہوتی ہے اس لئے

درمیانی حصے میں کوئی جا کر کیا کر سکتا ہے۔ پل کے اس درمیانی حصے کو صرف اوپر یعنی سڑکوں کی طرف سے مانیٹر کیا جاتا ہے تاکہ وہاں کوئی گاڑی رکنے نہ پائے۔ ہم نے اس پل اور پل کے درمیانی حصے تک جانے کا پروگرام ٹرین کے ذریعے بنایا ہے۔

بہرحال ہم دونوں ماکرم نامی ٹرین پر سفر کریں گے جو رات ٹھیک دس بجے یہاں سے روانہ ہوگی۔ ہم دونوں ایک گھنٹہ پہلے اسٹیشن پہنچ جائیں گے اور ٹرین کی اس بوگی جس میں ہماری سیٹیں بک ہیں اسٹیشن پر روانگی کے لئے لگنے سے پہلے اس میں سوار ہو جائیں گے۔ پروگرام کے مطابق آپ کوپے میں رہیں گی اور میں ٹرین کے نیچے موجود راڈز سے چپک جاؤں گا۔ ٹرین کے نیچے ایسے راڈز لگے ہوئے ہیں جن پر میں کم از کم دو تین گھنٹوں تک آسانی سے چپکا رہ سکتا ہوں۔ بہرحال ٹرین ٹھیک چالیس منٹ بعد منتاری پل پر ہوگی۔ آپ ٹرین کی رفتار کو ذہن میں رکھتے ہوئے کوپے میں کاشن ہینڈل کو پل پر پہنچنے کے دس منٹ پہلے کھینچ لیں گی اور میں کوپے کے نیچے سے بریک وائیکوم کھول دوں گا۔ جس کی وجہ سے نہ صرف ٹرین کی رفتار ہلکی ہو جائے گی بلکہ ہماری توقع کے مطابق منتاری پل کے ٹھیک درمیانی حصے پر جا کر رک جائے گی۔ میں اس موقع سے فائدہ اٹھا کر پل پر اتر جاؤں گا اور پل کے حفاظتی جنگلوں سے نکل کر پل کی نچلی طرف چلا جاؤں گا اور وہاں ہنڈرڈ ایم آٹھ ہزار میگا پاور کے بم فکس کر دوں گا اور پھر اس سے پہلے کہ گاڑی روانہ ہو میں پھر ان راڈز پر واپس آ جاؤں گا

اور پھر اگلے آدھے گھنٹے بعد ہم اگلے اسٹیشن پر ہوں گے جہاں سے نکلنا ہمارے لئے کچھ مشکل نہیں ہوگا"۔ تنویر نے جولیا کے سامنے ساری تفصیل دوہراتے ہوئے کہا۔

"اور اگر ٹرین عین پل کے درمیان میں نہ رکی تو"۔ جولیا نے پوچھا۔

"تب بھی ہم اسی پروگرام پر عمل کریں گے۔ ہنڈرڈ ایم ایم آٹھ ہزار میگا پاور کے بم ہم پل کے کسی حصے پر ہی کیوں نہ لگادیں اس کے دھماکے سے سارا پل تنکوں کی طرح فضا میں بکھر جائے گا"۔ تنویر نے کہا۔

"اور اگر ان کیمروں میں تمہیں وہاں بم فکس کرتے دیکھ لیا گیا تو"۔ جولیا نے ایک اور خدشہ ظاہر کرتے ہوئے پوچھا۔

"پل کی نگرانی کے لئے زیادہ تر کیمرے پل کے اوپری حصے کی طرف اور پل کے ستونوں پر لگے ہوئے ہیں مس جولیا۔ ساری کی ساری ٹریک کو نظریں رکھنا اتنا آسان نہیں ہوتا۔ اس کے لئے سینکڑوں کیمروں کی ضرورت پڑتی ہے۔ جس پر نظر رکھنا مشکل ہی نہیں ناممکن ہے"۔ تنویر نے کہا۔

"لیکن تم ہی بتا رہے تھے کہ سڑکیں پل کے نچلے حصے پر بنائی گئی ہیں اور ٹریک درمیان میں ہے اور ان سڑکوں سے قدرے بلندی پر ہے۔ ارد گرد سے گزرنے والی گاڑیوں میں بیٹھے ہوئے افراد کی نظر میں بھی تو تم آ سکتے ہو"۔ جولیا نے سوچتے ہوئے انداز میں کہا۔

"ہم ٹرین میں رات کے وقت سفر کریں گے مس جولیا۔ پل پر جس قدر مرضی تیز سے تیز روشنی بکھیر دی جائے مگر قدرتی روشنی کے مقابلے میں سائیڈوں پر اس کے سائے گہرے ہوتے ہیں اور میں ٹرین کے نیچے سیاہ لباس میں ہوں گا۔اس لئے میرے دیکھ لئے جانے کا سوال ہی نہیں ہے۔بہرحال اگر مجھے دیکھ بھی لیا جائے تو کوئی فرق نہیں پڑتا۔جتنی دیر میں وہ لوگ چیک پوسٹوں پر کسی کو آگاہ کریں گے اتنی دیر میں ٹرین چل کر پل کو کراس کر چکی ہوگی"۔تنویر نے بے نیازی سے کہا۔

"مگر وہ لوگ بم ٹریس کر کے اسے آف بھی تو کر سکتے ہیں"۔جولیا نے سر جھٹک کر کہا تو تنویر بے اختیار ہنس پڑا۔

"کیوں۔ہنس کیوں رہے ہو۔کیا میں نے کوئی احمقانہ بات کہہ دی ہے"۔جولیا نے اس کی جانب قدرے غصیلی نظروں سے گھورتے ہوئے کہا۔

"مس جولیا ہنڈرڈ ایم آٹھ ہزار میگا پاور بم ایک بار آن ہو جائے تو اسے کسی بھی صورت میں آف نہیں کیا جا سکتا۔اگر وہ لوگ بم کو ٹریس بھی کر لیں اور اسے آف کرنے کی کوشش بھی کریں تو کامیاب نہیں ہو سکیں گے۔الٹا ان کی کوشش انہیں ہی لے ڈوبے گی"۔تنویر نے ہنستے ہوئے کہا۔

"وہ کیسے"۔جولیا نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"ہنڈرڈ ایم آٹھ ہزار میگا پاور بم بے حد حساس اور انتہائی

طاقتور بم ہوتے ہیں۔ایک تو اسے کسی طرح آف نہیں کیا جا سکتا دوسرے اسے اگر فکس کرنے کے بعد آن کر دیا جائے تو پھر اگر اس بم سے روئی کا گالا بھی ٹکرا جائے تو وہ مقررہ وقت سے پہلے پھٹ پڑتے ہیں"۔تنویر نے جولیا کو سمجھاتے ہوئے بتایا۔

"اوہ، پھر ٹھیک ہے۔اس لحاظ سے تو تم اس بم کو پل پر اترے بغیر بھی ٹریک پر کسی بھی جگہ رکھ سکتے ہو"۔جولیا نے کہا۔

"رکھ تو سکتا ہوں لیکن ٹرین کی رفتار اگر یکدم تیز ہوئی اور اس کے ہوا کے پریشر سے کوئی چیز اس بم سے ٹکرا گئی تو........" تنویر نے کہا تو جولیا نے ہونٹ بے اختیار سیٹی بجانے والے انداز میں سکیڑ لئے۔

"اوہ واقعی، اس طرف تو میرا خیال ہی نہیں گیا تھا"۔جولیا نے خوف سے لرزتے ہوئے کہا۔

"مس جولیا، آپ نے ماسٹر سٹور اڑانے کا نو بجے کا وقت مقرر کیا ہے"۔تنویر نے پوچھا۔

"ہاں، کیوں"۔جولیا نے کہا۔

"آٹھ ہزار میگا پاور کے بم سے اس سٹور میں انتہائی ہولناک تباہی پھیل جائے گی اور پھر آپ نے بتایا ہے کہ اس سٹور میں کیمیکلز کے ڈرم اور تہہ خانے میں اسلحے کا بڑا ذخیرہ موجود ہے۔اس طرح یہاں جو تباہی پھیلے گی اس کا آپ نے اندازہ لگایا ہے"۔تنویر نے کہا تو جولیا بری طرح سے چونک اٹھی۔

"تت، تم کیا کہنا چاہتے ہو"۔جولیا نے تنویر کی بات کی گہرائی میں

جاتے ہوئے جلدی سے پوچھا۔

"اگر اسلحے کے ذخیرے میں ہنڈرڈ ایم ایم اور ہزاروں میگا پاور کے بم اور میزائل موجود ہوئے تو......." تنویر نے غور سے جولیا کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"اوہ تت، تو پھر منٹاری کمرشل زون کے ساتھ ساتھ منٹاری شہر بھی تباہ و برباد ہو جائے گا"۔ جولیا نے سرسراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"اور اگر ایسا ہوا تو منٹاری شہر میں ہزاروں نہیں لاکھوں بے گناہ انسان موت کے گھاٹ اتر جائیں گے۔ جن میں بوڑھے بھی ہوں گے، جوان بھی، عورتیں بھی اور معصوم بچے بھی"۔ تنویر نے لفظ چبا چبا کر کہا تو سچ مچ جولیا کے چہرے پر ہوائیاں اڑنے لگیں اور وہ ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھڑی ہو گئی۔

"اوہ نن، نہیں۔ نہیں ایسا نہیں ہو سکتا۔ مم، میں۔ میں......." جولیا کے حلق سے ہکلاہٹ بھری آواز نکلی۔

"ایسا اسی صورت میں ہی ہو گا مس جولیا۔ اگر وہاں واقعی اتنی طاقت کے بم اور میزائل موجود ہوئے تو"۔ تنویر نے کہا۔

"پھر بھی یہ کنفرم نہیں ہے کہ وہاں اتنی طاقت کے بم اور میزائل موجود ہیں یا نہیں۔ میں نے واقعی ہزاروں بے گناہ اور معصوم لاکھوں انسانوں کی زندگیاں داؤ پر لگا دی ہیں"۔ جولیا نے بدستور لرزتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ہاں، یہ تو ہے"۔ تنویر نے اثبات میں سر ہلا کر کہا۔

"نن، نہیں۔ نہیں ایسا نہیں ہو گا۔ میں اس قدر انسانوں کی زندگیاں داؤ پر نہیں لگا سکتی۔ کسی بھی صورت میں نہیں"۔ جولیا نے اچانک فیصلہ کن لہجے میں کہا تو تنویر بری طرح سے چونک پڑا۔

"کک، کیا مطلب۔ آپ کیا کہنا چاہتی ہیں مس جولیا"۔ اس بار ہکلانے کی باری تنویر کی تھی۔ وہ آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر جولیا کی جانب دیکھ رہا تھا۔

"تم ٹھیک سمجھ رہے ہو تنویر۔ مجھے اس بم کو ماسٹر سٹور سے ہٹانا ہو گا۔ ہر حال میں اور ہر صورت میں"۔ جولیا نے کہا اور تنویر کا منہ کھلے کا کھلا رہ گیا۔

"یہ، یہ آپ کیا کہہ رہی ہیں مس جولیا۔ آ، آپ......." تنویر نے ہکلاتے ہوئے کہا۔

"وہی جو تم سن رہے ہو۔ آؤ میرے ساتھ"۔ جولیا نے انتہائی ٹھوس لہجے میں کہا اور پھر تیزی سے اپنا ہینڈ بیگ اٹھا کر دروازے کی جانب بڑھتی چلی گئی۔ تنویر اسے روکتا ہی رہ گیا۔ لیکن جب جولیا نہ رکی تو وہ مجبوراً اس کے پیچھے دوڑ پڑا۔

"پاکیشیا سیکرٹ سروس کی سرپرستی میں پاکیشیا سے آئے ہوئے
ایک ٹولے نے کافرستان میں موجود مذہبی رہنماؤں کا قتل عام شروع
کر دیا"۔ اخبار کی شہ سرخی تھی اور اس کے نیچے باقاعدہ تفصیل تھی
جس کا لب لباب یہ تھا کہ پاکیشیا سے دہشت گردوں کے چھ افراد کا
گروپ جن میں ایک غیر ملکی لڑکی بھی شامل ہے نے کافرستان کو عالمی
برادری میں بدنام کرنے کے لئے اپنے ہی مذہب کے ان مذہبی
رہنماؤں کا قتل عام شروع کر دیا ہے جو ہیون ویلی کی آزادی کے سلسلے
میں پاکیشیائی حریت پسندوں کی مدد نہیں کرتے بلکہ کافرستان نواز
ہیں اور کافرستان میں وہ مجرموں جیسی کارروائیاں کرنے کے لئے پاور
آف ڈیتھ کا نام استعمال کر رہے ہیں۔ اس گروہ کا لیڈر علی عمران ہے
جو انتہائی بے رحم، سفاک اور بربریت پسند انسان ہے۔ اپنے ہم
مذہب مذہبی رہنماؤں کا قتل عام کر کے وہ کافرستان میں فساد پھیلانے

اور خانہ جنگی شروع کرانا چاہتا ہے۔ جس سے مسلم رہنماؤں کے قتل
عام سے پورے ملک میں مسلمانوں کے دلوں میں کافرستانی حکام اور
غیر مسلموں کے خلاف نفرت کی آگ بھڑک اٹھے گی۔ جس کا بدلہ لینے
کے لئے وہ یقینی طور پر غیر مسلموں کو ہلاک کرنا شروع کر دیں گے
جس سے پورے ملک میں فساد برپا ہو جائے گا۔ جسے روکنا کسی کے
بس میں نہیں ہوگا۔

اس خبر کے ساتھ اخبار میں عمران اور اس کے ساتھیوں کی
باقاعدہ خیالی تصویریں چھاپی گئی تھیں اور ان کے قد کاٹھ کے ساتھ ان
کے حلیے بھی بتائے گئے تھے اور حکومت کی طرف سے عوام الناس کو
خبردار کیا گیا تھا کہ وہ ان میں سے کسی ایک کو بھی دیکھیں تو وہ اس
کی فوری خبر نیچے درج نمبروں پر دیں اور عوام الناس کو یہ بھی کہا گیا
تھا کہ وہ مجرموں کے ان مذموم ارادوں کو کبھی اور کسی صورت میں
کامیاب نہ ہونے دیں۔ پولیس، انٹیلی جنس اور سیکرٹ ایجنسیاں ان
مجرموں کو تلاش کرنے کے لئے انتھک کوششیں کر رہی ہیں۔ جلد یا
بدیر ان مجرموں کا سراغ لگا کر انہیں گرفتار کر لیا جائے گا اور پھر انہیں
عبرتناک سزا دی جائے گی۔

اس خبر کے ساتھ ایک چھوٹی سی خبر اور بھی تھی۔

"پاور آف ڈیتھ گروپ کو وارن کیا جاتا ہے کہ اگر وہ چوبیس
گھنٹوں کے اندر سامنے نہ آئے تو ان کے خلاف انتہائی خوفناک
کارروائی کی جائے گی۔ ان چوبیس گھنٹوں کے بعد ہر طرف لاشوں کے

ڈھیر لگا دیئے جائیں گے۔ وہ لاشیں کن کی ہوں گی یہ پاور آف ڈیتھ کا لیڈر علی عمران اچھی طرح سے سمجھتا اور جانتا ہے"۔

یہ وہ خبریں تھیں جن کو دیکھ کر عمران اور صفدر بری طرح سے اچھل پڑنے پر مجبور ہو گئے تھے۔ عمران کا چہرہ تو قتل ہونے والے مذہبی رہنماؤں کے نام پڑھ کر غصے سے سرخ ہو گیا تھا۔

" پنڈت نارائن "۔ اس کے حلق سے زخمی درندے جیسی غراہٹ نکلی۔

" اوہ، تو یہ کافرستانی سیکرٹ سروس کا رچایا ہوا ڈرامہ ہے "۔ عمران کے منہ سے پنڈت نارائن کا نام سن کر صفدر نے بری طرح سے چونکتے ہوئے کہا۔

" ہاں، پنڈت نارائن جیسا انسان ہی اس قسم کے اوچھے اور شیطانی ہتھکنڈے استعمال کر سکتا ہے"۔ عمران نے غصے سے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

" لیکن ایسا کر کے وہ کرے گا کیا"۔ صفدر نے حیران ہوتے ہوئے پوچھا۔

" وہ فیس ٹو فیس ہونے کی بجائے ہمیں بلیک میل کر کے اوپن ہونے کی دھمکی دے رہا ہے۔ ہم تک پہنچنے کے لئے جب اسے کوئی کلیو نہیں ملا تو وہ ان اوچھے ہتھکنڈوں پر اتر آیا ہے"۔ عمران غرایا۔

" لیکن ایسا کر کے تو وہ خود یہاں کی فضا اور ماحول خراب کر رہا ہے۔ اس طرح تو واقعی یہاں خانہ جنگی شروع ہو جائے گی۔ غیر مسلم،

مسلموں کو اور مسلم غیر مسلموں کو مارنا شروع کر دیں گے۔ کیا پنڈت نارائن پاگل ہے"۔ صفدر نے پریشانی کے عالم میں ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

" بعض لوگ اپنی جھوٹی عزت اور شان بڑھانے کے لئے ہر وہ قدم اٹھانے پر مجبور ہو جاتے ہیں جو انہیں واقعی پاگلوں سے بھی بڑھ کر پاگل بنا دیتا ہے۔ پنڈت نارائن سوچتا ہو گا کہ ایسے اقدام کر کے وہ ہمیں اپنے سامنے آنے پر مجبور کر دے گا اور ہم اس کے سامنے گھٹنے ٹیکنے پر مجبور ہو جائیں گے"۔ عمران نے کہا۔ اس کے لہجے میں بے پناہ کرواہٹ تھی۔

" اس نے یہ بھی تو دھمکی دی ہے کہ اگر ہم چوبیس گھنٹوں تک سامنے نہیں آئے تو وہ ہر طرف لاشوں کے ڈھیر بچھا دے گا۔ اس کا لاشیں بچھانے سے مقصد اور مذہبی رہنماؤں اور مسلم عوام کو نقصان پہنچانا ہی ہو سکتا ہے"۔ صفدر نے کہا۔

" مگر میں اسے ایسا نہیں کرنے دوں گا"۔ عمران کے حلق سے ایک بار پھر غراہٹ نما آواز نکلی۔

" کیا آپ"۔ صفدر نے کچھ کہنا چاہا۔

" ہاں، میں اس کا سامنا کروں گا۔ میں فیس ٹو فیس اس کا سامنا کروں گا۔ اس کے خود ساختہ پاور آف ڈیتھ گروپ کو ان بے گناہ مذہبی رہنماؤں کے خون کا حساب دینا ہو گا جو اس کے ظلم اور بربریت کا نشانہ بنے ہیں"۔ عمران نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔ اس کا سرد لہجہ

سن کر صفدر سر سے پیر تک کانپ اٹھا تھا۔ اس نے اس سے پہلے عمران کا یہ بدلا ہوا روپ کبھی نہیں دیکھا تھا۔ عمران اس وقت اسے انتہائی سفاک اور بے رحم درندہ دکھائی دے رہا تھا۔ اس کا چہرہ آگ سے زیادہ سرخ ہو گیا تھا اور آنکھوں میں جیسے انگارے بھر گئے تھے۔

"عمران صاحب"۔ صفدر نے ایک بار پھر کچھ کہنا چاہا لیکن عمران نے ہاتھ اٹھا کر اسے کہنے سے روک دیا۔

"بی سکس ٹرانسمیٹر پر ممبروں کو کال کرو اور ان سے کہو کہ وہ اپنی کارروائیاں روک کر فائنل پوائنٹ پر پہنچ جائیں۔ اب ہم جو کارروائی کریں گے پنڈت نارائن اور پاور آف ڈیتھ گروپ کے خاتمے کے بعد ہی کریں گے"۔ عمران نے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔ صفدر چند لمحے غور سے عمران کو دیکھتا رہا پھر وہ اٹھا اور سامنے وارڈروب کی جانب بڑھ گیا۔ وارڈروب سے اس نے ایک بریف کیس نکالا اور اسے لئے ہوئے عمران کے قریب آ گیا۔

پھر اس سے پہلے کہ صفدر بریف کیس کھولتا اچانک دروازے پر زور سے دستک ہوئی۔ صفدر نے پھرتی سے بریف کیس کو پلنگ کے نیچے کیا اور اٹھ کر دروازے کی جانب بڑھ گیا۔ جونہی اس نے دروازہ کھولا اسی وقت اسے کسی نے زور سے دھکا دیا اور کئی افراد ہاتھوں میں مشین گنیں اور ریوالور پکڑے اسے بری طرح سے دھکیلتے ہوئے اندر گھس آئے۔

"کیا بات ہے۔ کون ہو تم لوگ"۔ عمران نے ان کو دیکھ کر

ایک جھٹکے سے اٹھتے ہوئے اور غصیلی نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"شٹ اپ۔ خاموش رہو"۔ ان میں سے ایک نے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔ اسی لمحے کمرے میں ایک لمبا تڑنگا نوجوان اندر آ گیا۔ اسے دیکھ کر عمران ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔ وہ ریڈ ہاک تھا۔ پنڈت نارائن کا ساتھی۔ وہ ان دونوں کی جانب گہری نظروں سے دیکھ رہا تھا۔ اس کے چہرے پر بے پناہ سختی اور سفاکی نظر آ رہی تھی۔

"ان کے کمرے کی تلاشی لو"۔ ریڈ ہاک نے اپنے ایک ساتھی سے مخاطب ہو کر کہا اور اس کے آدمیوں نے پورے کمرے کو ادھیڑنا شروع کر دیا۔

"یہ آپ لوگ کیا کر رہے ہیں۔ ہم لوگ اس ملک کے شریف شہری ہیں"۔ عمران نے اس سے احتجاجی لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"ابھی تم لوگوں کی شرافت سامنے آ جائے گی"۔ ریڈ ہاک نے کہا۔

"مگر آپ لوگ ہیں کون اور اس طرح ہمارے کمرے میں غیر قانونی طور پر آنے کا کیا مطلب ہے"۔ عمران نے کہا۔

"خاموش رہو۔ ہمارا تعلق خفیہ ایجنسی سے ہے اور ہم ہر مشکوک شخص کو چیک کرنے کا پورا حق رکھتے ہیں"۔ ریڈ ہاک نے عمران کو بری طرح سے ڈانٹتے ہوئے کہا۔

"یہ زیادتی ہے"۔ عمران نے احتجاج کیا۔ اسی لمحے ایک آدمی نے پلنگ کے نیچے سے بریف کیس نکال لیا اور اسے کھولنے کی کوشش

کرنے لگا لیکن اسے بریف کیس کی تکنیک سمجھ نہ آئی تو وہ ریڈہاک کی جانب سوالیہ نظروں سے دیکھنے لگا۔

"اسے کھولو"۔ ریڈہاک نے صفدر کی طرف دیکھتے ہوئے سرد لہجے میں کہا۔

"آخر آپ لوگ تلاش کیا کر رہے ہیں"۔ عمران نے ایک بار پھر اس سے احتجاج کرنے والے انداز میں پوچھا۔

"اگر تم اسی طرح بار بار بولتے رہے تو میں تمہیں گولی مار دوں گا سمجھے"۔ ریڈہاک نے پلٹ کر اس کی جانب خوفناک نظروں سے گھورتے ہوئے کہا اور عمران دانستہ خاموش ہو گیا۔ ریڈہاک انہیں مشکوک سمجھ کر معمول کی چیکنگ کر رہا تھا۔ اس کے شاید وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ وہ جن کی تلاش میں یہاں آیا ہے وہ یہی لوگ ہیں۔

عمران کے اشارے پر صفدر نے بریف کیس کھول دیا۔ اس کے چہرے پر سکون تھا۔ کیونکہ بریف کیس اندر سے ڈبل تھا جو دیکھنے میں بظاہر سنگل نظر آتا تھا۔ اس کے اوپر والے حصے میں عام ضرورت کا سامان رکھا ہوا تھا۔

"اس میں کچھ نہیں ہے سر"۔ اس آدمی نے کہا۔

"احمق، گائیگر سے چیک کرو۔ بریف کیس ڈبل معلوم ہو رہا ہے"۔ ریڈہاک نے کہا۔ اس کی بات سن کر نہ صرف صفدر بلکہ عمران بھی چونک پڑا تھا۔

"دیکھیئے، آپ لوگ ہمیں خواہ مخواہ پریشان کر رہے ہیں"۔ صفدر نے جلدی سے کہا۔

"خاموش رہو"۔ ریڈہاک غرایا۔ اسی لمحے اس آدمی نے جو بریف کیس کو چیک کر رہا تھا جیب سے ایک گائیگر نکالا اور بریف کیس پر پھیرنے لگا۔ اسی لمحے کمرہ تیز سیٹی کی آواز سے گونج اٹھا اور سیٹی کی آواز کو سن کر نہ صرف وہ آدمی بلکہ ریڈہاک بھی بری طرح سے چونک پڑا جبکہ عمران ایک طویل سانس لے کر رہ گیا تھا۔ اسی لمحے ریڈہاک نے اپنے ساتھیوں کو اشارہ کیا اس کے آدمی تیزی سے حرکت میں آئے اور انہوں نے عمران اور صفدر کو بری طرح سے اپنی گرفت میں لے لیا اور پھر ان دونوں کے بازو ان کی کمر سے لگا کر ان کے دونوں ہاتھوں کو رسیوں سے باندھ دیا گیا۔

"تو تم وہی لوگ ہو جن کی ہمیں تلاش تھی"۔ ریڈہاک نے عمران کے قریب آکر اس کی جانب طنزیہ اور زہریلی نظروں سے گھورتے ہوئے کہا۔ اس اثناء میں اس آدمی نے جو ریڈہاک کا نمبر ٹو راڈک تھا ایک چاقو نکال کر بریف کیس کو ادھیڑنا شروع کر دیا تھا اور پھر بریف کیس سے جو چیزیں نکلیں اسے دیکھ کر وہ بری طرح سے خوفزدہ ہو گیا۔

"باس، بی سکس ٹرانسمیٹر اور الیکٹرونک بم"۔ راڈک کے منہ سے سرسراتے ہوئے نکلا۔ بی سکس ٹرانسمیٹر اور الیکٹرونک بم کا سن کر ریڈہاک کے ساتھی جو کمرے کی تلاشی لے رہے تھے چونک پڑے اور

خوفزدہ نظروں سے ان چیزوں کو دیکھنے لگے۔ ریڈہاک کا ایک ساتھی جو عمران کی الماری کھولنے کی کوشش کر رہا تھا پلٹ کر ریڈہاک کے قریب آگیا۔

"الیکٹرانک بم۔ اوہ"۔ ریڈہاک نے بستر پر پڑے ہوئے چپٹے اور گول چھوٹے چھوٹے ڈبوں کو دیکھتے ہوئے کہا۔ اس کے ساتھیوں نے عمران اور صفدر کو بری طرح سے دھکیل کر کرسیوں پر بٹھا دیا تھا اور پھر انہوں نے رسیوں سے ان کے پیر بھی باندھ دیئے۔ ریڈہاک تیز نظروں سے ان دونوں کو گھور رہا تھا۔

"میک اپ۔ یہ لوگ میک اپ میں ہیں۔ میک اپ واشر لاؤ"۔ اس نے چیختے ہوئے کہا۔

"یس سر"۔ ایک شخص نے کہا اور تقریباً بھاگتا ہوا کمرے سے باہر نکل گیا۔

"کیا تم عمران ہو"۔ ریڈہاک نے عمران کے نزدیک آکر اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتے ہوئے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

"نہیں میں عمران کا بھوت ہوں۔ اور یہ میرا پریت ہے"۔ عمران نے کہا تو ریڈہاک کی آنکھوں میں ایک پراسرار چمک آگئی۔

"تمہارے اس جملے نے ثابت کر دیا ہے کہ تم علی عمران ہو۔ تمہارا مذاق کرنے کا انداز اور اس سچوئیشن میں تمہارا اطمینان اس بات کا ثبوت ہے کہ تم علی عمران ہو"۔ ریڈہاک نے کہا۔

"میں علی عمران نہیں ہوں بلکہ علی عمران ایم ایس سی، ڈی ایس

سی (آکسن) ہوں"۔ عمران نے اس بار اپنے اصل لہجے میں کہا تو ریڈہاک بری طرح سے اچھل پڑا۔ اس کا چہرہ جوش، مسرت اور فتح مندی کی سرشاری سے یکلخت سرخ ہو گیا تھا۔ جبکہ عمران کو اس طرح اصل آواز میں خود کو اوپن کرتے دیکھ کر صفدر چونک اٹھا تھا۔

"بہت خوب۔ یہ ہوئی ناں بات۔ اپنی اصلیت بتا کر تم نے اپنی موت آسان بنا لی ہے علی عمران ورنہ میرا پروگرام تھا کہ جب تک میں تم دونوں کا ریشہ ریشہ الگ نہیں کر دوں گا اس وقت تک شاید تم مجھے اپنی اصلیت نہیں بتاؤ گے"۔ ریڈہاک نے پرجوش لہجے میں کہا۔ اس کے اشارے پر چند مسلح افراد تیزی سے عمران اور صفدر کے پیچھے جا کھڑے ہوئے تھے جیسے انہیں خدشہ ہو کہ بندھے ہونے کے باوجود کہیں وہ بھاگ نہ جائیں۔

"یہ بات نہیں ہے ریڈہاک۔ تم لاکھ سر پٹختے رہتے، میرا رواں رواں کھینچ ڈالتے یا میرے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالتے اگر میں نہ چاہتا تو تم کسی طرح میری اصلیت کا پتہ نہیں چلا سکتے تھے۔ میں نے ایک خاص وجہ سے تمہارے سامنے خود کو اوپن کیا ہے۔ جانتے ہو وہ وجہ کیا ہے"۔ عمران نے بڑے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

"خاص وجہ۔ کیا ہے خاص وجہ"۔ ریڈہاک نے چونک کر پوچھا۔

"تمہارے آنے سے پہلے ہی میں نے تم لوگوں کے سامنے فیس ٹو فیس آنے کا پروگرام بنا لیا تھا"۔ عمران نے جواب دیا۔

"فیس ٹو فیس"۔ ریڈہاک نے اور زیادہ چونکتے ہوئے لہجے میں

کہا۔

"ہاں۔ تم نے اور پنڈت نارائن نے ہمیں سامنے لانے کے لئے جو اوچھا ہتھکنڈا استعمال کیا ہے میں تم لوگوں کو اس کا جواب دینے کے لئے فیس ٹو فیس آنا چاہتا تھا"۔ عمران نے اس بار لہجے میں سختی پیدا کرتے ہوئے کہا۔

"اوچھا ہتھکنڈا۔ اوہ تمہارا مطلب پاور آف ڈیتھ سے تو نہیں ہے"۔ ریڈہاک نے جلدی سے کہا۔

"ہاں، میں فیس ٹو فیس تم لوگوں کو بتانا چاہتا تھا کہ موت کی اصل طاقت کیا ہوتی ہے۔ تم لوگوں نے جن مذہبی رہنماؤں کو ہلاک کیا ہے میں ان سب کے خون کا تم سے حساب لینے کا پروگرام بنا رہا تھا۔ بہرحال تم سامنے آ گئے ہو اس لئے میں پاور آف ڈیتھ کا مطلب سب سے پہلے تمہیں بتاؤں گا اور اس کے بعد پنڈت نارائن کی باری آئے گی اور پھر پاور آف ڈیتھ گروپ کا ہر وہ شخص جن کے ہاتھ ان مذہبی رہنماؤں کے خون سے رنگے ہوئے ہیں میرے ہاتھوں پاور آف ڈیتھ کا شکار ہوں گے"۔ عمران نے اچانک انتہائی خوفناک اور سرد لہجہ اختیار کرتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے اور آنکھوں میں ایک بار پھر بے پناہ غصہ اور نفرت عود کر آئی تھی۔

"اپنے سامنے موت کو دیکھ کر شاید تم اپنے ہوش و حواس کھو بیٹھے ہو عمران۔ اس لئے ایسی احمقانہ باتیں کر رہے ہو"۔ ریڈہاک نے اس کا مذاق اڑاتے ہوئے کہا۔

"یہ مذاق نہیں ہے ریڈہاک۔ تم لوگوں نے پاور آف ڈیتھ کا صرف گروپ بنایا ہے مگر ہم تمہیں پاور آف ڈیتھ بن کر دکھائیں گے اور پاور آف ڈیتھ کے پہلے شکار تم اور تمہارے یہ ساتھی ہوں گے"۔ عمران کا لہجہ اس قدر سخت اور سفاک تھا کہ صفدر اس کا لہجہ سن کر بری طرح سہم گیا تھا۔ ریڈہاک حیرت اور انتہائی غصیلی نظروں سے عمران کی جانب دیکھ رہا تھا۔

"ہونہہ، پہلے میرا ارادہ تھا کہ میں تم دونوں کو زندہ پنڈت نارائن کے پاس لے جاؤں گا مگر اب میں تم دونوں کی یہاں سے لاشیں ہی پنڈت نارائن کے سامنے لے جاؤں گا"۔ ریڈہاک نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"میرے اس دوست کا نام یار بہادر جنگ ہے۔ اگر یہ سمندر میں اتر جائے تو ایک گھنٹے تک پانی میں سانس لئے بغیر رہ سکتا ہے"۔ عمران نے کہا تو صفدر چونک پڑا۔

"کیا مطلب ہوا"۔ ریڈہاک نے تیز لہجے میں کہا۔

"مطلب، مطلب پرستوں کی سمجھ میں ذرا کم ہی آتا ہے"۔ عمران نے کہا۔ اس نے اس جملے سے صفدر کو ایک اشارہ دیا تھا۔ ان دونوں کا آپس میں چولی دامن کا ساتھ ہے اس لئے صفدر کو اشارہ آسانی سے سمجھ میں آ گیا تھا۔ جبکہ اس کی بات سن کر ریڈہاک نے ایک بار پھر ہونٹ بھینچ لئے تھے۔

"تو کیا تم واقعی اس وقت میرے ہاتھوں مرنا چاہتے ہو"۔ ریڈہاک

نے عمران کی جانب غصیلی نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

" گولیاں تم چلاؤ گے یا تمہارے ساتھی"۔ عمران نے اسی اطمینان بھرے انداز میں کہا تو ریڈہاک اور اس کے ساتھیوں کے چہرے پر واقعی بے پناہ الجھن ابھر آئی۔ ان کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ یہ آخر کس مٹی کا بنا ہوا انسان ہے جس کے سر پر موت کھڑی ہے اور وہ یوں اطمینان بھرے انداز میں ان سے باتیں کر رہا ہے جیسے وہ دشمنوں کی بجائے دوستوں کے درمیان بیٹھا ہو۔

" ٹھیک ہے۔ تمہاری اس خواہش کو میں تمہاری آخری خواہش سمجھ کر ابھی پورا کر دیتا ہوں"۔ ریڈہاک نے غراتے ہوئے کہا اور اس نے اپنی کمر میں اڑسا ہوا مشین پسٹل نکال کر ہاتھ میں لیتے ہوئے اس کی نال کا رخ عمران کی جانب کر دیا اور اس کی انگلی ٹریگر پر دباؤ ڈالنے لگی۔

" ایک منٹ"۔ اچانک عمران نے چیخ کر کہا۔

" کیوں اب کیا ہوا ہے"۔ ریڈہاک نے کہا۔ اس کے لہجے میں بے پناہ طنز کی آمیزش تھی۔

" تو کیا تم سچ مچ گولیاں چلانے لگے ہو"۔ عمران نے اس بار بڑے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

" ہاں"۔ ریڈہاک نے سر ہلا کر کہا۔

" ارے گولیاں مارنے سے پہلے گنتی تو گن لو۔ ایک دو تین۔ اگر گنتی نہیں آتی تو میں گن دوں تین تک"۔ عمران نے کہا تو اس کی

بات سن کر صفدر نہ چاہتے ہوئے بھی ہنس پڑا۔ عمران واقعی ایک عجیب و غریب کردار تھا جو کبھی تو واقعی مسخرہ نظر آتا تھا۔ کبھی انتہائی ذہین اور کبھی وہ ایسا ہو جاتا تھا جیسے واقعی اس سے بڑھ کر دنیا میں خوفناک، سفاک اور بے رحم انسان کوئی نہیں ہوگا۔ یہ جملہ کہتے ہوئے عمران کے لہجے میں ایک بار پھر شوخی عود کر آئی تھی۔

" بھون دو انہیں"۔ ریڈہاک نے اچانک حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔ اسی لمحے گنیں سیدھی ہوئیں اور ریڈہاک کے ساتھ ساتھ اس کے ساتھیوں کے ہاتھوں میں موجود گنوں کے ٹریگر دبتے چلے گئے۔ اسی لمحے عمران اچانک بری طرح سے چیخنے لگا۔

پنڈت نارائن دفتر میں بیٹھا ایک فائل کے مطالعے میں مصروف تھا کہ سامنے پڑے ہوئے سرخ ٹیلی فون کی گھنٹی بجی تو وہ بری طرح سے چونک پڑا۔

سرخ ٹیلی فون ڈائریکٹ صدر مملکت یا پھر وزیراعظم کے لئے مخصوص تھا۔ ان کے سوا کوئی پنڈت نارائن کو اس فون پر کال نہیں کر سکتا تھا۔

" یس پنڈت نارائن سپیکنگ "۔ پنڈت نارائن نے لہجے میں مودب پن اختیار کرتے ہوئے کہا۔

" پنڈت نارائن آپ ابھی اور اسی وقت میرے آفس میں پہنچیں "۔ دوسری طرف سے وزیراعظم کی سرد ترین آواز سنائی دی اور وزیراعظم کے اس قدر سخت لہجے کو سن کر پنڈت نارائن کی پیشانی پر لاتعداد بل پڑ گئے۔

" یس سر "۔ پنڈت نارائن نے ابھی اتنا ہی کہا تھا کہ دوسری طرف سے رابطہ منقطع کر دیا گیا۔ پنڈت نارائن نے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔ اسے وزیر دفاع راجپال ورما اور سیکرٹری خارجہ راگیش کھنہ کی ہلاکتوں کی اطلاع مل چکی تھی۔ وزیر دفاع راجپال ورما کو تو باقاعدہ پلاننگ کر کے اس کی رہائش گاہ سے باہر نکالا گیا تھا۔ ٹیلی فون ایکس چینج اور آفیسرز کالونی کی سیکورٹی سے پوچھ گچھ کے بعد یہ بات سامنے آئی تھی کہ وزیر دفاع راجپال ورما کو ان کے پرسنل نمبر پر فون کیا گیا تھا کہ صدر مملکت نے رات کے وقت ایک ہنگامی میٹنگ کال کی ہے جس میں ان کی شرکت بے حد ضروری ہے۔ اس کال کے ملتے ہی وزیر دفاع راجپال ورما فوری طور پر اپنے ڈرائیور کے ہمراہ ایوان صدر میں جانے کے لئے نکل کھڑے ہوئے تھے۔ جہاں مجرم راستے میں ان کے لئے پہلے سے ہی گھات لگائے بیٹھے تھے۔ اور پھر انہوں نے وہیں وزیر دفاع راجپال ورما اور اس کے ڈرائیور کو گولیوں سے چھلنی کر دیا تھا۔ ان خطرناک قاتلوں کے پیچھے پولیس بھی لگی تھی مگر قاتل پولیس پر بم پھینک کر وہاں سے فرار ہو جانے میں کامیاب ہو گئے تھے۔

وزیر دفاع راجپال ورما کی اس حد تک بہیمانہ موت کی خبر نے حکومت کو بری طرح سے ہلا کر رکھ دیا تھا اور پھر جب اگلے دن سیکرٹری خارجہ راگیش کھنہ، اس کے پی اے اور دو سیکورٹی گارڈز کی ہلاکتوں کی خبریں حکومت کو ملیں تو حکومت کے ہاتھوں کے سچ مچ طوطے اڑ گئے تھے۔ ان سب کو زہریلی سوئیاں پھینک کر ہلاک کیا گیا

تھا جن پر ساستائیڈ لگا ہوا تھا۔ تفتیش کے دوران بس ایک بات ہی سامنے آئی تھی کہ ایک شخص جو خاصا لمبا تڑنگا اور نوجوان آدمی تھا کو سیکرٹری خارجہ راگیش کھنہ کے دفتر میں جاتے دیکھا گیا تھا۔ جب وہ نوجوان ان کے دفتر میں داخل ہوا تو حفاظت کے پیش نظر دو مسلح اہلکاروں کو ان کے دفتر کے باہر رکھا گیا تھا جو نجانے کیوں اندر چلے گئے تھے اور وہیں ہلاک کر دیئے گئے تھے جبکہ سیکرٹری خارجہ کے پی اے کی لاش اس کے اپنے دفتر سے ملی تھی۔ نوجوان کون تھا اور کہاں سے آیا تھا اس کے بارے میں کوئی نہیں جانتا تھا۔

سیکرٹری خارجہ اور وزیر دفاع کی ہلاکت کی خبر سن کر پنڈت نارائن کے اعصاب بھی جھنجھنا اٹھے تھے۔ اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ ان دونوں اعلیٰ عہدے داروں کا کیوں اور کس مقصد کے لئے ہلاک کیا گیا ہے۔ کیا ان کی ہلاکتوں کے پیچھے علی عمران اور اس کے ساتھیوں کا ہاتھ ہے۔ لیکن اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ ان دونوں کی ہلاکتوں کے پیچھے اگر واقعی علی عمران اور اس کے ساتھیوں کا ہاتھ تھا تو وہ لوگ ان کی ہلاکتوں سے کیا فائدہ اٹھانا چاہتے تھے۔ کیا وہ کافرستان میں حکومت کا تختہ الٹنے کی نیت سے آئے ہیں۔ کیا ان کا مشن موجودہ حکومت کو ہٹانا ہے۔ ایسی کارروائیاں انہی حالات کو مدنظر رکھ کر کی جاتی ہیں۔ کافرستانی عوام جو پہلے ہی پاکیشیا سے شکست کے بعد حکومت سے بددل اور بے چین ہو چکی تھی ان حالات میں اگر اس طرح اعلیٰ عہدے داریوں بہیمانہ انداز میں قتل ہونا

شروع ہو جائیں تو پھر عوام کا حکومت پر اعتماد کس طرح سے بحال رہ سکتا ہے۔ وہ لوگ یقینی طور پر سڑکوں پر نکل آئیں گے اور ہر طرف سے حکومت کے خلاف نعرے بازی شروع ہو جائے گی۔ جس کے نتیجے میں حکومت کا قائم رہنا ناممکنات میں سے ہو گا۔ اس سلسلے میں صدر نے ہنگامی میٹنگ بھی کال کی تھی جس میں سیکرٹری خارجہ راگیش کھنہ کو بھی مدعو کیا گیا تھا۔ لیکن جب ان کی ہلاکت کی خبر ملی تو انہوں نے میٹنگ ملتوی کر دی تھی۔ انہوں نے ان دونوں کے قتل کے لئے فوری طور پر اپنی کابینہ کا اجلاس بلا لیا تھا۔ کابینہ نے صدر اور وزیراعظم کے ساتھ خوب لے دے کی تھی مگر صدر اور وزیراعظم نے نہایت عقلمندی اور سیاست سے کابینہ کو مکمل طور پر اعتماد میں لے لیا تھا اور نامعلوم مجرموں سے ان کے جان و مال کے تحفظ کی پوری ذمہ داری اٹھاتے ہوئے انہیں اس بات کی ضمانت بھی دی تھی کہ وہ بہت جلد ان قاتلوں کا سراغ لگا کر انہیں گرفتار کر لیں گے جو وزیر دفاع راجپال ورما اور سیکرٹری خارجہ راگیش کھنہ کے قتل کے ذمہ دار تھے۔ لیکن اس کے باوجود ہر طرف خوف و ہراس کی فضا قائم ہو گئی تھی۔ جسے کنٹرول کرنے کے لئے حکومت ہر ممکن اقدام میں مصروف تھی۔

وزیراعظم کا فون سن کر پنڈت نارائن نے سامنے پڑی ہوئی فائل بند کی اور ایک طویل سانس لیتے ہوئے اٹھا ہی تھا کہ زرد رنگ کے فون کی گھنٹی بجنے لگی۔ یہ جنرل فون سیٹ تھا جس پر پنڈت نارائن ہر

ایک سے بات کر لیتا تھا۔

"یس پنڈت نارائن سپیکنگ"۔ پنڈت نارائن نے رسیور اٹھاتے ہوئے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

"شیکھا بول رہی ہوں"۔ دوسری طرف سے ایک نسوانی مترنم آواز سنائی دی۔

"اوہ، شیکھا تم۔ کہاں سے بول رہی ہو"۔ پنڈت نارائن نے شیکھا کی آواز سن کر برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔ شیکھا ملٹری انٹیلی جنس کے ڈائریکٹر جنرل کی اکلوتی بیٹی تھی۔ انتہائی خوبصورت ہونے کے ساتھ ساتھ وہ بے حد عقلمند، ہوشیار اور نہایت تیز طرار لڑکی تھی جو پنڈت نارائن کو بے حد پسند کرتی تھی۔ پنڈت نارائن اس کے دور کے رشتے دار کا بیٹا تھا جسے وہ بچپن سے ہی چاہتی تھی مگر پنڈت نارائن شروع سے ہی اسے پسند نہیں کرتا تھا کیونکہ شیکھا بے حد باتونی اور حد سے زیادہ بد دماغ قسم کی لڑکی تھی۔ انتہائی بے باک ہونے کے ساتھ ساتھ وہ ملٹری انٹیلی جنس کے ڈائریکٹر جنرل کی اکلوتی بیٹی ہونے کی وجہ سے وہ بے حد مغرور تھی۔ نہ اسے چھوٹوں سے بات کرنے کی تمیز تھی اور نہ وہ کسی قسم کا بڑوں کا لحاظ کرتی تھی۔ وہ ہر کسی کو بلاوجہ اور بغیر کسی مقصد کے ذلیل کرنا شروع کر دیتی تھی۔ جس کی عادتیں نہ کسی اور کو پسند تھیں اور نہ پنڈت نارائن کو۔ مگر اس کے باوجود وہ ہر وقت پنڈت نارائن کے سر پر سوار رہنے کی کوشش کرتی تھی۔ اس نے برملا اپنے عزیز و اقارب اور اپنے ملنے جلنے والوں کو بتا دیا تھا کہ وہ

صرف اور صرف پنڈت نارائن کو پسند کرتی ہے اور جب بھی شادی کرے گی تو اسی سے کرے گی ورنہ ساری عمر یونہی کنواری بیٹھی رہے گی۔ اس سلسلے میں پنڈت نارائن کو بھی اس نے منانے کی ہر ممکن کوشش کر ڈالی تھی مگر پنڈت نارائن اس بد دماغ اور تیز لڑکی سے ہمیشہ کنی کترا کر نکل جاتا تھا۔

"میں جہاں بھی ہوں تم بتاؤ تم اس وقت کہاں ہو"۔ شیکھا نے اپنے مخصوص تیز لہجے میں پوچھا۔

"میں اس وقت اپنے دفتر میں ہوں۔ کیوں"۔ پنڈت نارائن نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"کون سے دفتر میں، مجھے پتہ بتاؤ۔ میں تم سے ملنا چاہتی ہوں فوری طور پر"۔ شیکھا نے کہا۔

"دیکھو شیکھا میں اس وقت بہت مصروف ہوں۔ ابھی ابھی پرائم منسٹر صاحب کی کال آئی تھی۔ میں ان کے پاس جا رہا ہوں تم بعد میں فون کر لینا۔ پھر میں تمہیں دفتر کا پتہ بھی بتا دوں گا بلکہ تم سے ملنے خود اس جگہ پہنچ جاؤں گا جہاں تم موجود ہو"۔ پنڈت نارائن نے اس سے جان چھڑوانے والے انداز میں کہا۔

"ایسے وعدے تم روز ہی کرتے ہو اور روز ہی توڑ دیتے ہو۔ جلدی بتاؤ اپنا پتہ"۔ شیکھا نے سخت لہجے میں کہا۔

"میں نے کہا ناں کہ بعد میں فون کر لینا۔ میں اس وقت پرائم منسٹر صاحب سے ملنے جا رہا ہوں"۔ پنڈت نارائن نے اسے ضد

پکڑتے دیکھ کر غصیلے لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں بھی وہیں آرہی ہوں"۔ شیکھا نے کہا تو پنڈت نارائن نے فون بند کرنے کے لئے رسیور کان سے ہٹا ہی رہا تھا کہ شیکھا کی یہ بات سن کر بری طرح سے چونک پڑا۔

"کیا، کیا کہا تم نے"۔ پنڈت نارائن نے تیز لہجے میں کہا۔

"میرا تم سے ملنا بہت ضروری ہے۔ اگر تم ایوان صدر بھی جا رہے ہو تو بتا دو۔ میں وہاں تک بھی پہنچنے کے اختیارات رکھتی ہوں"۔ شیکھا نے فاخرانہ لہجے میں کہا۔ تو پنڈت نارائن نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔ وہ جانتا تھا کہ شیکھا جو کہہ رہی ہے واقعی وہ ایسا بھی کر سکتی ہے۔ کیونکہ وہ ملٹری انٹیلی جنس کے ڈائریکٹر جنرل کی اکلوتی بیٹی ہے جس کے اختیارات واقعی بے حد وسیع تھے۔

"یہ مناسب نہیں ہوگا شیکھا۔ تم مجھے اپنا پتہ بتاؤ میں پرائم منسٹر صاحب سے مل کر سیدھا تم سے ملنے پہنچ جاؤں گا"۔ پنڈت نارائن نے بے بسی سے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"چلو، ایک بار پھر تمہیں آزما لیتی ہوں۔ بہرحال میرا پتہ نوٹ کرو۔ میں اس وقت منتاری میں ہوں"۔ شیکھا نے کہا۔

"منتاری میں۔ اوہ، اتنی دور سے تم مجھے کال کر رہی ہو"۔ پنڈت نارائن نے چونک کر کہا۔

"ہاں، اور یہ بھی سن لو۔ منتاری کمرشل زون میں اس وقت قیامت آئی ہوئی ہے۔ تمام انڈسٹریاں تباہ ہو چکی ہیں۔ کمرشل زون

کھنڈرات بن چکا ہے"۔ شیکھا نے کہا تو پنڈت نارائن جیسے سکتے میں رہ گیا۔

"یہ، یہ تم کیا کہہ رہی ہو۔ کیسے ہوا ہے یہ سب۔ اور۔ اور........" پنڈت نارائن نے جیسے کھوئے ہوئے لہجے میں کہا۔ اس کا چہرہ یکلخت ہلدی کی طرح زرد ہو گیا تھا۔

"منتاری کمرشل زون میں موجود خام مال ڈلیور کرنے والے سب سے بڑے سٹور جسے ماسٹر سٹور کہا جاتا ہے کو باقاعدہ تخریب کاری کے تحت تباہ کر دیا گیا ہے اور اس سٹور میں سرحدی پوائنٹس کا بہت بڑا اسلحہ بھی ذخیرہ کیا گیا تھا جس کی خوفناک تباہی سے منتاری پر قیامت ٹوٹ پڑی ہے"۔ شیکھا نے کہا۔ تو پنڈت نارائن کے دل و دماغ میں دھماکے ہونا شروع ہو گئے۔

"اور جن افراد نے منتاری میں اس قدر تباہی پھیلائی ہے ان کو میں جانتی ہوں"۔ شیکھا نے کہا تو پنڈت نارائن بری طرح سے اچھل پڑا۔

"کیا تم ان تخریب کاروں کو جانتی ہو۔ کون ہیں وہ"۔ پنڈت نارائن نے بری طرح سے چیختے ہوئے کہا۔

"اسی لئے تو کہہ رہی ہوں تم میرے پاس آجاؤ یا مجھے اپنے پاس آنے دو۔ میں ان کے بارے میں تمہیں ساری تفصیل بتا دوں گی۔ وہ لوگ جہاں ہیں وہاں سے کہیں نہیں جا سکتے"۔ شیکھا نے کہا۔

"اوہ، اگر یہ بات ہے تو مجھے اپنا پتہ بتاؤ۔ میں ابھی تمہارے پاس آ

رہا ہوں"۔ پنڈت نارائن نے جلدی سے کہا تو شیکھا نے خوش ہو کر
اسے اپنا پتہ بتادیا۔

"ٹھیک ہے۔ میں اپنے خصوصی تیز رفتار ہیلی کاپٹر پر تمہارے
پاس پہنچ رہا ہوں"۔ پنڈت نارائن نے کہا۔

"ٹھیک ہے میں تمہارا انتظار کروں گی"۔ شیکھا نے کہا اور پھر اس
نے فون بند کر دیا۔

"منتاری کمرشل زون کو تباہ کر دیا گیا۔ یہ عمران اور اس کے
ساتھیوں کی ہی کارروائی ہو سکتی ہے۔ وہ لوگ لگتا ہے یہاں پاور
ایکشن کر کے کافرستان کو معاشی طور پر تباہ و برباد کرنے آئے ہیں۔
اوہ، اوہ شاید اسی لئے وزیر اعظم نے مجھے فوری طور پر طلب کیا ہے۔
اب میں کیا کروں۔ کیا جواب دوں انہیں"۔ پنڈت نارائن نے
ہونٹ چباتے ہوئے مسلسل پریشانی کے عالم میں بڑبڑاتے ہوئے
کہا۔ چند لمحے وہ اسی طرح پریشانی کے عالم میں سوچتا رہا پھر وہ ایک
جھٹکے سے کرسی سے اٹھا اور میز کے پیچھے سے نکل کر تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا
کمرے سے نکلتا چلا گیا۔ اس نے وزیر اعظم سے ملنے کی بجائے یہاں سے
سیدھا منتاری شیکھا کے پاس جانے کا فیصلہ کر لیا تھا۔ وزیر اعظم سے تو
وہ بعد میں مل سکتا تھا۔ لیکن شیکھا جن تخریب کاروں کو جانتی تھی ان
کے بارے میں جاننا اس کے لئے بہت ضروری تھا۔ ان لوگوں کا تعلق
عمران گروپ سے تھا یا نہیں۔ تب بھی وہ کافرستان کے سب سے
بڑے مجرم تھے۔ ایسے تخریب کاروں کو پکڑنا بہت ضروری تھا۔

"مس جولیا رک جائیے۔ میری بات سنیئے"۔ تنویر نے جولیا کے
پیچھے تیزی سے لپکتے ہوئے کہا جو نہایت تیز تیز قدم اٹھاتی ہوئی لفٹ کی
جانب بڑھی جا رہی تھی۔

"نہیں، اگر میں رک گئی تو تم جانتے ہو کیا ہو گا"۔ جولیا نے لفٹ
کی سائیڈ پر دیوار پر لگے لفٹ کا بٹن پریس کرتے ہوئے کہا۔

"میں جانتا ہوں"۔ تنویر نے سر ہلا کر کہا۔

"تب پھر مجھے کیوں روک رہے ہو"۔ جولیا نے اسے تیز نظروں سے
گھورتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے لفٹ کا دروازہ کھلا اور اس میں سے کچھ
لوگ نکل کر باہر آگئے۔ انہیں دیکھ کر تنویر کچھ کہتے کہتے رک گیا تھا۔
لفٹ خالی ہوتے ہی جولیا لفٹ میں سوار ہو گئی تھی۔ مجبوراً تنویر کو
بھی اس کے پیچھے لفٹ میں سوار ہونا پڑا۔ لفٹ میں ایک جوڑا اور
لفٹ آپریٹر موجود تھے جن کی موجودگی میں تنویر نے خاموشی اختیار کر

لی تھی۔

"گراؤنڈ فلور"۔ جولیا نے کہا تو لفٹ آپریٹر نے اثبات میں سرہلا کر گراؤنڈ فلور کا بٹن دبا دیا۔ لفٹ کا دروازہ بند ہوا اور لفٹ کو ایک ہلکا سا جھٹکا لگا اور وہ نیچے جانے لگی اور پھر گراؤنڈ فلور پر آکر رک گئی تو تنویر اور جولیا آگے پیچھے لفٹ سے باہر آگئے۔ جیسے ہی وہ لفٹ سے باہر آئے جولیا سامنے سے آتی ہوئی ایک فیشن ایبل اور خوبصورت لڑکی کو دیکھ کر چونک پڑی۔

جولیا نے اس کی جانب غور سے دیکھا تو اس کے ذہن میں عجیب و غریب سرسراہٹ سی ہونے لگی۔ وہ اس لڑکی کو جانتی تھی وہ اس کی دوست شیکھا تھی۔ وہ اور شیکھا ایک ہی یونیورسٹی میں پڑھ چکے تھے اور اس زمانے میں جولیا اور شیکھا کی گہری دوستی رہ چکی تھی۔ وہ جولیا اور جولیا اس کی عادتیں اچھی طرح سے جانتی تھیں مگر اس وقت جولیا مقامی میک اپ میں تھی اس لئے شیکھا کا اس طرح اس کے سامنے آنا اور اسے اس طرح چونکتے دیکھ کر رک جانا اس بات کی علامت تھی جیسے وہ اسے پہچان گئی ہو۔

جولیا اسے دیکھ کر چونکی ضرور تھی مگر اس نے شیکھا پر واضح نہیں ہونے دیا تھا۔ اس نے تنویر کے ساتھ آگے قدم بڑھا دیئے۔

"سنیئے مس"۔ شیکھا نے جو اس کی جانب غور سے دیکھ رہی تھی اسے مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

"جی، آپ نے مجھ سے کچھ کہا ہے"۔ جولیا نے رک کر اور پلٹ کر

اس کی جانب انجان نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔ تنویر بھی رک کر حیرت سے اس خوبصورت لڑکی کی طرف دیکھنے لگا تھا۔

"جی ہاں"۔ مادام شیکھا نے اثبات میں سرہلا کر کہا۔

"فرمایئے"۔ جولیا نے کہا۔ اس نے اپنا لہجہ جان بوجھ کر بدل لیا تھا کیونکہ شیکھا اس کی آواز اور اس کے بولنے کے انداز سے اچھی طرح واقف تھی۔ دوسرے وہ کافرستانی ملٹری انٹیلی جنس کے ڈائریکٹر جنرل کی اکلوتی بیٹی تھی اور جولیا کو یہاں تک خبر مل چکی تھی کہ شیکھا ملٹری انٹیلی جنس کے لئے خفیہ طور پر کام کرتی ہے۔ وہ بے حد ذہین، تیز طرار اور ہوشیار ترین لڑکی تھی۔ اس لئے اسے نظرانداز کر کے گزر جانا خود اپنے پیروں پر کلہاڑی مارنے کے مترادف تھا۔ اس شکی مادام شیکھا کو اگر اس پر ذرا بھی شک ہو جاتا کہ وہ جولیا ہے تو وہ کسی بھی طرح آسانی سے ان کا پیچھا نہ چھوڑتی اور جولیا تنویر کے ساتھ جس کام کے لئے جا رہی تھی اس کے لئے بے حد اہم اور ضروری تھا۔ اس کی جلد بازی کی وجہ سے منتاری کا پورا شہر اور شہر میں بسنے والے ہزاروں لاکھوں انسانوں کی زندگیاں داؤ پر لگی ہوئی تھیں اور بم پھٹنے میں تین گھنٹوں سے کم وقت باقی رہ گیا تھا۔ اس لئے جولیا کے لئے یہ ضروری ہو گیا تھا کہ وہ شیکھا کو مطمئن کر دے ورنہ وہ یقینی طور پر اس کا یہاں سے نکلنا مشکل بنا دیتی۔

"معاف کیجئے گا مس آپ کو تکلیف دے رہی ہوں اصل میں آپ کی شکل اور آپ کی چند عادتیں میری ایک پرانی سہیلی سے ملتی جلتی

ہیں۔ لیکن مجھے اس کا نام یاد نہیں آرہا"۔ شیکھا نے کہا تو جولیا قدرے پریشان ہو گئی کیونکہ شکل ملنے کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا۔ اس نے ایسا میک اپ کر رکھا تھا جس سے اس کا چہرہ یکسر بدل گیا تھا۔

"میرا نام آرتی ہے اور یہ میرے دوست مسٹر شیکھر ہیں"۔ جولیا نے ہوٹل میں لکھوایا ہوا اپنا اور تنویر کا فرضی نام اسے بتاتے ہوئے کہا۔

"آرتی، اوہ نہیں۔ میری سہیلی کا نام تو غالباً کچھ اور ہی تھا مگر آپ کے چہرے کی بناوٹ، آپ کی آنکھیں۔ آپ کے چلنے کا انداز اور خاص طور پر آپ کے ہاتھ جھٹکنے کا انداز تو بالکل میری ایک فرینڈ جیسا ہے"۔ شیکھا نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا اور جولیا کا دل بے اختیار دھک دھک کرنے لگا۔ اس نے اپنا چہرہ اور اپنی آواز کو تو بدل لیا تھا لیکن واقعی وہ اپنی مخصوص عادتوں کو بدلنا بھول گئی تھی۔ جس کی وجہ سے شیکھا اس کی جانب متوجہ ہو گئی تھی۔ اس کا الجھا ہوا انداز بتا رہا تھا جیسے وہ اس کی جانب سے مشکوک ہو چکی ہے۔

"ہو سکتا ہے"۔ جولیا نے کندھے اچکا کر کہا۔

"کیا ہو سکتا ہے"۔ شیکھا نے چونک کر کہا۔

"اس دنیا میں جس طرح ایک دوسرے سے ہزاروں کی شکلیں آپس میں مل جاتی ہیں۔ اسی طرح عادتوں کا بھی مل جانا کوئی بڑی بات نہیں ہے"۔ جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ایسی بات ہوتی تو میری سہیلی کو جو عادتیں ہیں وہ ساری کی ساری آپ میں نہ ہوتیں"۔ شیکھا نے سنجیدگی سے کہا۔

"دیکھئے مس، ہم اس وقت جلدی میں ہیں۔ آپ جو سمجھ رہی ہیں مس آرتی وہ نہیں ہیں"۔ تنویر نے بیچ میں مداخلت کرتے ہوئے کہا۔

"میرا نام شیکھا ہے۔ یہاں عام طور پر مجھے مادام شیکھا کہا جاتا ہے"۔ شیکھا نے کہا۔

"خوشی ہوئی آپ سے مل کر"۔ تنویر نے رسمی جملہ ادا کرتے ہوئے کہا۔

"کیا اب ہم جا سکتے ہیں"۔ جولیا نے بدستور چہرے پر مسکراہٹ سجائے رکھتے ہوئے شیکھا سے کہا۔

"ضرور، لیکن کیا آپ مجھ سے دوبارہ مل سکتی ہیں"۔ مادام شیکھا نے کہا۔

"موسٹ ویلکم۔ میں اسی ہوٹل میں ٹھہری ہوئی ہوں۔ جب چاہیں آپ مجھ سے ملنے کے لئے آ سکتی ہیں"۔ جولیا نے انتہائی خوش اخلاقی کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا اور اسے اپنے کمرے کا نمبر بتا دیا۔ تو مادام شیکھا نے بھی مسکرا کر سر ہلا دیا اور پھر اس نے جولیا سے ہاتھ ملایا اور ہاتھ ملاتے ہی وہ جیسے نہ چاہتے ہوئے بھی چونک پڑی۔

"جولیانا۔ جولیانا فٹرواٹر"۔ اس کے منہ سے بے اختیار نکلا اور جولیا کے ساتھ ساتھ اس بار تنویر بھی چونک اٹھا۔

"جی، کیا کہا آپ نے"۔ جولیا نے انجان بنتے ہوئے کہا۔

"کچھ نہیں۔ مجھے اصل میں یاد آ گیا ہے۔ میری اس سہیلی کا نام جولیانا فٹرواٹر ہے۔ وہ میرے ساتھ سوئٹزرلینڈ کی ایک یونیورسٹی میں

پڑھتی تھی"۔ مادام شیکھا نے کہا۔ اس کی نظریں ایک بار پھر جولیا کے چہرے پر گڑ گئی تھیں اور جولیا کو یوں لگ رہا تھا جیسے اس کی نظریں اس کے چہرے کے اندر اترتی جا رہی ہوں۔ اس نے جلدی سے سر جھٹکا اور مادام شیکھا سے ہاتھ چھڑوا کر تیزی سے آگے بڑھ گئی۔ جیسے ہی وہ آگے بڑھی مادام شیکھا نے ہال کی طرف دیکھتے ہوئے سر سے کوئی اشارہ کیا تو مین ڈور کے قریب میز کے گرد بیٹھے ہوئے چار افراد تیزی سے اٹھے اور تیز تیز چلتے ہوئے جولیا اور تنویر کے سامنے آ گئے۔

"فرمایئے"۔ انہیں دیکھ کر تنویر نے تیز اور تند لہجے میں کہا۔ ان چاروں نوجوانوں نے سیاہ رنگ کے سوٹ پہن رکھے تھے۔ سفید شرٹ اور ان کے پیروں میں ایک جیسے سیاہ رنگ کے جوتے تھے۔ انہوں نے آنکھوں پر بھی ایک ہی ڈیزائن کے سیاہ چشمے لگا رکھے تھے اور ان سب کا ایک ایک ہاتھ ان کے کوٹ کی جیبوں میں تھا۔

"آپ دونوں باہر نہیں جا سکتے"۔ ان میں سے ایک سیاہ سوٹ والے نے بڑے سخت لہجے میں کہا۔

"کیوں، کیا ہمارے لئے باہر جانے پر پابندی ہے"۔ تنویر نے اس کی جانب غصیلی نظروں سے گھورتے ہوئے کہا۔

"ہمارا تعلق خفیہ والوں سے ہے"۔ اس شخص نے کہا۔

"تو ہو گا ہمیں کیا اور آپ ہمیں اس طرح کیوں روک رہے ہیں۔ کیا چاہتے ہیں آپ لوگ۔ کیا اس ہوٹل میں شریفوں کے ساتھ ایسا ہی سلوک کیا جاتا ہے"۔ تنویر نے غصے میں آتے ہوئے تیز لہجے میں کہا تو

ہال میں بیٹھے ہوئے لوگ چونک چونک کر ان کی جانب دیکھنے لگے۔

"اگر آپ لوگ یہاں تماشہ نہیں بننا چاہتے تو آپ دونوں کو واپس اپنے کمروں میں جانا ہو گا۔ جب تک مادام آپ لوگوں سے مطمئن نہیں ہوں گی آپ کو ہوٹل سے باہر جانے کی اجازت نہیں دی جا سکتی"۔ اس سیاہ سوٹ والے نے کرخت لہجے میں کہا۔

"مادام، آپ مادام شیکھا کی بات کر رہے ہیں"۔ جولیا نے تیز لہجے میں کہا اور پلٹ کر اس طرف دیکھا جہاں مادام شیکھا کھڑی تھی مگر اب وہ وہاں موجود نہیں تھی شاید وہ لفٹ میں سوار ہو کر اوپر جا چکی تھی۔

"ہاں"۔ سیاہ سوٹ والے نے مختصر سا جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ، مگر........" جولیا نے پریشانی کے عالم میں سر جھٹک کر کہا۔

"دیکھئے، آپ لوگ جو کوئی بھی ہیں ہمیں جانے دیں۔ ہم اسی ہوٹل میں ٹھہرے ہوئے ہیں۔ ایک آدھ گھنٹے میں واپس آ جائیں گے پھر آپ نے ہم سے جو بات کرنی ہو گی کر لیں"۔ تنویر نے جولیا کا اشارہ پا کر خود کو سنبھالتے ہوئے کہا۔

"سوری، آپ کو ہمارے ساتھ واپس اپنے کمروں میں چلنا ہو گا"۔ اس نے صاف لہجے میں کہا۔

"ہونہہ، ٹھیک ہے شیکھر۔ ہمیں ان کی بات سن لینی چاہئے۔ ان لوگوں کو کوئی غلط فہمی ہو رہی ہے۔ یہ لوگ خفیہ والے ہیں اور ہم کافرستانیوں کا فرض ہے کہ ہم ان کے ساتھ مکمل تعاون کریں اور ان کی غلط فہمی دور کریں۔ آؤ"۔ اس سے پہلے کہ تنویر کچھ کہتا جولیا نے

جلدی سے کہا اور پھر واپس اپنے کمرے میں جانے کے لئے مڑ گئی۔ تنویر کو غصہ تو بہت آ رہا تھا وہ چاہتا تو چند لمحوں میں ان چاروں کی وہاں لاشیں بچھا سکتا تھا مگر نجانے کیا بات تھی کہ وہ جولیا کے چہرے پر بے پناہ الجھن دیکھ رہا تھا اور جولیا نے آئی کوڈ سے اسے خاموش رہنے کا حکم بھی دیا تھا۔ اس لئے وہ بھی سر جھٹک کر لفٹ کی جانب بڑھ گیا اور پھر وہ سب لفٹ میں سوار ہو گئے۔ چند ہی لمحوں بعد جولیا اپنے کمرے کا دروازہ کھول رہی تھی۔ راہداری میں کوئی نہیں تھا۔ نجانے مادام شیکھا کہاں چلی گئی تھی۔

" آیئے "۔ جولیا نے لاک کھول کر ہینڈل گھما کر کمرے کا دروازہ کھولتے ہوئے کہا۔

" آپ لوگ اندر چلیئے۔ ہم یہیں موجود رہیں گے۔ مادام خود آ کر آپ سے بات کریں گی "۔ اس سیاہ سوٹ والے نے کہا تو جولیا سر جھٹک کر کمرے میں داخل ہو گئی۔ تنویر بھی اس کے کمرے میں آ گیا۔

" یہ کیا چکر ہے۔ کون ہیں یہ لوگ اور کیوں ہمیں اس طرح پریشان کر رہے ہیں "۔ تنویر نے جولیا کا نام لئے بغیر تیز لہجے میں کہا۔

" کہہ تو رہے ہیں کہ ان کا تعلق خفیہ والوں سے ہے۔ اب ہمیں کیوں پریشان کر رہے ہیں تو اس کے بارے میں، میں کیا کہہ سکتی ہوں "۔ جولیا نے جلدی سے کہا اور پھر وہ آئی کوڈ میں تنویر کو مادام شیکھا کے بارے میں بتانے لگی۔ اس نے تنویر کو یہ بھی بتا دیا کہ مادام شیکھا انتہائی خطرناک اور تیز دماغ والی لڑکی ہے اور اس کا تعلق ملٹری

انٹیلی جنس کے کسی خفیہ شعبے سے ہے۔ اس نے جولیا کی مخصوص عادتوں سے اسے پہچان لیا ہے اور اب جب تک وہ اس سے پوری طرح سے مطمئن نہیں ہو گی آسانی سے ان کا پیچھا نہیں چھوڑے گی۔ سیاہ لباس والے اس کے ساتھی ہیں اور اس طرح کے لباس والے چند اور لوگوں کو بھی اس نے ہال کی مختلف میزوں پر بیٹھے دیکھا تھا۔ جن سے پتہ چلتا ہے کہ مادام شیکھا خاص طور پر ان کے لئے وہاں آئی ہے۔

جولیا کی بات سن کر تنویر کے چہرے پر بھی الجھن اور قدرے پریشانی کے سائے لہرانے لگے تھے۔ اس نے ریسٹ واچ دیکھی اور جولیا کو وقت دکھانے لگا۔

" مادام شیکھا کو آنے دو۔ اب اسے یرغمال بنا کر ہی ہم یہاں سے نکل سکتے ہیں۔ ان سے الجھنے یا ان سے نپٹنے کا ہمارے پاس وقت نہیں ہے "۔ جولیا نے آئی کوڈ میں کہا تو تنویر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ اسی لمحے تنویر اور جولیا اچانک بری طرح سے چونک اٹھے۔ ان کے نتھنوں سے ایک عجیب نا آشنا اور نہایت ناگوار بو ٹکرائی تھی۔ اس سے پہلے کہ وہ اپنی سانسیں روکتے اچانک ان کے ذہن لٹو کی طرح گھومے اور وہ چکرا کر ریت کے خالی ہوتے ہوئے بوروں کی طرح زمین پر گرتے چلے گئے۔ انتہائی حد تک زود اثر گیس نے ان دونوں کو ایک لمحے سے بھی کم وقفے میں ہوش و حواس کی دنیا سے بیگانہ کر دیا تھا۔ جیسے ہی وہ بے ہوش ہو کر گرے اسی لمحے کمرے کا دروازہ کھلا اور مادام شیکھا اپنے چاروں سیاہ سوٹوں والے نوجوانوں کے ساتھ اندر آ گئی۔ انہوں نے

رومالوں سے ناک پکڑ رکھے تھے۔ چند لمحے وہ اسی طرح ناک پکڑے
کھڑے رہے پھر انہوں نے ناک پر سے رومال ہٹا لئے۔ زود اثر گیس کا
اثر ختم ہو چکا تھا۔ مادام شیکھا آگے بڑھی اور غور سے جولیا کو دیکھنے لگی۔

"تمہارا کیا خیال ہے جولیا۔ میں تمہیں پہچانوں گی نہیں۔ ہونہہ،
تم اپنا چہرہ ہزار میک اپ کی تہوں میں چھپا لو مگر میں پھر بھی تمہیں
پہچان لوں گی۔ میرا نام شیکھا ہے، مادام شیکھا۔ تم میری سہیلی ضرور
تھیں مگر اب تم پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے کام کرتی ہو اور پاکیشیا
سے یہاں مجرمانہ کارروائیاں کرنے کے لئے آئی ہو۔ اس لئے میں
تمہیں آسانی سے کیسے جانے دے سکتی ہوں"۔ مادام شیکھا نے کہا۔
اس کے چہرے پر انتہائی حد تک سنجیدگی اور غصے کی سرخی جھلک رہی
تھی۔ جبکہ اس کی آنکھوں میں ایک عجیب اور پراسرار چمک لہرا رہی
تھی۔ جیسے اس نے جولیا کو پہچان کر اور اسے بے ہوش کر کے بہت بڑا
کارنامہ سرانجام دیا ہو۔

صدیقی اور نعمانی بے حد خوش تھے۔ انہوں نے نہایت احسن
طریقے اور انتہائی خوش اسلوبی سے اپنے دو ٹارگٹ ہٹ کر لئے تھے۔
اس وقت وہ نہایت کامیاب جا رہے تھے۔ سیکرٹری خارجہ راگیش
کھنہ کو ہلاک کرنے کے بعد انہوں نے پہلا ہوٹل چھوڑ دیا تھا اور شہر
کے ایک دوسرے ہوٹل میں آ گئے تھے۔ ظاہر ہے یہاں آنے سے قبل
انہوں نے اپنا لباس اور حلیہ تبدیل کر لیا تھا اور اس ہوٹل میں انہوں
نے اپنے نام بھی بدل لئے تھے۔

اس ہوٹل کا نام البانیو تھا جو شہر کے چند گنے چنے اعلیٰ ہوٹلوں میں
سے ایک تھا۔

البانیو ہوٹل میں آنے کی ان کی خاص وجہ تھی اور خاص وجہ یہ تھی
کہ انہیں ایک مقامی اخبار کی ایک چھوٹی سی خبر سے پتہ چلا تھا کہ
کافرستان کا معروف سائنسدان ڈاکٹر پرکاش اس ہوٹل میں اپنے کسی

قریبی دوست کی بیٹی کی شادی میں شریک ہونے کے لئے آرہا ہے۔

ہوٹل البانیو کا ہال بے حد وسیع و عریض تھا جس کا ایک حصہ خاص طور پر شادی بیاہ کی تقریبات کے لئے مخصوص کر دیا گیا تھا۔ شہر کی نامی گرامی ہستیاں اور سرکاری عہدے دار عموماً اپنی تقریبات کا انعقاد اسی ہوٹل میں کرتے تھے۔ جس کی وجہ سے اس ہوٹل کا بے حد شہرہ تھا اور شاید اسی لئے اسے مہنگا ترین ہوٹل سمجھا جاتا تھا۔

نعمانی اور صدیقی نے سرکاری عہدے داروں کی حیثیت بتا کر اس ہوٹل میں رہائش اختیار کی تھی۔ گو ابھی شادی کی تقریب منعقد ہونے اور ڈاکٹر پرکاش کے وہاں آنے میں دو دن باقی تھے۔ نعمانی اور صدیقی ہوٹل میں ہر طرف گھومتے پھر رہے تھے۔ وہ اس ہوٹل میں ڈاکٹر پرکاش کو ہلاک بھی کرنا چاہتے تھے اور وہاں سے نکلنے کے لئے اپنا راستہ بھی بنانا چاہتے تھے۔

ہوٹل البانیو چونکہ شہر کا مہنگا ترین، نامور اور اہم ہستیوں کے لئے مخصوص تھا اس لئے وہاں سکیورٹی کا بھی بھرپور انتظام کیا گیا تھا۔ وہاں راہداریوں اور خاص طور پر ہالوں میں ہر وقت مسلح افراد گھومتے پھرتے تھے جو ہوٹل میں آنے جانے والوں پر کڑی نظر رکھتے تھے۔ نعمانی اور صدیقی وہاں صرف ڈاکٹر پرکاش کو ہلاک کرنے کے لئے آئے تھے۔ وہ کسی اور کو کوئی نقصان نہیں پہنچانا چاہتے تھے۔ اس لئے وہ آپس میں ایسی منصوبہ بندی کر رہے تھے کہ ان کے ہاتھوں سے سانپ بھی مر جائے اور لاٹھی بھی نہ ٹوٹے۔

کمرے میں آکر انہوں نے گائیگر سے خاص طور پر کمرے کی نہایت باریک بینی سے چیکنگ کی تھی۔ کیونکہ ایسے ہوٹلوں میں ہر جگہ حفاظتی اقدامات کے پیش نظر ہر شخص اور ہر کمرے پر خصوصی نظر رکھی جاتی ہے۔ خفیہ کیمرے اور خفیہ ڈکٹا فون جیسے آلات لگا کر کمروں کو خاص نگاہ میں رکھا جاتا ہے۔

نعمانی اور صدیقی نے جب کمرے کی چیکنگ تو انہیں معلوم ہو گیا کہ ان کے کمرے میں نہ صرف ڈکٹا فون نصب ہیں بلکہ ایک دو جگہ خفیہ کیمرے بھی لگے ہوئے تھے جن سے ان کو باقاعدہ مانیٹر کیا جا رہا تھا۔ نعمانی اور صدیقی نے وہاں چیکنگ اس انداز میں کی تھی کہ مانیٹر کرنے والوں کو ان پر معمولی سا بھی شک نہیں ہوا ہو گا کہ وہ کیا کر رہے ہیں۔

ڈکٹا فون اور کیمروں کی موجودگی کی وجہ سے وہ دونوں کمرے میں ادھر ادھر کی باتوں میں مصروف رہتے تھے اور جب انہیں کوئی پروگرام مرتب کرنا ہوتا تو ہوٹل کے وسیع لان میں چلے جاتے تھے اور پھر وہیں بیٹھ کر اپنا پروگرام ترتیب دیتے تھے۔

اس وقت بھی وہ ایک دوسرے سے باتیں کرتے ہوئے لان میں چہل قدمی کر رہے تھے۔

" میرا خیال ہے ہم نے وقت سے پہلے ہوٹل میں رہائش اختیار کر کے غلطی کی ہے"۔ نعمانی نے صدیقی کے ساتھ چلتے ہوئے دبی زبان میں کہا۔

"کیوں"۔اس کی بات سن کر صدیقی نے چونک کر کہا۔

"ہم لوگوں کو جس طرح مسلسل مانیٹر کیا جا رہا ہے۔اس لحاظ سے ہم پوری طرح ان کی نظروں میں آ چکے ہیں۔جس روز یہاں تقریب منعقد ہوگی۔ہوٹل کے رہائشیوں کو اس تقریب سے یقینی طور پر دور رکھنے کی کوشش کی جائے گی۔عام حالات میں یہاں کی سیکورٹی اتنی سخت ہے تو ڈاکٹر پرکاش جیسے لوگ جب یہاں آئیں گے تو یہاں کی سیکورٹی کا کیا عالم ہوگا"۔نعمانی نے کہا۔

"اوہ واقعی۔اور شادی بھی ایک فوجی کرنل کی بیٹی کی ہے جس کا نام یہاں ہیرو کی طرح استعمال کیا جاتا ہے۔اس کے لئے تو یہاں ہر طرف واقعی خصوصی بندوبست کیا جائے گا"۔صدیقی نے چونکتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ہاں،اسی لئے تو کہہ رہا ہوں کہ ہم نے یہاں تقریب منعقد ہونے سے پہلے آ کر غلطی کی ہے"۔نعمانی نے کہا۔

"تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔تقریب کے وقت ہمیں ان لوگوں میں سے کسی کی جیب سے کارڈز حاصل کر کے اندر داخل ہونا چاہیئے تھا۔ظاہر ہے ایسے ہوٹلز میں انہی لوگوں کو تقریب میں شمولیت کی اجازت دی جاتی ہوگی جن کے پاس ہوٹل کے مخصوص کارڈز ہوں گے۔اس طرح ہم نہایت آسانی سے تقریب میں شامل ہو جاتے بلکہ ہمیں ڈاکٹر پرکاش تک بھی رسائی حاصل کرنے میں دشواری نہ ہوتی"۔صدیقی نے سوچتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"تو پھر کیا خیال ہے ہم آج ہی یہ ہوٹل نہ چھوڑ دیں"۔نعمانی نے کہا۔

"یہی بہتر رہے گا"۔صدیقی نے پرخیال انداز میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"تو چلو۔یہاں کے کسی قریبی دوسرے ہوٹل میں چلے جاتے ہیں۔تقریب والے روز ہم ہوٹل کے اردگرد رہیں گے اور پھر دو ایسے اشخاص کو اٹھا کر کسی بہانے سے لے جائیں گے جو خاص طور پر شادی میں شرکت کے لئے آئے ہوں۔پھر ان کا میک اپ کر کے اور ان سے کارڈز لے کر ہم ہوٹل میں پہنچ جائیں گے"۔نعمانی نے کہا۔

"میرے ذہن میں ایک اور آئیڈیا آیا ہے"۔اچانک صدیقی نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"وہ کیا"۔نعمانی نے چونک کر پوچھا۔

"تقریب میں شرکت کرنے والوں کے اغوا کی بجائے کیوں نہ ہم اس ہوٹل کے ویٹروں یا سیکورٹی گارڈز میں سے کسی پر ہاتھ صاف کر دیں"۔صدیقی نے کہا۔

"اوہ،یہ بھی ٹھیک ہے۔بلکہ میرا خیال ہے اس کے لئے سیکورٹی گارڈز ہمارے لئے زیادہ موزوں رہیں گے۔سیکورٹی گارڈز ہوٹل کے ہر حصے میں آسانی سے آ جا سکتے ہیں"۔نعمانی نے کہا۔

"یہاں سیکورٹی گارڈز،ویٹر اور ہوٹل کا دوسرا عملہ تین شفٹوں میں کام کرتے ہیں۔ہم اپنے قد کاٹھ کے سیکورٹی گارڈز کا انتخاب کرتے ہیں

اور پھر ان کا تعاقب کر کے انہیں کسی جگہ چھاپ لیتے ہیں۔ اس کے بعد ان کا میک اپ کرنا ہمارے لئے کچھ مشکل نہیں ہوگا"۔ صدیقی نے کہا تو نعمانی نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر وہ اپنے اس پروگرام کو حتمی شکل دینے کے لئے آپس میں بات چیت کرنے لگے۔ تمام امور طے کر کے انہوں نے ہوٹل میں دو سیکورٹی گارڈز کا انتخاب کیا اور ان دونوں کی الگ الگ نگرانی کرنے لگے اور پھر رات کے وقت ان دونوں کا تعاقب کیا اور ان کو خاموش اور ویران جگہوں پر چھاپ لیا اور پھر وہ ان دونوں کو لے کر ایک مخصوص ویران اور سنسان جگہ پر آ گئے۔ وہ شہر سے دور ایک مضافاتی علاقے کا ایک خالی گھر تھا جو اس مقصد کے لئے انہوں نے گھوم پھر کر پہلے ہی تلاش کر لیا تھا۔

ان دونوں سیکورٹی گارڈز کو اغوا کرنے اور اس جگہ لانے کے لئے انہوں نے شہر کے بارونق علاقوں سے دو کاریں بھی چرالی تھیں اور پھر ان دونوں سیکورٹی گارڈز کو اس مقام پر پہنچا کر ان دونوں نے کاریں واپس شہر لے جا کر چھوڑ دی تھیں اور پھر باری باری مختلف ٹیکسیاں بدل کر واپس اس مقام پر پہنچ گئے جہاں انہوں نے سیکورٹی گارڈز کو بے ہوش کر کے باندھ رکھا تھا۔

"جب یہ گھر نہیں پہنچیں گے تو ان کے گھر والوں نے ہوٹل میں فون کر دیا تو"۔ نعمانی نے کہا۔

"اس کا بھی انتظام ہو جائے گا"۔ صدیقی نے مطمئن لہجے میں کہا تو نعمانی نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"کیا خیال ہے ابھی ان کا میک اپ کر لیا جائے یا صبح تک کا انتظار کیا جائے۔ تقریب کل ہی ہے"۔ صدیقی نے پوچھا۔

"میک اپ وغیرہ تو صبح کر لیں گے۔ پہلے انہیں ہوش میں لا کر ان سے بنیادی معلومات تو حاصل کر لیں۔ تاکہ ہوٹل میں ہمیں ان کے روپ میں کوئی دقت نہ ہو"۔ نعمانی نے کہا اور پھر وہ دونوں ان سیکورٹی گارڈز کو ہوش میں لا کر ان سے ان کے بارے میں معلومات حاصل کرنا شروع ہو گئے۔ پہلے تو انہوں نے خود کو بندھا ہوا پا کر خوب شور مچانے کی کوشش کی مگر جب نعمانی اور صدیقی نے ان دونوں کے پسٹل نکال کر انہیں سفاکانہ انداز میں خوفناک دھمکیاں دیں تو وہ سہم گئے اور انہوں نے نعمانی اور صدیقی کو اپنے بارے میں تمام معلومات دے دیں۔ پھر نعمانی اور صدیقی نے ان دونوں کو مجبور کیا کہ وہ اپنے گھر والوں کو فون کریں کہ وہ ایک دو روز کے لئے شہر سے باہر جا رہے ہیں تاکہ ان کے گھر والے ان کی غیر موجودگی میں ہوٹل میں رابطہ نہ کر سکیں۔ سیکورٹی گارڈز تربیت یافتہ تو تھے نہیں۔ خود کو بے بس اور مجبور پا کر انہوں نے قریبی فون بوتھ سے اپنے اپنے گھروں میں فون کر دیئے۔

نعمانی اور صدیقی نے رات وہیں گزاری اور پھر اگلے دن انہوں نے ان دونوں سیکورٹی گارڈز کے لباس اتار کر پہنے اور ان کے سامنے بیٹھ کر ان کا میک اپ کرنے میں مصروف ہو گئے۔ ان دونوں کو اپنا میک اپ کرتے دیکھ کر سیکورٹی گارڈز کی آنکھیں حیرت سے پھیلتی جا

رہی تھیں۔ انہیں یوں لگ رہا تھا جیسے ان کے سامنے دو جادوگر بیٹھے ہوں جنہوں نے چند ہی لمحوں میں ان کا روپ رنگ اختیار کر لیا تھا اور سیکورٹی گارڈز آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر ان کی جانب یوں دیکھ رہے تھے جیسے وہ قد آدم آئینے میں اپنا عکس دیکھ رہے ہوں۔

"تت، تم۔ تم لوگ جادوگر ہو کیا"۔ ایک سیکورٹی گارڈ نے جس کا نام پیٹر تھا حیرت سے آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر ان دونوں کی جانب دیکھتے ہوئے کہا۔

"ہاں"۔ نعمانی جس نے اسی پیٹر کا میک اپ کر رکھا تھا نے اس کی آواز کی نقل کرتے ہوئے کہا تو پیٹر مارے حیرت سے بے ہوش ہوتے ہوتے بچا۔

"مگر تم لوگ ہمارے حلیئے کیوں اپنا رہے ہو"۔ دوسرے سیکورٹی گارڈ وکرم نے پریشانی کے عالم میں پوچھا۔

"ہم تمہارے کسی سوال کا جواب دینے کے پابند نہیں ہیں"۔ صدیقی نے حلق سے اس کی آواز نکالتے ہوئے کہا تو اس کا رنگ ہلدی کی طرح زرد ہو گیا۔

"میرا خیال ہے ان دونوں کو ہاف آف کر کے یہیں چھوڑ جاتے ہیں۔ چار چھ گھنٹوں میں ہمارا کام ہو جائے گا اتنی دیر یہاں پڑے یہ آرام کرتے رہیں گے۔ پھر ہم آکر انہیں آزاد کر دیں گے"۔ نعمانی نے کہا۔

"بالکل درست فیصلہ ہے تمہارا"۔ صدیقی نے مسکرا کر کہا پھر ان

دونوں کے ہاتھ ایک ساتھ حرکت میں آئے۔ دونوں گارڈز کی کنپٹیوں پر پٹاخے سے چھوٹے اور ان کے منہ سے ہلکی سی آواز نکلی اور پھر ان کے سر ڈھلکتے چلے گئے۔

"کیوں مسٹر پیٹر، ڈیوٹی پر چلیں"۔ صدیقی نے مسکرا کر شوخی سے کہا۔

"یس مسٹر وکرم۔ ہمیں دیر نہیں کرنی چاہئے"۔ نعمانی نے بھی جواباً مسکرا کر کہا اور پھر وہ دونوں وہاں سے سیدھے ہوٹل البانیو پہنچ گئے اور انہوں نے قاعدے کے مطابق اپنی اپنی ڈیوٹیاں سنبھال لیں۔

ان کے قد کاٹھ، لباس، چہروں مہروں سے ذرا بھی پتہ نہیں چلتا تھا کہ وہ اصل میں کون ہیں۔ ویسے بھی ہوٹل میں ضروری کام کے علاوہ آپس میں بات چیت کرنے کی ممانعت تھی اس لئے ان کے پہچان لئے جانے کا خطرہ نہیں تھا۔ جس کی وجہ سے وہ بے فکری سے ادھر ادھر ٹہلتے پھر رہے تھے۔

ڈاکٹر پرکاش کو انہوں نے اسی طرح زہریلی سوئیاں مار کر ہلاک کرنے کا پروگرام بنایا تھا جس طرح انہوں نے سیکرٹری خارجہ راکیش کھنہ کو ہلاک کیا تھا۔ وہ سوئیاں پھینکنے والی مشینیں اپنے ساتھ لائے تھے۔

تقریباً تین گھنٹوں بعد وہاں تقریب کا آغاز شروع ہو گیا اور مہمانوں کی آمد شروع ہو گئی اور پھر تقریباً دو گھنٹوں بعد باقاعدہ تقریب کا آغاز ہو گیا۔ وہاں تمام مہمان آ چکے تھے۔ لیکن چونکہ نعمانی اور صدیقی

ڈاکٹر پرکاش کو پہچانتے نہیں تھے اس لئے انہیں اسے اس قدر لوگوں میں اسے تلاش کرنے میں خاصی دشواری کا سامنا کرنا پڑ رہا تھا۔ لوگ دو دو تین تین کی ٹولیوں میں بٹ کر ایک دوسرے کے ساتھ خوش گپیوں میں مصروف تھے اور وہ دونوں ان لوگوں کی باتیں سنتے ہوئے ادھر ادھر گھوم رہے تھے۔

"اگر ڈاکٹر پرکاش آجاتے تو یہاں کی محفل کا رنگ دوبالا ہو جاتا"۔ اچانک ایک آواز سن کر نعمانی رک گیا۔ اس کے کان ڈاکٹر پرکاش کا نام سن کر کھڑے ہو گئے تھے۔

"ہاں، واقعی وہ بے حد ہنس مکھ اور خوش مزاج انسان ہیں۔ ان سے ملنے کے بعد طبیعت کا سارا کوفت پن دور ہو جاتا ہے"۔ دوسرے شخص نے کہا۔

"لیکن وہ تقریب میں آئے کیوں نہیں۔ تم تو کہہ رہے تھے کہ انہوں نے تمہاری بیٹی کی شادی میں آنے کا وعدہ کیا ہے"۔ پہلے شخص نے کہا تو نعمانی نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔ گویا ڈاکٹر پرکاش وہاں پہنچا ہی نہیں تھا جن کے لئے انہوں نے اس قدر محنت کی تھی۔ اسے یہ بات سن کر اپنی ساری محنت رائیگاں جاتی ہوئی معلوم ہو رہی تھی۔

"وعدہ تو کیا تھا مگر اس کی بیوی کا پیر سیڑھیوں پر سے پھسل گیا تھا جس کی وجہ سے وہ شدید زخمی ہو گئی تھی۔ ڈاکٹر پرکاش اسے ہسپتال لے گیا ہے۔ جہاں اس کی حالت بے حد تشویشناک بتائی گئی ہے۔ ان

حالات میں اس کا یہاں آنا کیسے ممکن ہو سکتا تھا"۔ اس شخص نے جواب دیا۔

"اوہ واقعی۔ یہ تو بے حد تشویشناک بات ہے"۔ پہلے شخص نے کہا تو نعمانی ایک طویل سانس لیتا ہوا آگے بڑھ گیا۔ ادھر ادھر گھومتے ہوئے وہ صدیقی کے قریب آگیا۔

"کچھ پتہ چلا"۔ صدیقی نے اس کے قریب آکر یونہی عام سے انداز میں بات کرتے ہوئے پوچھا۔

"وہ نہیں آیا"۔ نعمانی نے جواب دیا تو صدیقی چونک اٹھا۔

"کیوں"۔ اس نے اس کی جانب غور سے دیکھتے ہوئے کہا تو نعمانی نے اسے ساری بات بتادی۔

"ہونہہ۔ اس کا مطلب ہے ہماری ساری محنت بے کار گئی"۔ صدیقی نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"ظاہر ہے اور کیا کہا جا سکتا ہے"۔ نعمانی نے کندھے اچکا کر کہا۔ اسی لمحے ایک سیکورٹی گارڈ تیز تیز چلتا ہوا ان کے پاس آگیا۔

"پیٹر اور وکرم"۔ اس نے ان دونوں کی طرف دیکھتے ہوئے سوالیہ انداز میں کہا۔

"ہاں، کیوں کیا بات ہے"۔ نعمانی نے چونک کر پوچھا۔

"آپ لوگوں کو چیف اپنے کمرے میں بلا رہے ہیں"۔ اس نے کہا تو دونوں چونک کر ایک دوسرے کی جانب دیکھنے لگے۔

"کیوں، کوئی خاص بات ہے کیا"۔ صدیقی نے جلدی سے پوچھا۔

" نہیں، فورتھ فلور پر کوئی اہم ہستی آئی ہے۔آپ دونوں کی ڈیوٹی ان کے پاس لگائی گئی ہے"۔اس نے کہا تو ان دونوں کے چہروں پر اطمینان آگیا۔

" ٹھیک ہے"۔انہوں نے کہا اور پھر وہ اس کے ساتھ تیز تیز چلتے ہوئے وہاں سے نکلتے چلے گئے۔کیونکہ اب وہاں ان کے رکنے کا کوئی جواز ہی نہیں تھا۔

سیکورٹی گارڈ انہیں چیف سیکورٹی گارڈ کے کمرے میں لے آیا اور پھر وہ دونوں جیسے ہی چیف سیکورٹی گارڈ کے کمرے میں داخل ہوئے بے اختیار ٹھٹھک گئے۔ان کی نظریں سامنے بیٹھے ہوئے دو افراد پر جم گئیں جو نہایت نفرت زدہ نگاہوں سے ان کی جانب دیکھ رہے تھے اور ان کے چہروں پر شدید غصہ جھلک رہا تھا۔

وہ دونوں اصل پیٹر اور وکرم تھے جن کا ان دونوں نے میک اپ کر رکھا تھا۔نجانے وہ اس خفیہ مقام سے کب اور کس طرح نکل کر وہاں آگئے تھے۔ان دونوں کو دیکھ کر نعمانی اور صدیقی ایک طویل سانس لے کر رہ گئے۔اسی لمحے دروازے کی سائیڈوں کے ساتھ کھڑے چھ سیکورٹی گارڈز جن کے ہاتھوں میں ریوالور اور مشین گنیں تھیں حرکت میں آئے اور انہوں نے ان دونوں کو اپنے گھیرے میں لے لیا۔

ختم شد

عمران سیریز میں سسپنس ایکشن اور نان سٹاپ ایکشن کا طوفان لئے

ایک حیرت انگیز اچھوتا اور انتہائی شاندار ایڈونچر

خاص نمبر

مکمل ناول

مشن سائی گان

مصنف

ظہیر احمد

مشن سائی گان — کافرستان ایکریمیا اور اسرائیل جنہوں نے اس بار نہایت خفیہ طور پر پاکیشیا کو مکمل طور پر صفحۂ ہستی سے مٹانے کا پروگرام بنالیا۔

ٹاپ میزائل — جو پاکیشیا کی تباہی کے لئے تیار کئے گئے تھے۔

ٹاپ میزائل — جن سے صرف چند لمحوں میں پاکیشیا کے انسان مکھی مچھروں کی طرح ہلاک ہو جاتے۔

کرنل راکیش — جس نے عمران کو پاکیشیا میں اپنے پیچھے بھاگنے پر مجبور کر دیا۔ جبکہ جزیرہ مگوڈیا پر عمران کے ساتھی خوفناک حالات کا شکار ہو گئے تھے۔

جوزف — جسے کرنل راکیش نے اغوا کر لیا اور اس پر انسانیت سوز تشدد کی انتہا کر دی۔

جوزف — جس کا رواں رواں کھینچ لیا گیا تھا مگر دیوزاد جوزف نے ان کے سامنے زبان نہ کھولی تھی۔ کیوں ——؟

وہ لمحہ — جب جوزف کرنل راکیش اور اس کے ساتھیوں پر شدید زخمی ہونے کے باوجود موت بن کر جھپٹ پڑا۔

عمران — جو مشن سائی گان کا تار و پود بکھیرنے کے لئے اندھا دھند اپنے ساتھیوں کے ساتھ نکل کھڑا ہوا۔

جزیرہ مگوڈیا — جہاں عمران کے ساتھیوں کو گرفتار کر لیا گیا۔ کیوں ——؟

جزیرہ مگوڈیا — جہاں عمران کے ساتھیوں کو گرفتار کر کے کافرستان سیکرٹ سروس کے چیف پنڈت نارائن کے حوالے کیا جانا تھا۔

وہ لمحہ — جب عمران کو کافرستان کے پرائم منسٹر سے ایکریمی صدر بن کر بات کرنا پڑی

وہ لمحہ — جب کافرستانی پرائم منسٹر نے خود ہی عمران کو ٹاپ سیکرٹ سپاٹ بتا دیا۔ کیوں

عمران — جس پر اچانک اور نہایت خوفناک جان لیوا حملے شروع کر دیئے گئے۔ کیوں

عمران — جسے ہلاک کرنے کے لئے کافرستان کی ملٹری انٹیلی جنس حرکت میں آگئی۔

کرنل راکیش — جس نے عمران کو پاکیشیا میں اپنے پیچھے بھاگنے پر مجبور کر دیا۔ جبکہ اس طرف کے ساتھی جزیرہ مگوڈیا خوفناک حالات کا شکار ہو گئے تھے۔

ٹاپ میزائل — جن پر سائی گان آئی لینڈ پر نہایت تیزی سے کام کیا جا رہا تھا۔

جزیرہ مگوڈیا — جس حکومت مگوڈیا کے خلاف ایک انتہائی تباہ کن کھیل کھیلا جا رہا تھا۔

جزیرہ مگوڈیا اور جزیرہ جاڈیا کے درمیان ہونے والی کشمکش اس قدر خوفناک صورتحال اختیار کر گئی تھی کہ عمران اور اس کے ساتھی بری طرح ان میں پھنس کر مشن سائی گان کو یکسر بھول گئے تھے۔

کیا — عمران ٹاپ میزائلوں کو پاکیشیا پر فائر ہونے سے روک سکا ——؟

کیا — عمران اور اس کے ساتھی سائی گان آئی لینڈ پر جا سکے ——؟

کافرستان ایکریمیا اور اسرائیل اس بار اپنے مذموم ارادوں میں کامیاب ہو سکے۔ یا؟

ایک ایسا مشن جس میں عمران اور اس کے ساتھیوں کے لئے قدم قدم پر موت کے پھندے لگے ہوئے تھے۔

ارسلان پبلی کیشنز اوقاف بلڈنگ پاک گیٹ ملتان

عمران کے متوالوں کے لئے سنسناتا ہوا سسپنس لئے ایک یادگار ناول

مکمل ناول

کراسٹی

مصنف
ظہیر احمد

پاکیشیا اور شوگران کے درمیان اسلحے اور ایک سپیشل فارمولے کا معاہدہ ہوا جسے حاصل کرنے کے لئے کافرستانی مجرموں کی ایک خوفناک تنظیم ریڈ تھری پاکیشیا پہنچ گئی۔

صفدر — جس نے مجرموں کی گفتگو سن کر عمران کو اپنی مدد کے لئے بلایا۔ مگر —— ؟

صفدر — جو عمران کو ایک مجرم کی رہائش گاہ میں لے جانا چاہتا تھا لیکن عمران' صفدر کی شادی کرانے کے لئے ایک ہتھنی جیسی موٹی عورت کی کوٹھی میں گھس گیا۔ ایک قہقہہ بار دلچسپ سچوئیشن۔

ریڈ تھری — جس کا چیف کرنل شکلا تھا جو انتہائی عیار' شاطر اور خطرناک انسان تھا۔

ریڈ تھری — جس نے سرداور کی کوٹھی سے ایک اہم فائل آسانی سے حاصل کرلی۔

کراسٹی — ایک خطرناک' چالاک اور خوفناک مجرمہ جو پاکیشیا میں شوگران سے ملنے والے اسلحے کو تباہ کرنے کا مشن لے کر آئی تھی۔

کراسٹی — جس نے انتہائی برق رفتاری سے کامیابیاں تو حاصل کرلیں۔ مگر —— ؟

کراسٹی — جو موت کی طرح دہشت ناک آندھی کی طرح تیز اور طوفان کی طرح ہولناک تھی۔

ایس کے تھری — ایک ایسا راز جسے حاصل کرنے کے لئے کراسٹی اور ریڈ تھری تنظیم کے ارکان پاگلوں کی طرح ہنگامے کرتے پھر رہے تھے۔

ایس کے تھری — ایک ایسا راز جسے کرنل شکلا نے حاصل کرلیا تھا۔

عمران اور صفدر — جسے ریڈ تھری نے زہریلے انجکشن لگا کر ہلاک کرنے کی کوشش کی کیا واقعی عمران اور صفدر ہلاک ہو گئے تھے —— ؟

کراسٹی — جو ہر قیمت پر کرنل شکلا سے فائل حاصل کرنا چاہتی تھی۔ کیا وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو گئی۔ یا —— ؟

وہ لمحہ — جب تنویر' چوہان اور خاور مجرموں سے جنگ کرتے ہوئے گولیوں کا شکار ہو گئے۔ کیا واقعی —— ؟

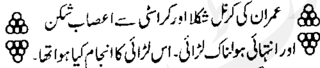
وہ لمحہ — جب کراسٹی نے عمران کے سامنے اس کے ساتھیوں کو مشین گنوں سے ہلاک کرنے کا فیصلہ کر لیا اور پھر وہ کمرہ مشین گنوں کی تڑتڑاہٹ سے گونج اٹھا۔

کیا — صفدر' صدیقی' نعمانی اور جولیا واقعی گولیوں سے چھلنی ہو گئے تھے۔

کراسٹی — جس نے پورے پاکیشیا میں آگ اور خون کی ہولی کھیلنے کا پورا انتظام کر لیا تھا۔ اور پھر —— ؟

وہ لمحہ — جب اپنے ساتھیوں کی جان بچانے کے لئے ایکسٹو کو میدان میں اترنا پڑا۔

وہ لمحہ — جب کراسٹی ایکسٹو کے ہاتھوں چکنی مچھلی کی طرح پھسل گئی تھی۔ اور پھر؟



عمران کی کرنل شکلا اور کراسٹی سے اعصاب شکن اور انتہائی ہولناک لڑائی۔ اس لڑائی کا انجام کیا ہوا تھا۔

ایک دلچسپ' حیرت انگیز' تیز رفتار ایکشن' سسپنس اور خوفناک سچوئیشن سے مزین عمران سیریز کا نیا ناول جس کا ایک ایک لفظ آپ کے دل کی دھڑکنیں تیز کر دے گا۔

انتہائی منفرد انداز میں لکھا گیا ایک خصوصی ناول

ارسلان پبلی کیشنز — اوقاف بلڈنگ، پاک گیٹ — ملتان

عمران سیریز

فیس ٹو فیس

ظہیر احمد

آئیڈیل پیپر لائبریری

پیش لفظ

محترم قارئین۔ السلام وعلیکم۔

نئی کہانی "فیس ٹو فیس" پاور ایکشن سے شروع ہونے والی کہانی کا تیسرا اور آخری حصہ آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس جس خوفناک انداز میں کافرستان کے خلاف کام کر رہے ہیں اور پنڈت نارائن اور کافرستانی سیکرٹ سروس جس طرح ان کے راستوں میں آرہے ہیں اس سے کہانی میں سسپنس، ایکشن اور ایڈونچر اپنے عروج پر پہنچ گیا ہے۔ جس سے آپ یقیناً لطف اندوز ہو رہے ہوں گے۔

عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کو ہلاک کرنے کے لئے پنڈت نارائن نے ایک انتہائی ذہانت آمیز مگر خوفناک چال چلی تھی جس کا شکار ہو کر عمران اور اس کے ساتھی پنڈت نارائن کی جھولی میں پکے ہوئے پھلوں کی طرح آگرے تھے۔ عمران اور پنڈت نارائن جب فیس ٹو فیس ہوئے تو ان کے درمیان انتہائی خوفناک اور جان لیوا فائٹ شروع ہو گئی۔ اعصاب کو چٹخا دینے والی اس خوفناک فائٹ میں جیت کس کی ہوئی۔ عمران اور اس کے ساتھی کافرستان میں اپنا مشن مکمل کرنے میں کامیاب ہو سکے یا ان کے حصے میں واقعی ناکامی لکھ دی گئی تھی۔ تیز رفتار ایکشن، تھرل اور سسپنس کا انوکھا امتزاج لئے ایسا

حیرت انگیز ناول شاید آپ نے پہلے نہ پڑھا ہو۔

کیا عمران کافرستان سے "بلیک مشن" کا انتقام لینے میں کامیاب ہو گیا تھا یا واقعی کافرستان نے پنڈت نارائن جیسے سفاک اور درندہ صفت انسان کو اس کے "فیس ٹو فیس" لاکر اسے ناکامیوں سے ہمکنار کر دیا تھا۔ یہ جاننے کے لئے آپ یقیناً بے چین ہوں گے۔ اس لئے مجھے اجازت دیجئے۔

والسلام

ظہیر احمد

عمران کو اس طرح اچانک چیخیں مارتے دیکھ کر ان سب کے ہاتھ ٹریگروں پر رک گئے تھے اور وہ حیرت بھری نظروں سے عمران کی جانب دیکھنے لگے تھے جو بری طرح سر ادھر ادھر مارتے ہوئے چیخ رہا تھا جیسے اسے زندہ آگ میں جلایا جا رہا ہو۔ صفدر بھی عمران کو اس طرح چیختے دیکھ کر حیران ہو رہا تھا۔

" کیا بات ہے۔ اس طرح کیوں چیخ رہے ہو"۔ ریڈ ہاک نے چیخ کر عمران سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

" میرے پیٹ میں درد ہو رہا ہے"۔ عمران نے اسی طرح سے مسلسل چیختے ہوئے کہا۔

" پیٹ میں درد ہو رہا ہے۔ کیا مطلب"۔ ریڈ ہاک نے حیران ہو کر کہا۔

" پیٹ میں درد ہونے کا مطلب، پیٹ میں درد ہونا ہی ہوتا ہے۔

اس سے کسی مطلب کا کیا تعلق"۔ عمران نے اچانک سیدھا ہوتے ہوئے مسکرا کر کہا تو ریڈہاک کا منہ بن گیا۔

"ہونہہ۔ مکر کر رہے تھے"۔ اس نے غراتے ہوئے کہا۔ ساتھ ہی اس نے ایک بار پھر عمران کی طرف گن کا رخ کر کے ٹریگر پر انگلی رکھ دی۔ لیکن اس بار اس سے پہلے کہ وہ ٹریگر دباتا عمران نے اچانک اپنا دایاں پیر اٹھا کر پوری قوت سے زمین پر مار دیا۔ ایک زوردار دھماکہ ہوا اور اچانک سارا کمرہ سیاہ رنگ کے کثیف دھوئیں سے بھر گیا۔ اس سے پہلے کہ ریڈہاک اور اس کے ساتھی اپنا سانس روکتے یا ناک پر ہاتھ رکھتے ان کے سر زور سے چکرائے اور وہ سب لہراتے ہوئے اور کٹے ہوئے شہتیروں کی طرح زمین پر گرتے چلے گئے۔

پیر مارنے سے قبل عمران نے اپنا سانس روک لیا تھا اور اس نے صفدر کو بھی اشارتاً کہہ دیا تھا اس لئے اسے یقین تھا کہ اس نے بھی اپنا سانس روک رکھا ہوگا۔

دھواں چند لمحے کمرے میں بھرا رہا پھر آہستہ آہستہ ہوا میں تحلیل ہونا شروع ہو گیا۔ اس سے پہلے کہ کمرے سے دھواں پوری طرح سے ختم ہوتا عمران نے پیچھے بندھے ہوئے ہاتھوں کی رسیاں ناخنوں میں چھپے بلیڈوں سے کاٹ لیں اور ہاتھ آزاد ہوتے ہی اس نے جلدی جلدی اپنے پیروں کی بندشیں کھولنی شروع کر دیں۔ ریڈہاک اور اس کے ساتھیوں نے اس کے پیر بھی باندھے تھے مگر پیروں کے پاس شاید رسی ڈھیلی رہ گئی تھی اس لئے عمران کو اپنا پیر زمین پر مارنے کا موقع

مل گیا تھا۔ ورنہ شاید اس بار ریڈہاک اور اس کے ساتھی اسے واقعی گولیوں سے چھلنی کر ڈالتے۔

رسیاں کھول کر عمران نے صفدر کی جانب دیکھا تو وہ ہوش میں تھا جس کا مطلب تھا کہ اس نے بروقت سانس روک لیا تھا۔ اپنی بندشیں کھول کر عمران کرسی پر سے اٹھا اور اس نے آگے بڑھ کر ریڈہاک اور اس کے ساتھیوں کی تلاشی لینا شروع کر دی اور پھر تیزی سے صفدر کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے صفدر کے ہاتھوں کی رسیاں کھول دیں اور آگے بڑھ کر ایک شخص کے ہاتھ سے سائیلنسر لگا ایک ریوالور لے لیا۔

"صفدر، جلدی کرو ان لوگوں کو کھینچ کر صوفوں کے پیچھے کر دو۔ جو شخص باہر سے میک اپ واشر لینے گیا ہے ہمیں اسے بھی پکڑنا ہے۔ اگر وہ بھاگ گیا تو سارا معاملہ خراب کر دے گا"۔ عمران نے صفدر کو پاؤں کی رسیاں کھول کر کرسی سے اٹھتے دیکھ کر تیز لہجے میں کہا تو صفدر سر ہلا کر ان لوگوں کو کھینچ کھینچ کر صوفوں کے پیچھے ڈالنے لگا۔

اسی لمحے دروازے پر دستک ہوئی تو عمران تیزی سے آگے بڑھا۔ دروازہ کھول کر اس نے باہر ہاتھ نکالا اور دروازے پر کھڑے شخص کو اچانک اور نہایت تیزی سے پکڑ کر اندر کھینچ لیا۔ اس سے پہلے کہ وہ شخص چیختا عمران کا ہاتھ حرکت میں آیا اور وہ شخص ایک جھٹکے سے اچھل کر کمرے کے وسط میں جا گرا۔ جہاں صفدر موجود تھا۔ جیسے ہی وہ صفدر کے قریب گرا صفدر کی لات چلی اور اس کے بوٹ کی ٹوہ

پوری قوت سے اس شخص کی کنپٹی پر پڑی۔ اس شخص کے حلق سے ایک ہلکی سی چیخ نکلی اور اس کے ہاتھ پیر ڈھیلے پڑتے چلے گئے۔

" گڈ شو"۔ عمران نے صفدر کی تعریف کرتے ہوئے کہا۔

" کیا کرنا ہے ان لوگوں کا"۔ صفدر نے پوچھا۔

" ریڈ ہاک اور اس کے ساتھی راڈک کو چھوڑ کر سب کو گولیاں مار دو۔ ہمیں ان دونوں کو لے کر جلد سے جلد یہاں سے نکلنا ہے"۔ عمران نے سنجیدگی سے کہا۔

"لیکن ہم لوگ جائیں گے کہاں"۔ صفدر نے پوچھا۔

" جہنم میں۔ جو کہہ رہا ہوں جلدی کرو"۔ عمران نے اسی طرح سنجیدہ لہجے میں کہا تو صفدر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

" عمران صاحب، ایک بات کہوں"۔ صفدر نے عمران کے کہنے کے باوجود اس سے مخاطب ہو کر کہا۔

" میں جانتا ہوں تم کیا کہنا چاہتے ہو"۔ عمران نے کہا اور ایک صوفے پر بیٹھ گیا۔

" کیا"۔ صفدر نے بے اختیار پوچھا۔

" تم ان لوگوں کو مارنے سے مجھے منع کرنا چاہتے ہو"۔ عمران نے سنجیدگی سے کہا۔

"جی ہاں، یہ لوگ بے ہوش پڑے ہیں اور بالکل بے بس ہیں۔ بے بس لوگوں کو مارنا ہم لوگوں کا شیوہ نہیں ہے"۔ صفدر نے جلدی سے کہا۔

" تو مت مارو۔ میں تمہیں انہیں مارنے کے لئے مجبور تو نہیں کر رہا"۔ عمران نے کہا۔

" مگر ابھی آپ ہی تو کہہ رہے تھے"۔ عمران کی بات سن کر صفدر نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

" تو میری بات پر تم توجہ ہی نہ دیا کرو۔ کبھی اپنی عقل سے بھی کام لے لیا کرو"۔ عمران نے کہا۔ اس کے لہجے میں طنز تھا۔

" آپ کہنا کیا چاہتے ہیں"۔ صفدر نے بدستور الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔ وہ واقعی عمران کی باتوں کو سمجھ نہیں پا رہا تھا۔

" میں کہنا یہ چاہتا ہوں میرے بھائی کہ سر کے بل کھڑے ہو جاؤ اور مجھے ایک بٹا دو کا پہاڑہ سنانا شروع کر دو"۔ عمران نے کہا۔ اس کے لہجے میں ایک بار پھر شرارت اور شوخ پن کا عنصر عود کر آیا تھا۔

" ایک بٹا دو کا پہاڑہ"۔ صفدر نے مسکرا کر کہا۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ یا تو عمران اسے کچھ بتانے سے گریز کر رہا ہے یا پھر وہ پٹڑی سے اتر گیا۔

" یار۔ آدھے کے پہاڑے کو ایک بٹا دو کا پہاڑہ ہی کہا جاتا ہے۔ اگر نہیں تو تم بتا دو"۔ عمران نے کہا تو صفدر بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

" میں نے ہنسنے کے لئے نہیں تمہیں ایک بٹا دو کا پہاڑہ سنانے کے لئے کہا ہے۔ تمہاری ہنسی بتا رہی ہے کہ تمہیں بھی ایک بٹا دو کا پہاڑہ نہیں آتا"۔ عمران نے کہا۔

" مجھ سے بھی آپ کی کیا مراد ہے"۔ صفدر نے بدستور ہنستے ہوئے

کہا۔

"بھئی میں اپنی بھی بات کر رہا ہوں۔ ایک بٹا دو کا پہاڑہ مجھے خود بھی تو نہیں آتا ناں"۔ عمران نے مسمسی سی صورت بنا کر کہا اور صفدر کی ہنسی تیز ہو گئی۔

"اچھا بتایئے۔ کیا کرنا ہے۔ یہ لوگ بے ہوش پڑے ہیں۔ کیا ہمارا زیادہ دیر یہاں رکنا مفید ہو گا"۔ صفدر نے پھر سے سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

"مفید رہے گا یا نہیں۔ یہ میں نہیں جانتا مگر ان کو بے ہوش پڑا دیکھ کر میرا بھی بے ہوش ہونے کو دل چاہ رہا ہے"۔ عمران نے کہا۔

"بے ہوش ہونے کو دل چاہ رہا ہے۔ وہ کیوں"۔ صفدر نے حیران ہو کر کہا۔

"یار دیکھو۔ یہ کس قدر سکون سے پڑے ہیں۔ نہ انہیں دین کا ہوش ہے نہ دنیا کا اور ہم سوتے جاگتے بس دیار غیر میں ادھر ادھر بھاگتے اور بھٹکتے پھر رہے ہیں"۔ عمران نے کہا اور صفدر ایک بار پھر ہنس پڑا۔

"تم پھر ہنس رہے ہو"۔ عمران نے اسے ہنستا دیکھ کر کہا۔ اس کے چہرے پر مصنوعی غصہ تھا۔

"تو پھر کیا کروں۔ آپ باتیں ہی ہنسانے والی کرتے ہیں"۔ صفدر نے ہنستے ہوئے کہا۔

"تمہارے کہنے کا مقصد ہے کہ میں جوکر ہوں"۔ عمران نے

آنکھیں نکالتے ہوئے اسے گھورا۔

"نہیں"۔ صفدر نے انکار میں سر ہلا کر کہا۔ اس کے ہونٹوں پر بدستور مسکراہٹ تھی۔

"تو پھر"۔ عمران نے کہا۔

"آپ جوکروں کے سردار بلکہ مہا سردار ہیں"۔ صفدر نے کہا تو اس کا جواب سن کر عمران بھی بے ساختہ کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

"اگر میں تمہیں اپنا بڑا بھائی سمجھتا ہوا تو پھر اپنے بارے میں کیا کہو گے"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے پوچھا تو صفدر کی پھر ہنسی نکل گئی۔

"شیطان کا چھوٹا بھائی"۔ صفدر نے جواب دیا اور اس کے خوبصورت جواب پر عمران قہقہہ لگا کر ہنس پڑا۔

"کافی وقت ہو گیا ہے لگتا ہے ان کا کوئی اور ساتھی باہر نہیں تھا۔ اگر ہوتا تو اب تک اس کمرے میں اس قدر خاموشی پا کر دروازے پر ضرور دستک دے چکا ہوتا"۔ عمران نے اچانک سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

"اوہ، تو آپ اسی لئے یہاں اطمینان سے بیٹھے تھے"۔ صفدر نے کہا۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ عمران ادھر ادھر کی اسی لئے اڑا رہا تھا کہ اگر ریڈہاک کا کوئی اور آدمی باہر ہوا تو وہ لازمی اتنی دیر میں اندر آجائے گا یا کم از کم اندر کی صورتحال جاننے کے لئے دروازے پر دستک ضرور دے گا۔

"تم احتیاطاً ایک نظر باہر ڈال آؤ۔ میں اتنی دیر میں خود کو ان کے

ساتھ بے ہوش کرنے کی کوشش کرتا ہوں"۔ عمران نے کہا تو صفدر سر ہلا کر ایک بار پھر الجھی ہوئی نظروں سے عمران کی جانب غور سے دیکھنے لگا۔ بے ہوش ہونے کی کوشش کرنے والی بات اسے سمجھ میں نہیں آئی تھی۔ اس کا خیال تھا کہ عمران پھر پٹڑی سے اتر گیا ہے مگر اس وقت عمران کے چہرے پر بے پناہ سنجیدگی تھی۔ وہ کندھے اچکا کر مڑا اور پھر احتیاط سے دروازہ کھول کر اس نے راہداری میں ادھر ادھر دیکھا اور راہداری کو خالی پا کر باہر نکل گیا۔

صفدر کے باہر جاتے ہی عمران اپنی جگہ سے اٹھا اور کمرے میں موجود اپنے سامان کی الماری کھول کر اس میں سے ایک بریف کیس نکال کر لے آیا اور ریڈ ہاک کے قریب زمین پر بیٹھ گیا۔ اس نے بریف کیس کے لاک کھولے اور پھر بریف کیس کو کھول کر اس میں سے چیزیں نکالنے لگا۔ ان چیزوں میں مختلف ٹیوبیں، لوشن اور سپرے جیسی شیشیاں تھیں۔ پھر اس نے بریف کیس سے ایک انجکشن اور ایک سرنج نکالی اور سرنج کا کیپ ہٹا کر اس میں انجکشن بھرنے لگا۔ ابھی اس نے آدھی ہی سرنج بھری ہو گی کہ اچانک اس کے سامنے لیٹے ہوئے ریڈ ہاک نے یکلخت آنکھیں کھول دیں۔ اسے اس طرح اچانک آنکھیں کھولتے دیکھ کر عمران سچ مچ بوکھلا گیا۔

"ارے، ارے تم نے اتنی جلدی آنکھیں کھول دیں"۔ عمران نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں ابھی اتنا ہی کہا تھا کہ یکلخت ریڈ ہاک کی لات چلی اور عمران اچھل کر دور جا گرا۔ اس کے ہاتھ سے انجکشن اور سرنج

چھوٹ کر دور جا گرا تھا۔ اس سے پہلے کہ عمران اٹھتا ریڈ ہاک یکلخت یوں اچھل کر کھڑا ہو گیا جیسے اس کی کمر سے سپرنگ لگے ہوں۔ وہ بجلی کی سی تیزی سے عمران کی جانب بڑھا تھا۔ اس نے اٹھتے ہوئے عمران کی پسلیوں میں ٹھوکر رسید کرنا چاہی مگر عمران نہایت تیزی سے کروٹ بدل کر پیچھے ہو گیا اور ریڈ ہاک کی ٹانگ ہوا میں لہرا کر رہ گئی۔ عمران کروٹیں بدل کر تیزی سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا تھا اور پھر وہ دونوں ایک دوسرے کے مقابل کھڑے ہو گئے۔

" آج تمہیں میرے ہاتھوں مرنے سے کوئی نہیں بچا سکتا"۔ ریڈ ہاک حلق کے بل عزایا اور اس نے اچانک اچھل کر پوری قوت سے عمران پر حملہ کر دیا۔ عمران نے اسے ڈاج دینے کی کوشش کی مگر ریڈ ہاک کی دونوں لاتیں عمران کے سینے پر پڑیں اور عمران بری طرح سے لڑکھڑا کر نیچے گر گیا۔ ریڈ ہاک نے اسے پھر مارنا چاہا مگر عمران نے اسے پورے زور سے دوسری طرف اچھال دیا۔ وہ دونوں گر کر بیک وقت اٹھ کھڑے ہوئے تھے۔

"اچھا لڑ لیتے ہو"۔ عمران نے اس کی طرف دیکھ کر مسکرا کر مگر انتہائی زہریلے لہجے میں کہا۔ ریڈ ہاک کے حلق سے زخمی بھیڑیئے جیسی عزاہٹ نکلی اور وہ پورے زور سے عمران سے آٹکرایا اور عمران کو یوں لگا جیسے اس سے کوئی فولادی چٹان آٹکرائی ہو۔ وہ ذرا سا لڑکھڑایا مگر اس نے کمال مہارت سے خود کو گرنے سے بچا لیا اور پھر اس کا ہاتھ پوری قوت سے گھوم کر ریڈ ہاک کی کنپٹی پر پڑا۔ اسی لمحے ریڈ ہاک کا

گھونسہ بھی اس کے پیٹ پر پڑا اور عمران کا چہرہ درد کی شدت سے سرخ ہو گیا اور وہ دہرا ہو کر پیچھے ہٹتا چلا گیا۔ کنپٹی پر ضرب لگنے سے ریڈہاک کو بھی دن میں تارے نظر آگئے تھے اس نے جلدی سے سر جھٹکا اور دونوں ہاتھ پھیلا کر پہلے سے زیادہ خوفناک انداز میں عمران پر حملہ آور ہو گیا مگر اس اثناء میں عمران نے سنبھل کر اس کو ڈاج دیا اور کمان کی طرح جھک کر اس نے قریب آتے ہوئے ریڈہاک کو اس کے پہلو سے پکڑ کر دوسری طرف اچھال دیا۔ ورنہ اس بار ریڈہاک کا فولادی کھڑی ہتھیلی کا وار یقینی طور پر اس کی گردن کی ہڈی توڑ دیتا۔ اب عمران کو بھی ریڈہاک پر غصہ آگیا تھا۔ ریڈہاک واقعی مرنے مارنے پر اتر آیا تھا۔

زمین پر گرتے ہی اس نے خود کو تیزی سے ہاتھوں اور پیروں کے بل اچھالا اور ایک بار پھر عمران کے سامنے آگیا۔ اس نے قلابازی کھا کر اچانک اپنی ٹانگیں اٹھا کر عمران کی گردن میں قینچی کی طرح سے پھنسا لیں۔ اس سے پہلے کہ وہ زوردار جھٹکا دے کر عمران کو گرانے میں کامیاب ہوتا۔ عمران نے ریڈہاک کی پنڈلیوں پر اس زور سے ضربات لگائیں کہ نہ صرف ریڈہاک کے پیر اس کی گردن سے ہٹ گئے بلکہ وہ منہ کے بل زمین پر گر گیا۔ اس سے پہلے کہ وہ اٹھنے کی کوشش کرتا عمران کی لات پوری قوت سے اس کی پسلیوں پر پڑی۔ ریڈہاک کے حلق سے ایک درد بھری چیخ نکلی اور وہ کینچوے کی طرح دہرا ہو گیا۔ عمران نے لات اس کے چہرے پر مارنا چاہی مگر ریڈہاک نے اس

کی ٹانگ پکڑ کر اسے پیچھے دھکا دے دیا۔ عمران سنبھلتے سنبھلتے بھی گر پڑا تھا۔ پھر اس سے پہلے کہ عمران اٹھتا ریڈہاک نے زمین پر لوٹ لگائی اور تیزی سے عمران کے قریب آگیا۔ اس نے انتہائی خوفناک انداز میں اپنے ایک ہاتھ کو دوسرے ہاتھ سے پکڑ کر دائیں بازو کی کہنی عمران کی پسلیوں پر ماری۔ عمران کے حلق سے نہ چاہتے ہوئے بھی درد بھری چیخ نکل گئی۔ وہ تیزی سے پلٹا اور پھر جھکائی دے کر تیزی سے اٹھ گیا ورنہ اس بار ریڈہاک نے جس طرح چھلانگ لگا کر اپنی دونوں کہنیاں اس کی پسلیوں میں مارنے کی کوشش کی تھی اس سے یقیناً عمران مار کھا جاتا اور اس کی پسلیاں ٹوٹ جاتیں مگر وہ عمران تھا جس کا مقابلہ کرنا اس قدر آسان نہ تھا۔ عمران نے اس کے پلٹنے سے پہلے گھٹنا اٹھا کر ریڈہاک کے چہرے پر مار دیا تھا۔ ریڈہاک کو ایک زوردار جھٹکا لگا اور وہ گھوم کر دوسری طرف الٹ گیا مگر شاید اس میں بھی بے پناہ مدافعت تھی اس قدر شدید ضرب کھانے کے باوجود بھی وہ جلدی سے اٹھ گیا تھا۔

پھر اس نے اچانک اچھل کر عمران کی گردن پکڑ لی اور پھر اپنے دائیں پنچ سے عمران کے چہرے پر مسلسل گھونسے برسانے شروع کر دیئے۔ ان گھونسوں نے عمران کے ذہن کو بری طرح سے جھنجھنا کر رکھ دیا۔ اس نے ریڈہاک کے پہلوؤں پر اپنے ہاتھ جمائے اور پھر اچانک اسے زوردار جھٹکے سے اوپر اٹھا لیا۔

ریڈہاک اس کے ہاتھوں میں جیسے ہی ہوا میں بلند ہوا وہ زخمی

سانپ کی طرح تڑپا اور اس نے دونوں ٹانگیں عمران کی کمر پر دے ماریں۔ عمران کو زوردار جھٹکا لگا مگر اس نے گرتے گرتے ریڈہاک کو پلٹا کر پوری قوت سے زمین پر مار دیا۔ ریڈہاک کے حلق سے دردناک چیخ نکلی اور وہ ماہی بے آب کی مانند تڑپنے لگا۔ عمران کے اسے اس بری طرح سے پٹخنے سے اس کی کئی پسلیاں ٹوٹ گئی تھیں۔

"بس اب تمہارا کھیل ختم ہو چکا ہے ریڈہاک"۔ عمران حلق کے بل غرایا اور اس نے آگے بڑھ کر ریڈہاک کی ایک ٹانگ پکڑی اور پھر اسے گیلے کپڑے کی طرح ایک جھٹکے سے اٹھا کر سامنے دیوار پر دے مارا۔ ریڈہاک کا سر پوری قوت سے دیوار کے ساتھ ٹکرایا تھا اور کمرے میں ناریل ٹوٹنے جیسی تیز آواز گونج اٹھی تھی۔ ریڈہاک کا سر دیوار سے ٹکرا کر ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا تھا۔ وہ زمین پر گر کر بری طرح سے تڑپنے لگا اور پھر اس کے ہاتھ پیر ڈھیلے پڑتے چلے گئے۔

"خس کم جہاں پاک"۔ عمران نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔ اسی لمحے اس کے پیچھے کھٹکا ہوا وہ زخمی سانپ کی طرح پلٹا مگر دروازے کے پاس صفدر کو کھڑے دیکھ کر اس کے تنے ہوئے اعصاب ڈھیلے پڑ گئے۔ صفدر نجانے کب کمرے میں داخل ہوا تھا اور وہ جس طرح آنکھیں پھاڑے کھڑا تھا اس سے اندازہ ہو رہا تھا کہ اس نے اپنی آنکھوں سے عمران اور ریڈہاک کی خوفناک لڑائی دیکھی تھی۔

"اس طرح آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر کیا دیکھ رہے ہو۔ میں عمران ہوں۔ عمران کا بھوت نہیں"۔ عمران نے خود کو ٹھنڈا کرتے ہوئے

کہا۔

"نن، نہیں۔ میں تو یونہی کھڑا تھا"۔ صفدر نے جھرجھری لیتے ہوئے جیسے ہوش میں آتے ہوئے کہا۔

"یونہی کھڑے تھے۔ کیوں کھڑے تھے۔ تماشہ دیکھنا تھا تو بیٹھ کر دیکھتے"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"بڑا خطرناک لڑاکا تھا یہ۔ اگر آپ کی جگہ میں ہوتا تو شاید اس کی جگہ میں اس طرح پڑا ہوتا"۔ صفدر نے بدستور سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"خطرناک لڑاکا، ہاں۔ یہ تو ہے۔ واقعی بڑا جاندار انسان تھا۔ اس سے لڑتے ہوئے سچ مچ مزہ آ گیا تھا"۔ عمران نے کہا۔

"مگر اسے ہوش کیسے آ گیا تھا۔ جس طرح یہ آپ سے فائٹ کر رہا تھا اس سے تو ایسا لگ رہا تھا جیسے یہ سرے سے ہی بے ہوش نہ ہوا ہو"۔ صفدر نے کہا۔

"اس کی قوت ارادی حد سے زیادہ مضبوط تھی جس کی وجہ سے اسے فوراً ہی ہوش آ گیا تھا ورنہ سائیکم گیس کے اثر سے بے ہوش ہونے والوں کو دس بارہ گھنٹوں سے پہلے کسی طرح ہوش آ ہی نہیں سکتا تھا"۔ عمران نے سنجیدہ ہو کر اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا تو صفدر نے بھی عمران کے انداز میں سر ہلا دیا۔

"اچھا باہر دیکھ آئے ہو"۔ عمران نے پوچھا۔

"ہاں، باہر کوئی نہیں ہے۔ اس فلور کو خاص طور پر چیکنگ کے لئے چاروں طرف سے بند کر دیا گیا تھا اور کمروں میں موجود لوگوں کو

سختی سے ہدایات کی گئی تھیں کہ وہ جب تک کہا نہ جائے اپنے کمروں سے باہر نہ نکلیں"۔ صفدر نے کہا۔

"ہوں، اس کا مطلب ہے یہ روٹین کی چیکنگ کر رہے تھے۔ ہماری یہاں موجودگی کا ان کے پاس کوئی ٹھوس ثبوت نہیں تھا"۔ عمران نے کہا۔

"لگتا تو ایسے ہی ہے"۔ صفدر نے کہا۔

"چلو پھر موقع کا فائدہ اٹھالیں۔ پہلے میں ریڈہاک کو زندہ رکھ کر اس سے پنڈت نارائن اور اس کے سیکشن انچارجوں کے بارے میں معلومات حاصل کرنا چاہتا تھا مگر اب وہ زندہ ہی نہیں رہا تو بہتر ہے اس کے ساتھی راڈک کو بھی ہلاک کر دیا جائے۔ ریڈہاک کا میک اپ میں کر لوں گا۔ تم راڈک بن جانا۔ پھر ہم دونوں پنڈت نارائن کے پاس جائیں گے اور اب جو بھی کریں گے پنڈت نارائن کے سامنے رہ کر کریں گے۔ پنڈت نارائن بھی کیا یاد کرے گا کہ اس کا کس دشمن سے پالا پڑا ہے"۔ عمران نے کہا تو صفدر نے سر ہلا کر کندھے اچکا دیئے۔ وہ بھلا کیا جانتا تھا کہ عمران کے ذہن میں کیا ہے اور وہ کیا کرنا چاہتا ہے۔

مادام شیکھا تنویر اور جولیا کو بے ہوشی کی حالت میں ہوٹل سے نکال کر اپنے ایک مخصوص اڈے پر لے گئی تھی جو اس شہر سے کافی دور تھا۔ ان دونوں کو تہہ خانے میں پہنچا کر انہیں کرسیوں پر جکڑ دیا گیا تھا۔

مادام شیکھا نے اپنے سامنے بٹھا کر میک اپ واشر سے ان کے میک اپ صاف کرائے تھے اور پھر جولیا کا اصل چہرہ دیکھ کر وہ حقیقتاً بری طرح سے اچھل پڑی تھی۔ اس کا شک صحیح نکلا تھا۔ لیکن وہ تنویر کو نہیں پہچانتی تھی۔ جولیا کو دیکھ کر ایک لمحے کے لئے اس کے دل میں اس کے لئے پرانی دوستی کی محبت جاگ اٹھی تھی مگر پھر اس خیال کے آتے ہی اس کا دل پتھر کی طرح سخت ہو گیا تھا کہ جولیا پاکیشیائی ایجنٹ ہے اور ان دنوں عمران کے ساتھ کافرستان میں تخریبی کارروائیوں کے لئے آئی ہوئی ہے۔

مادام شیکھا چونکہ ملٹری انٹیلی جنس کے خفیہ شعبے سے تعلق رکھتی
تھی اور زیادہ تر غیر ممالک میں فارن ایجنٹ کی حیثیت سے کام کرتی
تھی اس لئے اس کے دل میں اپنے ملک کی خیر خواہی اور وطن پرستی
بدرجہ ہا اتم موجود تھی۔ اس لحاظ سے وہ غیر ملکی ایجنٹوں کو خاص طور
پر جن کا تعلق پاکیشیا جیسے حریف ملک سے تھا وہ کیسے محبت اجاگر کر
سکتی تھی۔ اس لئے جولیا کو جو اس کی پرانی اور انتہائی گہری سہیلی تھی،
دشمن ایجنٹ کی حیثیت سے اپنے سامنے پا کر اس کے دل میں نفرت
پیدا ہو گئی تھی۔ وہ بھول گئی تھی کہ اس کے سامنے موجود اس کی
سہیلی ہے۔ وہ اس وقت جولیا کو دشمن ایجنٹ کی حیثیت سے اور
نہایت نفرت سے دیکھ رہی تھی۔

مادام شیکھا اس وقت اس ڈیپارٹمنٹل سٹور میں موجود تھی جہاں
جولیا تنویر کے ساتھ ماسٹر سٹور میں جانے کے لئے اپنا لباس اور حلیہ
بدلنے کے لئے گئی تھی۔ واش روم میں جا کر جولیا نے نہ صرف لباس
بدلا تھا بلکہ اپنا بہترین میک اپ بھی کر لیا تھا۔ لیکن جس واش روم
میں وہ گھسی تھی اس واش روم سے مادام شیکھا نے اسے بدلے ہوئے
حلیئے اور لباس میں دیکھ لیا تھا۔ بطور ایجنٹ ہونے کے وہ اس لڑکی کو
اس طرح میک اپ میں دیکھ کر بری طرح سے چونک پڑی تھی اور
اس کو اور زیادہ حیرت اس بات پر ہوئی کہ وہ لڑکی یعنی جولیا جس مرد
کے ساتھ آئی تھی بدلے ہوئے لباس اور حلیئے میں اسے یکسر نظر انداز
کر کے وہاں سے نکلتی چلی گئی تھی۔ اس وقت مادام شیکھا چونکہ چند

ضروری چیزوں کی شاپنگ کرنے وہاں آئی تھی اور اس کے پاس کوئی
دوسرا کام نہ تھا اس لئے تجسس سے مجبور ہو کر وہ جولیا کے پیچھے چل
پڑی تھی۔ جولیا کی چند مخصوص عادتوں نے اسے سوچنے پر مجبور کر دیا
تھا جیسے وہ اس لڑکی کو جانتی ہو۔ جس حلیئے میں جولیا ڈیپارٹمنٹل سٹور
میں آئی تھی وہ چہرہ اور بعد میں اس نے جو میک اپ کر کے اپنا حلیہ
بدلا تھا وہ دونوں چہرے اس کے لئے ناآشنا تھے مگر پھر بھی نجانے کیا
بات تھی کہ مادام شیکھا کا دل اس سے چیخ چیخ کر کہہ رہا تھا کہ وہ اس
لڑکی کو نہ صرف جانتی ہے بلکہ اس سے اس کا بہت قریبی تعلق بھی رہ
چکا ہے۔ وہ جولیا کا تعاقب کرتے ہوئے سارے راستے اس کے بارے
میں سوچتی رہی مگر اسے یاد نہ آسکا۔ پھر اس نے اس لڑکی کو منتاری
کے ماسٹر سٹور کے ڈائریکٹر جنرل کے آفس میں جاتے دیکھا اور پھر جب
ماسٹر سٹور کا ڈائریکٹر جنرل اسے اپنی کار میں ماسٹر سٹور میں لے گیا اور
وہاں وہ تقریباً آدھے گھنٹے سے زیادہ رہے تھے۔ اس کے بعد ماسٹر سٹور
کا ڈائریکٹر جنرل شیشل شرما اسے سٹور سے لے کر نکل آیا اور پھر اس
نے اس خوبصورت لڑکی کو گلستان کالونی کے فلیٹوں کے پاس ڈراپ
کیا۔ تو مادام شیکھا پہلے تو یہی سمجھی کہ وہ لڑکی انہی فلیٹوں میں کہیں
رہتی ہو گی۔ وہ ابھی اس لڑکی کے بارے میں سوچ ہی رہی تھی کہ وہ
کون ہے اور اسے کیوں احساس ہو رہا ہے کہ وہ اس ناآشنا لڑکی کو
جانتی ہے۔ لڑکی کا حلیہ بدلنا اور حلیہ اور لباس بدل کر اپنے ساتھی کو
چھوڑ کر اس طرح ماسٹر سٹور کے ڈائریکٹر جنرل شیشل شرما کے آفس

میں جانا اور پھر اس کے ساتھ ماسٹر سٹور میں جانا اور پھر وہاں سے
گلستان کالونی کے فلیٹوں کی بلڈنگ میں آنا۔ ایک عجیب و غریب
کشمکش تھی جو مادام شیکھا کی الجھنوں کا باعث بنی ہوئی تھی۔

پہلے تو اس کا دل چاہا کہ وہ اس لڑکی کو یہیں سے اغوا کر کے اپنے
اڈے پر لے جائے اور اس لڑکی سے جبراً اگلوائے کہ وہ کون ہے۔ اس
کی یہ پراسرار حرکتیں کسی انجانے اور بہت بڑے خطرے کی طرف
اشارہ کر رہی ہیں مگر پھر فلیٹوں کی بلڈنگ سے اس لڑکی کو دوبارہ باہر
آتے دیکھ کر وہ چونک پڑی۔

جولیا وہاں سے اس ڈیپارٹمنٹل سٹور میں گئی تھی جہاں جا کر اس
نے اپنا حلیہ اور لباس بدلا تھا۔ وہاں جا کر جب اس نے اپنا پہلے والا
حلیہ اختیار کر لیا تو مادام شیکھا کو اور زیادہ شدت سے احساس ہونے لگا
کہ لڑکی کسی بہت بڑے معاملے میں ملوث ہے پھر اچانک اسے اخبار
میں چھپی ہوئی پاکیشیائی مجرموں جن میں ایک سوئس لڑکی کی بھی
تصویر تھی یاد آ گئی اور پھر اس لڑکی کی مخصوص عادتیں ذہن میں آتے
ہی اس کے ذہن کے خانے کھلتے چلے گئے۔ اسے پہلے تو اپنی سہیلی کو
سامنے دیکھ کر بے حد خوشی ہوئی مگر پھر اس پر اچانک وطن پرستی نے
غلبہ پا لیا تو وہ بھول گئی کہ جولیا نامی کبھی کوئی لڑکی اس کی فرینڈ رہ
چکی ہے۔ اس نے جولیا کا اس انداز میں تعاقب کیا کہ جولیا جیسی تیز،
ہوشیار اور فعال لڑکی بھی اس کے تعاقب سے بے خبر رہی اور جب
جولیا ہوٹل ولنگڈن میں گئی تو مادام شیکھا نے کاؤنٹر پر سپیشل کارڈ دکھا

کر اپنا تعارف کراتے ہوئے جولیا اور تنویر کے بارے میں پوری
معلومات حاصل کر لیں جو اس ہوٹل کے کمرہ نمبر تین سو گیارہ اور بارہ
میں آرتی اور شیکھر کے نام سے رہائش پذیر تھے۔ تمام معلومات حاصل
کر کے مادام شیکھا نے فوری طور پر اپنے گروپ کے ممبروں کو جو کہ
بلیک سوٹ میں ملبوس رہتے تھے اور جنہیں اس نے کوڈ نام بلیک
ماسٹرز دے رکھا تھا وہاں بلا لیا۔

مادام شیکھا جولیا اور اس کے ساتھی سے پوچھ گچھ کر کے، چاہتی تھی کہ
وہ لوگ یہاں منتاری میں کیا کر رہے ہیں اور جولیا کا اس طرح ماسٹر
سٹور کے ڈائریکٹر جنرل شیشل شرما کے آفس میں جانے اور اسے لے کر
ماسٹر سٹور میں جانے کا کیا مقصد ہو سکتا ہے۔ وہ چونکہ خود بھی ایجنٹ
تھی اس لئے وہ جانتی تھی کہ جولیا جیسی تیز اور چالاک ایجنٹ آسانی سے
اس کے سامنے زبان نہیں کھولے گی اور اسے کسی بھی طرح سب کچھ
بتانے کے لئے تیار نہیں ہو گی۔ اس کے لئے اسے یقینی طور پر سائنسی
حربے استعمال کرنا ہوں گے۔ اسی لئے وہ اپنے گروپ کے آدمیوں
کے ساتھ ان دونوں کو منتاری سے دور ایک مضافاتی علاقے میں لے
آئی تھی اور پھر نو بجے جب وہ اپنے اڈے پر پہنچے تو اچانک منتاری پر جیسے
قیامت ٹوٹ پڑی۔ خوفناک اور پے در پے ہونے والے دھماکوں
نے پورے منتاری کو ہلا کر رکھ دیا اور وہاں سے یکلخت میزائلوں اور
راکٹوں کی جیسے بارش ہونا شروع ہو گئی۔

مادام شیکھا فوری طور پر منتاری واپس پہنچی تھی اور اس نے اپنے

طور پر تحقیقات کرائی تو ان دھماکوں کا مرکز اس ماسٹر سٹورز کو پا کر اس کے دماغ میں جیسے لاوا سا پکنے لگا۔ اسے جولیا کا میک اپ کر کے ڈائریکٹر جنرل شیشل شرما کے ساتھ ماسٹر سٹور میں جانا اور پھر وہاں سے واپس آ کر حلیہ بدلنے کا مقصد سمجھ میں آ گیا تھا۔ جولیا واقعی تخریب کاری کی غرض سے ماسٹر سٹور میں گئی تھی۔ اس نے شیشل شرما کو بے وقوف بنا کر اس کے ساتھ ماسٹر سٹور میں جا کر وہاں ڈائنامیٹ یا ہزاروں میگا پاور کا بم فٹ کر دیا تھا جس کے پھٹنے سے اس سٹور کے تہہ خانوں میں ذخیرہ کیا گیا اسلحہ پھٹ پڑا تھا۔

جولیا اور اس کے ساتھی کا یہ جرم معمولی نہیں تھا۔ اس لئے اس نے ان دونوں کو حکومت کے حوالے کرنے کا فیصلہ کر لیا تھا۔ اسے اطلاع ملی تھی کہ کافرستانی سیکرٹ سروس ان مجرموں کی تلاش میں پوری شدومد سے کوششیں کر رہی ہے مگر ابھی تک کوئی مجرم ان کے ہاتھ نہ لگا تھا۔

کافرستانی سیکرٹ سروس کا نیا چیف پنڈت نارائن جسے وہ دل سے پسند کرتی تھی۔ مگر پنڈت نارائن نہ جانے کیوں اسے پسند نہیں کرتا تھا۔ یہ بات مادام شیکھا جانتی تھی کہ وہ کچھ بھی کرے پنڈت نارائن کے دل کو جیتنا اس کے لئے اس قدر آسان نہیں ہو گا مگر اس کے باوجود اس نے ان دونوں تخریب کاروں کو اس کے حوالے کرنے کا فیصلہ کر لیا تھا اور پھر اس نے باقاعدہ پنڈت نارائن کو فون کر کے منتاری بلا لیا۔ اس نے واپس اڈے پر آ کر جولیا اور اس کے ساتھی کو

طویل بے ہوشی کے انجکشن لگوا دیئے تھے تا کہ پنڈت نارائن کے آنے تک ان دونوں کو کسی بھی طرح سے ہوش نہ آئے۔ اس نے سوچا کہ وہ پہلے پنڈت نارائن کو ساری تفصیل بتائے گی پھر اس کے بعد پنڈت نارائن کو ان دونوں سے جس طرح اور جس انداز میں معلومات حاصل کرنا ہو گی وہ خود ہی کرے گا۔ اس لئے وہ اس وقت اپنے اڈے پر جولیا اور اس کے ساتھی کے سامنے بیٹھی تھی اور خاص طور پر وہ جولیا کی جانب انتہائی نفرت بھری نگاہوں سے دیکھ رہی تھی۔ اس نے جولیا سے اپنی شناخت چھپانے کا فیصلہ کر کے عارضی طور پر میک اپ کر لیا تھا۔

ابھی وہ بیٹھی ان دونوں کو نفرت زدہ نگاہوں سے دیکھ رہی تھی کہ اس کے ایک ساتھی نے اسے اطلاع دی کہ کافرستانی سیکرٹ سروس کا چیف پنڈت نارائن اپنے سپیشل ہیلی کاپٹر پر وہاں پہنچ چکا ہے۔

پنڈت نارائن کی آمد کا سن کر مادام شیکھا کی آنکھوں میں بے پناہ چمک ابھر آئی اور وہ اس کا استقبال کرنے کے لئے ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑی ہوئی اور پھر نہایت تیزی سے چلتی ہوئی تہہ خانے سے باہر نکلتی چلی گئی۔

"یہی ہیں، یہی ہیں وہ دونوں بدمعاش"۔ وکرم اور پیٹر نامی سکیورٹی گارڈز نے ان دونوں کو دیکھ کر چیختے ہوئے کہا۔

چیف سکیورٹی آفیسر نے جو حیرت سے نعمانی اور صدیقی کو دیکھ رہا تھا اصلی وکرم اور پیٹر کی بات سن کر بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

"ان دونوں سے ان کے ہتھیار لے لو"۔ چیف سکیورٹی آفیسر نے چیخ کر اپنے ساتھیوں سے کہا۔ اسی وقت دو گارڈز آگے بڑھے اور انہوں نے نعمانی اور صدیقی کے ہولسٹروں سے ان کی گنیں نکال لیں اور چیف سکیورٹی آفیسر کے اشارے پر انہیں دھکیلتے ہوئے آگے لے آئے۔

"کون ہو تم لوگ"۔ چیف سکیورٹی آفیسر نے ان کے قریب آ کر غور سے ان دونوں کے چہروں کو دیکھتے ہوئے انتہائی کرخت لہجے میں کہا۔

"جو تمہیں نظر آ رہے ہیں"۔ صدیقی نے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

"مطلب"۔ چیف سکیورٹی آفیسر نے تیوری پر بل ڈالتے ہوئے کہا۔

"کس بات کا مطلب پوچھ رہے ہو"۔ نعمانی نے اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر کسی قسم کی پریشانی کا عنصر تک نہ تھا۔

"تم کہنا چاہتے ہو کہ تم وکرم اور پیٹر ہو"۔ چیف سکیورٹی آفیسر نے اس کی جانب سرد نگاہوں سے گھورتے ہوئے کہا۔

"بالکل"۔ صدیقی نے جواب دیا۔

"تو پھر یہ دونوں کون ہیں"۔ چیف سکیورٹی آفیسر نے اصلی وکرم اور پیٹر کی جانب اشارہ کرتے ہوئے اور ہونٹ بھینچ کر کہا۔

"ان سے پوچھ لو"۔ نعمانی نے کندھے اچکا کر جواب دیا۔

"یہ بکواس کر رہے ہیں۔ یہ دونوں ایک نمبر کے بدمعاش ہیں۔ انہوں نے ہمارے سامنے ہمارا میک اپ کیا تھا۔ یہ لوگ ہمیں بے ہوش کر کے یہاں سے دور ایک ویران علاقے میں چھوڑ آئے تھے۔ ہوش آتے ہی ہم نے بڑی مشکلوں سے خود کو وہاں سے آزاد کرایا تھا اور پھر ہم سیدھے یہاں پہنچ گئے تھے۔ نجانے یہ لوگ کون ہیں اور یہاں کس مقصد کے لئے آئے ہیں"۔ پیٹر نے تیز لہجے میں کہا۔

"ہم لوگ یہاں جس مقصد کے لئے آئے تھے وہ پورا نہیں ہو سکا۔

تم لوگوں کے ساتھ ہماری کوئی دشمنی نہیں ہے۔اس لئے اگر تم اپنی خیریت چاہتے ہو تو ہمیں یہاں سے جانے دو"۔ صدیقی نے سرد لہجے میں کہا۔

" کیا تم مجھے دھمکی دے رہے ہو"۔چیف سیکورٹی آفیسر نے نفرت زدہ لہجے میں کہا۔

" ایسا ہی سمجھ لو"۔ صدیقی نے اسی انداز میں کہا تو چیف سیکورٹی آفیسر کا چہرہ غصے سے سرخ ہو گیا۔ اس نے نہایت تیزی سے اپنے ہولسٹر سے ریوالور نکال لیا لیکن اس سے پہلے کہ وہ ریوالور کا رخ ان کی جانب کرتا نعمانی نے جھپٹا مار کر ریوالور اس کے ہاتھ سے چھین لیا۔

" خبردار، اگر کوئی حرکت کی تو جان سے جاؤ گے"۔ صدیقی نے چیف سیکورٹی آفیسر کا ریوالور اس کی گردن سے لگاتے ہوئے غرا کر کہا۔ یہ سب کچھ اتنی تیزی سے ہوا تھا کہ چیف سیکورٹی آفیسر اور اس کے ساتھیوں کو کچھ سوچنے سمجھنے کا موقع ہی نہیں ملا تھا۔

" کک، کیا چاہتے ہو"۔چیف سیکورٹی آفیسر نے اس کی غراہٹ سن کر ہکلاتے ہوئے کہا۔

" اپنے آدمیوں سے کہو اپنے ہتھیار ڈال دیں"۔ صدیقی نے اسی لہجے میں کہا۔

" ڈال دو۔ ڈال دو ہتھیار"۔چیف سیکورٹی آفیسر نے صدیقی کے خوفناک لہجے کو سن کر اپنے ساتھیوں سے کہا تو انہوں نے اپنے ہتھیار

نیچے ڈالنا شروع کر دیئے۔ یہ دیکھ کر نعمانی آگے بڑھا اور ان کی گنیں اٹھا اٹھا کر ایک طرف رکھنے لگا۔اس نے ایک مشین پسٹل اپنے پاس رکھا اور دوسری تمام گنوں کے میگزین نکال کر میز کے نیچے ڈال دیئے

" میں چاہوں تو تم سب کو یہیں ڈھیر کر کے نکل سکتا ہوں مگر ہم بے گناہوں کے خون سے اپنے ہاتھ رنگنا پسند نہیں کرتے اس لئے کچھ دیر کے لئے آرام کرو"۔ صدیقی نے آئی کوڈز میں نعمانی کو انہیں ہاف آف کرنے کا اشارہ کرتے ہوئے چیف سیکورٹی آفیسر سے کہا۔ دوسرے ہی لمحے صدیقی اور نعمانی کے ریوالوروں کے دستے حرکت میں آئے اور چیف سیکورٹی آفیسر اور اس کے ساتھی بے ہوش ہو کر گرتے چلے گئے۔ ریوالوروں کے دستے صدیقی اور نعمانی نے اس انداز میں ان کی کنپٹیوں پر مارے تھے کہ وہ چیخ بھی نہ سکے تھے۔ پھر وہ دونوں تیزی سے کمرے کا دروازہ کھول کر باہر نکل گئے۔ سامنے راہداری خالی تھی۔ ہوٹل کا زیادہ تر عملہ شادی کی تقریب میں مصروف تھا۔اس لئے وہاں کوئی نظر نہیں آرہا تھا۔ پھر وہ دونوں تیز تیز قدم اٹھاتے ہوئے وہاں سے نکلتے چلے گئے۔اس فلور سے نیچے آکر وہ دونوں الگ الگ واش روموں میں گھس گئے تھے۔ انہوں نے سیکورٹی گارڈز کی وردیاں اتار کر وہیں ڈال دیں۔ وردیوں کے نیچے انہوں نے سوٹ پہن رکھے تھے۔واش روم میں موجود آئینے کے سامنے انہوں نے اپنا اپنا ہیئر اسٹائل چینج کیا اور اپنے میک اپ صاف کر دیئے اور پھر وہ الگ الگ ہوٹل سے باہر نکل گئے۔

پنڈت نارائن ہیلی کاپٹر پر نہایت تیزی سے منتاری پہنچا تھا۔ مادام شیکھا نے اسے جو پتہ بتایا تھا وہاں پہنچ کر اس نے ہیلی پیڈ پر ہیلی کاپٹر کے اترتے ہی ہیلی کاپٹر کا دروازہ کھولا اور باہر نکل آیا۔ وہاں سیاہ سوٹوں میں ملبوس افراد نے اسے باقاعدہ فوجی انداز میں سلوٹ کیا تھا اور پھر اس کے استقبال کے لئے مادام شیکھا خود عمارت سے نکل کر باہر آ گئی۔

" کہاں ہیں وہ دونوں"۔ پنڈت نارائن نے مادام شیکھا کے قریب آتے ہی تیز لہجے میں اس سے پوچھا۔

" میری قید میں ہیں"۔ مادام شیکھا نے جواب دیا۔

" ہونہہ۔ مجھے ان کے پاس لے چلو"۔ پنڈت نارائن نے کہا۔

" اتنی بھی کیا جلدی ہے۔ اتنی دور سے سفر کر کے آئے ہو کچھ دیر آرام کر لو۔ پھر مل لینا ان سے وہ بھاگے تو نہیں جا رہے"۔ مادام شیکھا

نے اس کی جانب مسکراتی ہوئی نگاہوں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

" میں ہیلی کاپٹر پر آیا ہوں۔ پیدل نہیں آیا جو تھک گیا ہوں گا۔ مجھے ان دونوں کے پاس لے چلو ابھی اور اسی وقت"۔ پنڈت نارائن نے غصیلے لہجے میں کہا۔

" وہ دونوں بے ہوش ہیں۔ میں نے ان کو زائیکم زیرو کے انجکشن لگا رکھے ہیں۔ جب تک ان کا اثر زائل نہیں ہوگا وہ ہوش میں نہیں آئیں گے"۔ مادام شیکھا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" زائیکم زیرو کے انجکشن۔ اوہ، ان انجکشنوں کا تو کوئی توڑ بھی نہیں ہے"۔ پنڈت نارائن نے چونک کر کہا۔

" ہاں، اسی لئے تو کہہ رہی ہوں کہ کچھ دیر آرام کر لو۔ مجھے تم سے چند باتیں کرنی ہیں"۔ مادام شیکھا نے اسے اندرونی عمارت کی طرف لے جاتے ہوئے کہا۔

" دیکھو شیکھا، اس وقت ملک کی حالت بے حد نازک ہے اور میں بہت پریشان ہوں۔ مجرموں کا ٹولہ یہاں خطرناک کارروائیاں کرتا پھر رہا ہے اور ہم کوشش کے باوجود اب تک ان کا کوئی کلیو نہیں تلاش کر پائے۔ صدر اور وزیر اعظم الگ میری جان کو رو رہے ہیں۔ اس صورتحال میں تم مجھ سے فضول باتیں کرو گی تو میں اور زیادہ ٹینشن میں آ جاؤں گا۔ اس لئے پلیز پہلے مجھے میرا کام کر لینے دو۔ پاکیشیائی مجرموں کو پکڑ کر ایک بار میں ان کو ہلاک کر دوں پھر تم جو کہو گی میں تمہاری ہر بات ماننے کے لئے تیار ہو جاؤں گا"۔ پنڈت

نارائن نے کہا۔

"ہر بات"۔ مادام شیکھا نے اس کی بات سن کر آنکھیں چمکاتے ہوئے کہا۔

"ہاں، ہر بات"۔ پنڈت نارائن نے اثبات میں سر ہلا کر کہا۔

"تو وعدہ کرو کہ جیسے ہی تم ان خطرناک مجرموں کو انجام تک پہنچاؤ گے تم فوری طور پر مجھ سے شادی کر لو گے"۔ مادام شیکھا نے مسرت بھرے سے لبریز لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے۔ مجھے تمہاری یہ بات بھی منظور ہے۔ ان خطرناک مجرموں کا خاتمہ ہوتے ہی میں پہلی فرصت میں تم سے شادی کر لوں گا"۔ پنڈت نارائن نے جان چھڑوانے والے انداز میں کہا تو مادام شیکھا مارے خوشی سے اچھل پڑی اور بے اختیار ہو کر پنڈت نارائن سے لپٹ گئی۔

"تو سمجھ لو کہ تم ان مجرموں تک پہنچ گئے ہو۔ اب بس ان کا خاتمہ باقی ہے"۔ مادام شیکھا نے کہا تو پنڈت نارائن بری طرح سے چونک پڑا۔

"کیا مطلب"۔ اس نے مادام شیکھا کو زبردستی لپنے سے الگ کرتے ہوئے کہا۔ مادام شیکھا اسے لئے ہوئے ایک نہایت خوبصورت سجے سجائے کمرے میں آ گئی تھی۔ اس نے پنڈت نارائن کو صوفے پر بیٹھنے کا اشارہ کیا اور خود بھی اس کے قریب بیٹھ گئی۔

"پہلے یہ بتاؤ، کیا پیو گے۔ یہاں میں نے تمہارے مطلب کی پرانی

سے پرانی شراب کی بوتلوں کا سٹاک کر رکھا ہے"۔ مادام شیکھا نے اس کی جانب دیکھتے ہوئے کہا تو پنڈت نارائن نے اسے اپنی پسند کی شراب کا نام بتا دیا۔ مادام شیکھا اٹھی اور اس نے کمرے کی دیوار پر لگی ایک الماری کھولی جس میں بے شمار مختلف سائز اور برانڈ کی شراب کی بوتلیں ترتیب سے لگی ہوئی تھیں۔ اس نے ایک بوتل اٹھائی اور الماری کی سائیڈ میں موجود دو گلاس اٹھا کر پنڈت نارائن کے قریب آ گئی۔ بوتل کھول کر اس نے شراب ان گلاسوں میں انڈیلی اور ایک گلاس پنڈت نارائن کے ہاتھ میں دے کر بوتل ایک طرف میز پر رکھی اور دوسرا جام لئے پنڈت نارائن کے قریب آ گئی۔

"تم کہہ رہی تھیں کہ میں ان مجرموں تک پہنچ چکا ہوں۔ اس بات کا مطلب کیا تھا تمہارا"۔ پنڈت نارائن نے جام پیتے ہوئے مادام شیکھا سے پوچھا تو مادام شیکھا نے اسے جولیا اور اس کے ساتھی کے بارے میں بتانا شروع کر دیا۔ جولیا کے بارے میں سن کر پنڈت نارائن کا چہرہ کھل اٹھا تھا اور اس کی آنکھوں میں بے پناہ چمک ابھر آئی تھی۔

"کیا اس کا دوسرا ساتھی عمران ہے"۔ پنڈت نارائن نے پوچھا۔

"یہ میں نہیں جانتی۔ میں صرف جولیانا کو جانتی ہوں۔ جب سے میں نے انہیں بے ہوش کیا ہے۔ وہ ویسے کے ویسے ہی تہہ خانے میں قید ہیں۔ میں چاہتی تھی کہ ان سے جو پوچھنا ہے تم خود ہی آ کر پوچھ لینا"۔ مادام شیکھا نے کہا۔

"گڈ، یہ تم نے عقلمندی کی ہے"۔ پنڈت نارائن نے اس کی تعریف کرتے ہوئے کہا۔

"میں چاہتی تو انہیں ہوش میں رکھ کر ان سے ان کے بارے میں اور ان کے دوسرے ساتھیوں کے بارے میں سب کچھ اگلوا سکتی تھی اور ان مجرموں کو پکڑنے کا سہرا اپنے سر باندھ سکتی تھی مگر ایک تو ان مجرموں کا کیس تمہارے پاس ہے۔ دوسرے میں خود بھی یہی چاہتی ہوں کہ ان مجرموں کو پکڑنے اور ان کو ہلاک کرنے کا کریڈٹ صرف اور صرف تمہیں ملے۔ اس لئے میں نے ابھی تک ان دونوں کو نہیں چھیڑا تھا"۔ مادام شیکھا نے کہا۔

"لیکن تم نے میک اپ کیوں کر رکھا ہے"۔ پنڈت نارائن کو اس کے میک اپ میں ہونے کا بڑی دیر بعد خیال آیا تھا۔

"میں تمہیں بتا چکی ہوں کہ جولیانا میری کلاس فیلو اور بہت اچھی سہیلی رہ چکی ہے۔ ہم دونوں ایک دوسرے کی جان تھیں۔ ایک دوسرے کی ذرا سی تکلیف پر ہم تڑپ اٹھتی تھیں مگر اب جولیانا میرے سامنے میرے ملک کی دشمن کے روپ میں آئی ہے اس لئے میں نہیں چاہتی کہ وہ مجھے دیکھ کر اپنی پرانی دوستی کے سہارے مجھ سے کوئی رعایت کی امید رکھے۔ اس لئے میں نے میک اپ کر لیا ہے"۔ مادام شیکھا نے کہا تو پنڈت نارائن نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"انہیں بے ہوش ہوئے کتنی دیر گزر چکی ہے"۔ پنڈت نارائن نے جام خالی کر کے میز پر رکھتے ہوئے پوچھا۔

"زیادہ سے زیادہ دس منٹوں تک انہیں ہوش آجائے گا"۔ مادام شیکھا نے اپنی ریسٹ واچ دیکھتے ہوئے کہا۔

"تو چلو، ان کے پاس چلتے ہیں۔ میں ان کی بوٹی بوٹی الگ الگ کر کے ان کے دوسرے ساتھیوں اور عمران کے بارے میں پوچھنا چاہتا ہوں"۔ پنڈت نارائن نے اٹھتے ہوئے کہا تو مادام شیکھا بھی سر ہلا کر اٹھ کھڑی ہوئی۔ وہ دونوں کمرے سے باہر نکلے اور پھر مختلف راستوں سے ہوتے ہوئے ایک دوسرے کمرے میں آگئے۔ اس کمرے میں داخل ہو کر مادام شیکھا شمالی دیوار کی جانب بڑھی اور اس نے دیوار کے ایک حصے پر دباؤ ڈالا تو ہلکی سی گڑگڑاہٹ کی آواز کے ساتھ دیوار دو حصوں میں منقسم ہو کر کھلتی چلی گئی۔ نیچے سیڑھیاں جا رہی تھیں۔ مادام شیکھا اور پنڈت نارائن سیڑھیاں اترنے لگے۔ سیڑھیوں کے اختتام پر ایک چھوٹی سی راہداری تھی جس کے سامنے ایک فولادی دروازہ تھا۔ مادام شیکھا نے اس دروازے کے قریب آکر سائیڈ پر لگے کمپیوٹرائزڈ نمبر پریس کر کے سبز بٹن دبایا تو فولادی دروازہ خود بخود کھلتا چلا گیا اور وہ دروازہ کھلتے ہی اندر چلے گئے۔ جیسے ہی وہ اندر داخل ہوئے دو باتیں ایک ساتھ وقوع پذیر ہوئیں۔ ایک تو ان کے عقب میں دروازہ خود بخود بند ہو گیا دوسرے اچانک ان پر دو افراد ایک ساتھ جھپٹ پڑے تھے۔

پاور آف ڈیتھ گروپ کا سیکنڈ چیف کرنل وشال بے حد پریشان تھا۔ اس نے پنڈت نارائن کو کافرستان کے مذہبی رہنماؤں کو ہلاک کرنے اور انہیں اپنے پاس محبوس رکھنے کا جو پروگرام بنایا تھا۔ اس پر عمل کرتے ہوئے اس نے کئی نامی مذہبی رہنماؤں کا بہیمانہ قتل کرا دیا تھا اور بے شمار رہنماؤں کو اغوا کرا کے انہیں نامعلوم مقام پر قید کر دیا تھا۔ اس کا خیال بلکہ اسے یقین تھا کہ اس کی اس ترکیب سے عمران اور اس کے ساتھی یقینی طور پر سامنے آنے پر مجبور ہو جائیں گے۔

وہ عمران کی ذہنیت کو جانتا تھا۔ عمران کو جب معلوم ہو گا کہ یہ لوگ یعنی پاور آف ڈیتھ گروپ ان کے ناموں سے ان کے ہم مذہب افراد کو بے دریغ قتل کر رہے ہیں تو وہ لازمی طور پر ان کو روکنے یا ان کے خلاف کارروائی کرنے کے لئے سامنے آئے گا اور جیسے ہی وہ سامنے

آئے گا یہ گروپ ان کو ہر صورت میں ختم کر دے گا۔

مگر جب اسے معلوم ہوا کہ عمران اور اس کے ساتھیوں نے جوابی کارروائی کے طور پر وزیر دفاع راجپال ورما اور سیکرٹری خارجہ راگیش کھنہ کو ہلاک کرنے کے ساتھ ساتھ منتاری کمرشل زون کو خاکستر کر دیا ہے تو اس کی پریشانی کی حد نہ رہی۔ اس نے فوری طور پر اپنی کارروائیاں روک دیں۔

منتاری کمرشل زون میں پھیلنے والی خوفناک تباہی نے پورے کافرستان کو ہلا کر رکھ دیا تھا۔ نہ صرف کافرستانی حکومت بلکہ کافرستان کی عوام بھی اس خوفناک اور قیامت انگیز تباہی سے سہم کر رہ گئے تھے۔ انہیں پاکیشیائی مجرموں کا نام سن کر ہی خوف سے جھرجھری آنا شروع ہو گئی تھی۔ پورے کافرستان میں صف ماتم بچھ گیا تھا۔ جس سے کرنل وشال کو احساس ہو گیا تھا کہ اس نے یہ اقدام کر کے کتنی بڑی غلطی کی ہے اور اس کی پلاننگ کے نتیجے میں ہر طرف موت کا خوفناک رقص شروع ہو گیا تھا۔

کرنل وشال نے اس خوفناک صورتحال کی نزاکت کو سمجھتے ہوئے پاور آف ڈیتھ گروپ کو کال کر کے سپیشل میٹنگ کی تھی جس میں اس نے ایسی تمام کارروائیاں روکنے کا فیصلہ کرتے ہوئے انہیں حکم دیا تھا کہ وہ ایسا کرنے کی بجائے اپنی بھرپور صلاحیتوں کو بروئے کار لا کر ان دہشت گرد مجرموں کو تلاش کریں اور انہیں جہاں دیکھیں ایک لمحہ ضائع کئے بغیر ہلاک کر دیں۔ چنانچہ پاور آف ڈیتھ

گروپ نے پورے کافرستان میں اپنے آدمی پھیلا دیئے تھے اور پاکیشیائی مجرموں کی نہایت زور و شور سے تلاش شروع کر دی تھی۔ لیکن ابھی تک ان کی طرف سے کوئی امید افزا رپورٹ نہیں ملی تھی۔

کرنل وشال اس وقت پاور آف ڈیتھ گروپ کے عارضی ہیڈ کوارٹر میں موجود تھا اور ایک کمرے جسے دفتری انداز میں سجایا گیا تھا میں پریشانی اور نہایت بے چینی سے ادھر ادھر ٹہل رہا تھا کہ اچانک میز پر پڑے ہوئے ایک ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ ٹیلی فون کی گھنٹی سن کر کرنل وشال چونک پڑا اور تیزی سے ٹیلی فون کا رسیور اٹھا کر کان سے لگا لیا۔

"یس کرنل وشال سپیکنگ"۔ اس نے رسیور کان سے لگاتے ہی اپنے مخصوص کرخت لہجے میں کہا۔

"کرنل سوریا بول رہا ہوں"۔ دوسری جانب سے کرنل سوریا کی آواز سنائی دی۔

"یس کرنل سوریا۔ کوئی رپورٹ"۔ کرنل وشال نے تیز لہجے میں پوچھا۔

"ہاں کرنل وشال ہم نے پاکیشیائی گروپ کے دو آدمیوں کو ٹریس کر لیا ہے"۔ کرنل سوریا کی پرجوش آواز سنائی دی۔

"دو آدمیوں کو ٹریس کر لیا ہے۔ کون ہیں اور کہاں ہیں وہ"۔ کرنل وشال نے بری طرح چونکتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"وہ دونوں میک اپ میں ہیں۔ اس لئے میں ان کے بارے میں

یہ نہیں بتا سکتا کہ وہ کون ہیں۔ مگر ان میں عمران نہیں ہے۔ لیکن بہرحال یہ کنفرم ہے کہ ان کا تعلق عمران گروپ سے ہے"۔ کرنل سوریا نے کہا۔

"اوہ، کہاں ہیں وہ لوگ اور تم اتنے یقین سے کیسے کہہ سکتے ہو کہ ان کا تعلق عمران گروپ سے ہے"۔ کرنل وشال نے پوچھا۔

"وہ دونوں ڈاکٹر پرکاش کو ہلاک کرنے سپیشل ہسپتال میں ڈاکٹروں کا بھیس بدل کر آئے تھے۔ اس ہسپتال میں میرے چند آدمی بھی موجود تھے جو ان لوگوں کو ہسپتالوں میں چیک کرنے پر مامور تھے۔ ان کے پاس ایف سکس گلاسز کے چشمے تھے جن کی مدد سے ہر قسم کے میک اپ کو آسانی سے چیک کیا جا سکتا تھا۔ اس ہسپتال میں ڈاکٹر پرکاش کی بیوی ایڈمٹ ہے جس کی دیکھ بھال کے لئے خود ڈاکٹر پرکاش وہاں موجود تھے۔ جب یہ دونوں افراد ہسپتال میں اس ہسپتال کے دو ڈاکٹروں کے روپ میں داخل ہوئے تو ایف سکس گلاسز کی وجہ سے میرے آدمیوں نے ان کے میک اپ چیک کر لئے۔ ان لوگوں نے ان دونوں کو وہاں موجود ڈیوٹی ڈاکٹر سے ڈاکٹر پرکاش کی اہلیہ کے بارے معلومات حاصل کرتے دیکھا اور پھر ایک دو جگہ انہوں نے ڈاکٹر پرکاش کے بارے میں پوچھا۔ اس سے پہلے کہ وہ ڈاکٹر پرکاش تک پہنچتے میرے آدمیوں نے ان دونوں کو دور سے ہی سوئیاں پھینکنے والی مشینوں سے سوئیاں مار کر بے ہوش کر دیا۔ ان سوئیوں پر انہوں نے بے ہوش کر دینے والی انتہائی زود اثر دوا لگا رکھی تھی۔

ان دونوں کو بے ہوش کر کے میرے آدمی فوری طور پر ان دونوں کو سپیشل ہسپتال سے نکال کر پوائنٹ سکس زیرو پر لے گئے۔ وہاں ان کی تلاشی لی گئی تو ان سے مشین پسٹل، سائنائیڈ سوئیاں تھرو کرنے والی مشین اور دو دو چیپ بم ملے تھے جن سے یہ ثابت ہوتا تھا کہ وہ دونوں سپیشل ہسپتال میں صرف ڈاکٹر پرکاش کو ہلاک کرنے کی نیت سے آئے تھے "۔ کرنل سوریا نے کرنل وشال کو ساری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

" ویری گڈ، اس کا مطلب ہے کہ وہ دونوں اس وقت پوائنٹ سکس زیرو پر ہیں "۔ کرنل وشال نے آنکھیں چمکاتے ہوئے کہا۔

" ہاں، انہیں ہم نے راڈز والی کرسیوں پر جکڑ دیا ہے۔ ان کے میک اپ واش کر دیئے گئے ہیں اور ہم ان کی برین سکیننگ کرنے کی تیاری کر رہے ہیں تاکہ ان سے عمران اور ان کے دوسرے ساتھیوں کے بارے میں معلومات حاصل کی جاسکیں"۔ کرنل سوریا نے کہا۔

" برین سکیننگ سے پہلے اگر تم ان کو ایم ایم فورٹی سکس انجکشن لگا دیتے تو ان کے ذہن کمزور پڑ جاتے۔ پھر ان کے ذہنوں کو سپرایکس مشین سے کنٹرول کرنا زیادہ آسان ہو جاتا"۔ کرنل وشال نے کہا۔

" ہم ایسا ہی کر رہے ہیں۔ ایم ایم فورٹی سکس انجکشن کی ڈوز دے کر ہم نے ان کے ذہن بے حد کمزور کر دیئے ہیں۔ انجکشن لگے انہیں دو گھنٹے ہو چکے ہیں۔ ایک گھنٹہ مزید گزرنے کے بعد ہم انہیں سکیننگ روم میں لے جائیں گے"۔ کرنل سوریا نے جواب دیا۔

" بہت خوب۔ ان کی برین سکیننگ کے وقت میں خود تمہارے پاس پہنچ جاؤں گا"۔ کرنل وشال نے کہا۔

" زیادہ مناسب رہے گا"۔ کرنل سوریا نے کہا۔ کرنل وشال نے اسے چند ہدایات دیں اور پھر اس نے فون بند کر دیا۔ ابھی اس نے فون بند کیا ہی تھا کہ ایک بار پھر فون کی گھنٹی بج اٹھی۔

" کرنل وشال سپیکنگ"۔ کرنل وشال نے اس بار انتہائی جوش اور مسرت آمیز لہجے میں کہا۔

" میجر ہارش بول رہا ہوں جناب"۔ دوسری طرف سے میجر ہارش کی جوش بھری آواز سنائی دی۔

" یس میجر ہارش، کس لئے فون کیا ہے"۔ کرنل وشال نے اپنے مخصوص لہجے میں پوچھا۔

" کرنل وشال۔ میں نے پاکیشیائی گروپ کے دو افراد کو ٹریس کر لیا ہے"۔ میجر ہارش نے کہا اور اس کی بات سن کر کرنل وشال بری طرح سے اچھل پڑا۔

" کیا، کیا کہا تم نے۔ پاکیشیائی گروپ کے دو افراد کو تم نے ٹریس کر لیا ہے۔ کون ہیں وہ"۔ اس نے تیز لہجے میں پوچھا۔

" پنڈت نارائن نے سیکرٹ سروس کی جو فائل ہمیں دی تھی ان میں جو تصویروں کے خاکے ہیں ان کے مطابق ان دونوں میں لڑکی کا نام جولیانا فٹزواٹر ہے اور دوسرے کا نام معلوم نہیں"۔ میجر ہارش نے بتایا۔

"جولیانا فٹزواٹر۔ اوہ کہاں ہیں وہ دونوں اور تم نے انہیں کہاں اور کیسے ٹریس کیا ہے"۔ کرنل وشال نے جلدی سے پوچھا۔

"وہ دونوں اپنی اصل شکل و صورت میں تھے اور نہایت عجلت میں ایک مضافاتی علاقے سے نکلے تھے۔ اس مضافاتی علاقے میں میرے ایک آدمی نے انہیں ایک ٹیکسی میں سوار ہوتے دیکھا تھا۔ جس ٹیکسی میں انہوں نے سفر کیا تھا میرے آدمی نے اس ٹیکسی کا نمبر نوٹ کر لیا تھا پھر میرے آدمی نے بھاگ دوڑ کر کے اس ٹیکسی کا پتہ کرایا اور اس تک پہنچ کر ان دونوں مجرموں کے بارے میں معلومات حاصل کیں تو معلوم ہوا کہ وہ منتاری سے ستر کلو میٹر دور ایک قصبے میں گئے تھے اور وہاں انہوں نے ٹیکسی چھوڑ دی تھی۔ جس پر میرے آدمی نے فوری طور پر مجھے اطلاع دی۔ میں اس کی رپورٹ ملتے ہی منتاری روانہ ہو گیا اور اپنے چند آدمیوں کے ساتھ مل کر اس علاقے میں جا کر چھان بین کی تو پتہ چلا کہ وہ دونوں ٹیکسی سے اتر کر کچھ دور پیدل چلتے رہے تھے پھر قصبے کے اس حصے میں آگئے تھے جہاں سے ساران کی طرف بسیں روانہ ہوتی ہیں۔ بس اڈے سے معلومات حاصل کرنے پر پتہ چلا کہ وہ بس میں بیٹھ کر ساران گئے ہیں۔ ہم نے اس بس کو راستے میں ہی جا لیا مگر وہ دونوں ساران سے پہلے ہی راستے میں شوکان نامی قصبے میں اتر گئے تھے اور پھر وہاں سے جب ہم نے معلومات حاصل کیں تو پتہ چلا کہ وہ دونوں اسی شوکان نامی قصبے میں ہیں۔ انہوں نے وہاں کے ایک رہائشی علاقے میں ایک مکان کرائے

پر حاصل کر لیا تھا۔ ہم لوگوں نے اس مکان کا محاصرہ کر لیا اور جب اس مکان پر ریڈ کیا تو ان دونوں نے وہاں سے بھاگنے کی کوشش کی مگر میرے آدمیوں نے آخر کار ان دونوں کو قابو میں کر لیا اور پھر میں نے ان کو باندھ کر انہیں بے ہوش کر دینے والے انجکشن لگا دیئے اور پھر میں انہیں بے ہوشی کی حالت میں اپنے ساتھ پوائنٹ ایٹ ایٹ ون پر لے آیا ہوں"۔ میجر بارش نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"ویری گڈ۔ ویری گڈ میجر بارش۔ لگتا ہے آج گڈ نیوز ڈے ہے۔ تمہاری اطلاع سے پہلے کرنل سوریا کا بھی فون آیا تھا اس نے بھی دو مجرموں کو پکڑ لیا ہے۔ میں انہی دو مجرموں کو دیکھنے پوائنٹ سکس زیرو پر جا رہا تھا کہ تمہارا فون آگیا"۔ کرنل وشال نے کہا۔

"اوہ واقعی یہ تو خوشی کی بات ہے"۔ میجر بارش نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں، تم ایسا کرو ان دونوں مجرموں کو لے کر پوائنٹ سکس زیرو پر آ جاؤ۔ ان چاروں سے ہم ان کے دوسرے ساتھیوں کا پتہ پوچھیں گے اور پھر پنڈت نارائن کو اطلاع دیں گے۔ پھر وہ چاہے تو ان سب کو خود ہی اپنے ہاتھوں ختم کر دے یا حکومت کے حوالے کر دے۔ ہمارا درد سر تو کم از کم ختم ہو جائے گا"۔ کرنل وشال نے کہا۔

ٹھیک ہے کرنل۔ میں ان دونوں کو سپیشل ہیلی کاپٹر پر لے کر خود ہی پوائنٹ سکس زیرو پر پہنچ رہا ہوں"۔ میجر بارش نے کہا۔

"اوکے۔ میں تمہارا انتظار کر رہا ہوں"۔ کرنل وشال نے کہا اور

فون بند کر دیا۔ پھر اس نے کچھ سوچ کر اپنے ماتحت دوسرے گروپس کے چیفس کو بھی ان چار مجرموں کی گرفتاری کے بارے میں بتانا شروع کر دیا اور انہیں پوائنٹ سکس زیرو پر پہنچنے کی ہدایات کر کے اس نے فون بند کیا اور یہ خوشخبری پنڈت نارائن کو دینے کے لئے اس کے نمبر ملانے لگا۔

عمران نے ریڈ ہاک کے چہرے پر اپنا میک اپ کر دیا تھا اور اس کا میک اپ خود کر لیا تھا۔ اس طرح اس نے راڈک کا چہرہ صفدر کے چہرے سے بدل کر صفدر کو راڈک اور راڈک کو صفدر بنا دیا تھا اور پھر اس نے سائیلنسر لگے پسٹل سے راڈک کے عین دل میں گولی مار کر اسے ہلاک کر دیا تھا تاکہ بعد میں وہ ان کے لئے کسی پریشانی کا باعث نہ بنے۔

"اب ہمیں ان لوگوں کو ہوش میں لانا ہوگا"۔ اپنے کام سے فارغ ہو کر عمران نے صفدر سے مخاطب ہو کر کہا۔

" ان لوگوں کو ہوش میں لانے کی کیا ضرورت ہے عمران صاحب۔ راڈک کی طرح انہیں بھی گولیاں نہ مار دیں"۔ صفدر نے الجھی ہوئی نظروں سے عمران کی جانب دیکھتے ہوئے کہا۔ کیونکہ عمران کیا کرنا چاہ رہا تھا یہ صفدر کی سمجھ میں ابھی تک نہیں آیا تھا۔

"ان لوگوں کو مار دیا تو پنڈت نارائن کو کیسے پتہ چلے گا کہ عمران ہلاک ہو گیا ہے"۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"لیکن آپ پنڈت نارائن پر اپنی ہلاکت کیوں ظاہر کرنا چاہتے ہیں۔ آپ تو کہہ رہے تھے کہ آپ پنڈت نارائن کا فیس ٹو فیس مقابلہ کریں گے"۔ صفدر نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"میرا اور پنڈت نارائن کا فیس ٹو فیس مقابلہ ہی ہو گا۔ لیکن اس تک پہنچنے کے لئے ہمیں راہیں بھی تو ہموار کرنی ہیں"۔ عمران نے کہا تو صفدر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"اوہ، اس کا مطلب ہے آپ پنڈت نارائن کے سامنے رہ کر سب کچھ کرنا چاہتے ہیں۔ آپ اس کے سامنے بھی رہیں گے اور اس سے چھپے بھی رہیں گے"۔ صفدر نے کہا۔

"اللہ تمہارا بھلا کرے اب بات تمہاری سمجھ میں آئی ہے"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو صفدر ہنس پڑا۔

"تو پھر چلیں"۔ صفدر نے کہا۔

"کہاں"۔ عمران نے جان بوجھ کر اداکاری کرتے ہوئے پوچھا۔

"پنڈت نارائن کا سامنا کرنے یعنی اس کے فیس ٹو فیس ہونے"۔ صفدر نے کہا تو اس بار عمران ہنس پڑا۔

"فیس ٹو فیس پنڈت نارائن کے ہونا چاہتے ہو یا اس کے محبوبہ مادام شیکھا کے۔ بات کیا ہے"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"مادام شیکھا۔ میں یہ نام آپ سے پہلی بار سن رہا ہوں"۔ صفدر

نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"چلو، اب اس سے مل بھی لینا"۔ عمران نے اس انداز میں کہا کہ صفدر بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

"اگر میں نے اسے ناپسند کر دیا تو"۔ صفدر نے ہنستے ہوئے پوچھا۔

"تو پھر اس کے جملہ حقوق میں تنویر کو منتقل کر دوں گا"۔ عمران نے کہا تو صفدر ایک بار پھر ہنس دیا۔

"تو پھر یہ کام آپ پہلے ہی کر لیں۔ میں باز آیا ایسے کاموں سے"۔ صفدر نے ہنستے ہوئے کہا۔

"تمہارا کہنے کا مقصد ہے کہ میں ایسے کاموں میں ماہر ہوں"۔ عمران نے اسے مصنوعی غصہ دکھاتے ہوئے کہا۔

"آپ کون سے کام میں ماہر نہیں ہیں۔ اسی لئے تو آپ اپنے نام کے ساتھ ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) لگاتے ہیں"۔ صفدر نے کہا اور اس کے خوبصورت جواب پر عمران کا بے اختیار قہقہہ نکل گیا۔

"بہت خوب، لگتا ہے راڈک کا چہرہ اپنا کر تمہارا دماغ بھی خوب روشن ہو گیا ہے۔ جو ترکی بہ ترکی جواب دے رہے ہو"۔ عمران نے ہنستے ہوئے کہا۔

"یہ راڈک کے چہرے کا نہیں آپ کی صحبت کا اثر ہے"۔ صفدر نے جواب دیا تو عمران ایک بار پھر ہنس پڑا۔

"اچھا میرے ہم صحبت بھائی۔ اب ان لوگوں کو ہوش میں لے آؤ۔ بڑا آرام کر لیا ہے انہوں نے"۔ عمران نے کہا تو صفدر زمین پر بے

ہوش پڑے ریڈہاک کے ساتھیوں کی جانب بڑھ گیا۔اس نے عمران کے کہنے پر ایک شخص کی ناک اور منہ بند کر دیا۔جیسے ہی اس شخص کا دم گھٹا اس نے ایک زوردار جھرجھری لیتے ہوئے آنکھیں کھول دیں۔

"اوہ، کیا ہوا تھا مجھے اور وہ دھواں ...." اس شخص نے جلدی سے اٹھتے ہوئے کہا اور پھر ان مجرموں کی لاشیں دیکھ کر وہ بری طرح سے چونک پڑا جن پر انہوں نے ریڈ کیا تھا۔

"یہ دونوں کیسے مارے گئے"۔اس نے حیران ہو کر کہا۔

"ہم انہیں یہاں ہلاک کرنے ہی آئے تھے۔ ان کا اچار ڈالنے نہیں۔ راڈک کے ساتھ مل کر اپنے دوسرے ساتھیوں کو بھی ہوش دلاؤ"۔ عمران نے برا سا منہ بناتے ہوئے ریڈہاک کے انداز میں کہا۔

تو وہ شخص اٹھا اور صفدر کے ساتھ مل کر اپنے دوسرے ساتھیوں کو بھی صفدر کے انداز میں ہوش دلانے لگا۔چند ہی لمحوں میں ان سب کو ہوش آگیا اور وہ ریڈہاک بنے عمران کے سامنے نہایت مؤدبانہ انداز میں کھڑے ہوگئے۔

"تم لوگوں میں سے کسی کے پاس ٹی ون ٹرانسمیٹر ہے"۔ عمران نے ان کی جانب غور سے دیکھتے ہوئے ریڈہاک کی آواز میں پوچھا۔

"نہیں باس، ٹی ون تو نہیں۔ میرے پاس زیرو سکس ٹرانسمیٹر ہے"۔ایک نوجوان نے جلدی سے کہا۔

"مجھے دو"۔ عمران نے کہا تو اس نوجوان نے جیب سے ایک چھوٹا سا ٹرانسمیٹر نکال کر عمران کو دے دیا۔

"کیا تمہارے پاس بھی زیرو سکس ٹرانسمیٹر ہے"۔ عمران نے دوسرے نوجوان کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"یس باس"۔اس شخص نے اثبات میں سرہلا کر کہا اور جیب سے ٹرانسمیٹر نکال لیا۔

"ٹھیک ہے۔ تم ایک آدمی کے ساتھ یہیں رکو۔ میں چیف کو ان دونوں کی ہلاکت کی اطلاع دیتا ہوں پھر وہ جیسے کہیں گے ہم ویسا ہی کریں گے۔ اگر انہوں نے لاشیں دیکھنے کا ارادہ کیا تو میں تمہیں اسی ٹرانسمیٹر پر کال کر لوں گا پھر تمہیں جہاں میں کہوں وہاں ان لاشوں کو لے کر پہنچ جانا"۔ عمران نے اسے ہدایات دیتے ہوئے کہا

"یس باس"۔اس شخص نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"اپنے ٹرانسمیٹر کی فریکوئنسی بتاؤ"۔ عمران نے کہا۔

"راڈک کو معلوم ہے باس"۔اس شخص نے جلدی سے کہا۔

"میں تم سے پوچھ رہا ہوں احمق"۔ عمران نے تیز لہجے میں کہا تو اس شخص نے سرہلا کر جلدی سے اپنے ٹرانسمیٹر کی اسے فریکوئنسی بتا دی

"ٹھیک ہے۔ تم کسی ایک کے ساتھ یہیں رکو گے اور باقی لوگ جا سکتے ہیں۔ جب مجھے ضرورت ہوگی میں بلا لوں گا اور راڈک تم میرے ساتھ آؤ"۔ عمران نے کہا اور زیرو سکس ٹرانسمیٹر جیب میں ڈال کر دروازے کی جانب بڑھ گیا۔ صفدر اور ریڈہاک کے دوسرے ساتھی بھی اس کے پیچھے چلتے ہوئے کمرے سے باہر نکلتے چلے گئے۔

"سنو"۔ عمران نے ریڈہاک کے ایک اور ساتھی سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس باس"۔ اس شخص نے رک کر بڑے مؤدبانہ انداز میں کہا۔

"میری گاڑی ہوٹل کے دروازے پر لاؤ اور تم بھی میرے ساتھ چلو۔ ہمیں پنڈت نارائن کے پاس جانا ہے"۔ عمران نے کہا تو وہ اثبات میں سر ہلاتا ہوا آگے بڑھ گیا۔ عمران اور صفدر ہوٹل سے باہر نکلے تو وہ نوجوان ایک بڑی سی کار لے کر دروازے کے پاس موجود تھا۔ عمران اس کی سائیڈ والی سیٹ پر بیٹھ گیا جبکہ صفدر پچھلی سیٹ کا دروازہ کھول کر بیٹھ گیا۔ ان کے بیٹھتے ہی نوجوان نے کار آگے بڑھا دی۔

جولیا کے جسم میں یکبارگی تیز لرزش ہوئی اور اس نے یکلخت آنکھیں کھول دیں اور پھر خود کو ایک بڑے ہال نما کمرے میں کرسی پر جکڑے دیکھ کر وہ حیران رہ گئی۔ اس کے کچھ فاصلے پر اسی طرح کی ایک کرسی پر تنویر موجود تھا جس کا سر ڈھلکا ہوا تھا۔

جولیا کے ذہن میں فوری طور پر سابقہ منظر گھوم گیا۔ جب وہ تنویر کے ساتھ میک اپ بدل کر ہوٹل ولنگڈن کی لفٹ سے باہر نکلنے لگی تھی تو اچانک اس کے سامنے مادام شیکھا آ گئی تھی۔ جولیا نے اس سے کترا کر وہاں سے نکلنا چاہا تھا مگر شیکھا نے اسے روک لیا تھا۔ وہ اسے مطمئن کرنے کی کوشش کرتی رہی اور پھر جانے لگی تو دروازے پر اس کے سیاہ سوٹوں والے ساتھیوں نے انہیں روک لیا تھا اور پھر وہ انہیں واپس ان کے کمرے میں لے آئے تھے۔ کمرے میں آتے ہی اچانک دروازے کے کی ہول سے تیز گیس کی بو اندر آئی تھی اور جولیا

اور تنویر کا سر زور سے ٹکرایا تھا اور پھر وہ دونوں وہیں گر گئے تھے۔

اب اسے یہاں ہوش آیا تھا۔ تنویر کے چہرے پر سے میک اپ اترا ہوا تھا۔ جس کا مطلب تھا کہ شیکھا نے اس کا بھی میک اپ اتار کر اسے پہچان لیا ہے۔ لیکن اگر اس نے اسے پہچان بھی لیا تھا تو وہ اسے اس طرح بے ہوش کر کے کس جگہ لے آئی تھی اور اس نے اسے اور تنویر کو اس طرح کیوں قید کیا گیا ہے۔ وہ سوچ رہی تھی کہ اچانک اسے ماسٹر سٹور میں لگائے ہوئے آٹھ ہزار میگا پاور کے بم کا خیال آ گیا۔ بم کا خیال آتے ہی وہ بری طرح سے لرز اٹھی۔

"اوہ، نجانے کتنا وقت گزر گیا ہے۔ اگر وہ خوفناک بم پھٹ گیا تو......" اس کے منہ سے لرزتے ہوئے انداز میں نکلا۔ اس لمحے اس نے تنویر کی کراہ سنی تو وہ چونک کر اس کی طرف دیکھنے لگی۔ تنویر کے جسم میں حرکت ہو رہی تھی۔ وہ شاید ہوش میں آ رہا تھا۔

"تنویر۔ تنویر"۔ جولیا نے چیخ کر اسے آواز دیتے ہوئے کہا اور تنویر نے اس کی آواز سن کر آنکھیں کھول دیں۔ وہ چند لمحے لاشعوری کیفیت میں ادھر ادھر دیکھتا رہا پھر جیسے ہی اس کا شعور بیدار ہوا وہ گردن موڑ کر جولیا کی جانب دیکھنے لگا۔

"مس جولیا۔ یہ۔ یہ......" تنویر کے منہ سے بے اختیار نکلا۔

"ہوش میں آؤ تنویر۔ ہم دشمنوں کی قید میں ہیں"۔ جولیا نے تیز لہجے میں کہا۔

"میں ہوش میں ہوں مس جولیا۔ مگر یہ کون سی جگہ ہے اور ہمیں

یہاں کون لایا ہے"۔ تنویر نے جلدی سے کہا۔

"ہمیں یہاں شیکھا کے سوا اور کون لا سکتا ہے"۔ جولیا نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

"شیکھا، کون شیکھا"۔ تنویر نے چونک کر پوچھا تو جولیا اسے جلدی جلدی مادام شیکھا کے بارے میں بتانے لگی۔

"اوہ، اس کا مطلب ہے اس نے آپ کو پہچان لیا تھا"۔ تنویر نے چونکتے ہوئے کہا۔

"ظاہری بات ہے۔ لیکن میری سمجھ میں یہ نہیں آ رہا کہ شیکھا کو ہمیں اس طرح یہاں لانے کی کیا ضرورت تھی۔ اسے کیسے معلوم ہوا کہ میرا تعلق پاکیشیائی گروپ سے ہے۔ وہ تو میری بڑی بہترین سہیلی تھی"۔ جولیا نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"آپ کہہ رہی ہیں کہ وہ ملٹری انٹیلی جنس کے کسی خفیہ شعبے سے تعلق رکھتی ہے اور ملٹری انٹیلی جنس کے تحت فارن ایجنٹ کے طور پر بھی وہ کام کرتی رہی ہے۔ ہو سکتا ہے جیسے آپ کو اس کے بارے میں تمام معلومات حاصل ہیں اسے بھی آپ کے بارے میں معلوم ہو سکتا ہے کہ آپ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے کام کرتی ہیں"۔ تنویر نے کہا تو جولیا پر خیال انداز میں سر ہلانے لگی۔

"ہاں۔ یہی لگتا ہے"۔ جولیا نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"اوہ مس جولیا۔ وہ بم"۔ اچانک تنویر کو بھی جیسے اس بم کا خیال آ گیا جو جولیا ماسٹر سٹور میں رکھ آئی تھی۔

"ہاں تنویر، میں بھی اسی بم کے لئے پریشان ہو رہی ہوں۔ شیکھا نے لگتا ہے تلاشی لے کر ہماری تمام چیزیں نکال لی ہیں۔ میری اور تمہاری کلائیوں پر ریسٹ واچ بھی موجود نہیں ہیں۔ نجانے کتنا وقت ہماری بے ہوشی میں گزر چکا ہے۔ میری تو اس خوف سے ہی جان نکلی جا رہی ہے اگر وقت گزر گیا ہوا اور وہ بم پھٹ پڑا تو کیا ہوگا"۔ جولیا نے کھوئے کھوئے لہجے میں کہا۔

"آپ نے آٹھ ہزار میگا پاور کے خوفناک بم کو ماسٹر سٹور میں رکھ کر بہت جلد بازی سے کام لیا تھا مس جولیا"۔ تنویر نے پریشانی کے عالم میں کہا۔

"ہاں، اس غلطی کا اب مجھے شدت سے احساس ہو رہا ہے"۔ جولیا نے پریشانی کے عالم میں ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

"دعا کریں کہ ابھی وہ بم بلاسٹ نہ ہوا ہو یا اس سٹور میں اس قدر خوفناک اسلحے کا ذخیرہ نہ ہو جس سے پورے منتاری شہر میں لاشوں اور زخمیوں کے ڈھیر لگ جائیں اگر ایسا ہوا تو بہت برا ہوگا۔ چیف ہماری اتنی بڑی غلطی کو کبھی معاف نہیں کرے گا"۔ تنویر نے تشویش زدہ لہجے میں کہا۔

"ہماری نہیں صرف میری۔ اس بم کو میں نے ماسٹر سٹور میں رکھا تھا"۔ جولیا نے جلدی سے کہا۔

"نہیں مس جولیا۔ میں اور آپ مل کر کام کر رہے ہیں۔ جو کچھ بھی ہوگا اس کی ذمہ داری ہم دونوں پر ہی ہوگی"۔ تنویر نے کہا۔

"ہونہہ، بعد میں جو ہوگا سو ہوگا۔ پہلے ہمیں یہاں سے نکلنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ ہو سکتا ہے ابھی بم پھٹنے میں وقت ہو اور اگر ہم کوشش کریں تو شاید اس بم کو وہاں سے ہٹانے میں کامیاب ہو جائیں"۔ جولیا نے جلدی سے کہا اور پھر اس نے رسی کی بندشوں سے خود کو آزاد کرنے کی کوششیں شروع کر دیں اور چند ہی لمحوں کے بعد وہ رسی کی مخصوص گرہ کھول کر آزاد ہو گئی۔ تنویر بھی اس دوران خود کو آزاد کر چکا تھا۔

"ہمیں یہاں سے نکلنا ہے ہر حال میں"۔ جولیا نے تیز لہجے میں کہا۔ اس کی تیز نظریں تہہ خانے میں موجود چیزوں کا جائزہ لے رہی تھیں۔ وہ ٹارچر سیل تھا جہاں ایذا پہنچانے والے ہتھیار اور مشینری پڑی تھی۔ ایک سائیڈ پر دو الماریاں تھیں۔ جولیا اور تنویر نے ان الماریوں کو کھولا تو انہیں ایک خانے میں پڑے ہوئے مشین پسٹلز اور ان کے فاضل راؤنڈ مل گئے اور پھر وہ مشین پسٹلز لئے ہوئے تیزی سے کمرے کے اکلوتے دروازے کی جانب بڑھتے چلے گئے۔ ابھی وہ دروازے کے قریب پہنچے ہی تھے کہ انہیں ہلکی سی آواز کے ساتھ دروازہ کھلتا ہوا محسوس ہوا۔ وہ بجلی کی سی تیزی سے دروازے کے دائیں بائیں سائیڈوں پر ہو گئے۔

"تیار ہو جاؤ"۔ جولیا نے تنویر کی طرف دیکھتے ہوئے دھیمے لہجے میں کہا۔ جواب میں تنویر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ اسی لمحے دروازہ کھلا اور دو افراد اندر داخل ہو گئے۔ جیسے ہی وہ اندر آئے تنویر اور جولیا ایک

ساتھ ان پر جھپٹ پڑے ۔ آنے والے مادام شیکھا اور پنڈت نارائن تھے ۔ تنویر پنڈت نارائن پر اور جولیا مادام شیکھا پر جھپٹی تھی ۔ دوسرے ہی لمحے مادام شیکھا اور پنڈت نارائن اچھلتے ہوئے بیچ کمرے میں جا گرے تھے ۔ اس سے پہلے کہ وہ اٹھتے تنویر نے مشین پسٹل کا رخ پنڈت نارائن کی طرف کر کے یکدم ٹریگر دبا دیا ۔ تڑتڑاہٹ کی آواز کے ساتھ گولیاں پنڈت نارائن کی جانب بڑھیں مگر پنڈت نارائن بجلی کی سی تیزی سے اچھلا اور تقریباً اڑتا ہوا کرسیوں کے پیچھے چلا گیا ۔ جولیا نے مادام شیکھا پر فائرنگ نہیں کی تھی مگر فائرنگ کی آواز سنتے ہی وہ بھی زخمی ناگن کی طرح سے تڑپی تھی اور اس نے بھی کرسیوں کے پیچھے جانے میں دیر نہیں لگائی تھی ۔ تنویر کرسیوں پر بے تحاشہ گولیاں برسانے لگا ۔ جولیا تیزی سے پلٹی اور کھلے ہوئے دروازے کے باہر دیکھنے لگی اور پھر سامنے سے دو سیاہ سوٹ والوں کو مشین گنیں لئے اس طرف آتے دیکھ کر اس نے یکلخت ان پر گولیاں برسا دیں ۔ سیاہ سوٹ والے چیختے ہوئے اچھلے اور زمین پر گرتے چلے گئے ۔

" نکلو یہاں سے " ۔ جولیا نے تنویر سے کہا اور تیزی سے باہر نکل آئی ۔ جولیا کو باہر نکلتے دیکھ کر تنویر بھی تیزی سے کمرے سے باہر نکل آیا ۔ کمرے سے باہر نکلتے ہی اس نے دروازے کے سائیڈ کی دیوار پر لگے ہوئے آٹومیٹک دروازے کے میکنزم پر فائرنگ کر دی ۔ تڑتڑاہٹ کے ساتھ میکنزم سے چنگاریاں نکلیں اور کمرے کا دروازہ تیزی سے بند ہوتا چلا گیا ۔

سامنے ایک طویل راہداری تھی جس میں دائیں بائیں راستے تھے تنویر اور جولیا تیزی سے راہداری میں بھاگتے چلے گئے ۔ اسی لمحے راہداری کے ایک راستے سے دو افراد بھاگتے ہوئے ان کے سامنے آ گئے ان کے ہاتھوں میں مشین گنیں تھیں ۔ اس سے پہلے کہ وہ مشین گنیں سیدھی کرتے تنویر اور جولیا نے ایک ساتھ ان پر فائرنگ کر دی ۔ ان دونوں افراد کے منہ سے چیخیں نکلیں اور وہ خون میں لت پت ہو کر وہیں گر گئے ۔

" جو بھی نظر آئے اسے اڑا دو ۔ ہمیں یہاں سے ہر حال میں نکلنا ہے " ۔ جولیا نے تیز لہجے میں کہا ۔

" مگر وہ دونوں تو زندہ رہ گئے ہیں " ۔ تنویر نے کہا ۔ اس کا اشارہ مادام شیکھا اور اس کے ساتھ آنے والے شخص کی طرف تھا جس کی انہوں نے شکل نہیں دیکھی تھی ۔

" تم نے دروازے کا میکنزم خراب کر کے انہیں کمرے میں قید کر دیا ہے ۔ میکنزم ٹھیک ہوئے بغیر وہ کمرے سے باہر نہیں آ سکتے " ۔ جولیا نے کہا ۔

راہداری کے آخر میں وہ دونوں سامنے نظر آنے والی سیڑھیوں کی جانب بڑھ گئے ۔ اتفاق سے ان کی مڈبھیڑ کسی سے نہ ہوئی تھی ۔ وہ دونوں سیڑھیاں اترتے ہوئے تیزی سے نیچے آ گئے اور پھر مختلف راستوں سے ہوتے ہوئے وہ اس عمارت سے باہر نکل آئے ۔ عمارت سے باہر آتے ہوئے انہوں نے اپنی رفتار نارمل کر لی تھی ۔

سیاہ سوٹوں والے وہاں بھی موجود تھے مگر ان دونوں کو اس انداز میں چلتے دیکھ کر انہوں نے ان پر کوئی توجہ نہ دی۔ عمارت سے باہر آ کر وہ دونوں کچھ دیر سڑک پر چلتے رہے اور پھر ایک جگہ انہوں نے ٹیکسی دیکھی تو تیزی سے وہ اس کی طرف بڑھ گئے۔ تنویر ڈرائیور کی سائیڈ والا دروازہ کھول کر اندر بیٹھ گیا اور جولیا پچھلی نشست پر بیٹھ گئی۔

"چلو"۔ تنویر نے ڈرائیور سے مخاطب ہو کر کہا۔ ان دونوں نے باہر کا ماحول دیکھ کر اندازہ لگا لیا تھا کہ وہ اس وقت منتاری شہر میں نہیں ہیں۔ وہ ایک مضافاتی علاقہ تھا اور اس وقت تقریباً رات ہو رہی تھی۔ ٹیکسی میں لگی ہوئی ڈیجیٹل واچ پر تقریباً آٹھ بج رہے تھے۔ وقت دیکھ کر ان دونوں کے چہروں پر قدرے اطمینان آ گیا تھا کہ ابھی ماسٹر سٹور میں موجود بم کے پھٹنے میں ایک گھنٹہ باقی ہے اور وہ اس ایک گھنٹے میں بہت کچھ کر سکتے تھے۔ ڈرائیور نے ٹیکسی سٹارٹ کی اور اسے آگے بڑھا لے گیا۔

"کہاں جانا ہے صاحب"۔ ٹیکسی ڈرائیور نے پوچھا۔

"منتاری"۔ تنویر نے کہا تو ٹیکسی ڈرائیور نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"منتاری میں آپ کے عزیز رشتہ دار رہتے ہیں صاحب"۔ ٹیکسی ڈرائیور نے چند لمحے توقف کے بعد پوچھا۔

"ہاں، کیوں"۔ تنویر نے پوچھا۔

"بڑی خوفناک تباہی ہوئی تھی صاحب پچھلی رات کو وہاں۔

منتاری کمرشل زون تباہ و برباد ہو گیا تھا مگر شہر بچ گیا ہے"۔ ڈرائیور نے کہا تو اس کی بات سن کر تنویر اور جولیا نے سکون کا سانس لیا کہ منتاری شہر تباہ ہونے سے بچ گیا ہے مگر انہیں حیرت اس بات پر ہو رہی تھی کہ وہ ایک دن مادام شیکھا کی قید میں رہے ہیں۔

"خوفناک تباہی کی وجہ سے منتاری شہر میں ایمرجنسی نافذ ہے۔ میں منتاری شہر کے پہلے چوراہے پر آپ کو اتار سکتا ہوں"۔ ٹیکسی ڈرائیور نے کہا۔

"ہمیں منتاری نہیں منتاری سے اگلے قصبے میں جانا ہے"۔ تنویر نے کہا۔

"کاگری قصبہ۔ اوہ، مگر آپ تو کہہ رہے تھے کہ آپ منتاری جانا چاہتے ہیں"۔ ڈرائیور نے حیرت زدہ لہجے میں کہا۔

"تم بہت باتونی معلوم ہوتے ہو۔ میں تمہیں منتاری سے آگے کاگری قصبے کے بارے میں کہنا چاہ رہا تھا"۔ تنویر نے جلدی سے کہا۔ تنویر کی بات سن کر ٹیکسی ڈرائیور نے کندھے اچکا دیئے اور ٹیکسی کی رفتار اور زیادہ بڑھا دی۔

تین گھنٹے کے سفر کے بعد وہ کاگری قصبے میں پہنچ گئے۔ تنویر نے ایک جگہ ٹیکسی رکوائی اور جولیا کو اتار کر اس نے ٹیکسی فارغ کر دی۔ پھر وہ جولیا کو کچھ دور لئے پیدل چلتا رہا اور مختلف راستوں سے ہوتا ہوا جولیا کو ایک بس اڈے پر لے آیا۔ اس نے ساران نامی قصبے میں جانے والی بس پکڑی اور جولیا کے ساتھ اس میں بیٹھ گیا۔ دو گھنٹے

مزید سفر کے بعد بس جب ایک شوکان نامی علاقے میں رکی تو تنویر کو نجانے کیا سوجھا وہ جولیا کو لے کر وہیں اتر گیا۔

رات کافی ہو چکی تھی مگر علاقہ خاصا جدید تھا جو شاید رات گئے تک کھلا رہتا تھا۔ تنویر نے اس بار کسی ہوٹل یا سرائے میں رکنے کی بجائے وہاں موجود ایک پراپرٹی ڈیلر سے مل کر رہائشی علاقے میں ایک مکان کرائے پر حاصل کر لیا۔ مکان زیادہ بڑا نہیں تھا مگر ضرورت کے ہر سامان سے آراستہ تھا۔

انہیں وہاں پہنچے ابھی کچھ ہی دیر ہوئی تھی کہ اچانک کمرے کا دروازہ ایک دھماکے سے کھلا اور پھر اس سے پہلے کہ وہ کچھ سمجھتے اچانک کمرے میں جیسے مسلح آدمیوں کا سیلاب آگیا اور انہوں نے تنویر اور جولیا کو اپنے گھیرے میں لے لیا۔ اسی وقت ایک اور شخص اندر آ گیا جسے دیکھ کر جولیا ایک طویل سانس لے کر رہ گئی۔ کیونکہ آنے والا میجر ہارش تھا۔ وہی میجر ہارش جس نے اسے اور اس کے ساتھیوں کو شنگانا جنگل میں گھیرنے کی کوشش کی تھی۔ اس کے چہرے پر ایک مکروہ اور بھیانک مسکراہٹ تھی۔

" میں آخر تم تک پہنچ ہی گیا ناں "۔ میجر ہارش نے زہر خند لہجے میں کہا۔ مگر تنویر اور جولیا نے اس کی بات کا کوئی جواب نہ دیا۔

" اگر پنڈت نارائن کا حکم نہ ہوتا تو میں تم دونوں کو ابھی اور اسی وقت ہلاک کر ڈالتا۔ مگر تم سب کو چونکہ گرفتار کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ اس لئے خود کو ہمارے حوالے کر دو اور اپنے ہتھیار نکال کر

ہمارے حوالے کر دو"۔ میجر ہارش نے کرخت لہجے میں کہا۔ جولیا نے موقع کی نزاکت دیکھتے ہوئے اپنا مشین پسٹل نکال کر اس کے ہاتھ پر رکھ دیا۔ جولیا کو اس طرح ہتھیار ڈالتے دیکھ کر مجبوراً تنویر نے بھی اپنا مشین پسٹل میجر ہارش کے حوالے کر دیا۔

میجر ہارش کے حکم پر ان دونوں کے ہاتھ پشت کی جانب کر کے ان میں ہتھکڑیاں ڈال دی گئیں اور میجر ہارش اور اس کے آدمی ان دونوں کو دھکیلتے ہوئے وہاں سے باہر لے گئے۔

ریڈہاک کا آدمی ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا نہایت سبک رفتاری سے کار ڈرائیو کر رہا تھا۔ عمران اور صفدر بالکل خاموش بیٹھے تھے۔

"تمہارا نام کیا ہے"۔ عمران نے کسی خیال کے تحت اس سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"ہیری۔ ہیری ڈلیوزا جناب"۔ ریڈہاک کے ساتھی نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"گڈ، اچھا نام ہے"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تھینک یو سر"۔ ہیری ڈلیوزا نے جواباً مسکرا کر اور سر کو قدرے خم کرتے ہوئے کہا۔

"ہیری۔ پنڈت نارائن نے سیکرٹ سروس کا ہیڈ کوارٹر تباہ ہونے کے بعد جہاں عارضی ہیڈ کوارٹر بنایا ہے۔ اس کا پتہ معلوم ہے تمہیں"۔ عمران نے پوچھا۔

"یس باس۔ بگ باس نے عارضی ہیڈ کوارٹر ناگران کے علاقے میں بنایا ہے۔ تھرڈ فلور پر"۔ ہیری نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے۔ اپنی کار کی رفتار بڑھاؤ۔ ہمیں جلد سے جلد پنڈت نارائن کے پاس پہنچنا ہے"۔ عمران نے کہا تو ہیری نے کار کی رفتار بڑھا دی اور پھر اس نے تقریباً آدھے گھنٹے بعد کار ایک کئی منزلہ اور خوبصورت عمارت کے پاس روک دی تو عمران گاڑی سے باہر آ گیا۔

"تم یہیں رکو اور راڈک تم میرے ساتھ آؤ"۔ عمران نے کہا تو صفدر سر ہلا کر گاڑی سے باہر آ گیا اور وہ دونوں اس عمارت کی جانب بڑھتے چلے گئے۔

عمارت بے شمار بزنس آفسز سے بھری ہوئی تھی۔ عمران اور صفدر تھرڈ فلور پر آ گئے اور پھر دونوں باتوں باتوں میں ادھر ادھر سے پوچھتے ہوئے پنڈت نارائن کے آفس میں آ گئے جہاں ایک سیکورٹی گارڈ موجود تھا۔ اس سے پوچھنے پر انہیں پتہ چلا کہ پنڈت نارائن سپیشل ہیلی کاپٹر پر منتاری گیا ہوا ہے۔

"منتاری۔ کیا تمہیں معلوم ہے کہ باس منتاری کس سلسلے میں گئے ہیں"۔ عمران نے اس کا مؤدبانہ لہجہ دیکھ کر پنڈت نارائن کے آفس میں داخل ہوتے ہوئے کہا۔ اس کے مؤدبانہ انداز سے عمران نے اندازہ لگا لیا تھا کہ ریڈہاک کی پنڈت نارائن کے آفس میں آنے جانے پر کوئی پابندی نہیں تھی۔

"چیف کو منتاری سے مادام شیکھا کا فون آیا تھا۔ انہوں نے بتایا تھا

کہ انہوں نے پاکیشیا سے آئے ہوئے دو مجرموں کو پکڑ لیا ہے۔ جنہوں نے سیکرٹری خارجہ راکیش کھنہ اور وزیر دفاع راجپال ورما کو ہلاک کرنے کے ساتھ ساتھ منتاری کمرشل زون کو تباہ کیا تھا"۔ سیکورٹی گارڈ نے جس کی شرٹ پر اس کے نام کا بیج لگا ہوا تھا کہا۔ اس کا نام دلیر سنگھ تھا۔ اس کی بات سن کر نہ صرف عمران بلکہ صفدر بھی چونک پڑا۔

" پاکیشیائی مجرم۔ منتاری کمرشل زون کی تباہی"۔ عمران کے منہ سے بے اختیار نکلا۔

" ہاں وہی مجرم جنہیں آپ اور پاور آف ڈیتھ گروپ کے کرنلز تلاش کرتے پھر رہے ہیں، کوچیف کی لور مادام شیکھا نے نہ صرف ٹریس کر لیا ہے بلکہ انہیں پکڑ بھی لیا ہے"۔ دلیر سنگھ نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اس کے انداز سے صاف معلوم ہو رہا تھا کہ وہ ریڈ ہاک سے خاصا فرینک تھا۔

" اوہ، مگر مادام شیکھا کو ان مجرموں کا کلیو کہاں سے مل گیا"۔ عمران نے جان بوجھ کر حیران ہوتے ہوئے پوچھا تو دلیر سنگھ، پنڈت نارائن اور مادام شیکھا کے درمیان فون پر ہونے والی باتوں کی تفصیل بتانے لگا۔ جو اس کے مطابق اس نے دروازے کے قریب کھڑے ہو کر سنی تھیں۔ اس کی باتوں سے عمران نے محسوس کیا کہ وہ ریڈ ہاک کا خاص آدمی تھا جس نے شاید پنڈت نارائن پر نظر رکھنے اور اس کے پروگرام کے متعلق جاننے کے لئے اسے یہاں تعینات کر رکھا

تھا۔ اس لحاظ سے دلیر سنگھ اس کے لئے خاصا کارآمد شخص ثابت ہو سکتا تھا۔

" تم بتا رہے تھے کہ ان مجرموں نے منتاری کمرشل زون کو تباہ و برباد کر دیا ہے۔ یہ کب کی بات ہے اور ایسا کیسے ہوا ہے"۔ عمران نے پریشان ہوتے ہوئے کہا۔

" ابھی اس خبر کو سرکاری طور پر اوپن نہیں کیا گیا جناب۔ لیکن یہ کنفرم ہے کہ منتاری کمرشل زون میں انتہائی خوفناک اور ہولناک تباہی پھیلائی گئی ہے۔ میں نے اپنے طور پر جو تفصیلات حاصل کی ہیں ان کے مطابق ان مجرموں نے منتاری کمرشل زون کے ماسٹر سٹور میں ایک طاقتور بم نصب کر دیا تھا۔ منتاری کمرشل زون کے اس ماسٹر سٹور کو وہاں کا سب سے بڑا سپلائر سٹور مانا جاتا ہے۔ وہاں سے تمام انڈسٹریوں، ملوں اور کارخانوں کو خام مال سپلائی کیا جاتا ہے۔ اطلاع کے مطابق ماسٹر سٹور میں اربوں کھربوں کا خام مال موجود تھا۔ اس کے علاوہ اس سٹور میں داسان نامی سرحدی علاقے کے لئے بہت بڑا اسلحے کا ذخیرہ کیا گیا تھا جو بڑے بڑے تباہ کن بموں اور میزائلوں پر مشتمل تھا۔ مجرموں کے بم کی وجہ سے وہ اسلحہ بلاسٹ ہو گیا تھا جس کی وجہ سے منتاری کمرشل زون کا وہ علاقہ تباہ ہو گیا"۔ دلیر سنگھ نے عمران کو تفصیل بتاتے ہوئے کہا تو عمران سمجھ گیا کہ یہ کام جولیا اور تنویر کا ہے۔

منتاری اور راگان کے درمیان ایک بہت بڑا پل تھا جسے منتاری

پل کہا جاتا تھا۔ پلوں، ڈیموں، فیکٹریوں اور خاص طور پر اسلحے کے ڈپو کی تباہی کی ذمہ داری اس نے جولیا اور تنویر کو ہی سونپی تھی۔ اس لئے مادام شیکھا نے جن دو مجرموں کو گرفتار کیا تھا وہ ان دو کے سوا اور کوئی نہیں ہو سکتے تھے۔

"ابھی کنفرم ہو جاتا ہے"۔ عمران نے کہا اور پنڈت نارائن کی میز کی طرف بڑھ گیا۔ پنڈت نارائن کی کرسی پر بیٹھ کر اس نے میز پر پڑے ہوئے ایک فون سیٹ کو اپنی جانب کھسکایا۔ فون کا رسیور اٹھا کر اس نے کان سے لگایا اور چند نمبر پریس کرنے لگا۔

"یس انکوائری پلیز"۔ دوسری جانب سے کسی لڑکی کی مترنم آواز سنائی دی۔

"منثاری کا رابطہ نمبر دیں"۔ عمران نے ریڈہاک کی آواز میں کہا۔

"ہولڈ کیجئے"۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر چند لمحوں بعد اسے منثاری کا رابطہ نمبر دے دیا گیا۔ عمران نے کریڈل دبا کر چند نمبر ملائے۔ دوسری طرف چند لمحے بیل بجتی رہی پھر رسیور اٹھا لیا گیا۔

"گولڈن کلب"۔ دوسری طرف سے ایک بھاری آواز سنائی دی۔

"ایڈگر سے بات کراؤ۔ میں زیرو ون ون بول رہا ہوں"۔ عمران نے تیز لہجے میں کہا۔

"زیرو ون ون۔ اوہ ایک منٹ ہولڈ کیجئے جناب"۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔ پھر چند لمحے خاموشی کے بعد ایک دوسری بھاری سی آواز سنائی دی۔

"یس ایڈگر سپیکنگ"۔

"زیرو ون ون۔ پی او ڈی فرام پی کے"۔ عمران نے سکیورٹی گارڈ کی موجودگی کو مدنظر رکھتے ہوئے مخصوص کوڈ میں کہا۔

"پرنس آف ڈھمپ۔ اوہ فرمائیے پرنس"۔ پی او ڈی کا نام سن کر ایڈگر نے مؤدبانہ لہجہ اختیار کرتے ہوئے کہا۔

"منثاری کمرشل زون میں جو ہولناک تباہی پھیلی ہے۔ اس کی تفصیلات کیا ہیں اور کیا تمہیں معلوم ہے کہ اس تباہی کے پیچھے کس کا ہاتھ ہے"۔ عمران نے تیز لہجے میں کہا۔

"یس پرنس"۔ دوسری طرف سے ایڈگر نے کہا اور پھر اس نے منثاری میں پھیلنے والی ہولناک تباہی کی تفصیلات بتانا شروع کر دیں۔

"یہ کارروائی پاکیشیائی ایجنٹوں کی ہے پرنس۔ ان میں ایک مرد ہے جبکہ دوسری سوئس نژاد لڑکی جولیا ہے۔ یہ دونوں اس وقت مادام شیکھا کی قید میں ہیں۔ مادام شیکھا مس جولیا کی بہت پرانی اور بہترین دوست رہی ہیں مگر اس وقت مس جولیا کافرستان میں پاکیشیائی ایجنٹ کے طور پر کام کر رہی ہیں اس لئے مادام شیکھا اسے دوستوں کی نہیں دشمنوں کی نظروں سے دیکھ رہی ہیں۔ انہوں نے مس جولیا کو بلیک ماسٹرز کی مدد سے گرفتار کیا تھا اور پھر وہ انہیں بے ہوش کر کے اپنے ایک خاص اڈے پر لے گئی ہیں۔ وہاں وہ ان دونوں کو قید کر کے ان سے خود پوچھ گچھ کریں گی یا پھر سیکرٹ سروس کے چیف

پنڈت نارائن کو بلا کر وہ ان دونوں کو اس کے حوالے کر دیں گی۔ مادام شیکھا ان دونوں کو پنڈت نارائن کے حوالے کر کے اس کا کریڈٹ اسے دینا چاہتی ہیں"۔ ایڈگر نے کہا۔

"اور تمہیں یہ ساری معلومات اس لئے ہیں کہ تم نے اپنے آدمی نہ صرف سیکرٹ سروس بلکہ سیکرٹ سروس کے ہر سیکشن میں شامل کر رکھے ہیں۔ یہاں تک کہ مادام شیکھا کے بلیک ماسٹرز گروپ میں بھی تمہارے آدمی موجود ہیں"۔ عمران نے کہا۔

"یس پرنس۔ کلب تو ایک بہانہ ہے۔ معلومات حاصل کرنا اور انہیں اچھے داموں فروخت کرنا ہی تو میرا اصل پیشہ ہے اور جہاں آپ جیسے معلومات حاصل کرنے والے دوست ہوں تو وہاں ایڈگر کی ساری محنت ایک ہی بار وصول ہو جاتی ہے"۔ ایڈگر نے خوشامدانہ لہجے میں کہا۔

"اپنا اکاؤنٹ نمبر بتاؤ"۔ عمران نے منہ بنا کر کہا تو ایڈگر نے ہنستے ہوئے اسے اپنا اکاؤنٹ نمبر بتا دیا۔

"مجھے یہ کہنے کی ضرورت نہیں ہے کہ رقم بہت جلد تمہارے اکاؤنٹ میں منتقل ہو جائے گی"۔ عمران نے کہا۔

"اوہ نہیں پرنس اسی لئے تو میں نے آپ سے اس سلسلے میں کوئی بات نہیں کی اور آپ کو فوری معلومات فراہم کر دیں"۔ ایڈگر نے کہا۔

"مادام شیکھا کے اڈے کا ایڈریس بھی بتا دو"۔ عمران نے کہا تو

ایڈگر نے بلا تامل اسے مادام شیکھا کا پتہ بتا دیا تو عمران نے اوکے کہہ کر فون بند کر دیا۔

"دلیر سنگھ کرنل وشال کا ہیڈ کوارٹر کہاں ہیں"۔ عمران نے چند لمحے توقف کے بعد سیکورٹی گارڈ سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"کرنل وشال نے پاور آف ڈیتھ گروپ کا عارضی ہیڈ کوارٹر نارسن روڈ کی شمالی سڑک پر چوبیس نمبر کوٹھی میں بنایا ہے"۔ دلیر سنگھ نے کہا۔

"ہوں ٹھیک ہے تم باہر جا کر خیال رکھو میں ایک ضروری فون کرنا چاہتا ہوں۔ جب تک میں نہ کہوں کسی کو اندر مت آنے دینا"۔ عمران نے کہا تو دلیر سنگھ سر ہلا کر کمرے سے باہر نکل گیا۔

"راڈک دروازہ بند کر دو"۔ عمران نے صفدر سے مخاطب ہو کر کہا تو صفدر نے دروازہ بند کر دیا۔ عمران پنڈت نارائن کی میز کے نیچے ایک بٹن لگا ہوا تھا۔ اس نے بٹن پریس کیا تو کمرے کی دیواروں پر موٹے ربڑ کی چادریں گرتی چلی گئیں۔ جس سے کمرہ مکمل طور پر ساؤنڈ پروف ہو گیا تھا۔

"یہ مس جولیا اور تنویر کو کیا ہو گیا ہے عمران صاحب۔ انہوں نے منتاری شہر کو کیوں تباہ و برباد کر دیا ہے"۔ کمرے کو ساؤنڈ پروف ہوتے دیکھ کر صفدر نے بے فکری سے عمران سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا۔

"یہی میں سوچ رہا ہوں۔ جولیا نے اس قدر گھناؤنا کام کیوں اور

کیسے کیا ہوگا۔ اس قدر خوفناک تباہی اور اس قدر انسانوں کی موت سراسر ظلم ہے اور یہ ظلم جولیا کرے گی میں تو اس کے بارے میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا"۔ عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر بے پناہ غصہ نظر آ رہا تھا۔ جیسے اسے جولیا کے اس اقدام پر انتہائی دکھ اور افسوس ہوا ہو۔

"سیکرٹری خارجہ اور وزیر دفاع کا قتل تو لامحالہ صدیقی اور نعمانی نے کیا ہوگا۔ تنویر اور جولیا کو اہم تنصیبات اور پلوں اور فیکٹریوں کو اڑانے کی ذمہ داری سونپی تھی۔ منتاری کمرشل زون کی تباہی یقیناً جولیا اور تنویر کا کام ہے"۔ عمران نے کہا تو صفدر اثبات میں سر ہلانے لگا۔

اسی وقت فون کی گھنٹی بجنے لگی۔ عمران نے چونک کر ٹیلی فون کی جانب دیکھا اور پھر اس نے فون کا رسیور اٹھالیا۔

"یس"۔ عمران نے قدرے بدلی ہوئی آواز میں کہا۔

"کرنل وشال بول رہا ہوں چیف"۔ دوسری طرف سے کرنل وشال کی جوش بھری آواز سنائی دی تو عمران چونک پڑا۔ اس نے فون کا لاؤڈر بٹن دبا دیا تاکہ صفدر بھی کرنل وشال کی آواز سن سکے۔

"یس پنڈت نارائن بول رہا ہوں"۔ عمران نے پنڈت نارائن کی آواز میں کہا۔

"چیف کرنل سوریا اور میجر ہارش نے الگ الگ مقاموں سے پاکیشیائی ایجنٹوں کو گرفتار کر لیا ہے"۔ کرنل وشال نے کہا۔ اس کی

بات سن کر نہ صرف عمران بلکہ صفدر بھی بری طرح سے اچھل پڑا تھا۔

"پاکیشیائی ایجنٹوں کو گرفتار کر لیا ہے کہاں سے۔ کیسے"۔ عمران نے تیز لہجے میں کہا اور کرنل وشال، کرنل سوریا اور میجر ہارش کی بتائی ہوئی تفصیل اسے بتانے لگا جسے سن کر عمران اور صفدر دونوں حیران رہ گئے تھے۔ کرنل سوریا نے جن دو افراد کو گرفتار کیا تھا وہ صدیقی اور نعمانی تھے جبکہ دوسرے دو افراد جنہیں میجر ہارش نے گرفتار کیا تھا وہ تنویر اور جولیا تھے۔ عمران اور صفدر کی حیرانی کی وجہ یہ تھی کہ اسے ابھی کچھ دیر پہلے پتہ چلا تھا کہ تنویر اور جولیا مادام شیکھا کی قید میں ہیں۔ جنہیں مادام شیکھا نے طویل بے ہوشی کے انجکشن لگا کر انہیں اپنے خفیہ اڈے میں قید کر رکھا ہے۔ اگر تنویر اور جولیا مادام شیکھا کے قبضے میں تھے تو پھر میجر ہارش نے کس تنویر اور جولیا کو گرفتار کرنے کا دعویٰ کیا تھا۔

"کہاں ہیں وہ سب"۔ عمران نے کرنل وشال سے پوچھا۔

"میں نے کرنل سوریا اور میجر ہارش سے کہا ہے کہ وہ ان چاروں کو پوائنٹ سکس زیرو پر لے آئیں"۔ کرنل وشال نے کہا۔

"گڈ۔ ان مجرموں کو پکڑ کر کرنل سوریا اور میجر ہارش نے بہت بڑا کام کیا ہے۔ میں اس کا انعام انہیں ضرور دوں گا۔ ادھر ریڈ ہاک نے بھی عمران اور اس کے ایک ساتھی کو ہلاک کر کے بہت بڑا کارنامہ سرانجام دیا ہے"۔ عمران نے کسی خیال کے تحت کہا۔

"عمران اور اس کے ساتھی کو ریڈہاک نے ہلاک کر دیا ہے۔ کیا مطلب"۔ عمران کی بات سن کر دوسری طرف کرنل وشال نے بری طرح سے چونکتے ہوئے کہا۔ تو عمران نے اسے گول مول تفصیلات بتا دیں۔

"اوہ اچھا کیا چیف آپ نے مجھے یہ بات بتا دی۔ میں نے کرنل سوریا کو حکم دیا تھا کہ وہ مجرموں کو ایم ایم فورٹی سکس کے انجکشن لگا دیں تاکہ ان کے ذہنوں کو کمزور کر دیا جائے۔ اس کے بعد ہم ان کی سپر ایکس مشین پر برین سکیننگ کا پروگرام بنا رہے تھے۔ سپر ایکس مشین کی وجہ سے وہ ہمیں عمران اور اپنے چھپے ہوئے ساتھی کا پتہ تو بتانے پر مجبور ہو جاتے مگر اس مشین کی ریز کی وجہ سے ان لوگوں کی دماغی شریانیں بھی پھٹ سکتی تھیں"۔ کرنل وشال نے کہا اور عمران کے چہرے پر سراسیمگی سی پھیل گئی۔ سپر ایکس مشین کے متعلق وہ جانتا تھا۔ اگر کسی طاقتور سے طاقتور انسان کو بھی ایم ایم فورٹی سکس کے انجکشن لگا کر سپر ایکس مشین پر برین سکیننگ کی جانے کی کوشش کی جاتی تو اس سے نہایت آسانی سے تمام معلومات حاصل کی جا سکتی تھیں اور اس مشین سے نکلنے والی ریز کے دباؤ سے واقعی طاقتور سے طاقتور ذہن رکھنے والے انسان کی دماغی رگیں پھٹ سکتی تھیں۔ ان رگوں کے پھٹنے سے ایک لمحے سے بھی کم وقفے میں موت واقع ہو جاتی تھی۔

"اوہ، کیا ان لوگوں کی برین سکیننگ کر لی گئی ہے"۔ عمران نے

خود کو کنٹرول کرتے ہوئے پوچھا۔

"نہیں چیف۔ کرنل سوریا نے ایم ایم فورٹی سکس کے انجکشن دو افراد کو لگا دیئے ہیں۔ وہ ان کی برین سکیننگ کرنے جا رہا تھا مگر میں نے اسے ایسا کرنے سے روک دیا تھا۔ میں پہلے پوائنٹ سکس زیرو پر خود جا کر ان کی برین سکیننگ کرنے کا پروگرام بنا رہا تھا مگر پھر مجھے خیال آیا کہ اس کی وجہ سے پاکیشیائی مجرم ہلاک ہو گئے تو آپ ہم پر یقیناً ناراض ہوں گے۔ اس لئے میں فون کر کے آپ کو ان کے بارے میں بتا رہا ہوں"۔ کرنل وشال نے کہا تو عمران کے چہرے پر سکون آ گیا۔

"ان کی برین سکیننگ کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ عمران اور اس کا ایک ساتھی مارا جا چکا ہے۔ اب یہ چار افراد بچے ہیں۔ ان کی گرفتاری کی اطلاع میں پرائم منسٹر کو دیتا ہوں۔ وہ جیسا کہیں گے ویسا ہی کیا جائے گا"۔ عمران نے کہا۔

"رائٹ سر"۔ کرنل وشال نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"بلکہ تم پوائنٹ سکس زیرو پر پہنچو میں خود بھی وہاں آ رہا ہوں۔ میں ایک نظر خود ان مجرموں کو دیکھنا چاہتا ہوں"۔ عمران نے کہا۔ وہ چونکہ پنڈت نارائن کے روپ میں کرنل وشال سے بات کر رہا تھا اس لئے وہ جان بوجھ کر اس سے پوائنٹ سکس زیرو کا پتہ نہیں پوچھ رہا تھا۔ مبادا کرنل وشال کو اس پر شک نہ پڑ جائے کہ وہ اصل پنڈت نارائن نہیں ہے بلکہ اپنے سب سے بڑے حریف علی عمران سے بات

کر رہا تھا۔

"ہاں یہ بہتر رہے گا چیف۔ آپ ایسا کریں کہ رنگ روڈ، سارٹر کالونی میں کوٹھی نمبر دو سو بیس میں آجائیں۔ میں وہاں باہر ہی آپ کا انتظار کروں گا"۔ کرنل وشال نے خود ہی پوائنٹ سکس زیرو کا پتہ عمران کو بتا دیا۔

"ٹھیک ہے میں ایک گھنٹے تک پہنچ رہا ہوں"۔ عمران نے کہا اور فون بند کر دیا۔

"دلیر سنگھ تو بتا رہا تھا کہ تنویر اور مس جولیا کو تو مادام شیکھا نے پکڑا تھا۔ پھر یہ میجر ہارش نے کیوں کہا ہے کہ اس نے مس جولیا اور تنویر کو گرفتار کر لیا ہے"۔ عمران کو فون بند کرتے دیکھ کر صفدر نے حیرانی سے پوچھا۔

"وہ تنویر اور جولیا کے جڑواں بھائی بہن ہوں گے"۔ عمران نے کہا۔

"جڑواں بھائی بہن"۔ صفدر نے حیران ہو کر کہا۔

"ظاہر ہے ایک تنویر اور ایک جولیا مادام شیکھا کی قید میں ہیں۔ جن سے ملنے خود پنڈت نارائن گیا ہے۔ دوسرے جس تنویر اور جولیا کو میجر ہارش نے پکڑا ہے وہ ان دونوں کے جڑواں بھائی بہن ہی ہو سکتے ہیں"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے وضاحت کی تو صفدر بے اختیار ہنس پڑا۔ عمران کا انداز بتا رہا تھا کہ وہ اس سلسلے میں خود بھی الجھا ہوا ہے۔ اس لئے صفدر نے اس سے مزید کچھ پوچھنا مناسب نہ

تھا۔ عمران چند لمحے سوچتا رہا پھر اس نے جیب سے ریڈہاک کے
اتھی سے لیا ہوا ٹرانسمیٹر نکالا اور اس کی بتائی ہوئی فریکوئنسی
یڈجسٹ کرنے لگا۔

"ہیلو، ہیلو ریڈہاک کالنگ۔ ہیلو ہیلو۔ اوور"۔ عمران نے
یکوئنسی ایڈجسٹ کر کے تیز لہجے میں کہا۔

"یس مارگن اٹنڈنگ یو۔ اوور"۔ دوسری طرف سے ریڈہاک کے
ں ساتھی کی آواز سنائی دی جسے عمران ریڈہاک اور راڈک کی لاشوں
ے پاس چھوڑ آیا تھا۔

"تمہارے ساتھ کون ہے مارگن۔ اوور"۔ عمران نے پوچھا۔

"جورڈی ہے جناب۔ اوور"۔ مارگن کی آواز سنائی دی۔

"مارگن تم ان دونوں مجرموں کی لاشیں وہیں چھوڑ کر کمرے کو
بل کر دو اور اپنے دوسرے ساتھیوں کو کال کرو اور انہیں لے کر
ری طور پر رنگ روڈ کے کارنر پر پہنچو۔ ہمیں فوری طور پر وہاں ایک
ٹھی پر ریڈ کرنا ہے۔ اوور"۔ عمران نے تیز لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے باس۔ اوور"۔ مارگن نے جواب دیا۔

"تم کتنی دیر میں اپنے آدمیوں کو لے کر وہاں پہنچ جاؤ گے۔ اوور"۔
ران نے پوچھا۔

"زیادہ سے زیادہ ایک گھنٹے تک باس۔ اوور"۔ مارگن نے جواب
یا۔

"اوکے، رنگ روڈ کے کارنر پر میرا انتظار کرنا۔ میں راڈک کے

ساتھ وہاں پہنچ رہا ہوں۔ اوور اینڈ آل"۔ عمران نے کہا اور ٹرانسمیٹ آف کر دیا۔

"تو کیا آپ پوائنٹ سکس پر ریڈ کرنے کا پروگرام بنا رہے ہیں"۔ صفدر نے کہا۔

"نہیں، وہاں میں نے کرنل وشال کی منتیں کرنی ہیں کہ و ہمارے ساتھیوں کو رہا کر دے"۔ عمران نے طنزیہ لہجے میں کہا ت صفدر شرمندہ ہو کر ادھر ادھر دیکھنے لگا۔ واقعی ان کے ساتھیوں ک جانیں خطرے میں تھیں ایسے میں اس کا یہ سوال احمقانہ ہی تھا۔

"یہاں سے جانے سے پہلے تلاشی لے لینی چاہئے۔ ہو سکتا ہے کو اہم چیز ہمارے ہاتھ لگ جائے"۔ عمران نے کہا تو صفدر نے اثبان میں سر ہلا دیا اور پھر وہ پنڈت نارائن کے آفس کی تلاشی لینے لگا۔ جبک عمران ٹیلی فون کرنے میں مصروف ہو گیا۔

جیسے ہی پنڈت نارائن اچھل کر کرسی کی آڑ میں ہوا تڑتڑاہٹ کی واز کے ساتھ بے شمار گولیاں اس فولادی کرسی پر آلگیں۔ اسی لمحے دوسری کرسی کے پیچھے مادام شیکھا آ گئی۔ پنڈت نارائن نے جلدی سے پی جیب سے اپنا مشین پسٹل نکال لیا۔ ایک لمحہ توقف کر کے وہ تیزی سے اٹھا کہ اس طرف فائرنگ کرے جس طرف سے اس پر ولیاں برسائی گئی تھیں مگر دروازے کو بند ہوتے دیکھ کر وہ بری طرح سے چونک اٹھا۔

"وہ دونوں بھاگ رہے ہیں۔ روکو، روکو انہیں"۔ پنڈت نارائن نے چیختے ہوئے کہا اور کرسی کے پیچھے سے نکل کر تیزی سے دروازے کی جانب بھاگا مگر اس اثناء میں دروازہ بند ہو چکا تھا۔ وہ جھپٹ کر دروازہ کھولنے والے بٹنوں کی طرف بڑھا اور زور زور سے بٹن دبانے لگا لیکن دروازے کو نہ کھلنا تھا اور نہ ہی وہ کھلا۔

"یہ کیا، یہ دروازہ کیوں نہیں کھل رہا۔ شیکھا۔ شیکھا دروازہ کھو
ورنہ وہ بھاگ جائیں گے"۔ پنڈت نارائن نے چیختے ہوئے کہا اور ماد
شیکھا تیزی سے بھاگ کر اس کے پاس آگئی اور وہ بھی زور زور سے بٹ
دبانے لگی۔

"اوہ لگتا ہے انہوں نے باہر لاک سسٹم توڑ دیا ہے"۔ مادام شیک
نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"سسٹم توڑ دیا ہے۔ اوہ، تو کیا یہ دروازہ نہیں کھلے گا"۔ پنڈ
نارائن نے حلق کے بل چیخ کر کہا اور پھر وہ جیسے دیوانگی کے عالم م
زور زور سے دروازے کو ٹھوکریں مارنے لگا۔ پھر وہ غصے سے پیچھے
اور مشین پسٹل سے دروازے پر گولیاں برسانے لگا۔ مگر فولاد
دروازے پر بھلا گولیوں کا کیا اثر ہونا تھا۔ گولیاں ادھر ادھر اچ
گئیں۔

"ہونہہ، کیا مصیبت ہے۔ باہر نکلنے کا کوئی دوسرا راستہ بھی
"۔ پنڈت نارائن نے بگڑے ہوئے لہجے میں کہا۔

"نہیں"۔ مادام شیکھا نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب، اگر یہ دروازہ نہ کھلا تو کیا میں یہیں قید ہو کر
رہوں گا"۔ پنڈت نارائن نے اس کی جانب غضبناک نگاہوں
دیکھتے ہوئے کہا۔

"تمہارے پاس ٹرانسمیٹر یا موبائل سیٹ ہے"۔ مادام شیکھا
اس کی بات کا جواب دینے کی بجائے پوچھا۔

"نہیں ٹرانسمیٹر تھا جو میں تمہارے کمرے میں چھوڑ آیا تھا۔
کیوں"۔ پنڈت نارائن نے چونک کر پوچھا۔

"اوہ، تب تو مسئلہ ہو گیا۔ میرے پاس بھی ٹرانسمیٹر نہیں ہے۔
میں اپنے آدمیوں کو کہہ کر ان دونوں کو روکنا چاہتی تھی۔ مگر......."
مادام شیکھا نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"مگر، مگر کیا"۔ پنڈت نارائن نے تیز لہجے میں کہا۔

"اس کمرے سے نکلنے کا اور کوئی راستہ نہیں ہے پنڈت۔ جب
تک اس دروازے کا لاک سسٹم ٹھیک نہیں ہو گا یہ نہیں کھلے گا۔
تب تک ہمیں اس کمرے میں قید رہنا پڑے گا اور اس دوران وہ
نجانے کہاں کے کہاں بھاگ جائیں"۔ مادام شیکھا نے پریشانی کے
عالم میں کہا اور پنڈت نارائن اس کی جانب کھا جانے والی نظروں سے
دیکھنے لگا۔

"تم تو کہہ رہی تھیں کہ تم نے انہیں طویل بے ہوشی کے انجکشن
لگا رکھے ہیں اور انہیں فولادی کرسیوں پر جکڑ رکھا ہے۔ پھر وہ ہوش
میں کیسے آگئے اور کرسیوں سے آزاد کیسے ہو گئے"۔ پنڈت نارائن نے
اس کی جانب قہر انگیز نظروں سے گھورتے ہوئے کہا۔

"یہ میرے لئے بھی واقعی حیرانی والی بات ہے"۔ مادام شیکھا نے
کہا اور ان کرسیوں کو آکر غور سے دیکھنے لگی۔

"باہر تمہارے کتنے آدمی موجود ہیں"۔ پنڈت نارائن نے پوچھا۔

"آٹھ دس تو ہوں گے"۔ مادام شیکھا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تو کیا ان لوگوں میں اتنی ہمت نہیں ہیں کہ وہ ان دونوں کو روک سکیں"۔ پنڈت نارائن نے اس کی جانب طنز بھری نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"میں جولیانا کی ہسٹری اچھی طرح سے جانتی ہوں۔ وہ انتہائی خطرناک اور تیز ترین فائٹر ہے۔ اس کا مقابلہ کرنا واقعی بلیک ماسٹرز کے بس کی بات نہیں ہے۔ دیکھا نہیں اس نے اور اس کے ساتھی نے کس طرح اچانک ہم دونوں کو اٹھا کر پھینک دیا تھا"۔ مادام شیکھا نے کہا تو پنڈت نارائن اثبات میں سر ہلانے لگا۔ اس کے چہرے پر ہلکی سی خفت کے آثار ابھر آئے تھے۔

"شیکھا، یہاں سے نکلنے کا انتظام کرو۔ میں یہاں زیادہ دیر نہیں رک سکتا"۔ پنڈت نارائن نے اپنی خفت مٹانے کے لئے موضوع بدلتے ہوئے کہا۔

"اس دروازے کو میں نے خصوصی طور پر بنوایا تھا۔ اسے کھولنے کا مین سسٹم باہر سے ہے۔ تاکہ کوئی مجرم اسے اندر سے کھول کر بھاگنے کی کوشش نہ کر سکے۔ ان لوگوں نے جاتے ہوئے فائرنگ کر کے باہر سے دروازے کا غالباً لاک سسٹم تباہ کر دیا ہے جس کی وجہ سے دروازہ مکمل طور پر سیلڈ ہو گیا ہے۔ اب جب تک اس لاک کو ٹھیک نہیں کیا جائے گا اس وقت تک دروازے کا کھلنا مشکل ہے۔ بہت مشکل"۔ مادام شیکھا نے کہا اور پنڈت نارائن نے بے اختیار اپنا سر پکڑ لیا۔ غصے کی شدت سے اس کا چہرہ سرخ ہو گیا تھا اور اس کی

آنکھوں سے چنگاریاں پھوٹنے لگی تھیں۔ اس کا دل چاہ رہا تھا کہ وہ مشین پسٹل کی ساری گولیاں مادام شیکھا کے جسم میں اتار دے۔ جس کی وجہ سے وہ اس کمرے میں قید ہو کر رہ گیا تھا۔

وہ چند لمحے اسی طرح غصے سے سلگتا رہا پھر اس نے اپنے غصے کو کنٹرول کیا اور اس کمرے سے نکلنے کے بارے میں سوچنے لگا۔ کمرہ چاروں طرف سے بند تھا۔ وہاں ہوا کے لئے بھی کوئی روشن دان تک نظر نہیں آ رہا تھا۔ پھر اچانک اس کی نظریں شمالی دیوار پر موجود اے سی کے لئے بنائے گئے ہول پر جم گئیں۔ جس کے آگے جالی لگی ہوئی تھی۔ ہول کافی بڑا تھا۔ لیکن وہ خاصا اونچا تھا۔

"میرا خیال ہے ہم اس ہول سے باہر نکل سکتے ہیں"۔ پنڈت نارائن نے مادام شیکھا سے مخاطب ہو کر کہا۔

"اس ہول سے۔ مگر......." مادام شیکھا نے کچھ کہنا چاہا مگر پھر خود ہی خاموش ہو گئی۔ پنڈت نارائن نے مشین پسٹل سے جالی پر فائرنگ کی تو جالی ٹوٹ کر نیچے آ گری۔

"آؤ۔ یہ ہول دوسرے کمرے کے اے سی ہولز سے منسلک ہے"۔ پنڈت نارائن نے تیزی سے اس دیوار کی جانب بڑھتے ہوئے کہا۔

"لیکن یہ تو خاصا اونچا ہے"۔ مادام شیکھا نے کہا۔

"میں دیوار کے ساتھ کھڑا ہوتا ہوں۔ تم میرے کندھوں پر چڑھ کر اوپر چلی جاؤ"۔ پنڈت نارائن نے کہا۔

"اور تم"۔ مادام شیکھا نے کہا۔

"میں خود ہی اوپر آجاؤں گا۔آؤ تم"۔ پنڈت نارائن نے کہا اور پھر
ہول کے نیچے دیوار کے ساتھ کمر لگا کر کھڑا ہو گیا۔مادام شیکھا آگے بڑھی
اور پھر وہ پنڈت نارائن کے ہاتھوں پر سے ہوتی ہوئی اس کے کندھوں
پر چڑھ گئی اور پھر اس نے اچک کر ہول کے کنارے پکڑ لئے اور پھر وہ
بازوؤں کا زور لگا کر اوپر اٹھتی چلی گئی۔چند ہی لمحوں میں وہ اس ہول
میں تھی۔

"گڈ، اب تم آگے چلی جاؤ۔ میں بھی آرہا ہوں"۔ پنڈت نارائن
نے پیچھے ہٹ کر مادام شیکھا کی جانب دیکھتے ہوئے کہا تو مادام شیکھا
پیٹ کے بل لیٹ کر آگے چلی گئی۔پنڈت نارائن جو مشین پسٹل پہلے
ہی جیب میں رکھ چکا تھا ہول سے کافی پیچھے ہٹ آیا اور پھر اس نے
اچانک دوڑ لگا دی اور بھاگتے بھاگتے اس نے ایک اونچی چھلانگ
لگائی۔اس کی پہلی ہی کوشش کامیاب رہی تھی۔اس کے ہاتھ آسانی
سے ہول کے کنارے پر آگئے تھے۔وہ بھی مادام شیکھا کی طرح بازوؤں
کے بل اوپر اٹھا اور زور لگا کر ہول میں آگیا اور پیٹ کے بل رینگتا ہوا
آگے جانے لگا۔

مادام شیکھا کافی آگے جا چکی تھی۔پنڈت نارائن بھی اس کے پیچھے
کہنیوں اور گھٹنوں کے بل آگے بڑھتا رہا۔بل کھاتے ہوئے اے سی
ہول میں وہ دونوں آگے پیچھے رینگتے ہوئے ایک دوسری جالی کے
قریب جا کر رک گئے۔مادام شیکھا نے دبلی پتلی ہونے کے باوجود
انتہائی مشکل سے اپنا رخ بدلا اور پھر وہ زور زور سے اپنے پیر جالی پر

مارنے لگی۔چند ہی لمحوں میں جالی اکھڑ کر دوسری طرف جا گری۔
دوسری طرف بھی ایک کمرہ تھا جو کبھی آفس ہو گا مگر اب کاٹھ کباڑ سے
بھرا ہوا تھا۔مادام شیکھا غوطہ لگانے کے انداز میں اس کمرے میں کود
گئی اور کاٹھ کباڑ سے ہوتی ہوئی کمرے کے دروازے کی طرف بڑھ
گئی۔اس نے دروازے کا ہینڈل پکڑ کر کھینچا مگر وہ دروازہ بھی باہر تھا۔
مادام شیکھا جھلائے ہوئے انداز میں دروازے پر ہاتھ مارنے لگی۔
"کیا ہوا"۔ پنڈت نارائن جو ہول سے کود کر نیچے آگیا تھا، نے اس
کے قریب آتے ہوئے پوچھا۔
"یہ دروازہ بھی لاکڈ ہے"۔ مادام شیکھا نے جھلاہٹ بھرے لہجے
میں کہا۔
"پیچھے ہٹو"۔ پنڈت نارائن نے کہا تو مادام شیکھا ایک طرف ہو
گئی۔پنڈت نارائن نے جیب سے ایک بار پھر مشین پسٹل نکالا اور
اس دروازے کے لاک پر اس نے فائر کر دیا۔ دوسرے فائر پر
دروازے کا لاک ٹوٹ گیا۔پنڈت نارائن نے دروازے کا ہینڈل
گھمایا تو دروازہ کھل گیا۔
سامنے ایک راہداری تھی۔پنڈت نارائن اور مادام شیکھا تیزی
سے باہر آگئے۔راہداری میں دو بلیک ماسٹرز کی لاشیں دیکھ کر مادام
شیکھا کی تیوریوں پر بل پڑ گئے اور پھر انہیں عمارت میں جگہ جگہ بلیک
ماسٹرز کی لاشیں دکھائی دیں۔
"سب کو مار دیا ہے انہوں نے"۔ مادام شیکھا نے غراتے ہوئے کہا

اور پھر وہ باہر لان میں آگئے جہاں چار محافظ موجود تھے ۔ مادام شیکھا تیزی سے ان کی جانب بڑھ گئی۔

" تم لوگ یہاں کیا کر رہے ہو۔ وہ دونوں کہاں ہیں"۔ مادام شیکھا نے تیز لہجے میں کہا۔

" کون دونوں مادام"۔ ایک محافظ نے گھبرائے ہوئے لہجے میں پوچھا تو مادام تنویر اور جولیا کا انہیں حلیہ بتانے لگی۔

" وہ دونوں، مادام وہ دونوں تو اندر سے اطمینان بھرے انداز میں نکلے تھے ۔ اس لئے ہم نے ان پر کوئی توجہ نہیں دی۔ وہ تو کافی دیر ہوئی یہاں سے جاچکے ہیں"۔ محافظ نے جلدی سے کہا۔

" جاچکے ہیں۔ کہاں جاچکے ہیں۔ تم نے انہیں روکا کیوں نہیں۔ کیا تمہیں اندر سے فائرنگ کی آوازیں سنائی نہیں دی تھیں"۔ مادام شیکھا نے ان پر بری طرح سے برستے ہوئے کہا۔

" فائرنگ کی آوازیں، نہیں مادام۔ ہم نے تو فائرنگ کی آوازیں نہیں سنیں"۔ اس نے جواب دیا۔

" کیا بات کر رہی ہو شیکھا۔ پوری عمارت ساؤنڈ پروف ہے۔ انہیں فائرنگ کی آوازیں کیسے سنائی دے سکتی ہیں"۔ پنڈت نارائن نے اس کے قریب آتے ہوئے کہا تو مادام شیکھا صرف سر ہلا کر رہ گئی۔

" وہ دونوں کہاں گئے ہیں"۔ پنڈت نارائن نے اس محافظ سے پوچھا۔

" عمارت سے نکل کر وہ سامنے والی سڑک پر گئے تھے ۔ پھر ہم نے

ان دونوں کو ایک ٹیکسی میں سوار ہوتے دیکھا تھا"۔ اس محافظ نے جواب دیا۔

" اس ٹیکسی کا نمبر دیکھا تھا تم نے"۔ مادام شیکھا نے جلدی سے پوچھا۔

" وہ ٹیکسی شیرو کی ہے۔ میں اسے جانتا ہوں۔ وہ عموماً اس علاقے میں آتا رہتا ہے"۔ محافظ نے کہا اور اسے ٹیکسی کا نمبر بتا دیا۔ ٹیکسی کا نمبر سن کر مادام شیکھا نے پنڈت نارائن کی جانب دیکھا تو پنڈت نارائن نے منہ بنا کر سر ہلا دیا۔

" میرا خیال ہے وہ لوگ منتاری گئے ہوں گے۔ ٹیکسی کا نمبر ہمیں معلوم ہو گیا ہے۔ اگر راستے میں ہمیں ٹیکسی مل گئی تو ہمیں معلوم ہو جائے گا کہ اس شیرو نے ان دونوں کو کہاں ڈراپ کیا ہے"۔ مادام شیکھا نے کہا۔

" کوئی فائدہ نہیں"۔ پنڈت نارائن نے کہا۔

" کوئی فائدہ نہیں۔ کیا مطلب"۔ اس کی بات سن کر مادام شیکھا نے چونک کر پوچھا۔

" وہ لوگ بہت تیز ہیں۔ اب تک ٹیکسیاں بدل کر وہ نجانے کہاں کے کہاں پہنچ چکے ہوں گے"۔ پنڈت نارائن نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

" تو پھر کیا کیا جائے۔ کیا انہیں ایسے ہی جانے دیا جائے"۔ مادام شیکھا نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"نہیں، خیر ایسا تو میں نے نہیں کہا۔ وہ لوگ منتاری یا اس کے اردگرد کے علاقوں میں ہی ہوں گے۔ میں ابھی اس سارے ایریئے کو کور کرنے کا حکم دے دیتا ہوں۔ وہ لوگ یہاں سے بچ کر نہیں جا سکیں گے"۔ پنڈت نارائن نے کہا اور پھر تیزی سے ہیلی پیڈ کی جانب بڑھتا چلا گیا۔ پھر جیسے اسے کوئی خیال آیا وہ واپس پلٹ کر مادام شیکھا کی طرف آ گیا۔

"میرا ٹرانسمیٹر تمہارے کمرے میں ہے۔ وہ لا دو"۔ اس نے تیز لہجے میں کہا تو مادام سر ہلا کر دوبارہ عمارت کے اندر چلی گئی۔ کچھ دیر بعد وہ ایک ٹرانسمیٹر لئے ہوئے باہر آئی اور اس نے وہ ٹرانسمیٹر پنڈت نارائن کو دے دیا۔ پنڈت نارائن نے ٹرانسمیٹر آن کیا اور ناب گھما کر اس پر ایک فریکوئنسی ایڈجسٹ کرنے لگا۔ فریکوئنسی ملا کر اس نے ایک دوسرا بٹن پریس کر دیا تو ٹرانسمیٹر سے زوں زوں کی آواز آنے لگی۔

"ہیلو، ہیلو۔ اوور"۔ پنڈت نارائن نے تیز لہجے میں کہا۔

"یس، چیف آف سٹار ایجنسی۔ اوور"۔ دوسری جانب سے ایک بھاری بھرکم آواز سنائی دی۔

"چیف آف سیکرٹ سروس سپیکنگ۔ اوور"۔ پنڈت نارائن نے کرخت لہجے میں کہا۔

"اوہ سر آپ۔ میں کرنل شیکھر بول رہا ہوں سر۔ اوور"۔ دوسری طرف سے چونکتی ہوئی مگر بے حد مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"کرنل شیکھر۔ تمہاری ایجنسی کافرستان کی پاورفل ایجنسی ہے اور تم کافرستانی سیکرٹ سروس کے لئے خفیہ طور پر کام کرتے ہو۔ اوور"۔ پنڈت نارائن نے مادام شیکھا کو سنانے کے لئے جان بوجھ کر اونچی آواز میں کہا۔

"یس سر۔ اوور"۔ کرنل شیکھر نے بے حد مؤدب لہجے میں کہا۔

"اور تمہاری ایجنسی کے بے شمار کارکن پورے کافرستان میں پھیلے ہوئے ہیں۔ اوور"۔ پنڈت نارائن نے کہا۔

"یس سر۔ کافرستان کے ہر خاص شہر میں میرے ورکرز موجود ہیں۔ اوور"۔ کرنل شیکھر نے کہا اس کے لہجے میں حیرت کا عنصر تھا کہ پنڈت نارائن اس سے یہ باتیں کیوں پوچھ رہا ہے۔

"گڈ، منتاری میں تمہارے کتنے ورکرز موجود ہیں۔ اوور"۔ پنڈت نارائن نے پوچھا۔

"پچاس کے قریب تو ہوں گے۔ اوور"۔ کرنل شیکھر نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے۔ ان کو کال کرو کہ وہ منتاری اور اردگرد کے علاقوں میں پھیل جائیں۔ ٹاراکی سے دو خطرناک مجرم فرار ہو کر اسی طرف گئے ہیں۔ انہیں ہر خاص و عام جگہوں پر تلاش کیا جائے اور وہ جہاں بھی ملیں انہیں دیکھتے ہی گولی مار دی جائے"۔ پنڈت نارائن نے کہا اور پھر وہ کیپٹن شیکھر کو پاکیشیائی ایجنٹوں خاص طور پر تنویر اور جولیا کے بارے مین بتانے لگا اس نے کرنل شیکھر کو اس ٹیکسی کی ٹپ بھی

دے دی تھی جس کے ڈرائیور کا نام شیرو تھا اور اس ٹیکسی کا نمبر بھی اسے بتا دیا۔ اس کے علاوہ اس نے کرنل شیکھر کو ان تمام مجرموں کے حلیئے بھی تفصیل سے بتا دیئے تھے۔

"آپ بے فکر رہیں سر۔ میں اور میرے آدمی ان پاکیشیائی ایجنٹوں کو تلاش کرنے کے لئے اپنی پوری جان لڑا دیں گے۔ وہ چاہے جس میک اپ میں ہوں ہم انہیں پاتال کی تہوں سے بھی کھینچ نکالیں گے۔ میں بھی اس وقت اپنے نجی کام کے سلسلے میں منتاری شہر کے قریبی شہر ساران آیا ہوا تھا۔ یہاں بھی میرے آدمی موجود ہیں میں ابھی ان سب کو احکام دے دیتا ہوں۔ اوور"۔ کرنل شیکھر نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ تم مجھے بی ایکس تھرٹی پر کال کر سکتے ہو۔ جیسے ہی تم ان مجرموں کو تلاش یا ہلاک کرنے میں کامیاب ہو جاؤ اس ٹرانسمیٹر پر فوراً مجھے اطلاع دے دینا۔ میں نے فریکوئنسی ایڈجسٹ کر دی ہے۔ اوور"۔

"اوکے سر۔ اوور"۔ کرنل شیکھر نے کہا۔

"اوکے۔ اوور اینڈ آل"۔ پنڈت نارائن نے کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

"ابھی حال ہی میں تم سیکرٹ سروس کے چیف بنے ہو اور تم نے اتنی جلدی اتنی ایجنسیاں بھی بنا لیں"۔ مادام شیکھا نے کہا۔

"یہ ایجنسیاں اور سیکشن میں نے نہیں سابقہ چیف کرنل ایس نے پہلے سے بنا رکھی تھیں۔ میں نے تو ان ایجنسیوں اور سیکشنوں کی

فائلیں سٹڈی کی تھیں۔ میں سیکرٹ سروس کا چیف ہوں۔ ان ایجنسیوں اور ان کے چیفس تک ظاہر ہے اس بات کی خبر پہنچا دی گئی ہو گی۔ اس لئے تو وہ میرے احکامات کے پابند ہیں"۔ پنڈت نارائن نے مسکراتے ہوئے کہا تو مادام شیکھا نے پرخیال انداز میں سر ہلا دیا۔

"اچھا اب تمہارا کیا پروگرام ہے"۔ مادام شیکھا نے چند لمحے توقف کے بعد پوچھا۔

"فی الحال تو میں واپس ہیڈ کوارٹر جاؤں گا۔ تمہاری کال آنے سے پہلے مجھے پرائم منسٹر کی کال آئی تھی"۔ پنڈت نارائن نے کہا۔

"پنڈت نارائن۔ پاکیشیائی ایجنٹوں کی تلاش میں تم نے اپنے تمام سیکشن اور ایجنسیوں کو لگا رکھا ہے۔ اگر کہو تو میں اور میرے بلیک ماسٹر بھی ان کو تلاش کریں"۔ مادام شیکھا نے کسی خیال کے تحت پوچھا۔

"نہیں، میں نے تمہارے بلیک ماسٹرز کی کارکردگی دیکھ لی ہے۔ وہ تمہارے اڈے سے دو افراد کو فرار ہونے سے نہیں روک سکے۔ انہیں تلاش کیا خاک کریں گے"۔ پنڈت نارائن نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ اس کی بات سن کر مادام شیکھا نے ہونٹ بھینچ لئے تھے۔

پنڈت نارائن سر جھٹک کر اپنے ہیلی کاپٹر کی جانب بڑھنے لگا۔

اسے ہیلی کاپٹر کی طرف آتے دیکھ کر پائلٹ نے ہیلی کاپٹر سٹارٹ کر دیا۔ ہیلی کاپٹر کے پر گردش کرنا شروع ہو گئے۔ پنڈت نارائن نے پائلٹ کے ساتھ والی سیٹ کا دروازہ کھولا اور اچھل کر ہیلی کاپٹر میں

سوار ہو گیا۔

"چلو"۔ اس نے پائلٹ سے مخاطب ہو کر کہا تو پائلٹ نے ہیلی کاپٹر کو اوپر اٹھانا شروع کر دیا۔ پنڈت نارائن نے مادام شیکھا کی جانب دیکھا جو سر اٹھائے اس کی جانب حسرت بھری نظروں سے دیکھ رہی تھی۔ جیسے اس کا بس نہ چل رہا ہو کہ وہ اسے جانے سے روک لے۔

کرنل وشال پنڈت نارائن کو کال کر کے عمارت سے باہر نکل آیا تھا اور پھر وہ اپنی مخصوص کار پر پوائنٹ سکس زیرو کی جانب روانہ ہو گیا تھا۔

پوائنٹ سکس زیرو کے گیٹ پر پہنچ کر اس نے کار روک دی اور پھر تین بار مخصوص انداز میں ہارن بجایا تو کوٹھی کا گیٹ خود بخود کھلتا چلا گیا اور کرنل وشال کار اندر لے گیا اور پورچ میں لے جا کر اس نے کار روک دی۔ اسی لمحے ایک مسلح شخص تیزی سے اس کے قریب آ گیا۔ اس نے کرنل وشال کو پہچان کر اسے فوجی انداز میں سیلوٹ کیا اور بڑے مؤدبانہ انداز میں اس نے کار کا دروازہ کھول دیا۔

"کرنل سوریا کہاں ہے"۔ کرنل وشال نے کار سے باہر نکلتے ہوئے پوچھا۔

"اندر ہیں سر اور آپ کا انتظار کر رہے ہیں"۔ مسلح شخص نے بڑے

مؤدبانہ لہجے میں کہا تو کرنل وشال تیزی سے اندرونی عمارت کی جانب بڑھتا چلا گیا۔ مختلف راستوں سے ہوتا ہوا وہ ایک بڑے کمرے میں آگیا جہاں کرنل سوریا ایک کرسی پر بیٹھا اخبار پڑھنے میں مصروف تھا۔ قدموں کی آواز سن کر اس نے سر اٹھایا اور پھر کرنل وشال کو دیکھ کر وہ اخبار ایک طرف رکھ کر احتراماً اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کا اور کرنل وشال کا رینک ایک ہی تھا مگر پنڈت نارائن نے اسے پاور آف ڈیتھ گروپ کا سربراہ بنایا تھا اس لئے وہ ایک لحاظ سے اس کا چیف تھا جس کے لئے وہ احتراماً اٹھا تھا۔

" کہاں ہیں وہ دونوں "۔ کرنل وشال نے سلام دعا کے بعد اس سے پوچھا۔

" نیچے تہہ خانے میں ہیں "۔ کرنل سوریا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" ان کی ابھی برین سکیننگ تو نہیں کی گئی "۔ کرنل وشال نے پوچھا۔

" نہیں کرنل ۔آپ نے خود ہی تو کہا تھا کہ برین سکیننگ آپ کے سامنے کی جائے ۔ابھی انہیں طویل بے ہوشی اور ایم ایم فورٹی سکس کے انجکشن لگائے گئے ہیں "۔ کرنل سوریا نے جلدی سے کہا۔

" ان دونوں کو فوری طور پر اینٹی ایم ایم فورٹی سکس انجکشن لگا دو "۔ کرنل وشال نے اس کے قریب پڑی کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

" اینٹی ایم ایم فورٹی سکس انجکشن ۔ کیوں ۔ کیا ان کی برین

سکیننگ کرنے کا پروگرام آپ نے کینسل کر دیا ہے "۔ کرنل سوریا نے حیران ہوتے ہوئے پوچھا۔

" ہاں، میری چیف سے بات ہوئی تھی۔ انہوں نے بتایا ہے کہ ریڈہاک نے عمران اور اس کے ایک ساتھی کو ہلاک کر دیا ہے۔ دوسری طرف میجر بارش نے بھی دو مجرموں کو گرفتار کرنے کی اطلاع دی ہے ۔وہ ان دونوں کو لے کر یہاں پہنچ رہا ہے اور چیف بھی یہاں آ رہے ہیں ۔ پاکیشیا سے چھ ایجنٹ آئے تھے ۔چار کو گرفتار کر لیا گیا ہے اور دو ہلاک کر دیئے گئے ہیں ۔ پھر ان مجرموں کی برین سکیننگ کرنے کی کیا ضرورت رہ جاتی ہے "۔ کرنل وشال نے اسے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

" اوہ، یہ تو اچھی خبر ہے کہ تمام پاکیشیائی ایجنٹوں کو پکڑ لیا گیا ہے ۔لیکن عمران اور اس کے ساتھی جسے ریڈہاک نے ہلاک کیا ہے کیا چیف نے اس کی تصدیق کر لی ہے "۔ کرنل سوریا نے کہا۔

" تصدیق ۔ کیوں "۔اس کی بات سن کر کرنل وشال نے چونک کر پوچھا۔

" نہیں ۔ویسے ہی کہہ رہا ہوں ۔ عمران جیسے انسان کا ریڈہاک کے ہاتھوں ہلاک ہونا ایک انہونی سی بات ہے ۔ میں عمران کو اچھی طرح جانتا ہوں ۔وہ ایک خوفناک عفریت ہے ۔جسے کم از کم ریڈہاک جیسا انسان ہلاک نہیں کر سکتا "۔ کرنل سوریا نے کہا۔

" ہاں، واقعی تمہاری بات بھی اپنی جگہ درست ہے ۔ لیکن بہرحال

یہ بات مجھے خود چیف نے بتائی ہے۔ میں کیا کہہ سکتا ہوں"۔ کرنل وشال نے کندھے اچکا کر کہا۔

" اچھا چھوڑو، یہ بتاؤ کیا پیو گے"۔ کرنل سوریا نے موضوع بدلتے ہوئے کہا۔

" پینا پلانا بعد میں ہوتا رہے گا۔ پہلے ان دونوں مجرموں کو اینٹی ایم ایم فورٹی سکس لگوانے کا انتظام کرو۔ ایسا نہ ہو ہیوی ڈوز کے انجکشنوں کی وجہ سے ان کے دماغ ڈیج ہوجائیں۔ چیف ان چاروں کو وزیراعظم کے سامنے پیش کرنا چاہتے ہیں"۔ کرنل وشال نے کہا تو کرنل سوریا نے اثبات میں سرہلادیا اور پھر وہ دونوں ایک ساتھ چلتے ہوئے کمرے سے نکلتے چلے گئے۔ مختلف راستوں سے ہوتے ہوئے وہ ایک دوسرے کمرے میں آئے اور پھر کرنل سوریا نے ایک دیوار کے پاس آکر اس کی جڑ میں زوردار ٹھوکر ماردی۔ ہلکی سی گڑگڑاہٹ کی آواز کے ساتھ دیوار دو حصوں میں منقسم ہوتی چلی گئی اور نیچے سیڑھیاں جاتی ہوئیں دکھائی دینے لگیں۔

" آیئے کرنل"۔ کرنل سوریا نے کرنل وشال سے کہا اور پھر وہ دونوں سیڑھیاں اترتے چلے گئے۔ سیڑھیاں اتر کر وہ ایک راہداری میں آئے جہاں چار مسلح افراد چوکنے انداز میں پہرہ دے رہے تھے۔ کرنل سوریا اور کرنل وشال کو دیکھ کر انہوں نے انہیں نہایت مؤدبانہ انداز میں سیلوٹ کرنا شروع کر دیا۔ کرنل سوریا اور کرنل وشال نے سرخم کرکے ان کے سلام کا جواب دیا اور آگے بڑھتے چلے گئے اور پھر

ایک دروازے کے پاس جا کر رک گئے۔ دروازے کے پاس بھی دو مسلح افراد کھڑے تھے۔ کرنل سوریا نے آگے بڑھ کر دروازے پر مخصوص انداز میں دستک دی تو دروازہ ایک جھٹکے سے کھل گیا۔ دروازہ کھولنے والا ایک نوجوان تھا۔ وہ دروازہ کھول کر ایک طرف ہٹ گیا تو کرنل وشال اور کرنل سوریا اندر داخل ہوگئے۔

وہ کمرہ بھی خاصا بڑا اور ضرورت کی ہر چیز سے بھرا ہوا تھا۔ سامنے ایک چھوٹا سا چبوترا بنا ہوا تھا جس پر دس فولادی کرسیاں پڑی تھیں ان میں سے دو کرسیوں پر دو نوجوان موجود تھے جن کے گرد راڈز لگے ہوئے تھے۔ ان دونوں کے سر ڈھلکے ہوئے تھے اور ان کی آنکھیں بند تھیں۔ کمرے میں چار مسلح افراد موجود تھے جو ان دونوں نوجوانوں کے سامنے کرسیوں پر اس انداز میں بیٹھے ہوئے تھے جیسے ان پر نظر رکھے ہوئے ہوں۔ کرنل سوریا اور کرنل وشال کو دیکھ کر وہ ان کے احترام میں اٹھ کر کھڑے ہوگئے۔

" یہ ہیں وہ دونوں"۔ کرنل سوریا نے کرنل وشال سے مخاطب ہو کر کہا۔ کرنل وشال غور سے ان دونوں کی جانب دیکھ رہا تھا۔

" ان کے میک اپ واش نہیں کئے اب تک"۔ کرنل وشال نے آگے بڑھ کر باری باری ان دونوں نوجوانوں کو غور سے دیکھتے ہوئے کرنل سوریا سے پوچھا۔

" میک اپ، کیا مطلب۔ میک اپ تو ہم نے میک اپ واشر مشین سے صاف کر دیئے تھے"۔ کرنل سوریا نے چونک کر کہا۔

"ہونہہ، تم نے غور نہیں کیا۔ یہ ڈبل میک اپ میں تھے۔ میک اپ واشر سے تم نے ان کا ایک میک اپ صاف کر دیا ہے مگر ان کے اصلی چہرے ابھی بھی چھپے ہوئے ہیں"۔ کرنل وشال نے کہا۔

"اوہ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ انہوں نے ڈبل میک اپ کیا ہوتا یا ٹرپل۔ میک اپ واشر مشین سے تو ان کا سارا میک اپ صاف ہو جانا چاہئے تھا"۔ کرنل سوریا نے غور سے ان دونوں مجرموں کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"میک اپ کی بھی کئی قسمیں ہیں کرنل سوریا۔ کچھ میک اپ، میک اپ واشر مشین سے صاف ہو جاتے ہیں۔ کچھ لوشنوں سے کچھ دوسری ادویات سے کچھ میک اپ پارے یا پھر سادہ پانی سے ہی صاف کئے جا سکتے ہیں"۔ کرنل وشال نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ، تم کیسے کہہ سکتے ہو کہ یہ ابھی تک میک اپ میں ہیں۔ میں نے ان کو غور سے دیکھا ہے۔ مجھے تو لگتا ہے یہ اصلی چہروں میں ہیں"۔ کرنل سوریا کا لہجہ بدستور حیرت زدہ تھا۔

"ان کے چہروں کے رنگ غور سے دیکھو اور پھر ان کے ہاتھوں کو دیکھو۔ دونوں کی رنگت میں کچھ فرق ہے۔ اس کے علاوہ ان کے چہروں پر نہایت معمولی جھریاں بھی آ گئی ہیں۔ جو کم از کم نوجوانوں کے چہروں پر نہیں ہوتیں۔ میک اپ واشر مشین کی وجہ سے ہی یہ جھریاں نمودار ہوئی ہیں۔ اس لئے میں یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ انہوں نے بایو تھراگس ٹین کا میک اپ کر رکھا ہے۔ جو صرف سادہ

پانی سے ہی صاف ہو گا"۔ کرنل وشال نے کہا تو کرنل سوریا اس کی جانب تحسین بھری نظروں سے دیکھنے لگا۔ واقعی وہ ان باتوں کو نہیں جانتا تھا۔ کرنل وشال نے یہ بات بتا کر ثابت کر دیا تھا کہ وہ کس قدر تیز نظریں رکھنے والا اور کس قدر ذہین انسان ہے۔

"تو کیا اب میں ان کے چہرے سادہ پانی سے دھلواؤں"۔ کرنل سوریا نے کہا۔

"ظاہر ہے۔ جب تک ان کے اصلی چہرے سامنے نہیں آئیں گے پتہ کیسے چلے گا کہ یہ دونوں کون ہیں"۔ کرنل وشال نے مسکرا کر کہا تو کرنل سوریا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ کرنل سوریا نے اپنے آدمیوں کو سادہ پانی لانے کے لئے کہا تو ایک آدمی پانی کا جگ لے آیا۔ پھر اس نے کرنل سوریا کے کہنے پر ان دونوں نوجوانوں کے چہرے دھونے شروع کر دیئے جو راڈز والی کرسیوں پر جکڑے ہوئے تھے۔ چند ہی لمحوں میں ان دونوں کے چہرے صاف ہو گئے اور ان کے اصلی چہرے ان کے سامنے آ گئے۔ وہ صدیقی اور نعمانی تھے۔

"ہاں، واقعی یہ عمران کے ساتھی ہیں۔ ان کی تصویروں کے خاکے میں نے دیکھے تھے۔ اب ان کو اینٹی ایم ایم فورٹی سکس انجکشن لگا دو۔ تاکہ یہ ذہنی دباؤ سے نکل آئیں"۔ کرنل وشال نے کہا تو کرنل سوریا جنوبی دیوار کی جانب بڑھ گیا جہاں بڑی بڑی دو الماریاں موجود تھیں۔ کرنل سوریا نے ایک الماری کھولی اور اس میں سے ایک خالی سرنج اور ایک انجکشن کی بڑی سی شیشی نکال لی۔ اس نے سرنج میں

شیشی میں موجود ہلکے سبز رنگ کا محلول بھرا اور شیشی کو دوبارہ الماری
میں رکھ کر سرنج لئے ہوئے چبوترے کی جانب آگیا اور پھر اس نے
آدھا آدھا محلول صدیقی اور نعمانی کے بازوؤں میں انجیکٹ کر دیا اور
سرنج کو ڈسٹ بن میں پھینک کر چبوترے سے اتر آیا۔

تقریباً آدھے گھنٹے بعد میجر ہارش بھی جولیا اور تنویر کو لے کر وہاں
پہنچ گیا۔ وہ دونوں ہیلی کاپٹر پر لائے گئے تھے۔ وہ بھی بے ہوش تھے۔
شاید میجر ہارش نے راستے میں ان دونوں کو بے ہوش کر دیا تھا۔
انہیں سٹریچر پر ڈال کر وہاں لایا گیا تھا۔ کرنل وشال کے حکم سے ان
دونوں کو بھی راڈز والی کرسیوں میں جکڑ دیا گیا۔

" گڈ، اب بس چیف کا انتظار ہے وہ آنے ہی والے ہیں۔ میرا خیال
ہے مجھے ان کے لئے باہر گیٹ پر پہنچ جانا چاہئے "۔ کرنل وشال نے
گھڑی دیکھتے ہوئے کہا۔ اور پھر وہ کرنل سوریا اور میجر ہارش کے ساتھ
تہہ خانے سے نکلتا چلا گیا۔

" ہم آپ کے ساتھ چلیں "۔ میجر ہارش نے کرنل وشال سے
پوچھا۔

" نہیں، میں انہیں خود ہی اندر لے آؤں گا "۔ کرنل وشال نے کہا
تو میجر ہارش اور کرنل سوریا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ کرنل وشال
تہہ خانے سے نکل کر باہر آیا اور پھر عمارت سے باہر نکل کر باہر گیٹ
پر آگیا۔ اس کے حکم پر باہر موجود محافظوں نے اس کے لئے چھوٹا گیٹ
کھول دیا۔ کرنل وشال چھوٹے گیٹ سے نکل کر باہر آیا اور پھر وہیں

رک کر پنڈت نارائن کا انتظار کرنے لگا۔ اسے وہاں رکے ہوئے چند
ہی لمحے گزرے ہوں گے کہ اچانک ایک سفید رنگ کی کار مڑ کر اس
طرف آ گئی۔ کار خاصی تیز رفتاری سے مڑی تھی اور پھر اسی تیز رفتاری
سے اس طرف آئی تھی اور پھر سفید کار عین اس کوٹھی کے گیٹ کے
قریب آ کھڑی ہوئی جہاں کرنل وشال کھڑا تھا۔ کار میں بیٹھے ہوئے دو
افراد پر نظر پڑتے ہی کرنل وشال بری طرح سے چونک پڑا۔ وہ پنڈت
نارائن کا ساتھی ریڈہاک اور اس کا ایک ساتھی تھا۔ اس سے پہلے کہ
کرنل وشال کچھ سمجھتا اچانک ریڈہاک کے ہاتھ میں ایک سیاہ رنگ کا
سائیلنسر لگا ریوالور نظر آیا۔ کرنل وشال اس کے ہاتھ میں ریوالور
دیکھ کر چونکا ہی تھا کہ اچانک ریوالور نے شعلہ اگلا اور کرنل وشال کو
اپنے سینے میں آگ کی گرم سلاخ اترتی ہوئی محسوس ہوئی جو سیدھی اس
کے دل تک اتر گئی تھی۔ کرنل وشال کی آنکھوں کے سامنے یکلخت
اندھیرا چھا گیا تھا۔ وہ یکدم کٹے ہوئے شہتیر کی مانند گرتا چلا گیا اور
اسے اپنے تمام احساسات ایک لمحے سے بھی کم وقفے میں فنا ہوتے
ہوئے محسوس ہوئے۔ اس کا جسم ایک لمحے کے لئے تڑپا اور پھر ساکت
ہو گیا۔ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے۔

عمران سفید رنگ کی کار میں صفدر کو لئے ہوئے نہایت تیز رفتاری سے رنگ روڈ پر پہنچا تھا۔ جہاں ایک اسٹیشن ویگن پہلے سے ہی موجود تھی۔ جیسے ہی عمران نے رنگ روڈ پر کار روکی۔ اسٹیشن ویگن کی فرنٹ سیٹ پر بیٹھا ہوا وہی نوجوان دروازہ کھول کر باہر آگیا جسے عمران نے ریڈہاک اور راڈک کی لاشوں کے پاس ہوٹل میں چھوڑ آیا تھا۔ نوجوان تیز تیز چلتا ہوا اس کے قریب آگیا۔

"میں دس افراد کو اپنے ساتھ لایا ہوں باس"۔ اس نے کہا۔

"گڈ، کیا وہ سب کے سب مسلح ہیں"۔ عمران نے ریڈہاک کی آواز میں اس سے پوچھا۔

"یس باس۔ ویگن میں مارٹر گنیں اور منی میزائل گنیں بھی موجود ہیں اور ہم سب کے ہاتھوں میں مشین گنیں ہیں"۔ مارگن نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے میں اور راڈک آگے جاتے ہیں۔ تم چند لمحوں بعد ہمارے پیچھے آجاؤ۔ اس کوٹھی کا نمبر یاد ہے ناں تمہیں"۔ عمران نے کہا۔

"یس باس"۔ مارگن نے جلدی سے کہا۔

"اوکے۔ اس کوٹھی پر تم لوگوں نے پوری قوت سے حملہ کرنا ہے۔ وہاں جو نظر آئے اسے بے دریغ ہلاک کر دینا۔ ان کے قبضے میں کچھ افراد ہیں جنہیں ہم نے ہر حال میں آزاد کرانا ہے"۔ عمران نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

"رائٹ سر"۔ اس نوجوان نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"اوکے، اب میں آگے جا رہا ہوں۔ سب سے پہلے میں اور راڈک اس کوٹھی میں گھسنے کی کوشش کریں گے۔ ہم اندر جا کر گیٹ کھول دیں گے۔ پھر تم لوگ اندر آکر پوری کوٹھی میں پھیل جانا"۔ عمران نے اسے ہدایات دیتے ہوئے کہا۔ نوجوان نے اثبات میں سر ہلایا تو عمران نے کار آگے بڑھا دی اور کچھ آگے جا کر نہایت تیزی سے دائیں طرف مڑ گیا۔ ابھی اس نے کار موڑی ہی تھی کہ اسے کچھ آگے ایک کوٹھی کے گیٹ کے پاس کرنل وشال کھڑا نظر آیا۔ عمران کی بہت پہلے کرنل وشال سے مڈبھیڑ ہو چکی تھی اس لئے اس نے پہلی ہی نظر میں اسے پہچان لیا تھا۔

کرنل وشال کو دیکھ کر عمران نے کار کی رفتار یکدم بڑھا دی اور کار عین اس کوٹھی کے قریب لے جا کر پوری قوت سے بریک پیڈل

دبا کر روک دی۔ کرنل وشال اسے دیکھ کر چونک پڑا۔ اس سے پہلے کہ وہ کچھ کرتا عمران نے اپنی جیب سے سیاہ رنگ کا سائیلنسر لگا ریوالور نکالا جسے اس نے پنڈت نارائن کے آفس سے تلاشی کے دوران ایک دراز سے نکالا تھا۔ اس سے پہلے کہ کرنل وشال کچھ سمجھتا عمران نے اس کے دل کا نشانہ لے کر فائر کر دیا۔ کرنل وشال کے عین دل کے مقام پر گولی لگی تھی وہ یکلخت اچھلا اور پھر کٹے ہوئے شہتیر کی طرح زمین پر گرتا چلا گیا۔ عمران نے کار آگے بڑھا کر کوٹھی کے گیٹ کے بالکل آگے کر دی۔ تاکہ باہر سے کوئی آسانی سے وہاں پڑی ہوئی کرنل وشال کی لاش نہ دیکھ سکے۔

"آؤ"۔ عمران نے صفدر سے کہا اور کار سے نکل آیا۔

"گیٹ کا چھوٹا دروازہ کھلا ہوا ہے۔ اندر ہو سکتا ہے بہت سے مسلح افراد ہوں۔ میرا خیال ہے ہمیں سامنے سے نہیں بلکہ کوٹھی کے پچھلی طرف سے اندر جانا چاہیئے۔ فائرنگ کی آواز سن کر اندر موجود لوگ ہوشیار ہو گئے تو ہمارے ساتھیوں کی جانیں خطرے میں پڑ جائیں گی"۔ صفدر نے کار سے نیچے اترتے ہوئے کہا۔

"تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔ فرنٹ سے ریڈ ہاک کے ساتھی حملہ کریں گے تو بہتر رہے گا۔ اندر واقعی نجانے کتنے افراد ہوں"۔ عمران نے کہا۔

"سڑک دور دور تک خالی ہے۔ اندر والوں کو ابھی کرنل وشال کی ہلاکت کا علم نہیں ہوا ہو گا۔ اس کی لاش اٹھا کر کار میں ڈال دو"۔

عمران نے کہا تو صفدر نے آگے بڑھ کر کرنل وشال کی لاش اٹھائی اور اسے کار کی پچھلی سیٹوں پر ڈال دیا۔

"پھاٹک کے سامنے اس کا خون پھیلا ہوا ہے۔ اس کا کیا کریں"۔ صفدر نے وہاں پھیلے ہوئے خون کی جانب دیکھتے ہوئے کہا۔

"جو ہو گا دیکھا جائے گا۔ بیٹھو گاڑی میں"۔ عمران نے سر جھٹک کر کہا اور جلدی سے ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا۔ صفدر بھی دوبارہ اس کے ساتھ والی سیٹ کا دروازہ کھول کر بیٹھ گیا۔ عمران نے کار ریورس کی اور واپس اسی طرف جانے لگا جس طرف سے وہ آیا تھا۔ اسی لمحے اسٹیشن ویگن اس گلی میں مڑتی نظر آئی۔ سفید کار کو واپس آتے دیکھ کر نوجوان نے اسٹیشن ویگن وہیں روک لی۔ عمران کار تیزی سے اس کے قریب لے گیا۔

"سنو، تم لوگ یہیں رکے رہو۔ دس منٹ کی بجائے اب تم ٹھیک آدھے گھنٹے بعد اس کوٹھی پر ریڈ کرو گے۔ سمجھے"۔ عمران نے تیز لہجے میں کہا۔

"مگر باس"۔ اس نوجوان نے عمران کو پروگرام تبدیل کرتے دیکھ کر حیرت کا اظہار کرتے ہوئے کچھ کہنا چاہا۔

"جو کہہ رہا ہوں وہ کرو"۔ عمران حلق کے بل غرایا اور وہ نوجوان سہم کر اثبات میں سر ہلانے لگا۔ عمران نے کار آگے بڑھا دی اور آگے لے جا کر بائیں جانب موڑ لی اور پھر کچھ آگے جا کر اس نے کار کو ایک بار پھر بائیں جانب موڑ لیا۔ اس طرف ان تمام کوٹھیوں کے پچھلے

حصے تھے۔ درمیانی جگہ خالی تھی پھر آگے چند کوٹھیاں اور پھر خالی پلاٹس تھے۔ جس کی وجہ سے وہ گلی بھی دور دور تک خالی نظر آ رہی تھی۔

عمران نے کار ایک جگہ روکی اور پھر صفدر کے ساتھ کار سے باہر آ کر تیزی سے اس کوٹھی کی پشت کی جانب بڑھتا چلا گیا۔

عمران نے ادھر ادھر دیکھا اور پھر تیزی سے عمارت کی پشت پر موجود پائپ پر چڑھتا چلا گیا۔ پائپ عمارت کی چھت تک جا رہا تھا۔ عمران پائپ پر تیزی سے چڑھ کر چھت پر پہنچ گیا۔ چند ہی لمحوں میں صفدر بھی اس کے پیچھے چھت پر آ گیا۔

چھت پر موجود زینہ کھلا ہوا تھا۔ عمران نے صفدر کو اشارہ کیا اور پھر وہ دبے قدموں زینے کی جانب بڑھتے چلے گئے۔ سیڑھیاں عمارت کے اندرونی حصے میں جا رہی تھیں اور اس طرف کوئی بھی موجود نہیں تھا۔ صفدر اور عمران آہستگی سے نیچے آ گئے۔ دونوں کے ہاتھوں میں ریوالور تھے۔ وہ ادھر ادھر دیکھنے لگے اور پھر وہ احتیاط سے چلتے ہوئے ایک راہداری میں آ گئے۔

راہداری سے کچھ فاصلے پر ایک کمرے کا بند دروازہ نظر آ رہا تھا۔ عمران اور صفدر آہستہ آہستہ کھسکتے ہوئے اس دروازے کے پاس آ گئے۔

" دھیان رکھنا "۔ عمران نے نہایت آہستگی سے صفدر سے کہا اور پھر اس نے کی ہول سے آنکھ لگا دی۔ دوسرے ہی لمحے وہ چونک پڑا۔

کمرے میں کرنل سوریا اور اس کے ساتھ میجر ہارش صوفوں پر بیٹھے ایک دوسرے سے باتیں کر رہے تھے۔ ان کے علاوہ کمرے میں اور کوئی نظر نہیں آ رہا تھا۔

عمران سیدھا ہوا اور پھر اس نے زور سے دروازے پر لات مار دی۔ دروازہ ایک دھماکے سے کھلا اور اندر موجود کرنل سوریا اور میجر ہارش دروازے کو دھماکے سے کھلتے دیکھ کر بری طرح سے اچھل پڑے۔ عمران سائیلنسر لگا ریوالور لئے تیزی سے اندر آ گیا۔

" خبردار، اگر کوئی حرکت کی تو گولی مار دوں گا "۔ عمران نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

" ریڈ ہاک تم۔ تم یہاں "۔ اسے دیکھ کر کرنل سوریا نے بری طرح سے چونکتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے صفدر بھی اندر آ گیا اور اس نے جلدی سے کمرے کا دروازہ بند کر دیا۔

" تو تم لوگ یہاں چھپے ہوئے ہو۔ تمہارے باقی ساتھی کہاں ہیں "۔ عمران نے اپنی اصل آواز میں کہا تو کرنل سوریا اور میجر ہارش ایک بار پھر اچھل پڑے۔

" کک، کیا مطلب۔ تم، کون ہو تم "۔ کرنل سوریا نے بری طرح سے چونکتے ہوئے کہا۔

" تم خادم کو علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) یا پرنس آف ڈھمپ بھی کہہ سکتے ہو "۔ عمران نے کہا تو اس بار میجر ہارش اور کرنل سوریا اس بری طرح سے اچھلے جیسے اچانک ان کے

پیروں کے قریب انتہائی طاقتور اور خوفناک بم آ پھٹا ہو۔

" عم، عمران۔ تت، تم۔ تم مگر تمہارا حلیہ۔ تت، تم۔ تم......." کرنل سوریا کے حلق سے ہکلاہٹ زدہ آواز نکلی۔ عمران کو اس انداز میں اپنے سامنے دیکھ کر نہ صرف اس کا بلکہ میجر بارش کا بھی رنگ اڑ گیا تھا۔

" ارے باپ رے۔ میرا نام اس قدر خوفناک ہے جسے سن کر تم دونوں کے پسینے چھوٹ گئے ہیں "۔ عمران نے ان کا مذاق اڑاتے ہوئے کہا۔

" تم یہاں کیسے آئے ہو اور تم نے ریڈہاک کا میک اپ کیوں کر رکھا ہے "۔ میجر بارش نے خود کو سنبھالتے ہوئے کہا۔

" اس لئے کہ مجھے میک اپ کرنا پڑتا ہے "۔ عمران نے احمقانہ لہجے میں کہا۔

" مگر، یہ کیسے ممکن ہے۔ کرنل وشال نے تو کہا تھا کہ اسے چیف نے بتایا ہے کہ ریڈہاک نے عمران اور اس کے ایک ساتھی کا خاتمہ کر دیا ہے۔ پھر تم......" کرنل سوریا نے حیرت زدہ لہجے میں کہا۔ اس نے بھی خود کو سنبھال لیا تھا۔

" اس دنیا میں سب کچھ ممکن ہے پیارے۔ ریڈہاک عمران کو ہلاک کرنا چاہتا تھا اور بے چارہ خود عمران کے ہاتھوں مارا گیا۔ اس میں میرا کیا قصور ہے "۔ عمران نے بھولے پن سے کہا تو اس کی بات سن کر میجر بارش اور کرنل سوریا ایک بار پھر چونک اٹھے۔

" اوہ، اوہ تم نے ریڈہاک کو ہلاک کر دیا ہے۔ اوہ ویری بیڈ۔ ویری بیڈ "۔ کرنل سوریا اور میجر بارش کے منہ سے ایک ساتھ نکلا۔

" ہاں، اور کیا کرتا۔ ایک ہی شکل کے دو آدمی تو نہیں ہونے چاہئیں "۔ عمران نے بے چارگی کے عالم میں کہا۔

" بکواس مت کرو۔ سچ سچ بتاؤ تم یہاں کس لئے آئے ہو "۔ اس کی احمقانہ باتیں سن کر کرنل سوریا کو غصہ آ گیا تھا۔ اس نے غصیلے لہجے میں کہا۔

" تم لوگوں کی بکواس سننے "۔ عمران نے کہا۔

" عمران صاحب پلیز "۔ صفدر بھی شاید اس کی احمقانہ اور بے معنی باتوں سے اکتا گیا تھا، نے کہا۔

" پولیس۔ ارے باپ رے۔ کک، کہاں ہے پولیس "۔ عمران بھلا آسانی سے کہاں باز آنے والا تھا۔ اس نے بوکھلا کر ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔

" تم یہاں آ تو گئے ہو عمران مگر یہاں سے زندہ بچ کر جانا تمہارے لئے ناممکن ہوگا "۔ میجر بارش نے درشت لہجے میں کہا۔

" اچھا، یہ واقعی میرے لئے نئی اطلاع ہے "۔ عمران نے بدستور اسی لہجے میں کہا۔

" اس وسیع و عریض عمارت میں ہر طرف مسلح افراد پھیلے ہوئے ہیں۔ تم ان سے بچ کر کہیں نہیں جا سکو گے "۔ کرنل سوریا نے پھنکارتے ہوئے کہا۔

"اوہ واقعی، اسی لئے میں اور میرا ساتھی تمہارے سامنے موجود ہیں"۔ عمران نے انتہائی طنزیہ لہجے میں کہا تو کرنل سوریا اور میجر بارش ہونٹ بھینچنے لگے۔

"اچھا، اب بتاؤ میرے ساتھی کہاں ہیں"۔ عمران نے یکلخت سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

"ساتھی، کون سے ساتھی"۔ کرنل سوریا نے چونک کر کہا۔ اس کے لہجے میں کھوکھلا پن تھا۔

"کرنل سوریا۔ میرے سامنے اڑنے کی کوشش مت کرو اور بتاؤ میرے ساتھی کہاں ہیں"۔ عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

"میں نہیں جانتا"۔ کرنل سوریا نے ہونٹ کاٹتے ہوئے جواب دیا۔

"اور میجر بارش تم کیا کہتے ہو"۔ عمران نے میجر بارش سے مخاطب ہو کر پوچھا۔ اس کا لہجہ بدستور سرد تھا۔

"میں بھی نہیں جانتا"۔ میجر بارش نے فوراً کہا۔

"اچھا یہ بتاؤ، تمہارے دوسرے ساتھی میرا مطلب ہے سیکرٹ سروس کے سیکشنز اور ایجنسیوں کے انچارج کہاں ہیں"۔ عمران نے کسی خیال کے تحت پوچھا۔

"ہمارے علاوہ یہاں کوئی نہیں ہے"۔ میجر بارش نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"اور یہاں مسلح افراد کی تعداد کتنی ہے"۔ عمران نے پوچھا۔

"بے شمار ہے۔ کیوں، تم کیوں پوچھ رہے ہو"۔ کرنل سوریا نے کہا تو عمران اس کے لہجے سے ہی سمجھ گیا کہ وہاں مسلح افراد کی تعداد زیادہ نہیں ہے۔

"میرے پیٹ میں درد ہو رہا ہے۔ اس لئے پوچھ رہا ہوں۔ اب آخری بار پوچھ رہا ہوں۔ بتاؤ میرے ساتھی کہاں ہیں"۔ عمران نے تیز لہجے میں کہا۔

"ہم نے انہیں ہلاک کر دیا ہے اور ان کی لاشیں گٹر میں بہا دی ہیں"۔ کرنل سوریا نے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا تو اس کی بات سن کر صفدر بری طرح سے اچھل پڑا۔ لیکن عمران کے چہرے پر کوئی ردعمل ظاہر نہیں ہوا تھا۔

"ٹھیک ہے یہ بتا کر تم نے میرا کام ہی ختم کر دیا ہے۔ اب تم بھی چھٹی کرو۔ ہم تمہاری لاشیں بھی گٹر میں بہا دیں گے"۔ عمران نے ریوالور کا رخ کرنل سوریا کی جانب کرتے ہوئے انتہائی زہریلے لہجے میں کہا۔

"رک جاؤ۔ کیا کر رہے ہو تم"۔ کرنل سوریا نے بوکھلا کر کہا۔

"وہی جو کہا ہے"۔ عمران نے بڑے سرد لہجے میں کہا اور پھر اس کے ریوالور سے شعلہ نکلا اور کرنل سوریا کا سر یکلخت پکے ہوئے ناریل کی طرح پھٹ کر بکھرتا چلا گیا۔ وہ ایک دھماکے سے زمین پر گر گیا۔

"یہ، یہ تم نے کیا کیا ہے"۔ کرنل سوریا کو اس طرح ہلاک ہوتے دیکھ کر میجر بارش نے انتہائی بوکھلائے ہوئے انداز میں پیچھے

ہنستے ہوئے کہا۔

"اب تمہاری باری ہے"۔ عمران نے ریوالور کا رخ اس کی جانب کرتے ہوئے سپاٹ لہجے میں کہا تو میجر ہارش پوری جان سے لرز اٹھا۔

"رر، رک۔ رک جاؤ۔ تمہارے ساتھی زندہ ہیں"۔ اس نے اچانک ہذیانی انداز میں چیختے ہوئے کہا۔ کرنل سوریا کو اس قدر بھیمانہ طریقے سے مرتے دیکھ کر اس کے اوسان خطا ہو گئے تھے۔

"کہاں ہیں وہ"۔ عمران نے غرا کر پوچھا۔

"نیچے تہہ خانے میں"۔ میجر ہارش نے بدستور لرزتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"تہہ خانے میں جانے کا راستہ کس طرف ہے"۔ عمران نے بدستور غراہٹ بھرے لہجے میں پوچھا تو میجر ہارش نے اسے تہہ خانے کا راستہ بتا دیا۔

"یہاں تمہارے کتنے آدمی موجود ہیں"۔ عمران نے پوچھا۔

"بیس کے قریب ہیں جو ساری عمارت میں پھیلے ہوئے ہیں"۔

"اور تمہارے دوسرے کرنلز۔ وہ کہاں ہیں"۔ عمران نے سر ہلا کر پوچھا۔

"وہ ابھی نہیں آئے۔ کرنل وشال نے ان سب کو یہاں پہنچنے کی ہدایات دیں تھیں مگر ان میں سے ابھی تک کوئی نہیں آیا"۔ میجر ہارش نے جلدی سے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ ہمارے ساتھ تہہ خانے میں چلو۔ تم ہمیں دوستوں

کے سے انداز میں لے جاؤ گے۔ اگر تم نے کوئی چالاکی کی یا ہوشیاری دکھانے کی کوشش کی تو تمہارا انجام بھی کرنل وشال اور کرنل سوریا جیسا ہو گا"۔ عمران نے پھنکارتے ہوئے کہا۔

"کک، کیا تم نے کرنل وشال کو بھی ہلاک کر دیا ہے"۔ میجر ہارش نے خوف سے کانپتے ہوئے کہا۔

"ہاں"۔ عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

"اوہ، مجھے مت مارنا پلیز۔ میں مرنا نہیں چاہتا تم جیسا کہو گے میں ویسا ہی کروں گا"۔ میجر ہارش موت کو سامنے دیکھ کر بری طرح گڑگڑانے پر اتر آیا تھا۔

"میرے ساتھ تعاون کرتے رہو گے۔ تو میں تمہیں زندہ چھوڑ دوں گا"۔ عمران نے اسی طرح سپاٹ لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں تمہارے ساتھ مکمل طور پر تعاون کرنے کے لئے تیار ہوں"۔ میجر ہارش نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

"تو چلو"۔ عمران نے کہا تو میجر ہارش سر ہلا کر چل پڑا۔ اس نے کمرے کا دروازہ کھولا اور عمران اور صفدر کے ساتھ باہر آ گیا۔ راہداری بدستور خالی تھی۔ میجر ہارش عمران اور صفدر کو مختلف راستوں سے لئے ہوئے تہہ خانے میں آ گیا۔ اس کی وجہ سے وہاں موجود مسلح آدمیوں نے کوئی رد عمل ظاہر نہیں کیا تھا۔ کیونکہ عمران اور صفدر میجر ہارش کے ساتھ دوستانہ انداز میں چل رہے تھے یا پھر شاید وہ ریڈ ہاک اور راڈک کو پہلے سے جانتے تھے۔

میجر ہارش عمران اور صفدر کے ساتھ تہہ خانے میں آ گیا۔ جہاں ان کے چاروں ساتھی راڈز والی کرسیوں پر جکڑے ہوئے اور بے ہوش نظر آ رہے تھے۔ وہاں چار محافظ موجود تھے۔ جیسے ہی میجر ہارش، عمران اور صفدر اندر داخل ہوئے اسی لمحے دو مسلح آدمیوں میں سے ایک نے تہہ خانے کا دروازہ بند کر دیا۔ عمران نے صفدر کو آنکھوں سے اشارہ کیا اور پھر اس نے اچانک پلٹ کر دروازہ بند کرنے والے مسلح شخص اور اس کے ساتھ کھڑے دوسرے آدمی پر ریوالور نکال کر فائرنگ کر دی۔ وہ دونوں چیختے ہوئے اچھل کر فرش پر گرے اور بری طرح تڑپنے لگے۔ گولیاں ان دونوں کے سینوں میں گھستی چلی گئی تھیں۔ اپنے ساتھیوں کی چیخیں سن کر اور انہیں فرش پر گرتے دیکھ کر دوسرے دو مسلح افراد نے جلدی سے گنیں سیدھی کر لیں مگر اس سے پہلے کہ وہ فائرنگ کرتے صفدر نے اچانک مشین پسٹل نکال کر ان پر فائرنگ کر دی اور کمرہ مشین پسٹل کی تڑتڑاہٹ کی تیز آواز کے ساتھ ساتھ ان آدمیوں کی چیخوں سے بری طرح سے گونج اٹھا۔ وہ بھی زمین پر گر کر بری طرح سے تڑپنے لگے تھے۔

عمران کی توجہ جیسے ہی ان آدمیوں کی طرف مبذول ہوئی میجر ہارش کو جیسے موقع مل گیا۔ اس نے اچانک عمران پر چھلانگ لگا دی۔ عمران کو شاید میجر ہارش سے اس اقدام کی توقع نہیں تھی اس لئے وہ اس اچانک حملے کا دفاع نہ کر سکا۔ میجر ہارش نے پورے زور سے دھکا دے کر اسے پیچھے اچھال دیا تھا۔ عمران پیچھے دیوار سے ٹکرایا اور اس

کے ہاتھ سے گن نکل گئی۔ اس سے پہلے کہ وہ اٹھتا میجر ہارش صفدر پر جھپٹ پڑا اور اس نے دونوں بازوؤں کی قوت لگا کر اسے عمران کی جانب اچھال دیا اور اٹھتا ہوا عمران صفدر کے ٹکرانے سے ایک بار پھر گر پڑا۔

اس سے پہلے کہ عمران اور صفدر اٹھتے میجر ہارش نے چھلانگ لگائی اور بجلی کی سی تیزی سے دروازہ کھول کر باہر نکلتا چلا گیا۔ عمران اور صفدر تیزی سے اٹھ کر دروازے کی جانب جھپٹے مگر اتنی دیر میں میجر ہارش باہر سے دروازہ بند کر کے اسے لاک کر چکا تھا۔

"نکل گیا کمبخت"۔ عمران نے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔ میجر ہارش نے واقعی بے پناہ پھرتی کا مظاہرہ کیا تھا۔

"بچ کر کہاں جائے گا۔ اب تک باہر ریڈ ہاک کے آدمیوں نے حملہ کر دیا ہوگا۔ خود ہی ان کے ہاتھوں مارا جائے گا"۔ صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے سرر کی تیز آواز کے ساتھ دروازے کے سامنے ایک فولادی چادر گرتی چلی گئی اور دروازہ اس کے پیچھے مکمل طور پر چھپ گیا۔

"لو، اس نے ہمیں یہاں قید کرنے کا پورا بندوبست کر لیا ہے"۔ عمران نے منہ بنا کر کہا۔ پھر وہ تیزی سے اپنے ساتھیوں کی جانب بڑھا جو کرسیوں پر جکڑے ابھی تک بے ہوش تھے۔ عمران نے ان کی نبضیں چیک کیں۔ پھر ان کی آنکھوں کے پپوٹے اٹھا کر ان کی آنکھیں دیکھیں اور پھر وہ پر خیال انداز میں سر ہلانے لگا اور پھر وہ سامنے موجود

الماریوں کی جانب بڑھتا چلا گیا۔ لیکن اس سے پہلے کہ وہ الماری کے پٹ کھولتا کمرے میں یکبارگی تیز روشنی چمکی جیسے کیمرے کا فلیش چمکتا ہے اس کے ساتھ ہی عمران کو یوں محسوس ہوا جیسے یکلخت اس کے جسم سے جان نکل گئی ہو۔ اسے اپنا جسم مفلوج ہوتا ہوا محسوس ہوا پھر وہ دھڑام سے گرا اور اس کے ذہن پر اندھیرے کی دبیز چادر سی تنتی چلی گئی۔ یہی حال صفدر کا بھی ہوا تھا۔ وہ بھی یکلخت الٹ کر گر پڑا تھا اور پھر ساکت ہو گیا تھا۔

ہیلی کاپٹر نہایت تیزی سے اڑا جا رہا تھا۔ اس میں پنڈت نارائن بیٹھا تھا۔ اس کا ذہن بری طرح سے الجھا ہوا تھا۔ مادام شیکھا نے جن دو پاکیشیائی ایجنٹوں کو گرفتار کیا تھا وہ اس طرح اچانک اس کے ہاتھ سے نکل گئے تھے۔ اس پر اسے شدید افسوس اور دکھ ہو رہا تھا۔ ایک تو پہلے ہی عمران اور اس کے ساتھیوں کا کچھ پتہ نہیں چل رہا تھا۔ حسن اتفاق دو مجرم ہاتھ آئے ہی تھے کہ وہ بھی چکنی مچھلی کی طرح اس کے ہاتھوں سے نکل گئے تھے۔

پنڈت نارائن نے سٹار ایجنسی کو ان مجرموں کی تلاش پر لگا تو دیا تھا مگر اس کے باوجود وہ خاصا پریشان تھا۔ مادام شیکھا کی کال آنے سے قبل وزیراعظم نے اسے فوری طور پر اپنے پاس بلایا تھا مگر مجرموں کی گرفتاری کا سن کر پنڈت نارائن وزیراعظم کی کال چھوڑ کر اندھا دھند مادام شیکھا کی طرف روانہ ہو گیا تھا۔ نجانے وزیراعظم نے اسے کس

لئے بلایا تھا۔ اب اس قدر دیر ہو چکی تھی کہ وزیراعظم کا غصہ اب تک یقیناً ساتویں آسمان کو چھو رہا ہو گا۔ اب وہ نجانے اس کے ساتھ کیا سلوک کریں۔ یہ سوچ سوچ کر ہی پنڈت نارائن کے پسینے چھوٹ رہے تھے۔ اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ وہ اپنے ہیڈ کوارٹر جائے یا پھر سیدھا وزیراعظم کے پاس۔ وزیراعظم کے پاس جاتے ہوئے اس کا دل گھبرا رہا تھا کیونکہ اس کے پاس سوائے ناکامیوں کے اور کوئی رپورٹ نہ تھی۔ سوچ سوچ کر اس نے اپنے ہیڈ کوارٹر جانے کا فیصلہ کر لیا اور پھر کچھ گھنٹوں بعد وہ اپنے عارضی ہیڈ کوارٹر کے آفس میں سر پکڑے بیٹھا تھا۔

ابھی اسے وہاں بیٹھے کچھ ہی دیر ہوئی ہو گی کہ اس کے سامنے میز پر پڑے ہوئے مختلف رنگوں کے ٹیلی فونز سے ایک فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ ٹیلی فون کی گھنٹی سن کر ایک لمحے کے لئے پنڈت نارائن کا رنگ زرد ہو گیا وہ سمجھا تھا کہ شاید دوبارہ وزیراعظم کا فون آ گیا ہے۔ مگر پھر زرد فون کی گھنٹی دوبارہ بجی تو اس کے چہرے کا تناؤ قدرے کم ہو گیا۔ اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"۔ پنڈت نارائن نے خود کو سنبھالتے ہوئے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

"کمانڈر رنجیت سنگھ بول رہا ہوں چیف"۔ دوسری طرف سے ہارڈ گروپ کے انچارج کمانڈر رنجیت سنگھ کی آواز سنائی دی۔

"یس کمانڈر رنجیت سنگھ۔ کوئی رپورٹ"۔ پنڈت نارائن نے

ڈھیلے ڈھالے اور قدرے مایوس لہجے میں کہا۔

"یس چیف۔ پاکیشیائی ایجنٹوں کو گرفتار کر لیا گیا ہے"۔ دوسری طرف سے کمانڈر رنجیت سنگھ کی پرجوش آواز سنائی دی اور اس کی بات سن کر پنڈت نارائن بری طرح سے اچھل پڑا۔

"کیا، کیا کہا تم نے"۔ پنڈت نارائن نے چیختے ہوئے اسی انداز میں کہا جیسے اس نے غور سے کمانڈر رنجیت سنگھ کی بات سنی نہ ہو۔

"پاکیشیائی ایجنٹ کا سارا گروپ ہمارے قبضے میں ہے چیف۔ ان میں علی عمران بھی ہے"۔ کمانڈر رنجیت سنگھ نے کہا تو حیرت اور خوشی کے مارے پنڈت نارائن کا چہرہ ٹماٹر کی طرح سرخ ہوتا چلا گیا اور اس کی آنکھوں میں بے پناہ چمک ابھر آئی۔

"اوہ، کیسے۔ کہاں سے ان لوگوں کو گرفتار کیا ہے تم نے اور تم اس وقت کہاں سے بول رہے ہو"۔ پنڈت نارائن نے خوشی سے چیختے ہوئے کہا۔

"میں پوائنٹ سکس زیرو سے بول رہا ہوں چیف۔ یہاں صرف میں نہیں میرے ساتھ سیکرٹ سروس کے تمام سیکشنوں اور ایجنسیوں کے انچارج موجود ہیں۔ سوائے کرنل وشال اور کرنل سوریا کے"۔ کمانڈر رنجیت سنگھ نے کہا۔

"کیوں کرنل وشال اور کرنل سوریا کہاں ہیں"۔ پنڈت نارائن نے چونک کر پوچھا۔

"وہ دونوں ہلاک کر دیئے گئے ہیں چیف"۔ کمانڈر رنجیت سنگھ

نے افسوس بھرے لہجے میں کہا تو پنڈت نارائن ایک بار پھر اچھل پڑا۔

"ہلاک کر دیئے گئے ہیں۔ کیا مطلب، کس نے ہلاک کیا ہے انہیں۔ کیسے ہلاک ہو گئے ہیں وہ"۔ پنڈت نارائن نے تیز لہجے میں کہا۔

"انہیں علی عمران نے ہلاک کیا ہے چیف اور اس نے آپ کے خاص ساتھی ریڈہاک کو بھی ہلاک کر دیا ہے"۔ کمانڈر رنجیت سنگھ نے ایک اور انکشاف کیا اور پنڈت نارائن کا ذہن جیسے بھک سے اڑ گیا۔

"ریڈہاک بھی ہلاک ہو گیا ہے۔ اوہ، اوہ......" اس کے منہ سے بے اختیار نکلا۔

"یس چیف"۔ کمانڈر رنجیت سنگھ نے جواب دیا۔

"اوہ، ویری بیڈ۔ ویری بیڈی۔ لیکن یہ سب ہوا کیسے"۔ پنڈت نارائن نے انتہائی پریشانی کے عالم میں پوچھا۔

"اصل میں چیف دو مجرموں کو کرنل وشال نے گرفتار کیا تھا اور دو مجرم میجر ہارش منتاری کے قریبی شہر شوکان سے گرفتار کر کے لایا تھا"۔ کمانڈر رنجیت سنگھ نے کہا اور پھر وہ پنڈت نارائن کو ان چاروں کی گرفتاری کے متعلق بتانا شروع ہو گیا۔ ساری بات بتا کر وہ کہنے لگا۔

"جب کرنل وشال کو ان چار مجرموں کی گرفتاری کی اطلاع ملی تو

اس نے ان کو پوائنٹ سکس زیرو پر پہنچانے کی ہدایات دے دیں اور پھر اس نے ہارڈ گروپ یعنی ہمیں فوری طور پر پوائنٹ سکس پر پہنچنے کے لئے کہا۔ اس کے بعد کرنل وشال نے آپ کے آفس میں کال کی تھی۔ آپ سے بات کرنے کے بعد کرنل وشال سیدھا پوائنٹ سکس پر پہنچ گیا۔ اس کے بعد......" کمانڈر رنجیت سنگھ کہتا چلا گیا۔

"ایک منٹ۔ ایک منٹ۔ کرنل وشال نے مجھے فون کیا تھا۔ یہ کب کی بات ہے"۔ پنڈت نارائن نے اس کی بات کاٹ کر جلدی سے پوچھا۔

"یہی تو بتا رہا ہوں۔ آپ اصل میں اپنے آفس میں نہیں تھے۔ وہاں ریڈہاک موجود تھا جو دراصل عمران تھا۔ اس نے ریڈہاک کو ہلاک کر کے اس کا میک اپ کر رکھا تھا۔ وہ ریڈہاک بن کر آپ کے آفس میں گیا تھا اور جس وقت کرنل وشال نے آپ کے آفس میں فون کیا تھا آپ وہاں موجود نہیں تھے۔ اس کی کال ریڈہاک یعنی عمران نے رسیو کی تھی۔ آپ اچھی طرح سے جانتے ہیں کہ عمران دوسروں کی آواز نقل کرنے میں کس قدر ماہر ہے۔ بہرحال اس نے آپ کی آواز میں کرنل وشال سے پوائنٹ سکس زیرو کا پتہ پوچھ لیا اور پھر وہ ریڈہاک کے ساتھیوں سمیت وہاں ریڈ کرنے پہنچ گیا۔

کرنل وشال آپ کا باہر گیٹ پر انتظار کر رہا تھا کہ ریڈہاک یعنی عمران نے اسے وہیں گولی مار دی اور اس کی لاش اپنی کار میں ڈال کر پوائنٹ سکس زیرو کی عمارت کی پشت پر چلا گیا۔ وہ اپنے ایک ساتھی

کے ساتھ عمارت کی پشت پر موجود پائپ کے راستے چھت پر آیا اور پھر زینوں کے راستے عمارت میں آگیا اور ایک کمرے میں اس نے کرنل سوریا اور میجر بارش کو کور کر لیا۔ کرنل سوریا اور میجر بارش ریڈہاک کو اس طرح اپنے سامنے پا کر بری طرح سے چونک پڑے تھے مگر ریڈہاک نے ان کے سامنے اصل بات کھول دی کہ وہ عمران ہے۔ وہ وہاں اپنے ساتھی آزاد کرانے کے لئے آیا تھا۔ اس نے وہیں کرنل سوریا کو بھی ہلاک کر دیا اور میجر بارش کو یرغمال بنا کر اس تہہ خانے میں لے گیا جہاں اس کے ساتھی موجود تھے۔ ادھر ریڈہاک کے ساتھیوں نے اچانک پوائنٹ سکس زیرو پر حملہ کر دیا اور وہاں موجود تمام محافظوں کو ہلاک کر دیا۔ وہ چونکہ تہہ خانے کے راستے سے واقف نہیں تھے اس لئے وہ ہر طرف عمارت کی تلاشی لے کر واپس چلے گئے۔ عمارت میں انہیں ریڈہاک بھی کہیں نظر نہیں آیا تھا۔ جس سے وہ یہی سمجھے ہوں گے کہ وہاں کوئی موجود نہیں ہے۔ وہ سب جب عمارت سے نکلنے لگے تو میں اور میرے ساتھ سیکرٹ سروس کے دوسرے گروپوں کے چیف بھی وہاں پہنچ گئے۔ انہوں نے ہمیں دیکھ کر اچانک ہم پر فائرنگ کرنا شروع کر دی۔ مگر ہماری جوابی کارروائی سے وہ سب مارے گئے۔ میں اور کرنل سنگرام جب اس عمارت میں داخل ہوئے تو وہاں ہر طرف خون ہی خون بکھرا ہوا تھا اور عمارت کے تمام مسلح افراد ہلاک ہو چکے تھے۔ میں اور کرنل سنگرام عمارت میں داخل ہو گئے تو ہمیں کنٹرول روم میں میجر بارش نظر آیا جو ہمیں دیکھ

کر تیزی سے باہر آگیا تھا۔ ہمارے پوچھنے پر اس نے ہمیں ساری تفصیل بتا دی۔ اس نے کہا کہ جب عمران اور اس کے ساتھی میجر بارش کے ساتھ تہہ خانے میں پہنچے تو انہوں نے وہاں موجود محافظوں کو اسی وقت ہلاک کر دیا جس کی وجہ سے اس نے عمران اور اس کے ساتھی پر حملہ کر دیا اور انہیں گرا کر تیزی سے تہہ خانے سے باہر نکل گیا اور باہر آتے ہی اس نے تہہ خانے کا دروازہ لاک کر دیا۔ پھر وہ تیزی سے کنٹرول روم میں گیا اور اس نے سب سے پہلے تہہ خانے کے دروازے پر فولادی دیوار چڑھا دی تاکہ عمران وہاں سے کسی بھی طرح اپنے ساتھیوں کو نکال کر نہ لے جا سکے اور پھر اس نے تہہ خانے میں سائیکم ریز فائر کر کے ان دونوں کو مکمل طور پر مفلوج اور بے ہوش کر دیا۔ اس نے ہمیں وژن سکرین پر تہہ خانے کا منظر دکھایا تو ہمیں واقعی چار افراد راڈز والی کرسیوں پر جکڑے اور دو افراد جن میں ایک ریڈہاک تھا کو فرش پر گرے پایا۔ پھر ہم نے فوری طور پر تہہ خانے کا دروازہ کھلوایا اور ہم تہہ خانے میں چلے گئے اور پھر ہم نے ریڈہاک کے میک اپ میں علی عمران اور اس کے ساتھی کو بھی راڈز والی کرسیوں پر جکڑ دیا۔ تمام تفصیلات جاننے کے بعد میں آپ کو کال کر رہا ہوں"۔ یہ سب کہہ کر کمانڈر رنجیت سنگھ خاموش ہو گیا۔

"اوہ، یہاں اتنا سب کچھ ہو گیا اور مجھے اس کی کوئی خبر ہی نہیں۔ واقعی یہ لوگ شیطانی ذہن کے مالک اور جلاد صفت ہیں۔ کافرستان میں انہوں نے جو تباہی مچائی ہے اور پھر انہوں نے ریڈہاک، کرنل

وشال اور کرنل سوریا کو بھی ہلاک کر دیا ہے"۔ پنڈت نارائن نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"یس باس۔ یہ تو ہے"۔ کمانڈر رنجیت سنگھ نے بھی ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"اور سنو، ہر قیمت پر ان کی حفاظت کرنا تمہاری ذمہ داری ہے۔ میں اس بار انہیں کھونا نہیں چاہتا"۔ پنڈت نارائن نے سرد لہجے میں کہا۔

"آپ بے فکر رہیں جناب۔ وہ ہمارے ہاتھوں سے کسی صورت میں نہیں نکل سکیں گے"۔ کمانڈر رنجیت سنگھ نے جواب دیا۔

"مجھے پوائنٹ سکس زیرو کا پتہ بتاؤ۔ میں خود انہیں دیکھنا چاہتا ہوں"۔ پنڈت نارائن نے کہا تو کمانڈر رنجیت سنگھ نے اسے پتہ بتا دیا۔

"ٹھیک ہے۔ میں پرائم منسٹر سے بات کر کے وہاں پہنچ رہا ہوں"۔ پنڈت نارائن نے کہا اور کریڈل دبا کر رابطہ ختم کر دیا۔ پھر اس نے رسیور رکھا اور سرخ رنگ کا فون اٹھا کر اپنے قریب کر لیا۔ اس نے رسیور اٹھا کر کان سے لگایا اور پھر وہ نمبر پریس کرنے لگا۔

"یس، سپیشل سیکرٹری ٹو پرائم منسٹر"۔ دوسری طرف رابطہ ملتے ہی آواز سنائی دی۔

"پنڈت نارائن سپیکنگ۔ میری پرائم منسٹر صاحب سے بات کراؤ"۔ پنڈت نارائن نے تیز اور انتہائی باوقار لہجے میں کہا۔

"یس سر۔ ہولڈ کیجئے سر"۔ دوسری طرف سے سپیشل سیکرٹری کا لہجہ یکدم مؤدبانہ ہو گیا تھا۔ پھر چند لمحوں کے بعد کلک کی آواز سنائی دی جس سے پنڈت نارائن کو پتہ چل گیا کہ اس کا پرائم منسٹر سے رابطہ قائم ہو گیا ہے۔

"پنڈت نارائن کہاں ہو تم۔ میں نے تمہیں فوری طور پر اپنے پاس بلایا تھا اور اب تم میرے پاس آنے کی بجائے فون کر رہے ہو"۔ دوسری طرف سے اچانک پرائم منسٹر کی دھاڑتی ہوئی آواز سنائی دی۔

"جناب جس وقت آپ نے مجھے فون کیا تھا اسی وقت مجھے پاکیشیائی ایجنٹوں کے بارے میں خبر ملی تھی کہ وہ کافرستان کے بین الاقوامی شہرت یافتہ سائنسدان ڈاکٹر پرکاش کو ہلاک کرنے ان کی رہائش گاہ پر حملہ کرنے والے ہیں۔ اس وقت معاملہ ڈاکٹر پرکاش کی جان بچانے اور پاکیشیائی ایجنٹوں کو گرفتار کرنے کا تھا اس لئے میں اپنی فورس لے کر فوری طور پر اس طرف روانہ ہو گیا تھا"۔ پنڈت نارائن نے بات بناتے ہوئے کہا۔

"اوہ پھر"۔ اس کی بات سن کر پرائم منسٹر نے بری طرح سے چونکتے ہوئے کہا۔

"اس سے پہلے کہ وہ حملہ کرنے وہاں پہنچتے میں نے اور میرے آدمیوں نے وہاں پکٹنگ کر لی اور پھر وہ جیسے ہی پہنچے ہم لوگوں نے ان کا محاصرہ کر لیا اور پھر ان کے ساتھ ہماری زبردست جنگ چھڑ گئی اور پھر زبردست جھڑپ کے بعد آخرکار ہم نے ان سب کو گرفتار کر

لیا"۔ پنڈت نارائن نے انتہائی جوش اور مسرت بھرے لہجے میں کہا۔ وہ پرائم منسٹر کے سامنے اپنی ساکھ بنانے کے لئے جان بوجھ کر کہانی گھڑ رہا تھا۔

"اوہ، ویری گڈ۔ اس کا مطلب ہے تم نے پاکیشیائی ایجنٹ گرفتار کر لئے ہیں"۔ پرائم منسٹر کے لہجے میں اب نرمی آ گئی تھی۔

"جی جناب۔ پنڈت نارائن کے ہاتھوں کوئی مجرم بچ کر کہاں جا سکتا ہے"۔ پنڈت نارائن نے فاخرانہ لہجے میں کہا۔

"ویری گڈ پنڈت نارائن۔ مجھے یہ سن کر بے حد خوشی ہوئی کہ آخر کار تم نے پاکیشیا کے خطرناک ایجنٹوں کو گرفتار کر لیا ہے۔ میں جناب صدر سے تمہاری کارکردگی کی تعریف کروں گا"۔ پرائم منسٹر نے کہا۔

"تھینک یو سر۔ تھینک یو ویری مچ"۔ پنڈت نارائن نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ان مجرموں کو تم نے کہاں رکھا ہے"۔ پرائم منسٹر نے کسی خیال کے تحت پوچھا۔

"وہ میرے ایک خاص اور سب سے محفوظ اڈے پر ہیں جناب"۔ پنڈت نارائن نے فوراً کہا۔

"ان لوگوں کا فوری طور پر خاتمہ کر دو اور ان کی لاشوں کو برقی بھٹی میں ڈال کر خاکستر کر دو"۔ پرائم منسٹر نے انتہائی سفاکانہ لہجے میں کہا۔

"بہتر جناب"۔ پنڈت نارائن نے مودبانہ لہجے میں کہا۔ پرائم منسٹر کا حکم سن کر اس کی آنکھوں میں بھی سفاکانہ چمک ابھر آئی تھی۔

"اور سنو۔ اس تمام کارروائی کی باقاعدہ فلم بنا لینا۔ تاکہ میں ان خطرناک مجرموں کی ہلاکت کا صدر مملکت کو باقاعدہ ثبوت دے سکوں"۔ پرائم منسٹر نے کہا۔

"جو حکم جناب"۔ پنڈت نارائن نے کہا اور اس کے ساتھ ہی دوسری طرف سے رابطہ منقطع ہو گیا تو پنڈت نارائن نے اطمینان کا ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا اور اس نے بے اختیار اپنے اعصاب ڈھیلے چھوڑ کر کرسی کی پشت سے ٹیک لگا لی۔ اس کے چہرے پر گہرا سکون تھا۔ اس نے عمران اور اس کے ساتھیوں کو عبرتناک سزا دینے اور انتہائی بھیانک موت مارنے کا فیصلہ کر لیا تھا۔ وہ چند لمحے اسی طرح بیٹھا رہا پھر عمران اور اس کے ساتھیوں کو سزا دینے اور ہلاک کرنے کے لئے پوائنٹ سکس زیرو پر جانے کے لئے کرسی سے ایک جھٹکے کے ساتھ اٹھ کھڑا ہوا۔ مگر پھر کچھ سوچ کر وہ دوبارہ کرسی پر بیٹھ گیا اور میز کی دراز سے ٹرانسمیٹر نکال کر سٹار ایجنسی کے انچارج کرنل شیکھر سے بات کر کے انہیں ہدایات دینے لگا۔

عمران کو ہوش آیا تو اس نے خود کو بھی اپنے ساتھیوں کے ساتھ راڈز والی کرسی پر جکڑے پایا۔ وہ چند لمحے لاشعوری کے عالم میں آنکھیں جھپکاتا رہا پھر آہستہ آہستہ اس کے ذہن کے پردے پر گذشتہ واقعات کے منظر کسی فلم کی طرح چلنا شروع ہو گئے اور اسے یاد آ گیا کہ وہ کس طرح ریڈہاک کا میک اپ کر کے صفدر کے ساتھ اس عمارت میں داخل ہوا تھا اور اس نے ایک کمرے میں کرنل سوریا اور میجر ہارش کو کور کر کے اپنے ساتھیوں کے بارے میں پوچھا تھا اور پھر اس نے کرنل سوریا کو گولی مار دی تھی۔ کرنل سوریا کو اس قدر ہولناک طریقے سے مرتے دیکھ کر میجر ہارش کے ہاتھ پاؤں پھول گئے تھے اور وہ اپنی جان بچانے کے لئے اس کے ساتھ تعاون کرنے پر آمادہ ہو گیا تھا۔

میجر ہارش نے واقعی ان کے ساتھ تعاون کرنے والا انداز پوز کیا

تھا اور اسے اور صفدر کو اس تہہ خانے میں لے آیا تھا جہاں اس کے ساتھی راڈز والی کرسیوں پر جکڑے بے ہوش پڑے تھے۔ اس کمرے میں چار مسلح افراد کو دیکھ کر عمران اور صفدر نے ان کا خاتمہ کر دیا تھا جس کا فائدہ اٹھا کر میجر ہارش نے ان دونوں پر بیک وقت حملہ کر دیا تھا اور وہاں سے بھاگ نکلنے میں کامیاب ہو گیا تھا۔ پھر اس کے بعد اچانک دروازے پر فولادی کی موٹی چادر گر گئی تھی۔ عمران اپنے ساتھیوں کو ہوش دلانے کے لئے الماریوں سے بے ہوشی دور کرنے والے انجکشن تلاش کرنے جا رہا تھا کہ کمرے میں فلیش لائٹ چمکی تھی اور پھر عمران کو یوں محسوس ہوا تھا جیسے اس کا سارا جسم یکلخت مفلوج ہو گیا ہو اور پھر اس کے بعد اس کے ذہن پر اندھیرے کی دبیز چادر چڑھ گئی تھی اور اس کے بعد اسے اب ہوش آیا تھا اور وہ راڈز والی کرسی پر جکڑا ہوا تھا۔

عمران نے گردن موڑ کر دیکھا اس کے ساتھی بدستور بے ہوش تھے اور کمرے میں ان کے علاوہ اور کوئی موجود نہ تھا۔ عمران سر اٹھا کر کمرے کا جائزہ لینے لگا۔ اس نے کرسیوں کو غور سے دیکھا جیسے وہ ان کا میکنزم تلاش کر رہا ہو۔ پھر اس کی نظر سامنے دیوار پر چند بٹنوں پر پڑی تو اس نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔ وہ بٹن ان راڈز والی کرسیوں کے تھے جن کو پریس کرنے سے راڈز کھلتے اور بند ہوتے تھے۔ جس کرسی پر عمران اور اس کے ساتھی بندھے ہوئے تھے وہ چبوترے پر فرش میں دھنسی ہوئی تھیں۔ فرش سادہ تھا اور کرسیوں کے ارد گرد

سے کوئی تار بھی نہیں گزر رہی تھی جنہیں عمران پیر سے توڑ کر کرسیوں کے راڈز ہٹا لیتا۔ عمران غور سے ان بٹنوں کو دیکھ رہا تھا۔ ان بٹنوں پر باقاعدہ نمبر تھے۔ عمران نے کرسیوں کی تعداد اور بٹنوں کی تعداد اور قطاروں سے اندازہ لگایا کہ اس کی کرسی کے راڈز ہٹانے والا بٹن کون سا ہو سکتا ہے۔

عمران نے سوچا تھا کہ وہ ریڈہاک کا روپ دھار کر پنڈت نارائن کے سامنے جائے گا اور اس کو اس بات کا یقین دلائے گا کہ عمران اور اس کے ایک ساتھی کو اس نے ہلاک کر دیا ہے۔ باقی چار پاکیشیائی ایجنٹ سگران میں ہیں جہاں کافرستان کے سب سے مہنگے اور اہم ترین اور خفیہ پراجیکٹ ایرو ایئر کرافٹس پر کام کیا جا رہا تھا۔ عمران کے ساتھی اس فیکٹری کو تباہ کرنے کے لئے وہاں پہنچ چکے ہیں۔ یہ جان کر وہ کسی نہ کسی طرح پنڈت نارائن کو ایرو ایئر کرافٹس کی فیکٹری میں لے جائے گا اور وہاں کسی بھی مناسب جگہ پر بم نصب کر آئے گا جسے وہ کہیں سے بھی ڈی چارج کر کے اس فیکٹری کو تباہ کر سکتا تھا۔

مگر جب اسے اپنے ساتھیوں کا پتہ چلا کہ وہ دشمنوں کی قید میں ہیں اور خاص طور پر صدیقی اور نعمانی کو انہوں نے ایم ایم فورٹی سکس کے انجکشن لگا دیئے ہیں تو عمران پریشان ہو گیا۔ وہ ان انجکشنوں کا رزلٹ جانتا تھا۔ ایم ایم فورٹی سکس انجکشن دماغی شریانوں کو اس قدر کمزور کر دیتے تھے کہ وہ کسی بھی لمحے ان شریانوں کو ڈیج کر سکتے تھے۔ جن سے ان کی فوری موت واقع ہو سکتی تھی۔

اس لئے عمران نے پہلے اپنے ساتھیوں کو بچانے کا فیصلہ کیا تھا۔ اس کے ساتھ ساتھ وہ اس پاور آف ڈیتھ گروپ کا بھی خاتمہ کرنا چاہتا تھا۔ جنہوں نے صرف عمران اور اس کے ساتھیوں کو سامنے لانے کے لئے مذہبی رہنماؤں کو ہلاک اور قیدی بنایا تھا۔

کرنل وشال اور کرنل سوریا کو ہلاک کر کے وہ میجر ہارش کو بھی ہلاک کر دیتا مگر میجر ہارش اس کی توقع سے کہیں زیادہ چالاک نکلا تھا اور وہ موقع کا فائدہ اٹھا کر نہ صرف وہاں سے بھاگ نکلا تھا بلکہ اس نے انہیں بھی اس کے دوسرے ساتھیوں کی طرح بے بس کر کے قید کر لیا تھا۔ ورنہ عمران وہیں رک کر دوسرے سیکشن چیفس کا انتظار کرتا اور انہیں ہلاک کر کے اور اپنے ساتھیوں کو وہاں سے لے کر نکل جاتا۔ لیکن اب اس کی تمام محنت جیسے رائیگاں ہو گئی تھی۔

میجر ہارش نے اسے قید کر لیا تھا۔ اب ظاہر ہے دوسرے سیکشن چیفس پنڈت نارائن کو اس کے بارے میں بتا دیں گے اور عمران اپنے پروگرام کو کسی طرح عملی جامعہ نہ پہنا سکے گا۔ عمران ابھی اسی تانے بانے میں مصروف تھا کہ اسے سرر کی آواز سنائی دی تو عمران نے سر گھما کر دیکھا تو اسے دروازے کے آگے پڑی ہوئی فولادی دیوار اوپر اٹھتی ہوئی دکھائی دی۔ پھر چند لمحوں بعد دروازہ کھلا اور چار مسلح افراد اندر آ گئے۔ ان کے پیچھے دوسرے دو اور افراد اندر آ گئے تھے۔ پھر میجر ہارش اندر آیا اور اس کے بعد اندر آنے والے شخص کو دیکھ کر عمران ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔ وہ اس کا سب سے بڑا حریف پنڈت

نارائن تھا۔ کافرستانی سیکرٹ سروس کا چیف۔ جس کی آنکھیں مسرت اور فتح مندی سے جگنوؤں کی طرح سے جگمگا رہی تھیں۔

" تو تمہیں ہوش آگیا ہے"۔ پنڈت نارائن نے اسے ہوش میں دیکھ کر اس کے سامنے آتے ہوئے کہا۔

" دل تو نہیں چاہ رہا تھا لیکن کیا کرتا مجبوری تھی"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" مجبوری۔ کیسی مجبوری"۔ پنڈت نارائن نے حیران ہوتے ہوئے پوچھا۔

" اگر میں ہوش میں نہ آتا تو میں تم جیسے احمق اور جاہل انسان کی شکل کیسے دیکھ پاتا"۔ عمران نے کہا اور اس کی باتیں سن کر پنڈت نارائن کا چہرہ غصے سے سرخ ہو گیا۔

" شٹ اپ۔ میں جانتا ہوں تم عمران ہو۔ مجھ سے فضول بات کی تو میں تمہیں ابھی گولی مار دوں گا"۔ پنڈت نارائن نے غصے سے چیختے ہوئے کہا۔

" ارے باپ رے۔ اتنا غصہ۔ اتنا غصہ مت کرو پنڈت نارائن۔ غصے میں تم اور زیادہ بدشکل اور بدصورت نظر آنے لگتے ہو"۔ عمران نے کہا تو پنڈت نارائن اپنے متعلق ایسے ریمارکس سن کر اور زیادہ غضبناک ہو گیا۔

" جناب۔ یہ شاید کسی کے آنے کا انتظار کر رہا ہے جو اسے رہائی دلا سکے۔ اسی لئے یہ جان بوجھ کر ادھر ادھر کی باتیں کر کے ہمارا اور آپ کا

وقت ضائع کر رہا ہے"۔ کمانڈر رنجیت سنگھ نے کہا۔

" رہائی، ہونہہ۔ یہ سب کے سب ہماری قید میں ہیں۔ یہاں اس کی امداد کرنے کون آسکتا ہے۔ ان لوگوں نے یہاں جو تباہی پھیلائی ہے۔ اس کا بہرحال انہیں حساب دینا ہوگا۔ بھیانک موت ان کا مقدر بن چکی ہے"۔ پنڈت نارائن نے غراتے ہوئے کہا۔

" نن، نہیں۔ نہیں۔ ایسا مت کہو ورنہ میں خوف سے مر جاؤں گا"۔ عمران نے اداکاری کرتے ہوئے خوفزدہ لہجے میں کہا۔

" موت تو بہرحال تمہارا مقدر بن چکی ہے عمران۔ مرنے سے پہلے صرف یہ بتا دو کہ تم یہاں آئے کس مقصد کے لئے تھے۔ تم نے کافرستان میں جو اس قدر تباہی پھیلائی ہے اس کا اصل مقصد کیا تھا۔ تمہارے بارے میں مشہور ہے کہ تم اس انداز میں تباہی نہیں پھیلاتے"۔ پنڈت نارائن نے عمران کے احمق پن کو نظرانداز کرتے ہوئے کہا۔

" اگر تمہارا اشارہ منتاری کمرشل زون کی تباہی کی طرف ہے تو اس کا جواب میرے بجائے اس سے پوچھو۔ کیونکہ اس قدر خوفناک تباہی پھیلانے کے میں خود بھی خلاف ہو"۔ عمران نے سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

" خلاف اور تم۔ ہونہہ"۔ پنڈت نارائن حلق کے بل غرایا۔

" یہ سچ ہے پنڈت نارائن۔ اس تباہی کے پیچھے میرا ہاتھ نہیں تھا"۔ عمران نے اسی طرح سنجیدگی سے کہا۔

"مگر یہ ساتھی تو تمہارے ہی ہیں ناں" ۔ پنڈت نارائن نے منہ بنا کر کہا۔

"ہاں، یہ درست ہے مگر......" عمران کہتے کہتے خاموش ہو گیا۔

"بس، مجھے تمہاری کوئی بات نہیں سننی۔ میجر بارش کوڑا لاؤ۔ میں پہلے کوڑے مار کر ان کی چمڑی ادھیڑوں گا۔ پھر ان کے زخموں پر تیزاب ڈال کر انہیں شدید اذیتوں سے دوچار کروں گا۔ پھر میں ان کے جسموں کو گرم گرم سلاخوں سے داغوں گا اور پھر میں ان کا ایک ایک رواں کھینچ لوں گا۔ میں انہیں تڑپا تڑپا کر اور اذیتیں دے دے کر ہلاک کروں گا تاکہ مرنے کے بعد بھی ان کی روحیں صدیوں تک بلبلاتی رہیں" ۔ پنڈت نارائن نے انتہائی سفاکانہ لہجے میں کہا۔ میجر بارش نے اثبات میں سر ہلایا اور پلٹ کر کمرے سے نکلتا چلا گیا۔

"پنڈت نارائن، تم میرا اور میرے ساتھیوں کا جو چاہے حشر کرنا۔ مگر تمہاری طرح میں بھی یہ جاننا چاہتا ہوں کہ آخر میرے ساتھیوں نے منناری کمرشل زون میں اس قدر تباہی کیوں پھیلائی۔ انہوں نے اپنے مشن سے ہٹ کر کام کیوں کیا ہے" ۔ عمران نے اپنے خاص انداز سے پوچھا۔ وہ اپنے ساتھیوں کو ہوش میں لانا چاہتا تھا۔ ورنہ مشن تو ان سب کا ایک ہی تھا۔ پنڈت نارائن غور سے اس کی جانب دیکھ رہا تھا۔

"ہونہہ، تم چاہتے کیا ہو" ۔ پنڈت نارائن نے اس کی طرف تیز نظروں سے گھورتے ہوئے کہا۔

"ان سب کو ایک بار ہوش دلا دو" ۔ عمران نے سادہ سے لہجے میں کہا۔

"اس سے کیا ہو گا" ۔ پنڈت نارائن غرایا۔

"مرنے سے پہلے مجھے کم از کم اس بات کی تو تسلی ہو جائے کہ یہ کام میرے ساتھیوں نے کیا بھی ہے یا نہیں" ۔ عمران نے کہا۔

"اگر یہ کام تمہارے ساتھیوں نے نہیں کیا تو اور کس نے کیا ہو گا" ۔ پنڈت نارائن نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"اسی لئے تو کہہ رہا ہوں کہ انہیں ہوش میں لے آؤ۔ تمہارے سامنے ابھی دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہو جائے گا" ۔ عمران نے کہا۔

"اس کی باتوں میں مت آئیں چیف۔ یہ عیار اور خطرناک انسان ہے۔ یہ ہمارے ساتھ ضرور کوئی چال چلنا چاہتا ہے" ۔ کمانڈر رنجیت سنگھ نے جلدی سے کہا۔

"کیا بات کرتے ہو کمانڈر رنجیت۔ یہ راڈز والی کرسیوں پر جس طرح سے جکڑے ہوئے ہیں ہمارے خلاف کیا چال چل سکتے ہیں۔ ہم سب یہاں موجود ہیں اور پھر ہمارے ساتھ چار مسلح افراد بھی موجود ہیں۔ اگر انہوں نے کوئی چالاکی دکھانے کی کوشش کی تو میں ایک لمحے سے بھی کم وقفے میں انہیں بھون کر رکھ دوں گا" ۔ کرنل سنگرام نے جلدی سے کہا۔

"پھر بھی ہمیں کوئی رسک نہیں لینا چاہئے" ۔ کمانڈر رنجیت سنگھ نے کہا۔

" حیرت ہے۔ تم لوگ ہم سے اس طرح سے ڈر رہے ہو جیسے ہم انسان نہیں بھوت پریت ہوں۔ ارے میں اپنے ساتھیوں کو ہوش دلانے کی بات کر رہا ہوں۔ انہیں آزاد کرنے کے لئے نہیں کہہ رہا جو تمہاری جان نکلی جا رہی ہے"۔ عمران نے کمانڈر رنجیت سنگھ کی جانب طنز بھری نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

" ٹھیک ہے انہیں ہوش میں لے آؤ"۔ پنڈت نارائن نے اچانک کہا۔

" یہ، یہ آپ کیا کر رہے ہیں جناب۔ یہ، یہ......." کمانڈر رنجیت سنگھ نے پنڈت نارائن کا فیصلہ سن کر بری طرح سے چونکتے ہوئے کہا۔

" شٹ اپ۔ میں جو کر رہا ہوں بہتر کر رہا ہوں"۔ پنڈت نارائن نے غرا کر کہا تو کمانڈر رنجیت سنگھ بری طرح سے سہم گیا۔

" کرنل سنگرام۔ عمران کے ساتھیوں کو وائے کے ایم تھرٹین کے انجکشن لگا دو اور تم لوگ ان کے سروں پر کھڑے ہو جاؤ۔ اگر یہ کوئی حرکت کریں تو انہیں بھون کر رکھ دینا"۔ پنڈت نارائن نے پہلے کرنل سنگرام سے اور پھر مسلح افراد کی طرف دیکھتے ہوئے تحکمانہ لہجے میں کہا۔ اس کا حکم سن کر کرنل سنگرام الماریوں کی جانب بڑھ گیا جبکہ مسلح افراد چبوترے پر چڑھ کر عمران اور اس کے ساتھیوں کے پیچھے چلے گئے اور انہوں نے اس انداز میں اپنی پوزیشنیں سنبھال لیں کہ وہ آسانی کے ساتھ انہیں اپنی گولیوں کا نشانہ بنا سکتے تھے۔

چند لمحوں بعد میجر ہارش چمڑے کا ایک مضبوط کوڑا لے آیا۔ اس نے پنڈت نارائن کو کوڑا دے دیا۔ کرنل سنگرام نے الماری سے ایک سرنج اور ایک سبز رنگ کے محلول کی شیشی نکالی اور دونوں چیزیں لے کر چبوترے پر چڑھ گیا اور پھر اس نے سرنج میں سبز محلول بھر بھر کر عمران کے ساتھیوں کے بازوؤں میں انجیکٹ کرنا شروع کر دیا۔ وائے کے ایم تھرٹین انجکشن کا سن کر عمران کے چہرے پر اطمینان آ گیا تھا۔ اس سے اس کے ساتھی نہ صرف ہوش میں آ جاتے اور صدیقی اور نعمانی کو جو ایم ایم فورٹی سکس کے انجکشن لگائے گئے تھے ان کے اثرات بھی فوری طور پر زائل ہو جاتے اور ان کے ذہن ڈیچ ہونے سے باآسانی بچ سکتے تھے۔

چند ہی لمحوں بعد ان سب کو باری باری ہوش آتا چلا گیا اور پھر وہ خود کو اس طرح کمرے میں اتنے سارے افراد کے سامنے کرسیوں پر جکڑے پا کر بری طرح سے چونک اٹھے۔

" میجر ہارش۔ تین چار اور مسلح افراد کو اندر بلا لو"۔ پنڈت نارائن نے انہیں ہوش میں آتے دیکھ کر میجر ہارش سے مخاطب ہو کر کہا تو میجر ہارش سر ہلا کر ایک بار پھر کمرے سے نکل گیا۔

" یہ کیا، یہ کون سی جگہ ہے"۔ ہوش میں آتے ہی نعمانی کے منہ سے بے اختیار نکلا۔

" مذبح خانہ ہے یہ اور یہاں کا سب سے بڑا قصائی یہ ہے پنڈت نارائن"۔ عمران کی زبان ایک بار پھر پٹڑی سے اتر گئی اور پنڈت

نارائن اسے خونی نظروں سے گھورنے لگا۔

"اوہ، آپ بھی یہاں ہیں"۔ نعمانی نے اس کا نام لئے بغیر حیرت زدہ لہجے میں کہا۔

"صرف میں ہی نہیں، ہم سب یہاں موجود ہیں اور یہ قصائی صاحب ابھی چند لمحوں بعد ہماری تکہ بوٹی کر دیں گے اور پھر یہ سب ہماری بوٹیاں بھون بھون کر کھانا شروع کر دیں گے"۔ عمران نے کہا۔

"تم اپنی زبان بند نہیں رکھ سکتے"۔ پنڈت نارائن نے پھنکار کر کہا۔

"کہاں بند کروں۔ کیسے بند کروں اور کیوں بند کروں"۔ عمران نے احمقانہ لہجے میں کہا۔

"جس مقصد کے لئے تم نے اپنے ساتھیوں کو ہوش دلایا ہے اسے پورا کر لو پھر میں تمہیں بتاؤں گا کہ زبان کیسے بند کی جاتی ہے"۔ پنڈت نارائن نے غصے سے کہا۔

"اچھا، کیا تم زبانیں بند کرنے میں ایکسپرٹ ہو"۔ عمران نے بڑے شوخ لہجے میں کہا۔

"ہاں"۔ پنڈت نارائن کے منہ سے بے اختیار نکلا پھر وہ عمران کو غصے سے گھورنے لگا جو بلاوجہ اسے باتوں میں لگا کر وقت ضائع کر رہا تھا۔اسی لمحے میجر بارش چار مسلح افراد کو لے کر اندر آگیا۔

"کتنے لوگوں کو اکٹھا کر رہے ہو۔ کہیں میری دعوت ولیمہ کا

اہتمام تو نہیں کرنے جا رہے تم"۔ عمران نے کہا۔

"جولیانا۔ جولیانا فٹز واٹر نام ہے ناں تمہارا"۔ پنڈت نارائن نے جیسے عمران کی بات سنی ہی نہیں وہ آگے بڑھ کر چبوترے پر چڑھ کر جولیا کے سامنے آگیا تھا۔

"ہاں"۔ جولیا نے مبہم سا جواب دیا۔

"منتاری کمرشل زون کو تم نے تباہ کیا تھا"۔ پنڈت نارائن نے اس کی جانب گہری نظروں سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"ہاں"۔ جولیا نے پہلے کے سے انداز میں جواب دیا۔ عمران خفیف سے انداز میں مسکرا دیا۔

"کیوں عمران۔ اب کیا کہتے ہو"۔ پنڈت نارائن نے عمران کی جانب مڑتے ہوئے کہا۔

"اب میں کیا کہوں میری ساتھی نے جرم قبول کر لیا ہے تو میرے کچھ کہنے کی کیا گنجائش باقی رہ گئی ہے"۔ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا تو اس کے سب ساتھی ماسوائے جولیا کے چونک کر اس کی جانب دیکھنے لگے۔

"گڈ، اب سب سے پہلے میں تمہاری اس ساتھی کا حشر کروں گا"۔ پنڈت نارائن نے کہا اور کوڑا کھول کر اسے زور زور سے چٹخانے لگا۔ کوڑے کی شڑاپ شڑاپ کی آواز کے ساتھ کمرہ گونج اٹھا۔

"رک جاؤ پنڈت نارائن۔ ماسٹر سٹور میں بم اس نے نہیں میں نے لگایا تھا"۔ اچانک تنویر نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا اور وہ سب

چونک پڑے۔ جولیا بھی گردن موڑ کر حیرت سے اس کی طرف دیکھنے لگی تھی۔

" یہ جھوٹ ہے۔ ماسٹر سٹور میں اس سٹور کے ڈائریکٹر جنرل کے ساتھ جا کر اس کمرے میں بم میں نے رکھا تھا"۔ جولیا نے تیز لہجے میں کہا۔

" نہیں، وہاں بم میں نے پہنچایا تھا"۔ تنویر نے اپنی بات پر زور دیتے ہوئے کہا۔

" بم تم نے لگایا تھا یا اس نے۔ بہرحال تم تم سب کو عبرتناک سزا اور انتہائی بھیانک موت ملے گی"۔ پنڈت نارائن نے کہا اور کوڑا فضا میں بلند کیا۔ اس سے پہلے کہ وہ کوڑا جولیا کو مارتا۔ عمران نے اچانک اپنے گھٹنے سے لگے ہاتھ کو حرکت دی۔ اس کی آستین سے یکلخت ایک باریک پین نکل کر اس کے ہاتھ میں آگیا جس کا منہ آگے سے کھلا ہوا تھا۔ عمران نے دیوار پر سامنے کرسیوں کے راڈز کھولنے والے بٹنوں کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے پین کا پچھلا حصہ انگوٹھے سے دبایا تو اس میں سے ایک چھوٹی سی گولی بغیر آواز پیدا کئے نکلی اور ایک بٹن سے جا ٹکرائی اسی لمحے کھٹاک کھٹاک کی آواز کے ساتھ اس کے گرد سے راڈز ہٹتے چلے گئے۔ کھٹاک کھٹاک کی آواز سن کر پنڈت نارائن بری طرح سے چونک کر پلٹا تھا مگر اس سے پہلے کہ کوئی کچھ سمجھتا عمران اچانک اچھلا اور اڑتا ہوا پنڈت نارائن پر آپڑا۔ پھر اس سے پہلے کہ پنڈت نارائن کچھ کرتا عمران نے اس کا ایک بازو پکڑ کر

اس انداز میں اسے جھٹکا دیا کہ پنڈت نارائن گھوم کر اس کے سینے سے آلگا اور عمران نے تیزی سے اس کی گردن کے گرد اپنا ہاتھ ڈال دیا اور جب تک وہاں موجود افراد سنبھلتے یا کچھ کرتے عمران نے پنڈت نارائن کو اس انداز میں دبوچ لیا تھا کہ پنڈت نارائن کے حلق سے بے اختیار خرخراہٹ نما آواز نکلنا شروع ہو گئی تھی۔ اس کے ہاتھ سے کوڑا چھوٹ کر دور جا گرا تھا۔

" خبردار، میں پنڈت نارائن کی گردن توڑ دوں گا۔ اپنے ہتھیار گرا دو جلدی"۔ عمران نے بازو کا حلقہ پنڈت نارائن کی گردن پر سخت کرتے ہوئے انتہائی خوفناک لہجے میں کہا اور وہاں موجود سب افراد جیسے اپنی جگہوں پر بت بن کر رہ گئے۔ جیسے ان کی سمجھ میں نہ آ رہا ہو کہ وہ کیا کریں اور کیا نہ کریں۔ پنڈت نارائن کی حالت بے حد بری تھی۔ تکلیف کی شدت سے اس کا چہرہ سرخ ہو گیا تھا اور آنکھیں یوں پھٹ پڑی تھیں جیسے ابھی حلقے توڑ کر باہر آگریں گی۔ اس کے منہ سے گھٹی گھٹی آوازیں نکلنے لگی تھیں۔

"جلدی کرو، اپنے ہتھیار گرا دو ورنہ"۔ عمران نے غرا کر کہا۔

" گرا دو، گرا دو ہتھیار۔ یہ۔ یہ سچ مچ چیف کو مار دے گا"۔ کرنل سنگرام نے پنڈت نارائن کی ابتر ہوتی ہوئی حالت دیکھ کر کہا تو مسلح افراد نے جلدی جلدی اپنے ہتھیار نیچے گرا دیئے۔

" کمانڈر رنجیت۔ میرے ساتھیوں کے راڈز ہٹاؤ"۔ عمران نے کمانڈر رنجیت سنگھ سے مخاطب ہو کر کہا۔ کمانڈر رنجیت سنگھ نے بے

بسی کے عالم میں پنڈت نارائن کی جانب دیکھا اور پھر سر جھٹک کر ان بٹنوں کی جانب بڑھ گیا اور پھر کھٹاک کھٹاک کی زوردار آواز کے ساتھ ان کی کرسیوں کے راڈز ہٹتے چلے گئے اور وہ سب اچھل کر کھڑے ہو گئے اور پھر وہ تیزی سے حرکت میں آئے اور انہوں نے تمام محافظوں کی مشین گنیں اٹھا لیں۔ محافظ اور وہاں موجود دوسرے افراد اس سچوئیشن کو دیکھ کر بری طرح سے بوکھلائے ہوئے نظر آ رہے تھے۔

"ان سب کا خاتمہ کر دو"۔ عمران نے تیز لہجے میں کہا۔ اس کے منہ سے یہ الفاظ نکلنے کی دیر تھی کہ سب سے پہلے تنویر حرکت میں آیا اس کی مشین گن سے تڑتڑاہٹ کی آواز کے ساتھ گولیاں نکلیں اور وہاں موجود تمام محافظ بری طرح سے چیختے ہوئے اچھل اچھل کر گرنے لگے۔ پھر صفدر، نعمانی، صدیقی اور جولیا کی گنوں کے بھی منہ کھل گئے اور میجر بارش، کمانڈر رنجیت سنگھ اور کرنل سنگرام خون میں لت پت ہو کر فرش پر گرتے چلے گئے۔

"تنویر، صفدر تم دونوں باہر جاؤ اور جو نظر آئے اس کا خاتمہ کر دو"۔ عمران نے صفدر اور تنویر سے مخاطب ہو کر کہا تو تنویر اور صفدر تیزی سے دروازے کی طرف بڑھے اور دروازہ کھول کر بھاگتے ہوئے باہر نکلتے چلے گئے اور پھر باہر سے تڑتڑاہٹ کی آوازیں سنائی دینا شروع ہو گئیں۔ عمران نے پنڈت نارائن کو دھکیل کر ایک کرسی پر پھینک دیا۔

"جولیا، سات نمبر کا بٹن دبا دو"۔ جولیا جو بٹنوں کے پینل کے

قریب کھڑی تھی سے عمران نے مخاطب ہو کر کہا اور جولیا نے مڑ کر سات نمبر کا بٹن پریس کر دیا۔ کھٹاک کھٹاک کی آواز کے ساتھ پنڈت نارائن کے جسم کے گرد راڈز پھیل کر بند ہو گئے۔

"اسے کہتے ہیں دہلے پہ نہلا"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"دہلے پہ نہلا نہیں۔ نہلے پہ دہلا"۔ نعمانی نے عمران کے محاورے کی تصحیح کرتے ہوئے جلدی سے کہا۔

"چلو نہلے پہ دہلا ہی کم از کم پہاڑ اونٹ کے نیچے تو آیا"۔ عمران نے کہا۔

"آپ پھر غلط محاورہ بول گئے ہیں عمران صاحب۔ پہاڑ نہیں اونٹ پہاڑ کے نیچے آتا ہے"۔ نعمانی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"لگتا ہے میری گرائمر کچھ زیادہ ہی کمزور ہو گئی ہے۔ مجھے پنڈت نارائن سے ٹیوشن لینا پڑے گی"۔ عمران نے کہا تو نعمانی کے ساتھ صدیقی بھی ہنس پڑا۔

"کیوں پنڈت نارائن۔ تم کیا کہتے ہو۔ پہاڑ اونٹ کے نیچے آیا ہے یا......" عمران نے پنڈت نارائن کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

پنڈت نارائن نے اس کی بات کا کوئی جواب نہیں دیا۔ البتہ اس کا چہرہ غصے، پریشانی اور نفرت سے بگڑا ہوا تھا۔

"کچھ تو کہو پنڈت جی"۔ عمران نے اس کا مذاق اڑانے والے انداز میں کہا۔

"تم مجھے گولی مار دو"۔ پنڈت نارائن نے اچانک انتہائی پراعتماد

اور ٹھوس لہجے میں کہا تو اس کی بات سن کر عمران بری طرح سے چونک اٹھا۔

" گولی مار دوں۔ کیا مطلب۔ کیوں"۔ عمران نے حیرت زدہ لہجے میں کہا۔

" تم نے میرے تمام ساتھیوں کو ہلاک کر دیا ہے۔ مجھے کیوں زندہ رکھا ہے۔ مار دو مجھے بھی"۔ پنڈت نارائن نے اسی انداز میں کہا۔

" بڑی جلدی ہار مان گئے۔ میں تو تمہیں بے حد دلیر، بہادر اور انتہائی باہمت انسان سمجھتا تھا"۔ عمران کے لہجے میں بدستور حیرت کا عنصر تھا۔

" تم کچھ بھی کہو۔ مگر میں یہ ذلت آمیز شکست برداشت نہیں کر سکتا۔ میں نے وزیراعظم اور صدر مملکت کے سامنے تم لوگوں کو کافرستان میں داخل نہ ہونے اور تمہیں ہلاک کرنے کے بڑے بڑے دعوے کئے تھے۔ مگر تم لوگ واقعی بہت زیادہ تیز ہو۔ تم لوگ اگر یہاں سے زندہ سلامت نکل گئے تو صدر اور وزیراعظم میرا کورٹ مارشل کر دیں گے۔ وہ بھی عبرتناک موت ماریں گے اس لئے بہتر ہے کہ تم ابھی اور اسی وقت مجھے ہلاک کر دو"۔ پنڈت نارائن نے انتہائی متانت اور سپاٹ لہجے میں کہا۔

" میری تم سے ذاتی دشمنی نہیں ہے پنڈت نارائن۔ تم اپنے ملک کے مفاد کے لئے کام کرتے ہو اور میں اپنے ملک کے لئے۔ وقت اور حالات کے ساتھ سچوئیشن بدلتی رہتی ہے۔ کبھی تم لوگوں کا پلہ بھاری

رہتا ہے اور کبھی بازی ہمارے ہاتھ میں آجاتی ہے۔ یہ سلسلہ تو چلتا ہی رہتا ہے اور چلتا ہی رہے گا۔ مگر یہ سن لو کہ فتح ہمیشہ حق کی ہوتی ہے۔

میرا اور میرے ساتھیوں کا مشن تمہیں ہلاک کرنے کا نہیں ہے۔ ابھی ہمارے کام ادھورے ہیں جنہیں ہم نے پورا کرنا ہے۔ میں تمہارے ساتھ فیس ٹو فیس مقابلہ کرنا چاہتا تھا۔ مگر تمہاری پستی دیکھ کر میں تم سے بددل ہو گیا ہوں۔ جو انسان خود اپنی موت کی خواہش کرے وہ اپنے دشمنوں کا کیا مقابلہ کرے گا۔ تم جس طرح سیکرٹ سروس کے چیف بنے ہو مجھے اچھی طرح سے معلوم ہے۔ تم جیسے بزدل انسان کو سیکرٹ سروس کا چیف ہونے کی بجائے میونسپل کارپوریشن کا خاکروب ہونا چاہئے تھا"۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

" عمران، تم میری توہین کر رہے ہو"۔ عمران کی ذلت آمیز باتیں سن کر پنڈت نارائن کا چہرہ غیض و غضب سے سرخ ہو گیا تھا۔

" توہین ان کی، کی جاتی ہے جن کی کوئی عزت ہوتی ہے اور تم جیسے بزدل اور گھٹیا انسان کی بھلا کیا توہین ہو سکتی ہے"۔ عمران کا لہجہ بے حد تلخ تھا۔

" عمران"۔ عمران کی بات سن کر پنڈت نارائن حلق کے بل دھاڑ اٹھا۔

اسی لمحے اچانک باہر سے زبردست فائرنگ کی آوازیں سنائی دیں۔

فائرنگ کی آوازیں سن کر عمران کے ساتھ ساتھ جولیا، نعمانی اور صدیقی بھی چونک اٹھے اور پھر اس سے پہلے کہ وہ باہر کی طرف بھاگتے اچانک تنویر اور صفدر تیزی سے بھاگتے ہوئے اندر آگئے۔

" عمران صاحب، باہر بے شمار فوج آگئی ہے۔ انہوں نے ہمیں چاروں طرف سے گھیر لیا ہے"۔ صفدر نے چیختے ہوئے کہا تو عمران بری طرح سے چونک اٹھا۔

" فوج۔ یہ فوج کہاں سے آگئی"۔ عمران نے حیرت زدہ لہجے میں کہا۔ پھر اس نے پنڈت نارائن کی طرف دیکھا جس کے لبوں پر انتہائی زہریلی مسکراہٹ نظر آرہی تھی۔

" ہونہہ، اس کا مطلب ہے تم اکیلے نہیں آئے تھے۔ باقاعدہ اپنے ساتھ فوج لائے تھے"۔ عمران نے غراتے ہوئے کہا۔

" میں تم سے اچھی طرح واقف ہوں عمران۔ تم جس طرح جادوگروں کے سے انداز میں سچوئیشنز بدل ڈالتے ہو اس لئے میں نے حفظ ماتقدم کے طور پر آتے ہوئے یہ اقدام بھی کر لیا تھا۔ میں نے انہیں حکم دیا تھا کہ وہ پوائنٹ سکس زیرو کا صرف محاصرہ کریں اور جب انہیں اندر کسی گڑبڑ کا احساس ہو تو وہ ہر ممکن اقدام اٹھائیں"۔ پنڈت نارائن نے زہریلے انداز میں کہا۔

"ہونہہ"۔ اس کی بات سن کر عمران کے منہ سے ہنکارہ نکلا۔

" اب تم بری طرح سے گھر چکے ہو۔ تمہارے اور تمہارے ساتھیوں کے لئے یہاں سے بچ نکلنے کا کوئی راستہ نہیں ہے۔ تم مجھے

زندہ رکھو یا مار دو مگر وہ تمہیں کسی صورت نہیں چھوڑیں گے۔ کیونکہ ایسا کرنے کے لئے میں نے ہی انہیں احکامات دے رکھے ہیں۔ تمہارے آدمیوں نے باہر فائرنگ کر کے انہیں اندر آنے اور بگ آپریشن کرنے پر مجبور کر دیا ہے"۔ پنڈت نارائن نے کہا اور عمران غرا کر رہ گیا۔

پنڈت نارائن نے آخر اسے مات دے ہی دی تھی اور عمران جیتی ہوئی بازی ہار گیا تھا اور پھر چند ہی لمحوں بعد پوری عمارت بھاری بوٹوں کی آوازوں سے گونج اٹھی۔

پوائنٹ سکس زیرو کو محاصرے میں لینے والا سٹار ایجنسی کا چیف کرنل شیکھر تھا۔ جسے خاص طور پر پنڈت نارائن نے بے شمار مسلح افراد کے ہمراہ اس جگہ پہنچنے کی ہدایات کی تھیں۔

پنڈت نارائن کی کال ملتے ہی کرنل شیکھر ایک تیز رفتار ہیلی کاپٹر پر دارالحکومت پہنچ گیا تھا اور پھر اس نے فوری طور پر اپنے آدمیوں کو کال کر کے پنڈت نارائن کے بتائے ہوئے ایڈریس پر پہنچ کر اس عمارت کا محاصرہ کر لیا تھا۔ اس نے پوائنٹ سکس زیرو کی عمارت کو چاروں طرف سے گھیر لیا تھا۔ اس نے اپنے آدمی پوائنٹ سکس زیرو کی عمارت کے ساتھ والی عمارتوں کی چھتوں پر بھی پہنچا دیئے تھے۔

اسے وہاں کا محاصرہ کئے ہوئے کچھ ہی دیر ہوئی ہو گی کہ اچانک اسے اندر سے فائرنگ کی آواز سنائی دی تو وہ بری طرح سے چونک پڑا۔ پنڈت نارائن نے اسے ہدایات دیں تھیں کہ وہ اس وقت تک

کوئی قدم نہیں اٹھائے گا جب تک کہ وہ خود اسے نہ کہے یا اسے عمارت میں کسی گڑبڑ کا احساس نہ ہو۔

عمارت میں گڑبڑ محسوس کرتے ہی وہ ہر ممکن اقدام کرنے کے لئے آزاد ہو گا۔ پنڈت نارائن نے اسے یہاں تک ہدایات دی تھیں کہ ہو سکتا ہے عمارت میں موجود مجرم اسے یرغمال بنانے کی کوشش کریں۔ اگر ایسا ہوا تو وہ پنڈت نارائن کی بھی پرواہ نہ کرے۔ ان مجرموں کے ساتھ اگر اسے ضرورت محسوس ہوئی تو وہ بلادریغ اسے بھی گولی مار سکتا ہے۔ غرضیکہ پنڈت نارائن کا اسے سختی سے حکم تھا کہ اگر مجرم کسی بھی طرح اس عمارت سے نکلنے کی کوشش کریں تو وہ انہیں ہر ممکن اقدام کر کے ہلاک کر دیں۔

کرنل شیکھر فائرنگ کی آواز سن کر بے شمار آدمیوں کو لے کر فائرنگ کرتے ہوئے عمارت میں گھس گیا تھا۔ اس کے ساتھ تقریباً دو سو افراد تھے جو سب کے ساتھ ہر قسم کے ہتھیاروں سے مسلح تھے۔ دیکھتے ہی دیکھتے وہ سب پوری عمارت میں پھیلتے چلے گئے۔ انہوں نے فوجیوں کے سے طرز کے لانگ اور بھاری شوز پہن رکھے تھے اور ان بھاری بوٹوں کی آوازیں پوری عمارت میں گونج اٹھی تھیں۔

کرنل شیکھر کو عمارت میں تین چار جگہ محافظوں کی لاشیں نظر آئیں مگر وہاں اسے پنڈت نارائن اور دوسرا کوئی زندہ شخص دکھائی نہ دیا۔ یہاں تک کہ اس نے اور اس کے ساتھیوں نے ساری عمارت چھان ماری۔

"یہ کیسے ہو سکتا ہے۔یہاں تو ساری کی ساری عمارت خالی پڑی ہے۔کہاں گئے وہ سب لوگ"۔کرنل شیکھر نے انتہائی پریشانی کے عالم میں کہا۔

"ہو سکتا ہے جناب وہ کسی تہہ خانے میں ہوں"۔اس کے ساتھ کھڑے اس کے ایک ساتھی نے کہا تو کرنل شیکھر بری طرح سے چونک پڑا۔

"تہہ خانہ، اوہ۔اوہ واقعی میں نے اس امکان کی طرف تو توجہ ہی نہیں دی تھی۔واقعی وہ لوگ کسی خفیہ تہہ خانے میں ہوں گے۔ویری گڈ روبن۔ویری گڈ"۔کرنل شیکھر نے کہا اور پھر اس نے اپنے ساتھیوں کو وہاں خفیہ تہہ خانہ تلاش کرنے کے احکامات دینا شروع کر دیئے۔

تقریباً آدھے گھنٹے کی کوششوں کے بعد وہ تہہ خانہ اور تہہ خانے میں جانے کے راستے کو تلاش کرنے میں کامیاب ہو گئے۔کرنل شیکھر اپنے ساتھ بے شمار مسلح آدمیوں کو لے کر تہہ خانے میں اتر گیا اور اس نے راہداری کے اختتام پر موجود دروازے پر اپنی پوزیشنیں سنبھال لیں۔

"مائیکروفون لاؤ"۔کرنل شیکھر نے اپنے ایک ساتھی سے نہایت آہستگی سے کہا۔وہ شخص دوڑتا ہوا باہر چلا گیا اور پھر چند ہی لمحوں بعد وہ ایک مائیکروفون لئے واپس آ گیا۔کرنل شیکھر نے اس سے مائیکروفون لے کر منہ کے آگے کر لیا۔

"میں کرنل شیکھر بول رہا ہوں چیف۔میرے آدمیوں نے اس عمارت کو پوری طرح سے اپنے گھیرے میں لیا ہوا ہے۔اگر آپ اندر ہیں تو پلیز باہر آ جائیں ورنہ ہم آپ کے حکم کے مطابق کارروائی کرنے پر مجبور ہوں گے"۔کرنل شیکھر نے تیز تیز لہجے میں کہا لیکن جواب میں کوئی آواز سنائی نہ دی۔

کرنل شیکھر نے ایک بار پھر یہی الفاظ دہرائے اور کہا۔

"میں دس تک گنوں گا چیف۔اس کے بعد میں پوری طاقت کے ساتھ حملہ کر دوں گا"۔کرنل شیکھر نے کہا اور پھر اس نے کاؤنٹنگ شروع کر دی۔

"آٹھ"۔اس نے ایک سے سات تک کہنے کے بعد چیخ کر کہا۔مگر کوئی رد عمل ظاہر نہ ہوا۔

"نو"۔اس نے ایک لمحہ توقف کے بعد پھر کہا اور پھر اس سے پہلے کہ وہ دس کہتا کہ اچانک تہہ خانے کا دروازہ آٹومیٹک انداز میں کھلتا چلا گیا۔دروازے کو کھلتے دیکھ کر کرنل شیکھر اور اس کے ساتھیوں نے فوری طور پر اپنی گنوں کے ٹریگروں پر دباؤ ڈال دیا۔

"اوہ تو یہ بے شمار افراد معلوم ہوتے ہیں"۔ عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"ہاں عمران صاحب، ان کی تعداد بے حد زیادہ ہے۔ وہ ساری عمارت میں پھیلے ہوئے تھے۔ تین چار محافظ باہر موجود تھے ان کو دیکھتے ہی ہم نے گولیاں مار دی تھیں۔ مگر ہم جیسے ہی باہر نکلنے لگے ہمیں بے شمار فوجی دکھائی دے گئے۔ ہم نے ان پر حملہ کرنا مناسب نہیں سمجھا اور فوراً واپس آگئے"۔ صفدر نے کہا۔

"وہ لوگ عمارت میں گھوم پھر رہے ہیں اس کا مطلب ہے وہ عمارت کے تہہ خانے کے بارے میں نہیں جانتے ورنہ تمہارے پیچھے اب تک یہاں دوڑے آتے"۔ عمران نے پرخیال انداز میں کہا۔

"وہ میرے خاص آدمی ہیں عمران۔ تہہ خانے کو تلاش کر لینا ان کے لئے معمولی بات ہے"۔ عمران کی بات سن کر پنڈت نارائن نے

کہا تو عمران زخمی سانپ کی طرح پلٹ کر اس کی طرف دیکھنے لگے۔

"تمہارے آدمی، اس کا مطلب ہے وہ فوجی نہیں۔ ملٹری یونیفارم میں تمہارے ہی کسی سیکشن یا ایجنسی کے آدمی ہیں"۔ عمران نے اسے تیز نظروں سے گھورتے ہوئے کہا تو پنڈت نارائن نے بے اختیار اپنے ہونٹ بھینچ لئے جیسے یہ بات غلطی سے اور بے اختیار اس کے منہ سے نکل گئی ہو۔

"گڈ، اب اپنے اس خاص آدمی کا نام بھی بتا دو جو اس بٹالین کو لیڈ کر رہا ہے"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"نہیں، میں نہیں بتاؤں گا۔ تم اسے میری آواز میں یقیناً دھوکہ دینے کی کوشش کرو گے"۔ پنڈت نارائن نے تیز لہجے میں کہا۔

"ذہین بنتے بنتے تم حماقت کر بیٹھے ہو"۔ عمران نے اسی طرح مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیسی حماقت، کیا مطلب"۔ پنڈت نارائن نے تیز لہجے میں پوچھا۔

"یہ بتا کر کہ وہ فوجی نہیں تمہارے آدمی ہیں۔ تم نے میری مشکل حل کر دی ہے"۔ عمران نے جواب دیا تو اس کے ساتھی بھی چونک کر اس کی طرف دیکھنے لگے کیونکہ انہیں عمران کی بات کا مطلب سمجھ میں نہیں آیا تھا۔

"مشکل حل کر دی۔ کیا مطلب۔ یہ تم کیا بکواس کر رہے ہو"۔ پنڈت نارائن نے بری طرح سے چیختے ہوئے کہا۔ عمران نے اس کی

بات کا کوئی جواب نہ دیا وہ چبوترے سے اتر کر ان الماریوں کی جانب بڑھا جن میں سے کرنل سنگرام نے اس کو ہوش میں لانے کے لئے وائے کے ایم تھرٹین انجکشن نکالے تھے۔ الماری کے پٹ کھول کر وہ اس کی تلاشی لینے لگا اور پھر چند ہی لمحوں میں وہ اپنی مطلوبہ چیز تلاش کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ وہ میک اپ کا سامان تھا۔

"عمران صاحب آپ کیا کرنا چاہتے ہیں"۔ صفدر سے آخر رہا نہ گیا تو وہ عمران سے پوچھ بیٹھا۔ عمران اپنے چہرے پر میک اپ کرنے کے ساتھ ساتھ انہیں ہدایات دینے لگا۔ اس کی ہدایات سن کر اس کے ساتھیوں کی آنکھوں میں چمک آگئی لیکن پنڈت نارائن بری طرح سے چیخنے لگا۔

"نہیں، نہیں تم ایسا نہیں کرو گے۔ تم ایسا نہیں کر سکتے"۔ اس نے بری طرح سے چیختے ہوئے کہا۔ عمران خاموشی سے میک اپ کرتا رہا۔ چند ہی لمحوں میں اس نے میک اپ کر کے اپنا چہرہ پنڈت نارائن جیسا بنا لیا تھا۔ جبکہ اس کے ساتھی اپنے ہتھیار پھینک کر عمران کی ہدایات کے مطابق وہاں بکھرے ہوئے خون سے اپنے لباس بھگونے میں مصروف ہو گئے تھے۔

"کیوں پنڈت نارائن۔ میں تمہارا جڑواں بھائی ہی لگتا ہوں"۔ عمران نے پنڈت نارائن کا میک اپ کر کے اس کے قریب جاتے ہوئے کہا۔

"تم کچھ بھی کر لو عمران، میرے آدمی تمہیں نہیں چھوڑیں گے"۔

پنڈت نارائن حلق کے بل غرایا۔ اسی لمحے دروازے کے باہر بہت سے قدموں کی آوازیں سنائی دیں۔ قدموں کی آوازیں سن کر پنڈت نارائن نے چیخنے کے لئے منہ کھولا ہی تھا کہ اسی لمحے عمران کا ہاتھ حرکت میں آیا اور پنڈت نارائن کی کنپٹی پر ایک پٹاخہ سا چھوٹا۔ اس کے منہ سے ہلکی سی چیخ نکلی مگر عمران کی دوسری ضرب نے اسے ہوش کی دنیا سے بیگانہ کر دیا۔

عمران کے دوسرے ہاتھ میں میک اپ کا سامان تھا۔ اس نے پنڈت نارائن کا ڈھلکا ہوا سر اٹھایا اور پھر اس کے ہاتھ تیزی سے پنڈت نارائن کے چہرے پر چلنے لگے۔ چند ہی لمحوں میں پنڈت نارائن کا حلیہ بدل گیا تھا۔ اب وہ عمران کی شکل میں نظر آرہا تھا۔

اسی لمحے اچانک باہر سے ایک چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔ کرنل شکھر اپنا نام لے کر ڈائریکٹ پنڈت نارائن کو مخاطب کر رہا تھا۔ عمران نے مسکراتے ہوئے پنڈت نارائن کے چہرے پر میک اپ کے آخری ٹچ دیئے اور پھر وہ تیزی سے پیچھے ہٹ آیا۔ اس نے جولیا کو اشارہ کیا تو جولیا نے سات نمبر کے بٹن کو دبا دیا۔ جس کے دبتے ہی کھٹاک کھٹاک کی آوازوں کے ساتھ پنڈت نارائن کی کرسی کے راڈز ہٹتے چلے گئے۔ عمران نے آگے بڑھ کر پنڈت نارائن کو اٹھایا اور اسے لے جا کر خون میں بھیگی ہوئی لاشوں کے پاس ڈال دیا۔

اس اثناء میں باہر موجود کرنل شکھر نے مائیکروفون پر کاؤنٹنگ کرنا شروع کر دی۔ عمران نے اپنے ساتھیوں کو اشارہ کیا تو وہ زمین پر

اس انداز میں لیٹتے چلے گئے جیسے انہیں بھی گولیاں لگی ہوں اور وہ بے جان ہو کر گر گئے ہوں۔ عمران نے ایک مشین گن اٹھائی اور بڑے اطمینان بھرے انداز میں دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

جیسے ہی کرنل شیکھر نے نو کہا عمران نے آگے بڑھ کر دروازے کے سائیڈ پر لگا ہوا دروازہ کھولنے والا بٹن پریس کر دیا۔ ہلکی سی سرر کی آواز کے ساتھ آٹومیٹک دروازہ کھلتا چلا گیا اور عمران پنڈت نارائن کا چہرہ لئے عین دروازے کے بیچ میں کھڑا ہو گیا۔

"اوہ، چیف آپ۔ اندر سب خیریت تو ہے"۔ پنڈت نارائن کو دیکھ کر ایک لمبا تڑنگا اور خوش پوش نوجوان نے جس کے ہاتھ میں آٹومیک پستول اور مائیکروفون تھا تیزی سے آگے بڑھتے ہوئے کہا۔ اس کے عقب میں بے شمار مسلح افراد کھڑے تھے جن کے ہاتھوں میں مشین گنیں تھیں اور ان سب کی مشین گنوں کا رخ دروازے کی ہی جانب تھا۔

"ہاں، انہوں نے میرے تمام آدمیوں کو ہلاک کر دیا ہے اور میں نے ان سب کا کام تمام کر دیا ہے"۔ عمران نے پنڈت نارائن کے لہجے میں کہا۔

"اوہ، اوہ آپ۔ آپ خیریت سے تو ہیں"۔ کرنل شیکھر نے آگے بڑھ کر تہہ خانے میں ہر طرف بکھری ہوئی لاشیں دیکھتے ہوئے جلدی سے کہا۔

"ہاں، میں بالکل ٹھیک ہوں"۔ عمران نے کہا۔

"اوہ، لگتا ہے یہاں زبردست جنگ ہوئی تھی۔ سب کے سب مرے پڑے ہیں"۔ کرنل شیکھر نے کہا۔

"کتنے آدمی ہیں تمہارے ساتھ"۔ عمران نے اس کی توجہ اپنی جانب مبذول کراتے ہوئے پوچھا۔

"تقریباً دو سو افراد ہیں چیف"۔ کرنل شیکھر نے جواب دیا اور عمران پنڈت نارائن کی حکمت عملی پر دل ہی دل میں اسے داد دیئے بغیر نہ رہ سکا۔ اس نے واقعی بے پناہ دور اندیشی کا ثبوت دیا تھا جو اس نے حفظ ماتقدام کے طور پر اتنی بڑی تعداد میں مسلح آدمیوں کا وہاں محاصرہ کروالیا تھا۔

"گاڑیاں کتنی ہیں"۔ عمران نے پوچھا۔

"تیس گاڑیاں ہیں چیف"۔ کرنل شیکھر نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"کوئی بڑی گاڑی۔ میرا مطلب ہے سٹیشن ویگن بھی لائے ہو"۔ عمران نے اسی انداز میں پوچھا۔

"یس باس دو سٹیشن ویگنیں بھی ہیں"۔ کرنل شیکھر نے جواب دیا۔

"گڈ، ان لوگوں کی لاشیں ان سٹیشن ویگنوں میں ڈلوا دو اور ہاں، عمران اور اس کے ساتھیوں کی لاشیں ایک ہی جگہ ایک گاڑی میں رکھوانا۔ میں ان کی لاشیں بطور ثبوت وزیراعظم صاحب کے پاس لے جانا چاہتا ہوں"۔ عمران نے کہا۔

"بہت بہتر جناب"۔ کرنل شیکھر نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور پھر وہ

لپنے آدمیوں کو ہدایات دینے لگا۔ عمران نے اپنے ساتھیوں اور پنڈت نارائن جس کے چہرے پر اس نے اپنا میک اپ کر رکھا تھا کی انہیں نشاندہی کر دی تا کہ وہ الگ الگ سٹیشن ویگنوں میں نہ ڈال دیئے جائیں۔

"یہ سب ہوا کیسے چیف ۔انہوں نے کرنل سنگرام، میجر بارش اور دوسرے ساتھیوں کے ساتھ ساتھ اتنے محافظ مار دیئے اور پھر خود بھی مارے گئے ۔ کیا ان سب کو آپ نے ہلاک کیا ہے"۔ کرنل شیکھر نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

"تو کیا میں بکواس کر رہا ہوں"۔ عمران نے پنڈت نارائن کے سے انداز میں حلق پھاڑ کر کہا۔

"اوہ، نن، نہیں چیف ۔ مم، میرا کہنے کا یہ مقصد نہیں تھا"۔ پنڈت نارائن کو اس طرح غضبناک انداز میں دیکھ کر کرنل شیکھر نے سہم کر کہا۔

"تو پھر کیا مطلب تھا تمہارا"۔ عمران نے غراتے ہوئے کہا۔ وہ کرنل شیکھر کی آنکھوں میں ذہانت کی چمک دیکھ رہا تھا۔ اس لئے وہ جان بوجھ کر اس انداز میں بات کر رہا تھا تا کہ وہ بوکھلا جائے اور بوکھلاہٹ میں عموماً عقل کام کرنا چھوڑ دیتی ہے۔ اصل میں عمران اس کی توجہ اپنے ساتھیوں کی طرف سے ہٹانا چاہتا تھا جو زندہ تھے اور کرنل شیکھر کے ساتھی انہیں مردہ سمجھ کر اٹھائے لئے جا رہے تھے۔

"کک، کچھ نہیں۔ چیف کچھ نہیں"۔ کرنل شیکھر نے بڑے

بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"تو پھر اپنے کام سے کام رکھو۔ سمجھے"۔ عمران نے پھنکارتے ہوئے کہا۔

"یس، یس چیف"۔ کرنل شیکھر نے جلدی سے کہا اور عمران آگے بڑھ گیا۔ ایک سٹیشن ویگن اندر لائی گئی اور عمران کی ہدایات پر عمل ہونے لگا۔

"کرنل شیکھر"۔ عمران نے اپنے ساتھیوں اور پنڈت نارائن کو سٹیشن ویگن میں منتقل ہوتے دیکھ کر کرنل شیکھر کو آواز دی جو ابھی تک الجھا ہوا اور قدرے پریشان نظر آ رہا تھا۔

"یس چیف"۔ کرنل شیکھر نے اس کی آواز سن کر تیزی سے اس کے قریب آتے ہوئے کہا۔ اس کا لہجہ بے حد مؤدبانہ تھا۔

"اپنے آدمیوں سے کہو کہ وہ ان تمام لوگوں کی لاشیں برقی بھٹی میں جلا دیں اور تم میرے ساتھ چلو۔ میں پرائم منسٹر سے تمہاری بھی سفارش کرنا چاہتا ہوں۔ میرے تمام سیکشنوں کے انچارج ختم ہو گئے ہیں۔ میں چاہتا ہوں میں جب سیکرٹ سروس کے نئے سیکشن بناؤں تو ان کا انچارج تمہیں بنا دوں"۔ عمران نے کہا تو کرنل شیکھر کی آنکھیں چمک اٹھیں۔

"اوہ، تھینک یو چیف ۔ میں آپ کا یہ احسان کبھی نہیں بھولوں گا۔ آپ گریٹ ہیں۔ بے حد گریٹ"۔ کرنل شیکھر نے خوشامدانہ لہجے میں کہا اور عمران کے ہونٹوں پر دھیمی سی مسکراہٹ آ گئی۔ اسے لالچ

دے کر عمران نے اس کے ذہن میں شک و شکوک کے تمام احساسات مٹا دیئے تھے۔ اسے یقین تھا کہ اب وہ اس کے اور عمران کے ساتھیوں کے بارے میں سوچنے کی بجائے صرف سیکشنوں کے انچارج بننے کے بارے میں سوچتا رہے گا۔ اس نے جلدی جلدی اپنے ساتھیوں کو ہدایات دیں اور پھر سٹیشن ویگن میں بیٹھ گیا۔ اس نے پنڈت نارائن کے کہنے پر ڈرائیونگ سیٹ سنبھال لی تھی۔ جبکہ عمران اس کے ساتھ والی سیٹ پر بیٹھ گیا تھا۔ کرنل شیکھر نے گاڑی سٹارٹ کی اور پھر اسے ڈرائیو کرتا ہوا پوائنٹ سکس زیرو کی عمارت سے باہر نکل آیا اور پھر سڑک پر آکر اس نے سٹیشن ویگن کی رفتار تیز کر دی اور وہاں سے نکلتا چلا گیا۔

مختلف راستوں سے کرنل شیکھر اسٹیشن ویگن کو دوڑاتے ہوئے ایک خاموش اور تنگ سڑک کی طرف مڑا تو عمران نے اسے گاڑی روکنے کے لئے کہہ دیا۔ کرنل شیکھر نے گاڑی روک دی تو کرنل شیکھر استعجاب بھری نظروں سے پنڈت نارائن کی جانب دیکھنے لگا۔ عمران نے دروازہ کھولا اور گاڑی سے نیچے اتر گیا۔

"باہر آؤ"۔ عمران نے کہا تو کرنل شیکھر الجھے ہوئے انداز میں گاڑی کا دروازہ کھول کر نیچے آ گیا۔

"خیریت تو ہے چیف۔ آپ نے اس جگہ گاڑی کیوں رکوا دی"۔ کرنل شیکھر نے کہا۔

"میری بات سنو"۔ عمران نے اس کے قریب آکر بڑے رازدارانہ

انداز میں کہا تو کرنل شیکھر غیرارادی طور پر اس کے قریب ہو گیا۔ اسی لمحے عمران نے اس کی گردن پکڑ کر مخصوص انداز میں اس کی وہ رگ دبا دی جس سے انسان کا اعصابی نظام کمزور ہو جاتا ہے اور پھر انسان بے ہوش ہو جاتا ہے اور کرنل شیکھر کی آنکھیں بند ہوتی چلی گئیں۔ وہ بے ہوش ہو کر عمران کے بازوؤں میں جھول گیا۔

"صفدر"۔ عمران نے صفدر کو آواز دی تو ویگن کا دروازہ کھلا اور صفدر اچھل کر باہر آ گیا۔

"اسے بھی پنڈت نارائن کے ساتھ ڈال دو اور خیال رکھنا پنڈت نارائن کو کسی بھی صورت میں ہوش نہیں آنا چاہئے ورنہ تم دیکھتے رہ جاؤ گے اور وہ چکنی مچھلی کی طرح تمہارے ہاتھوں سے پھسل جائے گا"۔ عمران نے کہا تو صفدر نے بے ہوش کرنل شیکھر کو سنبھال لیا اور پھر اس نے اسے اٹھا کر ویگن میں پنڈت نارائن کے ساتھ ڈال دیا۔ اس کے دوسرے ساتھی اطمینان سے سیٹوں پر بیٹھے تھے جو ویگن روانہ ہوتے ہی اٹھ گئے تھے۔

"آپ نے ان لوگوں کو خوب بے وقوف بنایا ہے عمران صاحب۔ اس قدر کثیر دشمنوں کے بیچ میں سے اس طرح ہم لوگوں کو نکال لانا واقعی آپ کا ہی کام تھا۔ ورنہ ہم لوگ تو واقعی پریشان ہو گئے تھے"۔ صفدر نے کہا۔ تو عمران اس کی بات سن کر مسکرا دیا اور صفدر کو گاڑی میں بیٹھنے کا اشارہ کرکے خود ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا اور سٹیشن ویگن برق رفتاری سے آگے بڑھ گئی۔ ذیلی سڑک سے ہوتا ہوا

عمران گاڑی مین روڈ پر لے آیا اور پھر اس نے گاڑی کو فل سپیڈ سے دوڑانا شروع کر دیا۔

کافی دیر تک وہ گاڑی ایک سڑک پر دوڑاتا رہا پھر اس نے گاڑی ایک تنگ سڑک پر موڑ لی اور کچھ آگے لے جا کر اس نے گاڑی ایک بار پھر موڑی اور ایک جگہ لے جا کر روک دی۔ اس جگہ خاصا اندھیرا تھا۔ عمران نے گاڑی کا انجن بند کیا اور پھر جلدی سے نیچے اتر آیا۔

"باہر آجاؤ"۔ عمران نے کہا تو اس کے ساتھی ویگن سے باہر آگئے۔ عمران کے کہنے پر پنڈت نارائن کو صفدر نے اور کرنل شیکھر کو تنویر نے اٹھا کر اپنے کاندھوں پر ڈال لیا تھا۔

"میرے پیچھے آؤ"۔ عمران نے کہا اور پھر وہ ادھر ادھر دیکھتے ہوئے سڑک کراس کر کے تنگ گلیوں میں سے ہوتے ہوئے ایک دوسری تنگ گلی میں آگئے۔ عمران نے گلی کے آخر میں موجود ایک مکان کے دروازے پر جا کر مخصوص انداز میں دستک دی تو چند ہی لمحوں بعد دروازہ کھل گیا۔

دروازہ کھولنے والا روسٹن کلب کا مالک فارٹی تھا۔ وہی فارٹی جس نے کافرستان میں ان لوگوں کو ہر قسم کا اسلحہ مہیا کیا تھا۔

عمران اپنے ساتھیوں کے ساتھ اس مکان میں داخل ہو گیا۔ تو فارٹی نے جلدی سے دروازہ بند کر دیا۔

"کیا سب انتظامات مکمل ہیں"۔ عمران نے فارٹی سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"جی ہاں۔ سب انتظامات مکمل ہیں"۔ فارٹی نے جواب دیا۔ مکان خاصا بڑا تھا۔ فارٹی انہیں اپنے پیچھے آنے کا کہہ کر مکان کی پچھلی طرف آ گیا۔ وہاں بھی ایک دروازہ تھا۔ فارٹی نے دروازہ کھولا اور باہر نکل گیا۔ عمران اور اس کے ساتھی بھی اس کے پیچھے باہر آگئے اور فارٹی کی رہنمائی میں اس مکان سے نکل کر وہ آگے بڑھتے چلے گئے۔ کافی آگے جا کر اور مختلف تنگ گلیوں سے گزرتے ہوئے وہ ایک گلی کے سرے پر آ گئے جہاں ایک دوسری سٹیشن ویگن موجود تھی جو خالی تھی۔

فارٹی نے ڈرائیونگ سیٹ سنبھالی اور عمران اور اس کے ساتھی عقبی سیٹوں پر بیٹھ گئے۔ انہوں نے پنڈت نارائن اور کرنل شیکھر کو اپنے پیروں میں ڈال لیا۔ اسی لمحے فارٹی نے ویگن آگے بڑھا دی۔

فارٹی کافی دیر تک سٹیشن ویگن دوڑاتا رہا پھر اس نے گاڑی کا رخ مضافاتی علاقے کی جانب موڑ دیا اور گاڑی ایک تنگ اور کچے راستے پر اتار کر آگے بڑھاتا چلا گیا اور پھر اس نے گاڑی ایک نئی تعمیر شدہ عمارت کے گیراج میں لے جا کر روک دی۔ اس نے گاڑی کا انجن بند کیا اور پھر اتر کر اس نے گیراج بند کر دیا۔

"آیئے"۔ فارٹی نے کہا تو عمران اور اس کے ساتھی پنڈت نارائن اور کرنل شیکھر جو بدستور بے ہوش تھے کو لے کر اتر آئے اور فارٹی گیراج کے اندر بنا ہوا ایک دروازہ کھول کر ان کو لئے ہوئے اندر چلا گیا اور پھر وہ سب ایک بڑے سے کمرے میں داخل ہو گئے۔

"آپ لوگ آرام کیجئے۔ میں آپ لوگوں کے لئے کچھ کھانے پینے کا

بندوبست کر کے آتا ہوں"۔ فارتی نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ فارتی تیزی سے قدم اٹھاتا ہوا کمرے سے باہر نکلتا چلا گیا۔

"اب یہ مت پوچھنا کہ فارتی اس مکان میں کیسے موجود تھا اور وہ ہمیں یہاں اتنی دور کیوں لایا ہے۔ یہ سب انتظامات میں نے ہی اسے کرنے کی ہدایات دی تھیں۔ اس کے ساتھ میرا مسلسل رابطہ ہے اور وہ بھی ہماری تمام حرکات و سکنات پر نظر رکھتا ہے۔ میں نے حفظ ماتقدم کے طور پر ایک مائیکرو ٹرانسمیٹر اپنے کوٹ کے کالر سے لگا رکھا ہے جس کا رسیور فارتی کے پاس ہے۔ مجھے صرف زبان ہی ہلانی پڑتی ہے باقی سارا کام وہ خود کر لیتا ہے"۔ عمران نے بستر کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

"آپ کیا کرتے ہیں اور کیا نہیں۔ ہمیں اب آپ کی حرکتوں پر کوئی حیرت نہیں ہوتی عمران صاحب"۔ صفدر نے ہنستے ہوئے کہا۔

"بڑی اچھی بات ہے۔ اس کا مطلب ہے اب تم سب بالغ ہو گئے ہو"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو ان سب کے چہروں پر بھی مسکراہٹ آ گئی۔

"ان دونوں کو باندھ کر کسی دوسرے کمرے میں ڈال دو۔ میں کچھ دیر آرام کرنا چاہتا ہوں"۔ عمران نے کہا اور پھر ان کی بات سنے بغیر جوتوں سمیت بستر پر دراز ہو گیا اور پھر چند ہی لمحوں کے بعد اس کے خراٹے کمرے میں گونجنے لگے۔

کافرستانی پرائم منسٹر اپنے مخصوص آفس میں بیٹھے سرکاری فائلوں کا مطالعہ کر رہے تھے کہ اچانک میز پر پڑے ہوئے مختلف رنگ کے فون سیٹوں میں سے نیلے رنگ کے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو وہ چونک اٹھے۔

"یس"۔ وزیراعظم نے فون کا رسیور اٹھا کر کان سے لگاتے ہوئے مخصوص لہجے میں کہا۔

"جناب سیکرٹ سروس کے چیف پنڈت نارائن لائن پر ہیں۔ وہ آپ سے بات کرنا چاہتے ہیں"۔ دوسری طرف سے ان کے آفیشل سیکرٹری کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"پنڈت نارائن، ٹھیک ہے کراؤ بات"۔ وزیراعظم نے باوقار لہجے میں کہا۔ دوسری طرف سے ایک ہلکی سی کلک کی آواز سنائی دی تو وزیراعظم سمجھ گئے کہ ان کا پنڈت نارائن سے رابطہ ہو چکا ہے۔

" پنڈت نارائن، یہ تمہارا کال کرنے کا وقت ہے۔ میں کل سے تمہاری رپورٹ کا انتظار کر رہا ہوں اور تم مجھے اب کال کر رہے ہو"۔ وزیراعظم نے آنکھوں پر لگا ہوا چشمہ اتار کر کھلی ہوئی فائل پر رکھتے ہوئے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

" میں آپ کو رپورٹ دینے ہی والا تھا جناب کہ میں ایک اور معاملے میں الجھ کر رہ گیا تھا۔ جس کی وجہ سے میں آپ کو فوری رپورٹ نہیں کر سکا۔ میں اس کی آپ سے معذرت چاہتا ہوں جناب"۔ دوسری طرف سے پنڈت نارائن کی مؤدبانہ اور قدرے پریشان زدہ آواز سنائی دی۔

" کس معاملے میں الجھ گئے تھے تم"۔ وزیراعظم نے چونک کر پوچھا۔

" معاف کیجئے گا جناب۔ پہلے کیا آپ مجھے بتا سکتے ہیں کہ سگران میں ہمارے کسی خفیہ فیکٹری میں ایرو ایئر کرافٹ پراجیکٹ پر کام ہو رہا ہے یا نہیں"۔ دوسری طرف سے پنڈت نارائن نے جھجکتے ہوئے لہجے میں پوچھا۔

" ایرو ایئر کرافٹ۔ کیا مطلب"۔ ایرو ایئر کرافٹ کا نام سن کر وزیراعظم بری طرح سے چونک پڑے۔

" جناب مجھے مصدقہ اطلاع ملی ہے کہ پاکیشیائی ایجنٹوں کا ایک دوسرا گروپ سگران میں موجود ہے۔ جو سگران میں موجود ایک فولاد ساز کارخانے کے نیچے موجود ایرو ایئر کرافٹس کی فیکٹری میں انٹر

ہونے کی تیاری کر رہا ہے۔ میرے پاس اس پراجیکٹ کی تفصیلی فائل موجود ہے مگر یہ فائل خاصی پرانی ہے۔ جس میں ایرو ایئر کرافٹس کی ابتدائی تیاری کی تفصیل ہے۔ اس میں یہ نہیں بتایا گیا کہ ایرو ایئر کرافٹس کب تک اور کتنی تعداد میں تیار ہو رہے ہیں اور وہ اس وقت کن مراحل میں ہیں"۔ پنڈت نارائن نے پوچھا۔

" اوہ، تو اس کا مطلب ہے کہ پاکیشیائی ایجنٹ ان ایرو ایئر کرافٹس کے لئے یہاں آئے تھے"۔ وزیراعظم نے کہا۔

"جی ہاں جناب۔ کافرستان میں انہوں نے جو کارروائیاں کی تھیں وہ انہوں نے اپنے اس مشن سے ہماری توجہ ہٹانے کے لئے کی تھیں۔ اصل میں وہ ایرو ایئر کرافٹس اور اس فیکٹری کو تباہ کرنا چاہتے ہیں۔ اس لئے ان کا ایک گروپ سگران میں موجود ہے"۔ پنڈت نارائن نے کہا۔

" یہ تم کیا کہہ رہے ہو پنڈت نارائن۔ تم نے تو کہا تھا کہ تم نے عمران اور اس کے ساتھیوں کو گرفتار کر لیا ہے اور........" وزیراعظم نے حیران لہجے میں کہا۔

" میں نے آپ کو دوسرے گروپ کے بارے میں بتایا ہے جناب۔ پاکیشیا سے کافرستان میں دو گروپ آئے تھے۔ جن میں سے ایک گروپ کو میں نے گرفتار کر کے ہلاک کر دیا ہے مگر اب دوسرا گروپ سامنے آیا ہے۔ جن کا مقصد میں آپ کو بتا چکا ہوں"۔ پنڈت نارائن نے بات بناتے ہوئے کہا۔

"جس گروپ کو تم نے ہلاک کیا ہے اس کی تم نے فلم بنائی ہے"۔ وزیراعظم نے پوچھا۔

"یس سر، وہ فلم میں آپ کو بھیج رہا ہوں"۔ پنڈت نارائن نے کہا۔

"ہونہہ، اگر تمہیں معلوم ہے کہ پاکیشیا کا دوسرا گروپ سگران میں موجود ہے تو تم اس کے خلاف کارروائی کیوں نہیں کر رہے۔ مجھے فون کر کے کیوں بتا رہے ہو"۔ وزیراعظم نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

"جناب، میرا خیال ہے مجرم مزدوروں کا بھیس بدل کر فولاد ساز کارخانے میں موجود ہیں۔ ان کو تلاش کرنے اور پکڑنے کے لئے مجھے وہاں خود جانا ہوگا۔ مگر چونکہ وہاں ملٹری انٹیلی جنس کے افراد موجود ہیں اس لئے میں چاہتا ہوں کہ آپ خاص طور پر ایرو ایئر کرافٹس فیکٹری میں موجود کرنل چوپڑہ سے بات کر کے مجھے وہاں جانے کی پرمشن دلائیں۔ تاکہ میں ان مجرموں کو ان کی گردنوں سے پکڑ کر کھینچ باہر نکالوں"۔ پنڈت نارائن نے کہا۔

"ہونہہ، تمہارے پاس صدر مملکت کی ریڈ اتھارٹی ہے۔ تم اسے کیوں استعمال میں نہیں لا رہے۔ اس ریڈ اتھارٹی کے تحت تم کہیں بھی اور کسی بھی جگہ آسانی سے جا سکتے ہو۔ اس کے لئے تمہیں میری اجازت یا میرے فون کرانے کی کیا ضرورت ہے"۔ وزیراعظم نے سخت لہجے میں کہا۔

"ریڈ اتھارٹی۔ اوہ، سوری سر۔ میں ان مجرموں کی وجہ سے اس بری طرح سے الجھ گیا تھا کہ مجھے ریڈ اتھارٹی کا خیال ہی نہیں رہا تھا۔ سوری سر، آئی ایم رئیلی ویری سوری۔ میں ابھی اور اسی وقت سگران روانہ ہو رہا ہوں اور بہت جلد آپ کو دوسرے گروپ کے خاتمے کی بھی خوشخبری دوں گا"۔ پنڈت نارائن نے جلدی سے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ مگر عمران اور اس کے ساتھیوں کو ہلاک کرنے کی تم نے جو فلم تیار کی ہے وہ مجھے جلد سے جلد پہنچا دو۔ میں صدر مملکت کو رپورٹ کرنا چاہتا ہوں۔ وہ بار بار مجھے فون کر رہے ہیں"۔ وزیراعظم نے کہا۔

"میں ابھی کچھ ہی دیر میں سپیشل میسنجر کے ذریعے آپ کو فلم بھجوا دیتا ہوں جناب۔ آپ بے فکر رہیں"۔ پنڈت نارائن نے کہا اور وزیراعظم نے اوکے کہہ کر فون بند کر دیا۔ وزیراعظم کے چہرے پر خاصی الجھن کے تاثرات نظر آ رہے تھے۔

"حیرت ہے پنڈت نارائن اپنی ریڈ اتھارٹی کو بھول گیا تھا۔ ریڈ اتھارٹی جس کے تحت وہ کچھ بھی کر سکتا ہے پھر اس نے یہ بات کیوں کہی کہ وہ ریڈ اتھارٹی کو بھول چکا تھا"۔ وزیراعظم نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔ اس کے ذہن میں عجیب سی خلفشار شروع ہو گئی تھی۔ کوئی بات رہ رہ کر اس کے ذہن میں آ رہی تھی۔ مگر وہ کیا بات تھی یہ اس کی سمجھ میں نہیں آ رہی تھی۔

"ہونہہ، میں یونہی خواہ مخواہ الجھ رہا ہوں۔ پنڈت نارائن بھی

انسان ہے اور بھول چوک انسانوں سے ہی ہوتی ہے۔ پاکیشیائی ایجنٹوں نے یہاں جس قدر تباہی پھیلائی ہے اس سے میری اور صدر مملکت کی نیندیں حرام ہو چکی تھیں۔ پھر پنڈت نارائن اگر ریڈ اتھارٹی کے بارے میں بھول گیا تو کون سی قیامت آ گئی ہے"۔ انہوں نے سر جھٹک کر بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ پھر انہوں نے چشمہ اٹھا کر آنکھوں سے لگایا اور ایک بار پھر فائل کی ورق گردانی میں مصروف ہو گیا مگر اچانک وہ بری طرح سے چونک اٹھا۔ ان کے چہرے پر یکلخت بے پناہ تحیر اور پریشانی کے سائے لہرانے لگے۔

"اوہ، یاد آیا۔ میں نے پنڈت نارائن کو حکم دیا تھا کہ وہ جب بھی مجھے کال کرے میرے سپیشل نمبر پر کرے۔ میں نے اسے سختی سے ہدایات دیں تھیں کہ وہ کسی دوسرے فون خاص طور پر میرے سیکرٹری کے ذریعے مجھ سے بات نہ کرے۔ اوہ، اوہ کوئی گڑبڑ، ضرور کوئی گڑبڑ ہے۔ پنڈت نارائن کا سیکرٹری کے تھرو مجھ سے بات کرنا اور ریڈ اتھارٹی کا بھول جانا۔ اوہ یہ سب باتیں، کیا وہ واقعی پنڈت نارائن ہی تھا یا وہ علی عمران تھا۔ جس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ ہر شخص کی آواز کی نقل آسانی سے کر سکتا ہے۔ تو کیا وہ عمران تھا۔ مگر عمران۔ پنڈت نارائن نے تو کہا تھا کہ اس نے عمران اور اس کے ساتھیوں کو گرفتار کر کے ہلاک کر دیا ہے۔ پھر......" وزیراعظم پریشانی کے عالم میں بڑبڑاتے چلے گئے۔ پھر انہوں نے انٹرکام کا بٹن دبا دیا۔

"یس سر"۔ دوسری جانب سے اس کے آفیشل سیکرٹری کی انتہائی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"پنڈت نے ابھی جو کال کی تھی اس کا نمبر نوٹ کیا ہے تم نے"۔ وزیراعظم نے پوچھا۔

"یس سر، ان کا نمبر موجود ہے"۔ پی اے نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"معلوم کراؤ، یہ کہاں کا نمبر ہے"۔ وزیراعظم نے سخت لہجے میں کہا اور فون بند کر دیا۔ پھر انہوں نے میز کی دراز کھولی اور اس میں سے ایک نیلی جلد والی پرسنل ڈائری نکالی اور اس کے ورق پلٹنے لگے۔ پھر انہوں نے ایک نمبر نوٹ کیا اور براؤن کلر کے فون کو اپنی جانب کھسکا کر وہ نمبر ملانے لگے۔

"یس"۔ رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے آواز سنائی دی۔

"پرائم منسٹر بول رہا ہوں۔ ڈاکٹر ورما سے بات کراؤ"۔ وزیراعظم نے انتہائی کرخت لہجے میں کہا۔

"اوہ، یس سر، ہولڈ کیجئے سر۔ میں بات کراتا ہوں"۔ دوسری طرف سے انتہائی بوکھلاہٹ بھرے لہجے میں کہا گیا۔

"یس سر، میں ڈاکٹر ورما بول رہا ہوں۔ حکم سر"۔ چند لمحوں بعد دوسری جانب سے ایک بھاری مگر انتہائی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"ڈاکٹر ورما، پراجیکٹ کی کیا پوزیشن ہے"۔ وزیراعظم نے پوچھا۔

"تمام کام مکمل ہو چکا ہے جناب۔ بس ایک دو روز میں ہم پانچوں ایرو ایئر کرافٹس کو ٹرائی پوزیشن پر لے آئیں گے۔ چیف انجینئرز اور

دوسرے تمام انجنیئروں نے اپنا سارا کام مکمل کر لیا ہے۔ میرا تھوڑا سا کام باقی ہے۔ جو کل تک مکمل ہو جائے گا"۔ ڈاکٹر ورما نے جواب دیا۔

"وہاں کسی قسم کی کوئی پرابلم تو نہیں ہے"۔ وزیر اعظم نے پوچھا۔

"نو سر، تمام کام نہایت تسلی اور سکون سے ہو رہا ہے"۔ ڈاکٹر ورما نے کہا۔

"ڈاکٹر ورما، ابھی ابھی مجھے خبر ملی ہے کہ چند پاکیشیائی ایجنٹ سگران میں دیکھے گئے ہیں اور ان کے عزائم اس فیکٹری اور ان ایرو ایئر کرافٹس کو تباہ کرنے کے ہیں جو آپ خفیہ طور پر تیار کر رہے ہیں"۔ وزیر اعظم نے کہا۔

"اوہ، یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں جناب۔ پاکیشیائی ایجنٹ اور یہاں۔ میرا مطلب ہے سگران میں۔ لیکن انہیں اس فیکٹری اور ایئر کرافٹس کے بارے میں کیسے پتہ چلا۔ یہ کام تو ہم کئی برسوں سے نہایت خاموشی اور رازداری سے کر رہے ہیں۔ سوائے ملک کے چند اہم لوگوں کے کسی کو اس بات کی خبر ہی نہیں تھی"۔ ڈاکٹر ورما نے چونکتے ہوئے کہا۔

"بہرحال یہ کنفرم ہے کہ ایرو ایئر کرافٹس کا راز کسی نہ کسی طرح لیک آؤٹ ہو چکا ہے۔ اسی لئے تو پاکیشیائی ایجنٹ یہاں موجود ہیں۔ بہرحال آپ میری سکیورٹی انچارج سے بات کرا دیں۔ یہاں کے سکیورٹی انچارج ملٹری انٹیلی جنس کے کرنل چوپڑہ ہی ہیں ناں"۔

وزیر اعظم نے کہا۔

"یس سر، میں آپ کی کرنل چوپڑہ سے بات کراتا ہوں۔ ایک منٹ ہولڈ کیجئے سر"۔ ڈاکٹر ورما نے کہا اور پھر چند لمحے دوسرے جانب خاموشی چھائی رہی پھر کسی کے رسیور اٹھانے کی آواز سنائی دی۔

"میں اے اے فیکٹری کا سکیورٹی انچارج کرنل چوپڑہ بول رہا ہوں جناب۔ حکم"۔ چند لمحوں بعد دوسری جانب سے ایک کرخت لیکن انتہائی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"پرائم منسٹر بول رہا ہوں کرنل چوپڑہ۔ یہ بتاؤ اے اے فیکٹری کے سکیورٹی انتظامات کیسے ہیں"۔ وزیر اعظم نے پوچھا۔

"تمام انتظامات بے حد سخت اور فول پروف ہیں جناب"۔ سکیورٹی انچارج کرنل چوپڑہ نے جواب دیا۔

"مجھے ان کی تفصیلات بتاؤ"۔ وزیر اعظم نے کہا تو کرنل چوپڑہ نے وزیر اعظم کو تفصیل بتانے لگا۔ جسے سن کر وزیر اعظم کے چہرے پر بے پناہ اطمینان آ گیا۔

"گڈ، اس کا مطلب ہے سگران سے اس فیکٹری میں جانے کا کوئی راستہ نہیں ہے اور اس فیکٹری کے اوپر موجود فولاد ساز کارخانے کو ایٹم بم مار کر بھی نہیں توڑا جا سکتا"۔ وزیر اعظم نے کہا۔

"یس سر، فیکٹری میں صرف واجوڑہ سے سپیشل وے سے ہی داخل ہوا جا سکتا ہے اور اس راستے سے آنے جانے والوں کی انتہائی سخت چیکنگ کی جاتی ہے۔ کوڈ ورڈز کے تبادلوں اور بہت سے مراحل کے

بعد ہی کوئی فیکٹری میں داخل ہو سکتا ہے"۔ کرنل نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں ان تمام انتظامات سے مطمئن ہوں۔ تم ایسا کرو کہ سپیشل وے کے آپریشنل روم میں چلے جاؤ۔ وہاں فیکٹری کے انتظامات دیکھنے سیکرٹ سروس کا چیف پنڈت نارائن پہنچ رہا ہے۔ اس کے پاس صدر مملکت کی ریڈ اتھارٹی ہے۔ اس کے ساتھ تعاون کرو اور ہاں جب تک وہ ریڈ اتھارٹی کا سپیشل کوڈ نہ بتا دے اسے فیکٹری ایریئے کے نزدیک بھی مت لے جانا"۔ وزیر اعظم نے کہا۔

"رائٹ سر"۔ کرنل چوپڑہ نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"ریڈ اتھارٹی کا سپیشل کوڈ نوٹ کر لو"۔ وزیر اعظم نے کہا اور پھر انہوں نے کرنل چوپڑہ کو ریڈ اتھارٹی کا سپیشل کوڈ بتا کر فون بند کر دیا۔ اب اگر اصل پنڈت نارائن اس فیکٹری میں جانے کی کوشش کرے گا تو اسے لازمی طور پر ریڈ اتھارٹی کا سپیشل کوڈ کرنل چوپڑہ کو بتانا پڑے گا۔ اگر پنڈت نارائن کی جگہ عمران یا کوئی اور ہوا تو وہ سپیشل کوڈ نہیں بتا سکے گا۔ یہ سوچ کر وزیر اعظم کے چہرے پر سکون آ گیا۔ انہوں نے فائل کھولی اور اسے پڑھنے میں منہمک ہو گئے۔

"ریڈ اتھارٹی۔ اوہ پنڈت نارائن کے پاس ریڈ اتھارٹی ہے۔ اس کا مطلب ہے اس ریڈ اتھارٹی کا کوئی سپیشل پاس ورڈ بھی ہو گا"۔ عمران نے رسیور کریڈل پر رکھ کر سوچتے ہوئے کہا۔ اس نے پنڈت نارائن بن کر وزیر اعظم سے بات کی تھی۔ وہ پنڈت نارائن کا روپ دھار کر اے اے فیکٹری میں جانا چاہتا تھا۔ پنڈت نارائن کے آفس سے اسے جو فائل ملی تھی اس میں فیکٹری کے تمام سیکورٹی انتظامات کی تفصیل موجود تھی مگر اس میں یہ نہیں بتایا گیا تھا کہ اس فیکٹری میں داخل ہونے کا راستہ کہاں ہے اور وہاں سے کیسے فیکٹری میں داخل ہوا جا سکتا ہے۔ عمران کے خیال میں اس فیکٹری میں داخل ہونے کا راستہ کم از کم سگران میں نہیں ہو سکتا تھا۔ اس فیکٹری میں جانے کے لئے یقینی طور پر کوئی خفیہ راستہ یا سرنگ بنائی گئی ہو گی۔ جو واجوڑہ یا اس کے اردگرد کے کسی علاقے میں ہو سکتی تھی اور اس راستے کا پتہ

چلانے کے لئے عمران اے اے فیکٹری کے انچارج کرنل چوپڑہ سے بات کرنا چاہتا تھا اور اس سے بات کرنے کے لئے اسے وزیراعظم کی اجازت کی ضرورت تھی۔ اسی مقصد کے لئے اس نے وزیراعظم کو فون کیا تھا تاکہ وہ اے اے فیکٹری میں موجود کرنل چوپڑہ کو ہدایات دے دیں کہ وہ اس کے ساتھ تعاون کرے۔ مگر جب وزیراعظم نے اسے ریڈ اتھارٹی کے بارے میں بتایا تو عمران قدرے پریشان ہو گیا۔

وہ اس وقت اسی مکان میں تھے جہاں انہیں فارٹی نے پہنچایا تھا۔ ایک رات آرام کرنے کے بعد عمران نے جولیا، تنویر، نعمانی اور صدیقی کو ان کے ادھورے کام مکمل کرنے کے لئے روانہ کر دیا تھا اور خود صفدر کے ساتھ ابھی تک اسی مکان میں موجود تھا۔ جولیا اور تنویر مناری اڑانے کے لئے گئے تھے۔ عمران کے کہنے پر فارٹی نے ان سب کو ان کا مطلوبہ سامان ایک بار پھر مہیا کر دیا تھا۔

"ریڈ اتھارٹی۔ یہ ریڈ اتھارٹی کیا ہے عمران صاحب"۔ صفدر جو عمران کے نزدیک بیٹھا لاؤڈر پر عمران اور وزیراعظم کی باتیں سن رہا تھا نے حیرت کا اظہار کرتے ہوئے پوچھا۔

"اسے کافرستان کی سب سے بڑی اور اہم اتھارٹی سمجھا جاتی ہے۔ ریڈ اتھارٹی لیٹر جنگی حالات میں خاص لوگوں مثلاً جنرل اور ایئر مارشل اور نیوی کے سربراہان اور اہم ترین محکموں کے وزیروں کو دیا جاتا ہے۔ اس اتھارٹی لیٹر کا ہولڈر کسی بھی وقت، کسی بھی حال میں کہیں بھی جا سکتا ہے اور بڑے سے بڑے وزیر یہاں تک کہ وزیراعظم کو بھی

ایک لحاظ سے لائن حاضر کر سکتا ہے۔ ریڈ اتھارٹی لیٹر ہولڈر سوائے صدر یا وزیراعظم کے کسی کو جواب دہ نہیں ہو سکتا"۔ عمران نے سنجیدگی سے بتایا۔

" اوہ، اس کا مطلب ہے پنڈت نارائن نے ہمارے لئے ریڈ اتھارٹی لیٹر حاصل کر رکھا ہے"۔ صفدر نے کہا۔

"ظاہر سی بات ہے"۔ عمران نے کہا۔

"آپ کہہ رہے تھے کہ ریڈ اتھارٹی لیٹر کا کوئی سپیشل پاس ورڈ ہوتا ہے"۔ صفدر نے چند لمحے توقف کے بعد کہا۔

"ہاں۔ تمہارا کیا خیال ہے ریڈ اتھارٹی لیٹر ایک عام سا وزیٹنگ کارڈ ہو گا"۔ عمران نے کہا۔

"تو پھر کیا ہوتا ہے"۔ صفدر نے پوچھا۔

"اس کا کوڈ نمبر ہوتا ہے یا پھر خاص پاس ورڈ"۔ عمران نے کہا۔

"تو پھر آپ پنڈت نارائن سے پوچھ لیں"۔ صفدر نے کہا۔

"ہاں، اب یہی کرنا پڑے گا۔ آؤ میرے ساتھ"۔ عمران نے سنجیدگی سے کہا اور پھر اٹھ کر کمرے سے نکلتا چلا گیا۔ مختلف راستوں سے ہوتا ہوا وہ ایک دوسرے کمرے میں آ گیا۔ جہاں ستونوں کے ساتھ کرنل شیکھر اور پنڈت نارائن زنجیروں سے بندھے ہوئے تھے۔ انہیں یہاں باندھنے کا انتظام بھی فارٹی نے ہی کیا تھا۔

پنڈت نارائن اور کرنل شیکھر ہوش میں تھے۔ عمران کو پنڈت نارائن کے روپ میں آتے دیکھ کر کرنل شیکھر کی آنکھوں میں بے پناہ

تیرا ابھر آیا تھا جبکہ پنڈت نارائن کا چہرہ غصے اور نفرت سے بگڑ گیا تھا۔

" تو تم دونوں ہوش میں ہو۔ گڈ"۔ عمران نے ان کے نزدیک جاتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

" مجھے یہاں باندھ کر تم بہت بڑی غلطی کر رہے ہو عمران۔ تم میرا میک اپ کر کے میرے آدمیوں کو زیادہ دیر دھوکہ نہیں دے سکو گے"۔ پنڈت نارائن نے عمران کی جانب غصیلی نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

" کون سے آدمی۔ تمہارے تمام سیکشنوں اور ایجنسیوں کے انچارج ختم ہو چکے ہیں۔ تمہارا ایک ساتھی بچا تھا جو بے چارہ خواہ مخواہ تمہارے ساتھ بندھا ہوا ہے"۔ عمران نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا تو پنڈت نارائن نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔ عمران نے صفدر کو اشارہ کیا تو صفدر تیزی سے آگے بڑھا اور اس نے کرنل شیکھر کے قریب جا کر اس کی کنپٹی پر زوردار مکہ مار کر اسے ہاف آف کر دیا۔

" یہ، یہ کیا۔ تم نے کرنل شیکھر کو کیوں بے ہوش کر دیا ہے"۔ پنڈت نارائن نے بری طرح سے چیختے ہوئے کہا۔

" تمہارے پاس ریڈ اتھارٹی لیٹر ہے"۔ عمران نے اس کی بات کا جواب دینے کی بجائے اچانک اس سے پوچھا تو پنڈت نارائن بری طرح سے چونک اٹھا۔

" ریڈ اتھارٹی لیٹر، کیا مطلب۔ ریڈ اتھارٹی لیٹر"۔ اس نے جلدی سے خود کو سنبھالتے ہوئے کہا۔

" صفدر، خنجر لاؤ اور الماری سے ایسڈ بھی نکال لانا"۔ عمران نے صفدر سے کہا تو صفدر سر ہلا کر شمالی دیوار کے پاس موجود ایک فولادی الماری کی جانب بڑھ گیا۔

" کک، کیا مطلب۔ تم کیا کرنا چاہتے ہو"۔ اسے ایسڈ اور خنجر منگواتے دیکھ کر پنڈت نارائن نے بے چینی پوچھا۔

" تم سے ریڈ اتھارٹی لیٹر کا کوڈ یا پاس ورڈ جو بھی اس سے متعلقہ ہے جاننے کے لئے۔ اب کیا ہے کہ تم آسانی سے تو بتاؤ گے نہیں۔ میں سوچ رہا ہوں تمہارے جسم پر زخم لگا کر ان پر تیزاب ڈالوں گا تو تم شاید مجھے ریڈ اتھارٹی لیٹر کا سپیشل کوڈ یا پاس ورڈ بتا دو"۔ عمران نے سادہ سے لہجے میں کہا۔

" ہونہہ، میں کوئی عام مجرم نہیں ہوں۔ جس پر تم تھرڈ ڈگری کا استعمال کرو گے تو وہ زبان کھول دے گا"۔ پنڈت نارائن نے نفرت سے ہنکارہ بھرتے ہوئے کہا۔

" تھرڈ ڈگری سے نہیں تو فورتھ ڈگری کے استعمال سے تو تم بتا ہی دو گے"۔ عمران نے کہا۔

" تم میری زبان کسی بھی طرح نہیں کھلوا سکو گے۔ یہ میرا دعویٰ ہے"۔ پنڈت نارائن نے پھنکار کر کہا۔

" دیکھ لیتا ہوں"۔ عمران نے بے پرواہی سے کہا۔ اسی وقت صفدر ایک تیز دھار خنجر اور ایک تیزاب کی بوتل لے کر عمران کے قریب آ گیا۔

"دیکھو عمران، تم بہت غلط کر رہے ہو۔ میں سیکرٹ سروس کا چیف ہوں۔ تم میرے ساتھ ایسا نہیں کر سکتے"۔ پنڈت نارائن نے قدرے خوف بھری نظروں سے تیزاب کی بوتل اور خنجر کی جانب دیکھتے ہوئے کہا۔

"تم سیکرٹ سروس کے چیف اپنی صلاحیتوں اور تجربوں سے نہیں بنے۔ بلکہ تم نے کرنل ایس کو کارنر کر کے اور وزیراعظم کے ساتھ ساز باز کر کے اس عہدے کو حاصل کیا ہے۔ میں جانتا ہوں۔ تم انتہائی ذہین، دلیر اور طاقتور انسان ہو۔ مگر تم نے سیکرٹ ایجنٹوں کی سپیشل ٹریننگ حاصل نہیں کی ہے۔ جنہیں خاص طور پر تشدد برداشت کرنے اور اپنی زبان بند رکھنے کی تربیت دی جاتی ہے۔ اس لحاظ سے تم ایک عام انسان ہو۔ جس کے جسم پر اگر زخم لگائے جائیں اور ان زخموں پر تیزاب ڈالا جائے تو نہ صرف شدید اذیت ہوتی ہے بلکہ بے پناہ جلن بھی ہوتی ہے۔ دیکھتا ہوں تم میں کس حد تک اذیت برداشت کرنے کی ہمت ہے"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کچھ بھی ہو۔ میں کافرستان کا خیر خواہ اور محب وطن ہوں۔ جو اپنے ملک کے مفاد کے لئے کسی کی جان لے بھی سکتا ہے اور اپنی جان دے بھی سکتا ہے"۔ پنڈت نارائن نے کہا۔

"اچھے ڈائیلاگ ہیں۔ کسی فلم کمپنی میں کیوں بھرتی نہیں ہو جاتے۔ اچھے خاصے ولن کا رول کر سکتے ہو"۔ عمران نے کہا۔

"تم نے کہا تھا کہ تم میرا فیس ٹو فیس مقابلہ کرنا چاہتے ہو"۔ اچانک پنڈت نارائن نے بات پلٹتے ہوئے کہا۔

"فیس ٹو فیس۔ ہاں، کیوں"۔ عمران نے چونک کر پوچھا۔

"میں جانتا ہوں عمران۔ تم یہاں اے اے فیکٹری کو تباہ کرنے آئے ہو اور تم میری شکل اختیار کر کے اے اے فیکٹری میں جانا چاہتے ہو۔ تمہیں یہ بھی معلوم ہو گا کہ میرے پاس ریڈ اتھارٹی لیٹر ہے جس کے کوڈ ورڈ کے استعمال سے میں اس فیکٹری میں آسانی کے ساتھ جا سکتا ہوں۔ اسی لئے تم مجھ سے ریڈ اتھارٹی لیٹر کا کوڈ معلوم کرنے آئے ہو"۔ پنڈت نارائن نے کہا۔

"ہاں"۔ عمران نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"میں تمہیں ریڈ اتھارٹی لیٹر کا کوڈ ورڈ بتا سکتا ہوں"۔ پنڈت نارائن نے عمران کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتے ہوئے اچانک کہا۔

"تو بتاؤ۔ میں تمہیں راگ الاپنے کے لئے تو نہیں کہہ رہا"۔ عمران نے منہ بنا کر کہا۔

"تم مجھ پر جس قدر مرضی تشدد کر لو۔ میرا رواں رواں کھینچ لو مجھے تیزاب سے جلا دو یا میرے جسم کو خنجر سے کاٹ کر رکھ دو۔ مگر میں تمہیں ریڈ اتھارٹی لیٹر کا کوڈ نہیں بتاؤں گا۔ ہاں اگر تم میرا فیس ٹو فیس مقابلہ کرو اور میرے ساتھ لڑ کر مجھے شکست دے دو تو میں وعدہ کرتا ہوں کہ میں نہ صرف تمہیں ریڈ اتھارٹی لیٹر کا پاس ورڈ بتا دوں گا بلکہ اے اے فیکٹری کو تباہ کرنے کے لئے تمہاری امداد بھی کروں

گا"۔ پنڈت نارائن نے کہا۔

" یہ شاید تم خنجر اور تیزاب سے بچنے کے لئے کہہ رہے ہو"۔ عمران نے اس کی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے کہا۔

" نہیں، تم نے جس طرح مجھے بزدلی کے طعنے دیئے تھے اور میرے آدمیوں کے سامنے جس انداز میں میری توہین کی تھی میں نے اسی وقت فیصلہ کر لیا تھا کہ میں تمہیں ہلاک کرنے سے پہلے ایک بار ضرور تم سے دست بدست لڑوں گا اور تم پر ثابت کروں گا کہ پنڈت نارائن کیا ہے اور پنڈت نارائن کے بازوؤں میں کتنی طاقت ہے جو بڑے سے بڑے اور طاقتور سے طاقتور پہلوان کی بھی ایک لمحے میں گردن توڑ دینے کی طاقت رکھتا ہے"۔ پنڈت نارائن نے تیز تیز لہجے میں کہا۔

" بات اصل میں وہ نہیں جو تم کہہ رہے ہو"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب"۔ پنڈت نارائن نے چونک کر پوچھا۔

" اصل میں تمہارا دل مجھ سے لڑنے کو چاہ رہا ہے۔ ٹھیک ہے میں تمہاری یہ حسرت بھی پوری کر دیتا ہوں۔ صفدر کھول دو اسے"۔ عمران نے کہا اور تیزاب کی بوتل اور خنجر دور لے جا کر ایک خالی کرسی پر رکھ دیا۔ صفدر آگے بڑھا اور نے پنڈت نارائن کی زنجیریں کھولنا شروع کر دیں۔

"خالی ہاتھوں لڑنا چاہو گے یا شمشیر زنی کا ارادہ ہے"۔ عمران نے

اس کی طرف واپس پلٹتے ہوئے پر مزاح لہجے میں کہا۔

" تمہارے لئے میرے یہ دو ہاتھ ہی کافی ہیں"۔ پنڈت نارائن نے جواباً مسکرا کر مگر انتہائی خوفناک لہجے میں کہا۔ صفدر نے اس کی زنجیریں کھولیں تو وہ دبلا پتلا ہونے کے باوجود مست ہاتھی کی طرح جھومتا ہوا عمران کے مقابل آگیا۔

" فیس ٹو فیس تو آ گئے ہو۔ اب کیا کرو گے"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" تمہیں موت کے گھاٹ اتاروں گا"۔ پنڈت نارائن نے غرا کر کہا۔

"وہ کیسے"۔ عمران نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

" ایسے"۔ پنڈت نارائن زخمی سانپ کی طرح پھنکارا اور پھر اس نے جھپٹ کر عمران پر یکلخت حملہ کر دیا۔

تنویر اور جولیا اس وقت منتاری سے تین سو کلو میٹر دور مانگلا کے ایک ہوٹل کے ایک کمرے میں موجود تھے۔

وہ دارالحکومت سے فارنی کی مہیا کردہ ایک کار میں سیدھے منتاری سے ہوتے ہوئے مانگلا پہنچے تھے۔ پہلے انہوں نے مسافر ٹرین کے ذریعے ایک خاص پلاننگ کے تحت منتاری برج کو اڑانے کا فیصلہ کیا تھا۔ مگر اب انہوں نے منتاری برج کو اڑانے کے لئے نئی منصوبہ بندی کر لی تھی۔

اس بار وہ مسافر ٹرین کی بجائے مال گاڑی کے ذریعے منتاری برج کو اڑانا چاہتے تھے تاکہ انسانوں کی ہلاکت کم سے کم ہوسکے۔ تنویر نے مانگلا کے ریلوے سٹیشن پر جا کر تمام معلومات حاصل کر لی تھیں۔ اس نے وہاں سے روانہ ہونے والی ایک مال گاڑی کے متعلق نہ صرف تمام معلومات حاصل کر لی تھیں بلکہ اس نے اس کے انجن

ڈرائیور کا بھی پتہ چلا لیا تھا جو اس مال گاڑی کو لے کر روانہ ہونے والا تھا۔

مال گاڑی اگلے روز دوپہر کے وقت روانہ ہونی تھی اور اسے رات کے وقت مال گودام سے لوڈ کیا جانا تھا۔ تنویر اور جولیا نے یہ پروگرام طے کیا تھا کہ تنویر رات کے وقت پاور بم لے کر ریلوے کے مال گودام میں گھس جائے گا اور پھر وہ ایک عام مزدور کے بھیس میں مال گاڑی کے ہر ڈبے میں ایک ایک پاور بم رکھ دے گا۔ جبکہ ان بموں کا ڈی چارجر جولیا کے پاس رہے گا اور جولیا منتاری برج سے دو کلو میٹر کے فاصلے پر دوربین سے اس مال گاڑی کے برج پر آنے کا انتظار کرے گی اور پھر جیسے ہی مال گاڑی برج پر چڑھے گی وہ ڈی چارجر سے مال گاڑی میں موجود بموں کو بلاسٹ کر دے گی۔ جس کے خوفناک دھماکوں سے مال گاڑی اور سارے کا سارا منتاری برج اڑ جائے گا۔ انہیں یہ منصوبہ بندی پہلے منصوبے سے زیادہ سہل نظر آ رہی تھی۔ اس سے نقصان کا اندیشہ بھی بے حد کم تھا۔ جبکہ مسافر گاڑی میں سفر کر کے اور خاص طور پر اس کے نچلے حصے پر سفر کر کے تنویر کو خاصی مشکلات در پیش آ سکتی تھیں۔ یہ بھی ممکن تھا کہ جولیا کے ٹرین منتاری برج پر روکنے سے وہاں موجود فوجی ہوشیار ہو جاتے اور منتاری برج پر موجود کیمروں سے اسے بم لگاتے ہوئے دیکھ لیا جاتا۔ دوسرے منتاری کمرشل زون کی ہولناک تباہی کی وجہ سے اس برج کی حفاظت اور بھی زیادہ سخت طریقے سے کی جا رہی تھی۔ کچھ عرصہ کے لئے اس برج سے

عام گاڑیوں کی آمدورفت بھی انجانے خطرے کے پیش نظر روک دی گئی تھی۔ اس برج پر ہر جگہ فوج ہی فوج اتری ہوئی تھی اور برج کے اردگرد کے علاقے پر بھی گہری نظر رکھی جارہی تھی۔ اس برج پر سے صرف مسافر ٹرینوں اور مال گاڑیوں کے گزرنے کی اجازت تھی۔ جن کو خاصی تیز رفتاری سے اس برج پر سے گزارا جاتا تھا۔ اس لئے تنویر اور جولیا نے یہ پروگرام ترتیب دیا تھا۔ اس سے ان کی کامیابی بھی ممکن تھی اور انہیں کسی قسم کے خطرے سے بھی نہ گزرنا پڑتا۔

" تمہارا کیا خیال ہے۔ مال گاڑی مانگلا سے نکل کر کتنی دیر بعد منتاری برج پر پہنچے گی "۔ جولیا نے تنویر سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

" مانگلا سٹیشن سے نکل کر اسے برج پر تقریباً آدھے گھنٹے میں پہنچ جانا چاہئے "۔ تنویر نے جواب دیا۔

" ہم نے جو پلاننگ کی ہے اس سے ہماری کامیابی تو ممکن ہے مگر "۔ جولیا کہتے کہتے رک گئی۔

" مگر، مگر کیا "۔ جولیا کو قدرے الجھا ہوا دیکھ کر تنویر نے چونک کر پوچھا۔

" منتاری برج پر ڈبل ٹریک ہیں۔ یعنی ایک طرف سے اپ گاڑیاں گزرتی ہیں اور دوسری طرف سے ڈاؤن "۔ جولیا نے کہا۔

" جی ہاں "۔ تنویر نے کہا۔

" کیا تم نے ٹرینوں کی آمدورفت کے بارے میں معلومات حاصل کی ہیں "۔ جولیا نے پوچھا۔

" نہیں، کیوں "۔ تنویر نے حیران ہوتے ہوئے پوچھا۔

" سوچو تنویر، جس وقت مال گاڑی منتاری برج سے گزرنے لگے عین اسی وقت دوسرے ٹریک پر اگر دوسری طرف سے کوئی مسافر گاڑی بھی اس برج پر آگئی تو "۔ جولیا نے کہا تو اس کی بات سن کر تنویر بری طرح سے چونک اٹھا۔

" اوہ، اوہ واقعی۔ اس مسئلے کی طرف تو میں نے سوچا ہی نہیں۔ یہاں ٹرینوں کی آمدورفت بھی بے حد زیادہ ہے۔ واقعی ایسا ہو سکتا ہے "۔ تنویر نے تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

" ہمیں ایسی غلطی نہیں کرنی چاہئے اور نہ ہی ہم انسانوں کی ہلاکت کے قائل ہیں۔ ہمیں صرف اپنے مشن پر توجہ رکھنی ہے اس لئے انسانی ہلاکتوں کا رسک نہیں لیا جا سکتا "۔ جولیا نے کہا۔

" یہ تو ہے۔ پھر آپ کیا کہتی ہیں۔ اس مسئلے کا کیا حل ہو سکتا ہے "۔ تنویر نے پوچھا۔

" تم رات کے وقت مال گودام میں مال گاڑی میں لوڈنگ کرتے وقت پاور بم رکھو گے۔ اس کے بعد تمہارا کام ختم ہو جائے گا۔ اس کا ایک ہی حل ہے اور وہ یہ کہ تم برج کی دوسری طرف راگان چلے جاؤ اور اگر وہاں سے ان اوقات میں کوئی مسافر ٹرین آ رہی ہو تو تمہیں ہر حال میں اسے روکنا ہو گا "۔ جولیا نے کہا تو تنویر پر خیال انداز میں سر ہلانے لگا۔

" ٹھیک ہے میں یہ کام کر لوں گا "۔ تنویر نے اثبات میں سر ہلاتے

ہوئے کہا۔

"گڈ"۔ جولیا نے کہا اور پھر وہ دونوں آپس میں اس سلسلے پر مزید باتیں کرتے رہے۔ پھر رات ہوتے ہی تنویر پاور بم اپنے لباس میں چھپا کر وہاں سے نکل کھڑا ہوا اور ایک ٹیکسی میں سوار ہو کر مانگلا ریلوے سٹیشن کی جانب روانہ ہو گیا۔

نعمانی نے کار ایک چوک پر روکی اور صدیقی کی جانب دیکھنے لگا۔ وہ اس وقت نئے میک اپ میں تھے۔ وہ دونوں اس بار پوری طرح سے تیار ہو کر آئے تھے۔

پہلے انہوں نے ڈاکٹر پرکاش کی رہائش گاہ کے متعلق تمام معلومات حاصل کی تھیں۔ ڈاکٹر پرکاش پر حملے کی وجہ سے ان کی کوٹھی کے گرد زبردست پہرہ لگا دیا گیا تھا۔ کوٹھی کے اندر اور باہر ہر طرف مسلح افراد گھومتے رہتے تھے اور کوٹھی کے اندر کئی خطرناک کتے بھی رکھے گئے تھے۔ جو کھلے گھومتے پھرتے تھے اور کسی بھی اجنبی کو چیرنے پھاڑنے کے لئے ہر وقت تیار رہتے تھے۔

یہ ساری معلومات نعمانی نے اس علاقے میں آکر ڈاکٹر پرکاش کی رہائش گاہ کے اردگرد کے مکینوں سے حاصل کی تھیں۔ اس وقت تقریباً سورج غروب ہو چکا تھا اور علاقے کی لائٹس جل اٹھی تھیں۔

ڈاکٹر پرکاش ایک تنہائی پسند انسان تھا جو شہر کے شور شرابے سے گھبراتا تھا۔ اس لئے اس نے شہری آبادی سے دور تقریباً غیر آباد علاقے میں رہائش رکھی ہوئی تھی۔ جو ابھی زیر تعمیر علاقہ تھا اور وہاں ابھی اتنی آبادی نہیں تھی۔ جس جگہ ڈاکٹر پرکاش کی کوٹھی تھی اس کے اردگرد کافی پلاٹس خالی تھے جن میں بے پناہ جنگلی گھاس اگا ہوا تھا۔

"کیا خیال ہے چلیں"۔ نعمانی نے کار کا انجن بند کرتے ہوئے کہا۔

"ہاں، دن اور رات کی نسبت اس وقت سیکورٹی خاصی نرم ہوگی"۔ صدیقی نے جواب دیا اور پھر وہ دونوں کار سے باہر آگئے۔ نعمانی نے کار کی ڈگی کھول کر اس میں سے پتلی رسی کا ایک گچھا نکال کر اپنے کاندھے پر ڈال لیا۔ جس کے سرے پر ایک فولادی آنکڑہ لگا ہوا تھا۔ پھر وہ دونوں مختلف راستوں سے گزرتے ہوئے ڈاکٹر پرکاش کی کوٹھی کی پشت پر آگئے اور پھر وہ دونوں ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کوٹھی کی بیرونی دیوار کے پاس آکر رک گئے۔ اس طرف چونکہ خالی پلاٹس تھے اور وہاں گھاس جھاڑ جھنکار کی طرح اگا ہوا تھا اس لئے وہاں کوئی پہرے دار موجود نہیں تھا۔

نعمانی نے رسی کا گچھا کاندھے سے اتارا اور اسے کھول کر نیچے ڈالنے لگا۔ پھر اس نے آنکڑے والے سرے کو پکڑا اور رسی کو ایک خاص انداز میں گھمانے لگا۔ تیزی سے گھماتے ہوئے اس نے رسی کو یکدم اوپر کی جانب جھٹکا دے کر چھوڑ دیا۔ فولادی کنڈے کی وجہ سے رسی

سیدھی ہوئی اٹھتی چلی گئی اور دیوار کی دوسری طرف جا گری۔ نعمانی نے رسی کو دھیرے دھیرے کھینچا اور پھر فولادی کنڈا جب دیوار کی دوسری طرف کسی درز میں اٹک گیا تو اس نے اسے اچھی طرح سے کھینچ کر چیک کیا اور پھر گہری نظروں سے چاروں طرف ماحول کا جائزہ لے کر وہ رسی کے ساتھ لٹک گیا اور پھر نہایت تیزی سے اوپر چڑھتا چلا گیا۔

دیوار پر چڑھ کر وہ چند لمحے دیوار پر لیٹا رہا۔ اس طرف خاصا اندھیرا تھا اور کوٹھی کے اندر بھی گھاس اگا ہوا تھا۔ نعمانی نے اردگرد کا جائزہ لیا اور پھر کسی کو وہاں موجود نہ پا کر اس نے صدیقی کو اشارہ کیا اور دوسری طرف چھلانگ لگا دی اور وہاں لگی ہوئی باڑ کے بیچ میں دبک گیا۔ چند ہی لمحوں بعد صدیقی بھی چھلانگ لگا کر اس کے پاس آگیا۔ ان دونوں نے چست لباس پہن رکھے تھے۔

نعمانی اور صدیقی باڑ کی آڑ لیتے ہوئے تقریباً رینگتے ہوئے انداز میں کوٹھی کی عمارت کی جانب بڑھنے لگے اور پھر وہ جیسے ہی ایک باڑ کی آڑ سے نکل کر دوسری باڑ کی اوٹ میں ہوئے انہیں سامنے سے دو سیاہ رنگ کے بڑے بڑے بلڈاگ کتے اس طرف آتے دکھائی دیئے۔ نعمانی اور صدیقی نے اپنے سائیلنسر لگے ریوالور نکال کر ہاتھوں میں لے لئے اور پھر جیسے ہی دونوں کتے ذرا آگے آئے ان دونوں نے بیک وقت ان پر فائرنگ کر دی۔ ٹرچ ٹرچ کی آوازوں کے ساتھ ان کے ریوالوں سے دو شعلے نکلے اور دونوں بلڈاگ اچھل کر زمین پر گر گئے۔

نعمانی اور صدیقی نے ان کے سروں کا نشانہ لیا تھا جس کی وجہ سے وہ ہلکی سی غزاہٹ کی آواز بھی نہ نکال سکے تھے۔

نعمانی اور صدیقی ان کتوں کو ہلاک کر کے تیزی سے باڑ کی آڑ سے باہر نکلے اور پھر انہوں نے ان دونوں کتوں کی لاشیں گھسیٹیں اور انہیں باڑ کے پیچھے ڈال دیا۔ اسی لمحے انہیں عمارت کے جنوبی کونے کی طرف سے کسی کے قدموں کی آواز سنائی دی۔ وہ بجلی کی سی تیزی سے دوبارہ باڑ کی اوٹ میں چلے گئے۔ اسی لمحے ایک لمبا تڑنگا نوجوان ہاتھ میں مشین گن لئے اس طرف آتا دکھائی دیا۔

نوجوان تیز نظروں سے اردگرد کا جائزہ لیتا ہوا آگے بڑھ رہا تھا۔ وہ شاید ان کتوں کو اس طرف آتے دیکھ کر اس طرف آیا تھا۔ نعمانی اور صدیقی کا خیال تھا کہ وہ نوجوان اردگرد کا جائزہ لے کر وہاں سے پلٹ جائے گا مگر نوجوان کچھ ضرورت سے زیادہ ہی وہمی معلوم ہو رہا تھا یا پھر وہ ان کتوں کو وہاں نہ پا کر حیران ہو رہا تھا۔

"جمی، ٹائیگر"۔ اس نے اچانک کتوں کو پکارتے ہوئے ان کے نام لئے اور اس طرف آنے لگا جس طرف صدیق اور نعمانی دبکے ہوئے تھے اور پھر وہ ایک جگہ رک کر غور سے نیچے دیکھنے لگا۔ اس جگہ ان کتوں کا خون موجود تھا جنہیں نعمانی اور صدیقی نے ہلاک کیا تھا۔ خون دیکھ کر وہ تیزی سے سیدھا ہو گیا اور اس نے یکدم اپنی مشین گن سیدھی کر لی۔ اسی وقت صدیقی کے خاموش ریوالور سے گولی نکلی اور نوجوان ہلکی سی چیخ مار کر وہیں گر گیا اور بری طرح سے تڑپنے لگا۔ چیخ کی

آواز غالباً عمارت کی دوسری طرف پہنچ گئی تھی کیونکہ اچانک تین چار افراد کے بولنے اور ان کے دوڑنے کی آوازیں سنائی دی تھیں۔

اس سے پہلے کہ وہ افراد اس طرف پہنچتے نعمانی اور صدیقی جنہوں نے ربر سول کے جوتے پہن رکھے تھے بجلی کی سی تیزی سے بھاگتے ہوئے عمارت کے شمالی کونے کی طرف پہنچ گئے۔ کیونکہ انہیں قدموں کی آوازیں جنوبی کونے کی طرف سے آتی سنائی دی تھیں اور پھر اچانک انہوں نے تین مسلح افراد کو جنوبی کونے سے نکل کر اس طرف آتے دیکھا۔

"ان کا خاتمہ کر دو ورنہ اپنے ساتھی کی لاش دیکھ کر یہ اپنے دوسرے ساتھیوں کو مطلع کر دیں گے اور پھر وہ سب ہماری تلاش میں کوٹھی کا چپہ چپہ چھان ماریں گے"۔ صدیقی نے سرگوشی کے عالم میں کہا تو نعمانی نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر انہوں نے خاموش ریوالوروں سے فائر کر کے ان تینوں مسلح افراد کو بھی موت کی گہری نیند سلا دیا۔

"آؤ"۔ صدیقی نے کہا اور تیزی سے ایک طرف بڑھتا چلا گیا۔ اس طرف پانی کا ایک پائپ چھت تک جاتا دکھائی دے رہا تھا۔

صدیقی نے اپنا ریوالور جیب میں ڈالا اور پھر بندر کی سی پھرتی سے اس پائپ پر چڑھتا چلا گیا۔ اسے چھت تک پہنچنے میں زیادہ سے زیادہ ایک منٹ لگا تھا۔ دوسرے منٹ میں نعمانی بھی اس کے پاس پہنچ چکا تھا۔

چھت خالی تھی۔ وہ تیزی سے اٹھے اور چھت پر موجود نیچے جانے
والے زینوں کی طرف دوڑتے چلے گئے۔ سیڑھیوں سے اتر کر وہ ایک
راہداری میں آئے اور احتیاط کے ساتھ ادھر ادھر دیکھتے ہوئے درمیانی
منزل کی بالکونیوں کی جانب آ گئے۔ اس طرف دو کمروں کی بالکونیاں
تھیں۔ وہ تیزی سے ان بالکونیوں کی جانب بڑھ گئے۔ ابھی وہ بالکونی
کے قریب پہنچے ہی تھے کہ انہوں نے زینوں کی طرف سے قدموں کی
آوازیں سنیں۔ بالکونیوں کے قریب بڑے بڑے گملے تھے جن میں
پھول اور پتے بھرے ہوئے تھے۔ یہ گملے آرٹیفشل اور بڑے بڑے تھے
وہ دونوں تیزی سے ان گملوں کی آڑ میں ہو گئے۔ اسی لمحے سیڑھیاں
چڑھ کر ایک مسلح شخص اوپر آ گیا۔ اس کے ہاتھ میں بھی مشین گن
تھی۔ اس نے سیڑھیوں پر ہی کھڑے رہ کر راہداری اور بالکونیوں کا
جائزہ لیا اور پھر تیزی سے نیچے چلا گیا۔

"تم یہیں رکو، میں بالکونی سے کمروں میں جھانکتا ہوں"۔ نعمانی
نے صدیقی سے سرگوشیانہ انداز میں کہا اور تیزی سے ایک کمرے کی
کھڑکی کی طرف بڑھا جس پر شیشے لگے ہوئے تھے۔ نعمانی نے شیشوں
سے اندر جھانکا تو اسے ایک میز کے پاس ڈاکٹر پرکاش بیٹھا نظر آیا۔

ڈاکٹر پرکاش کو وہ چونکہ سپیشل ہسپتال میں دیکھ چکا تھا اس لئے
اسے پہچاننے میں اسے کوئی دقت نہیں ہوئی تھی۔ نعمانی تیزی سے
پیچھے ہٹ آیا۔ چونکہ کھڑکی بند تھی اس لئے وہ باہر سے اس پر فائر کر کے
رسک نہیں لینا چاہتا تھا۔ اگر وہ باہر سے ڈاکٹر پرکاش پر فائر کرتا تو اس

کے ریوالور سے تو آواز نہ نکلتی مگر شیشہ چھناکے سے ٹوٹ جاتا۔ جس
سے کوٹھی میں موجود مسلح افراد چوکنے ہو جاتے۔

"وہ اندر موجود ہے"۔ نعمانی نے صدیقی کے پاس آ کر کہا۔ صدیقی
نے اثبات میں سر ہلایا اور پھر وہ بالکونی سے نکل کر راہداری میں آئے
اور اس کمرے کے دروازے کی جانب بڑھتے بڑھتے چلے گئے جس میں
ڈاکٹر پرکاش موجود تھا۔

دروازے کے قریب پہنچ کر وہ دونوں رک گئے۔ پھر نعمانی نے آگے
بڑھ کر دروازے پر ہلکی سی دستک دے دی۔

"کون"۔ اندر سے ڈاکٹر پرکاش کی آواز سنائی دی۔

"سر، اس کمرے سے باہر آ جائیے۔ یہاں خطرہ ہے۔ ہم آپ کو اپنی
حفاظت میں لینا چاہتے ہیں"۔ نعمانی نے تیز لہجے میں کہا۔ اس نے
نفسیاتی داؤ آزمایا تھا۔ اسے یقین تھا کہ اس کے اس طرح بات کرنے
سے ڈاکٹر پرکاش چونک جائے گا اور شاید بوکھلاہٹ میں وہ اٹھ کر
دروازہ کھول دے۔ اس کا یہ حربہ کامیاب رہا تھا۔ اسے قدموں کی آواز
سنائی دی اور پھر اندر سے چٹخنی کھول دی گئی۔ جیسے ہی ڈاکٹر پرکاش
نے اندر سے چٹخنی ہٹائی نعمانی نے دروازے کا ہینڈل دبا کر ایک جھٹکے
سے دروازہ کھول دیا۔ چونکہ ڈاکٹر پرکاش دروازے کے قریب کھڑا تھا
اس لئے دروازے کا جھٹکا لگنے سے وہ اچھل کر دور جا گرا۔ اس سے پہلے
کہ وہ اٹھتا نعمانی اور صدیقی کے ریوالوروں سے گولیاں نکلیں اور
ڈاکٹر پرکاش بری طرح سے تڑپنے لگا اور دیکھتے ہی دیکھتے ساکت ہو

گیا۔

"چلو"۔ڈاکٹر پرکاش کو ہلاک ہوتے دیکھ کر نعمانی نے تیز لہجے میں کہا۔وہ تیزی سے مڑے مگر اسی لمحے سامنے راہداری سے اچانک دو مسلح افراد نکل آئے۔انہیں دیکھ کر وہ چونکے انہوں نے اپنی مشین گنیں سیدھی کی ہی تھیں کہ نعمانی اور صدیقی کے ریوالوروں سے ایک بار پھر گولیاں نکلیں اور دونوں مسلح افراد بری طرح سے چیختے ہوئے الٹ کر گر گئے۔صدیقی اور نعمانی نے اسی طرف سے مزید قدموں کی آوازیں سنیں تو وہ مخالف سمت میں بھاگ اٹھے۔راہداری سے ہوتے ہوئے وہ بالکونی میں آگئے اور پھر وہ بالکونی سے چھلانگ لگا کر نیچے آئے اور عمارت کے نچلے حصے میں آگئے۔جیسے ہی وہ کودے اسی وقت اچانک سامنے سے کتوں کے خوفناک انداز میں بھونکنے کی آوازیں سنائی دینے لگیں۔ساتھ ہی پوری کی پوری کوٹھی جیسے تیز روشنی سے جگمگا اٹھی۔

کتوں کی آوازیں سن کر نعمانی اور صدیقی بھڑک کر ایک طرف بھاگ اٹھے۔ابھی وہ عمارت کے کنارے پر پہنچے ہی تھے کہ اچانک انہیں عقب سے کتوں اور سامنے سے کئی مسلح افراد کی آوازیں سنائی دیں۔نعمانی نے جلدی سے جیب سے ایک ہینڈ گرنیڈ نکالا اور اس کی سیفٹی پن دانتوں سے کھینچ کر اس نے مڑ کر اپنے پیچھے آنے والے کتوں پر اچھال دیا۔ایک ہولناک دھماکہ ہوا اور ان کتوں کے پرخچے اڑ گئے اسی لمحے سامنے سے چار مسلح محافظ مشین گنیں لئے ہوئے ان کے

سامنے آگئے۔مگر اسی لمحے صدیقی نے بھی ایک ہینڈ گرنیڈ نکالا اور اس کی سیفٹی پن کھینچ کر اس نے ان محافظوں کی جانب اچھال دیا۔بم دیکھ کر محافظوں نے دائیں بائیں چھلانگیں لگانے کی کوشش کی مگر ایک زوردار دھماکہ ہوا اور ان کے بھی پرخچے اڑ گئے۔اب تو جیسے ساری کوٹھی میں تیز سیٹیوں اور لوگوں کے چیخنے کی آوازیں گونج اٹھیں۔

نعمانی اور صدیقی برق رفتاری سے بھاگتے ہوئے عمارت کے پچھلے حصے کی طرف آئے اور پھر زگ زیگ انداز میں بھاگتے ہوئے اس طرف بڑھتے چلے گئے جس طرف سے وہ آئے تھے۔اس طرف ابھی کوئی مسلح محافظ نہیں آیا تھا۔عمارت میں اور عمارت کی دوسری طرف مسلح محافظوں نے اندھا دھند مگر بے مقصد فائرنگ کرنا شروع کر دی تھی۔

نعمانی نے برق رفتاری سے بھاگتے ہوئے ایک اونچی چھلانگ لگائی اور دیوار کی منڈیر پکڑ لی۔اس نے اپنے جسم کو ایک زوردار جھٹکا دے کر قلابازی کھائی اور دیوار کی دوسری طرف کود گیا۔صدیقی نے بھی اس کی تقلید کی تھی۔

کوٹھی سے باہر آ کر وہ اندھیرے کا فائدہ اٹھا کر تیزی سے بھاگتے چلے گئے۔کوٹھی سے فائرنگ اور زبردست شور کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔مسلح افراد شاید یہی سمجھ رہے تھے کہ مجرم ابھی کوٹھی میں ہی ہیں۔جن کو وہ پاگل کتوں کی طرح تلاش کرتے پھر رہے تھے۔

نعمانی اور صدیقی بھاگتے ہوئے انہی راستوں سے ہوتے ہوئے

اس جگہ پہنچ گئے جہاں ان کی کار موجود تھی اور پھر وہ جلدی سے کار میں سوار ہوئے اور کار سٹارٹ ہو کر نہایت تیزی سے ایک طرف بڑھتی چلی گئی۔ انہوں نے آخرکار اپنے آخری ٹارگٹ کو بھی ہٹ کر دیا تھا۔ جو ان کی سب سے بڑی اور اہم کامیابی تھی۔

پنڈت نارائن نے اچانک اور اس قدر تیزی سے عمران پر حملہ کیا تھا کہ عمران بچتے بچتے بھی اس کی زد میں آگیا اور پنڈت نارائن کی لات کھا کر وہ تیزی سے پیچھے ہٹتا چلا گیا۔ اس نے بمشکل خود کو گرنے سے بچایا تھا۔

پنڈت نارائن نے بڑے خوبصورت انداز میں فلائنگ کک لگائی تھی۔ فلائنگ کک لگا کر پنڈت نارائن فرش پر گر پڑا تھا مگر زمین پر گرتے ہی وہ اس طرح اچھلا جیسے اس کا جسم ربڑ کا بنا ہوا ہو۔ وہ اچانک ہی اچھل کر دوبارہ عمران پر آپڑا تھا لیکن اس بار عمران نے اس کے حملے کو روکا اور اپنا بایاں گھٹنا موڑ کر اس کے پیٹ میں مار دیا۔ ایک تو پنڈت نارائن پوری قوت سے اچھل کر آیا تھا دوسرے عمران نے جس تیزی سے گھٹنا اٹھایا تھا اس لئے اس کی ضرب بے حد زوردار انداز میں پنڈت نارائن کے پیٹ میں لگی تھی۔ پنڈت نارائن کے حلق سے

اوغ کی آواز نکلی اور وہ اچھل کر فرش پر گر پڑا۔

"ارے، ارے زمین کیوں چاٹ رہے ہو۔ اٹھو، اٹھو"۔ عمران نے اسے شہ دیتے ہوئے کہا۔

پنڈت نارائن اس کی بات سن کر تیزی سے اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ اس کی آنکھیں شعلے برسا رہی تھیں۔ وہ خونخوار نظروں سے عمران کو دیکھ رہا تھا جیسے وہ عمران کے ٹکڑے اڑا کر رکھ دے گا۔

پنڈت نارائن عمران کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر اس کی طرف بڑھنے لگا۔ عمران اپنی جگہ خاموش کھڑا رہا اس کے ہونٹوں پر غصہ دلانے والی مسکراہٹ تھی۔ عمران کے قریب پہنچتے ہی پنڈت نارائن نے اپنا دایاں مکہ گھما کر عمران کو ڈاج دینا چاہا مگر عمران تیزی سے دائیں طرف ہٹ گیا اور دوسرے ہی لمحے اس کی ٹانگ چلی اور پنڈت نارائن اچھل کر نیچے گرا۔ مگر وہ تیزی سے اٹھا اور اس نے نہایت تیزی سے عمران پر چھلانگ لگا دی۔ مگر عمران نے اپنے جسم کو مخصوص انداز میں گھماتے ہوئے اچانک پنڈت نارائن کی گردن پر ہاتھ ڈال دیئے۔ دوسرے ہی لمحے پنڈت نارائن کی گردن اس کے مضبوط ہاتھوں میں آ چکی تھی۔ پنڈت نارائن نے جھٹکا دے کر خود کو اس کی گرفت سے چھڑانے کی کوشش کی مگر گرفت اس قدر مضبوط تھی کہ وہ صرف جھٹکا کھانے کے سوا اور کچھ نہ کر سکا۔

"کوشش کرو، شاید کامیاب ہو جاؤ"۔ عمران نے کہا۔ اسی لمحے پنڈت نارائن نے اپنے نچلے جسم کو زور سے اچھالا اور قلابازی کھانے

والے انداز میں اس نے عمران کے عین پیٹ میں ایک زوردار مکا مار دیا۔ اس کا فولادی مکا عمران کے پیٹ پر پڑا تو عمران کی گرفت اس کی گردن سے کسی قدر ڈھیلی پڑ گئی۔ پنڈت نارائن نے گردن موڑ کر نہایت تیزی سے اس کی گرفت سے چھڑا لی اور دونوں ہاتھوں کا زور دے کر عمران کو پیچھے دھکیل دیا۔

عمران لڑکھڑاتا ہوا عقبی دیوار سے جا ٹکرایا۔ اسی لمحے پنڈت نارائن اچھلا اور اس نے پوری قوت سے فلائنگ کک عمران کے سینے پر مارنے کی کوشش کی مگر عمران بروقت ایک طرف ہو گیا۔ پنڈت نارائن کے دونوں پیر دیوار سے لگے۔ اس نے جسم کو تیزی سے جھٹکا دیا اور فرش پر گرنے کی بجائے اس نے جلدی سے قلابازی کھائی اور پلٹ کر واپس اپنے پیروں پر کھڑا ہو گیا۔

"گڈ، اسے کہتے ہیں خطرناک لڑائی"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ پنڈت نارائن کے حلق سے زخمی بھیڑیئے جیسی غراہٹ نکلی اور اس نے ایک بار پھر اچھل کر عمران پر حملہ کر دیا۔ اس نے اچانک پلٹا کھا کر عمران کے منہ پر مکا مارنا چاہا مگر عمران نے ایک جھٹکے سے اپنا جسم ایک طرف کر لیا اور پھر اس کا ہاتھ اٹھا اور پوری قوت سے ایک مکا پنڈت نارائن کی کنپٹی پر لگا۔ مکا اس قدر زوردار تھا کہ پنڈت نارائن اچھل کر کئی فٹ دور جا گرا تھا۔ اس بار عمران نے اس پر چھلانگ لگا دی مگر اسی لمحے پنڈت نارائن نے کروٹ بدلی اور اپنی ٹانگیں اٹھا کر عمران کی پنڈلیوں پر ماریں۔ عمران بری طرح سے

لڑکھڑا کر گر پڑا۔ پنڈت نارائن نے اپنے جسم کو موڑا اور پھر زمین پر لوٹنی لگا کر عین عمران کے اوپر آ گیا۔ دوسرے ہی لمحے وہ دونوں ایک دوسرے کو بری طرح سے رگیدتے چلے گئے۔

صفدر ایک طرف کھڑا عمران اور پنڈت نارائن کو نہایت خوفناک انداز میں لڑتے دیکھ رہا تھا۔ عمران اور پنڈت نارائن جس بری طرح سے لڑ رہے تھے ان دونوں میں شکست ماننے کے آثار دکھائی نہیں دے رہے تھے۔ دونوں اس وقت ایک دوسرے کے ہم پلہ نظر آ رہے تھے۔ نہ ہی عمران اس کے حملوں سے خود کو بچا پا رہا تھا اور نہ پنڈت نارائن عمران کے داؤ پیچ سے اپنا کسی طرح سے بچاؤ کر پا رہا تھا۔ تقریباً ایک گھنٹے تک ان دونوں کے درمیان خوفناک اور جان لیوا جنگ ہوتی رہی۔ پھر عمران نے جیسے حتمی فیصلہ کر لیا۔ اس نے اچانک اپنے جسم کو جھٹکا دے کر گھمایا اور ایک زوردار مکا پنڈت نارائن کی ناک پر جڑتا ہوا دوسری طرف ہٹ گیا۔ پنڈت نارائن کے حلق سے ایک زوردار چیخ نکلی اور وہ ناک پر ہاتھ رکھ کر لڑکھڑاتے قدموں پیچھے ہٹتا چلا گیا۔ اس کا ہاتھ یکلخت اس کی ناک سے نکلنے والے خون سے بھر گیا تھا۔ اس سے پہلے کہ وہ سنبھلتا عمران نے الٹی قلابازی کھائی اور اس کی دونوں ٹانگیں عین پنڈت نارائن کے سینے پر پڑیں۔ لڑکھڑاتا ہوا پنڈت نارائن اچھل کر پشت کے بل زمین پر جا گرا۔ عمران تیزی سے اس کے قریب آیا اور پھر اس کی ٹانگیں مشینی انداز میں چلنے لگیں اور پنڈت نارائن کی دردناک چیخوں سے کمرہ گونج اٹھا۔

اس نے ہاتھ بڑھا کر عمران کی ٹانگیں پکڑ کر اسے پشت کے بل الٹانا چاہا مگر عمران اچھل کر اس کے دائیں جانب آیا اور اس کے بوٹ کی ٹو پوری قوت سے پنڈت نارائن کی کنپٹی پر پڑی۔ پنڈت نارائن حلق کے بل چیخ اٹھا۔

" ریڈ اتھارٹی لیٹر کا کوڈ بتاؤ۔ ورنہ......" عمران نے اس کی کنپٹی پر دوسری ضرب لگاتے ہوئے کہا۔

" بب۔ بب۔ بتاتا ہوں۔ بتاتا ہوں۔ رک جاؤ۔ فار گاڈ سیک رک جاؤ"۔ پنڈت نارائن نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

" بتاؤ۔ جلدی"۔ عمران نے اس قدر خوفناک لہجے میں کہا تو پنڈت نارائن نے نہ چاہتے ہوئے بھی کوڈ بتا دیا۔

" گڈ"۔ عمران نے کہا اور ساتھ ہی اس نے بوٹ کی ٹو سے اس کی گردن کے عقبی حصے میں اس انداز میں ماری کہ پنڈت نارائن کے حلق سے فلک شگاف چیخ نکلی۔ وہ یکبارگی زور سے تڑپا اور پھر اس کے ہاتھ پیر ڈھیلے پڑتے چلے گئے۔

" اسے اٹھا کر دوبارہ زنجیروں سے باندھ دو"۔ عمران نے بت بنے صفدر کو کھڑے دیکھ کر کہا اور پھر اس کی کوئی بات سنے بغیر کمرے سے باہر نکلتا چلا گیا۔ مختلف راستوں سے ہوتا ہوا وہ باہر آیا اور تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا اس کمرے میں آ گیا جہاں ٹیلی فون موجود تھا۔

اس نے ٹیلی فون اٹھایا اور کرسی پر بیٹھ کر اس نے ٹیلی فون سیٹ گود میں رکھا اور اس کا رسیور اٹھا کر کان سے لگایا اور پھر چند نمبر

پریس کرنے لگا۔

"یس"۔ چند لمحوں بعد دوسری طرف سے ایک آواز سنائی دی۔

"پرنس آف ڈھمپ"۔ عمران نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

"اوہ پرنس، آپ۔ آپ کا کام ہو گیا ہے۔ میرے آدمیوں نے جان توڑ کوششوں کے بعد واجوڑہ میں ایک سپیشل وے کا پتہ چلا لیا ہے جہاں سے ایک طویل سرنگ سگران تک جاتی ہے"۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"لوکیشن بتاؤ"۔ عمران نے کہا تو دوسری طرف سے سپیشل وے کی لوکیشن بتائی جانے لگی۔

"تھینک یو رابرٹ۔ تمہارا معاوضہ تمہیں مل جائے گا"۔ عمران نے کہا اور دوسری طرف سے جواب سنے بغیر اس نے فون بند کر دیا۔ اسی لمحے صفدر بھی وہاں پہنچ گیا۔

"اب کیا پروگرام ہے عمران صاحب"۔ صفدر نے کمرے میں داخل ہو کر عمران کو خاموش بیٹھے دیکھ کر کہا۔

"موج مستیاں کریں گے اور رنگ رلیاں منائیں گے اور ہم یہاں کرنے ہی کیا آئے ہیں"۔ عمران نے کہا تو صفدر ایک لمحے کے لئے عمران کی شکل دیکھتا رہ گیا۔ جیسے اسے عمران کے جملے کا مفہوم سمجھ میں نہ آیا ہو۔

"میرا مطلب ہے۔ ریڈ اتھارٹی لیبر کا کوڈ آپ کو معلوم ہو گیا ہے۔ اب مشن مکمل کریں گے یا ابھی کوئی اور کام باقی ہے"۔ صفدر نے

عمران کی بات کا برا مناتے ہوئے کہا۔

"برا منا گئے۔ ارے میں تو مذاق کر رہا تھا"۔ عمران نے اسے برا مناتے دیکھ کر جلدی سے کہا۔

"آپ نے بات ہی ایسی کی تھی"۔ صفدر نے اسی انداز میں کہا۔

"بات ہی کی تھی کوئی لٹھ تو نہیں مار دیا تھا"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"بعض اوقات آپ کی باتیں بھی لٹھ مارنے جیسی ہی ہوتی ہیں"۔ صفدر نے کہا۔

"اچھا چلو آئندہ میں لات مارنے والے انداز میں بات کر لیا کروں گا۔ اب تو اپنا موڈ ٹھیک کر لو"۔ عمران نے کہا تو صفدر بے اختیار ہنس پڑا۔

"میں نے موڈ ٹھیک کرنے کے لئے کہا تھا ہنسنے کے لئے نہیں"۔ عمران نے کہا تو صفدر کی ہنسی تیز ہو گئی۔

"اب اسی طرح ہنستے رہو گے یا کچھ کام بھی کرو گے"۔ عمران نے اسے مصنوعی غصہ دکھاتے ہوئے کہا۔

"کیا کام کرنا ہے بتایئے"۔ صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"پنڈت نارائن کے سر پر جوتے مار کر اس کا آدھا سر گنجا کر دیا ہے۔ باقی کا سر کسی نائی کو بلوا کر گنجا کروا دیتے ہیں۔ پھر اس کا منہ کالا کر کے کسی گدھے پر بٹھا کر اس کی بارات اس کی محبوبہ کے گھر لے جاتے ہیں"۔ عمران نے ایسے لہجے میں کہا کہ صفدر ایک بار پھر ہنس

دیا۔

" سامان تیار کرو اور چلو۔ اے اے فیکٹری اپنی تباہی کی منتظر ہے"۔ عمران نے اٹھتے ہوئے کہا تو صفدر مسکراتا ہوا اور عمران کے پیچھے کمرے سے نکل گیا۔

تھوڑی ہی دیر میں وہ ایک لینڈ روور میں سوار نہایت تیزی سے واجوڑہ کی جانب اڑے چلے جا رہے تھے۔

تنویر ریلوے سٹیشن پر پہنچ کر مزدوروں کے لباس میں ان مزدوروں میں آسانی کے ساتھ شامل ہو گیا تھا جو مال گوداموں سے سامان مال گاڑیوں میں لوڈ کرتے تھے۔

مال گودام بے حد وسیع تھا اور ہر قسم کے سامان سے بھرا ہوا تھا۔ ان میں ڈرم بھی تھے اور بڑے بڑے بورے بھی۔ تنویر ان مزدوروں کے ساتھ مل کر مال گاڑیوں میں سامان لوڈ کرانے میں مصروف ہو گیا۔ وہ کوشش کر رہا تھا کہ وہ ہر ڈبے میں خود جائے۔ ہر ڈبے میں جا کر وہ سامان کے ساتھ ایک ماچس کی ڈبیہ جتنا بم اس ڈبے میں پہنچا رہا تھا۔ اب تک وہ تقریباً دس ڈبوں میں بم پہنچ چکا تھا اور اس پر کسی کو معمولی سا بھی شک نہیں ہوا تھا۔ وہ چونکہ بہت سے مزدوروں کے ساتھ مل کر کام کر رہا تھا۔ اس لئے وہ ان سے نظر بچا کر ادھر ادھر بھی نہیں ہو سکتا تھا۔ اس کی جان اس وقت چھوٹی تھی جب تمام ڈبے

پوری طرح سے لوڈ ہو گئے تھے اور جب وہ فارغ ہوا تو اچھا خاصا دن نکل آیا تھا۔ ساری رات کام کر کے تنویر بری طرح سے تھک گیا تھا اور رات چونکہ وہ سویا بھی نہیں تھا اس لئے اب اسے زوروں کی نیند آ رہی تھی۔ اس نے وقت دیکھا تو صبح کے چھ بج رہے تھے۔ وہ مال گودام سے نکل کر پلیٹ فارم پر آ گیا۔

پلیٹ فارم پر اس وقت اچھا خاصا رش ہو رہا تھا۔ کچھ ٹرینیں آ رہی تھیں اور کچھ وہاں سے جانے کے لئے پلیٹ فارموں پر تیار کھڑی تھیں۔ تنویر کے پاس اتنا وقت نہیں تھا کہ وہ کسی اور راستے سے وہاں سے نکل کر راگان چلا جاتا۔ جہاں سے اس نے آنے والی ٹرین کو کسی بھی حالت میں اس وقت تک روکنا تھا جب تک کہ مال گاڑی منتاری برج پر نہ پہنچ جاتی اور جولیا ڈی چارجر سے اس مال گاڑی اور منتاری برج کو نہ اڑا دیتی۔

وہ چند لمحے سوچتا رہا پھر وہ وہیں سے راگان جانے والی ٹرین میں سوار ہو گیا۔ مانگلا سے راگان کا فاصلہ تقریباً ایک گھنٹے کی دوری پر تھا۔ تنویر نے چونکہ راگان سٹیشن پر ہی جانا تھا اس لئے وہ اطمینان سے ایک بوگی کی خالی سیٹ پر آ کر بیٹھ گیا اور پھر اس پر خماری اس بری طرح سے حاوی ہونے لگی کہ وہ کسی طرح اپنی آنکھوں کو بند ہونے سے نہ روک سکا اور پھر وہ کھڑکی کی جالی سے سر ٹکا کر سو گیا۔ اسے پتہ ہی نہ چلا کہ کب ٹرین روانہ ہوئی اور کب منتاری برج سے گزر کر راگان سٹیشن اور پھر اس سٹیشن سے نکل کر آگے بڑھ گئی۔ اس کی آنکھ

س وقت کھلی تھی جب ٹکٹ چیکر نے اسے جھنجھوڑا تھا۔

"ٹکٹ پلیز"۔ ٹکٹ چیکر نے کہا تو تنویر نے سیدھے ہو کر جیب سے ٹکٹ نکال کر اس کو دے دیا۔ ٹکٹ چیکر ٹکٹ کو الٹ پلٹ کر دیکھنے لگا۔

"یہ کیا، یہ تو راگان تک کا ٹکٹ ہے۔ کہاں جانا ہے تم نے"۔ ٹکٹ چیکر نے کہا تو تنویر چونک پڑا۔

"راگان۔ میں نے راگان جانا ہے"۔ تنویر نے جلدی سے کہا۔

"راگان، ہونہہ۔ راگان کو تو گزرے ہوئے تین گھنٹوں سے بھی زیادہ وقت گزر چکا ہے"۔ ٹکٹ چیکر نے کہا اور تنویر بوکھلا کر اٹھ کھڑا ہوا۔ اس نے بڑے گھبرائے ہوئے انداز میں ریسٹ واچ دیکھی اور پھر اس کا چہرہ یکلخت دھواں دھواں ہو گیا۔ ریسٹ واچ پر دن کے بارہ بجنے والے تھے اور یہ وہ وقت تھا جب مانگلا سے اس مال گاڑی نے روانہ ہونا تھا۔ جس میں اس نے پاور بم رکھے تھے۔

"راگان گزر گیا۔ اوہ، اوہ مجھے تو راگان اترنا تھا"۔ اس نے پریشانی کے عالم میں کہا۔

"ہونہہ، تم مانگلا سے ٹرین میں سوار ہوئے تھے اور مانگلا سے راگان کا ایک گھنٹے کا سفر تھا اور تم یہاں پڑے اس طرح سو رہے تھے جیسے باپ کے بیڈروم میں ہو"۔ ٹکٹ چیکر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ اس کی بات کا تنویر کو غصہ تو بہت آیا مگر وہ وقت گزر جانے کے احساس سے پریشان ہو رہا تھا۔ اب یہ گاڑی نجانے کب اور کہاں جا کر

رکتی ہے اور اسے راگان پہنچنے میں کتنا وقت لگ سکتا ہے۔ اس دوران اگر مال گاڑی منتاری برج پر آ گئی اور دوسری طرف سے اس برج پر کوئی مسافر ٹرین چڑھ گئی تو جولیا کسی بھی صورت میں اس برج کو تباہ کرنے کی کوشش نہیں کرے گی اور مال گاڑی یونہی برج سے گزر جائے گی۔ اس طرح ان کا یہ مشن فیل ہو جائے گا۔ یہ سوچ کر تنویر کی جان ہوا ہونے لگی تھی۔

"اب کیا سوچ رہے ہو۔ پکڑو ٹکٹ۔ شاران سٹیشن آنے والا ہے وہاں اتر جانا۔ اگر اس سے آگے سفر کیا تو میں جرمانے کے ساتھ سارے سفر کا خرچ وصول کروں گا"۔ ٹکٹ چیکر نے ٹکٹ اس کے ہاتھ میں تھماتے ہوئے کہا اور تنویر بے خیالی میں دھم سے اپنی سیٹ پر بیٹھ گیا۔

تصور ہی تصور میں وہ ایک طرف سے مال گاڑی اور دوسری طرف سے ایک مسافر ٹرین کو منتاری برج پر چڑھتے دیکھ رہا تھا اور پھر دونوں گاڑیاں تیز گڑگڑاہٹ کی آوازیں پیدا کرتی ہوئیں اس برج پر سے گزرتی چلی گئیں اور پھر اچانک تنویر کی آنکھوں کے سامنے جولیا کی سلگتی ہوئی آنکھیں آ گئیں جو اس کی جانب انتہائی غضبناک اور غصیلی نظروں سے گھور رہی تھی۔ تنویر نے جلدی سے سر جھٹک کر اس خیال کو جھٹکا اور دل ہی دل میں دعائیں مانگنے لگا کہ مال گاڑی جب منتاری برج پر آئے تو دوسری طرف سے اس برج پر کوئی مسافر گاڑی نہ آ جائے اور جولیا کو اس برج کو اڑانے کا موقع مل جائے۔

منتاری برج سے دو میل دور ایک مضافاتی علاقے کی ایک اونچی عمارت کی چھت پر جولیا نہایت اطمینان سے بیٹھی ہوئی تھی۔ اس نے ایک آنکھ پر ایک لمبی سی دور بین لگا رکھی تھی۔ جس کے طاقتور لینزوں سے وہ اس قدر دور سے بھی منتاری برج کو آسانی سے دیکھ رہی تھی۔ اس کے سامنے ایک بریف کیس کھلا پڑا تھا۔ بریف کیس میں ایک پیچیدہ مشینری نظر آ رہی تھی جس پر مختلف رنگوں کے چند بٹن لگے ہوئے تھے اور چند بلب تھے جو جل بجھ رہے تھے۔ اس مشینری سے ایک ایریل نما تار نکلی ہوئی تھی جو کسی راڈار کی طرح چاروں طرف گھوم رہی تھی۔

جولیا نے مانگلا کے اس علاقے میں پہنچ کر خاص طور پر اس عمارت کو منتخب کیا تھا۔ یہ ایک رہائشی عمارت تھی جو ابھی زیر تعمیر تھی اور اس علاقے کی سب سے اونچی عمارت تھی۔ جہاں مزدور اپنا کام کر

رہے تھے۔ جولیا زیر تعمیر عمارتوں کا سروے کرنے والی ایک سرکاری ایجنسی کا حوالہ دے کر وہاں پہنچی تھی۔ وہاں کام کرنے والے مزدور چونکہ پڑھے لکھے نہیں تھے اس لئے جولیا نے انہیں آسانی سے ٹریپ کر لیا اور پھر وہ سیدھی چھت پر پہنچ گئی۔ اس نے سختی سے مزدور اور ٹھیکدار کو چھت پر آنے سے منع کر دیا تھا۔ سرکاری اہلکار سمجھ کر مزدور اور ٹھیکدار سہم گئے تھے۔ اس لئے وہ اپنے کام میں مصروف ہو گئے اور جولیا اطمینان سے وہاں آکر بیٹھ گئی۔

اس نے گھڑی پر وقت دیکھا۔ تقریباً بارہ بج کر پچیس منٹ ہو رہے تھے۔ اسے وہاں آئے ہوئے پون گھنٹہ گزر چکا تھا۔ وہ مسلسل آنکھ سے دور بین لگائے منتاری برج کی جانب دیکھ رہی تھی جہاں ہر طرف گشت کرتے ہوئے فوجی دکھائی دے رہے تھے۔

اچانک جولیا نے دور بین میں مانگلا کی مخالف سمت سے ایک مسافر ٹرین کو برج پر آتے دیکھا۔ اس نے بے اختیار اپنے ہونٹ بھینچ لئے۔

"یہ مسافر ٹرین کہاں سے آگئی۔ میں نے تنویر کو سختی سے ہدایات دیں تھیں کہ مال گاڑی کے آنے سے پہلے وہ راگان سے کسی گاڑی کو منتاری برج کی طرف نہ آنے دے"۔ جولیا نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

مسافر ٹرین نہایت تیز رفتار تھی اور وہ نہایت تیزی سے برج پر سے گزر رہی تھی اور دیکھتے ہی دیکھتے چند ہی لمحوں میں مسافر ٹرین اس برج سے نکلتی چلی گئی۔ عین اسی لمحے جولیا نے مانگلا کی طرف سے ایک

ٹرین منتاری برج پر چڑھتے دیکھی۔ وہ مال گاڑی تھی۔

مال گاڑی اب تیزی سے برج کی طرف بڑھ رہی تھی اور وہ عام گاڑیوں سے کافی طویل تھی۔ چونکہ مال گاڑیوں کے ڈبے مسافر ٹرین کی بوگیوں سے چھوٹے ہوتے ہیں اس لئے ان کی تعداد کافی زیادہ ہوتی ہے۔

مال گاڑی اب برج پر آپہنچی تھی۔ جولیا چند لمحے انتظار کرتی رہی پھر جب اس نے دوسری طرف سے مال گاڑی کے انجن کو برج سے نکلتے دیکھا تو اس کا ہاتھ بے اختیار بریف کیس میں موجود ایک سرخ بٹن پر پہنچ گیا۔ جولیا کی نظریں مسلسل مال گاڑی پر جمی ہوئی تھیں۔ بوگیاں برج سے نکلی جا رہی تھیں اور جولیا کا دل بے اختیار دھڑکنا شروع ہو گیا تھا۔

ایک کے بعد دوسرا پھر تیسرا اور پھر چوتھا ڈبہ برج سے نکل گیا۔ جیسے ہی مال گاڑی کا پانچواں ڈبہ برج سے جولیا کو باہر نکلتا دکھائی دیا۔ جولیا نے یکلخت آنکھیں بند کر کے سرخ بٹن دبا دیا۔

منتاری برج پر ایک انتہائی خوفناک دھماکہ ہوا اور ہر طرف یکلخت تیز روشنی پھیل گئی اور پھر یکے بعد دیگرے ہولناک دھماکے ہونے لگے۔ جس کی آوازیں دور دور تک سنائی دے رہی تھیں۔ جولیا نے جلدی سے آنکھیں کھول کر دیکھا تو اسے دور مال گاڑی کے ڈبے آگ کے گولے بنے ہوا میں اڑتے نظر آئے اور برج کو اس نے تنکوں کی طرح فضا میں بکھرتے دیکھا۔ پھر خوفناک اور تیز گڑ گڑاہٹ کی آواز کے

ساتھ برج کو وسیع وعریض دریا میں گرتے دیکھنے لگی۔

خوفناک پاور بموں نے ٹرین سمیت مناری برج کو ایک لمحے میں تنکوں کی طرح فضا میں اڑا کر رکھ دیا تھا۔ جولیا چند لمحے بت بنی اس طرف دیکھتی رہی جہاں آگ اور دھویں کے مرغولے اٹھ رہے تھے پھر وہ دوربین اور بریف کیس وہیں چھوڑ کر اٹھی اور تیزی سے بھاگتی ہوئی زیریں زینوں کی جانب بھاگتی چلی گئی۔ خوفناک دھماکوں اور گڑگڑاہٹ کی آوازوں سے دور دور تک کا علاقہ لرز اٹھا تھا اور نیچے موجود مزدور بھی اپنے اپنے کام چھوڑ کر عمارت سے باہر بھاگ رہے تھے۔ سارے علاقے کے لوگ چند ہی لمحوں میں گھروں سے نکل کر باہر آگئے تھے اور ہر طرف انسانی سر ہی سر نظر آنے لگے تھے۔

جولیا اس بھیڑ کا فائدہ اٹھا کر نہایت تیزی سے وہاں سے نکلتی چلی گئی۔

عمران نہایت تیز رفتاری سے لینڈ روور کو دوڑائے لئے جا رہا تھا۔ دارالحکومت سے واجوڑہ کا فاصلہ بہت زیادہ تھا۔ مگر عمران نہایت تیز رفتاری سے ڈرائیونگ کرتے ہوئے آٹھ گھنٹوں میں واجوڑہ پہنچ گیا۔

واجوڑہ میں وہ اس علاقے تک آسانی سے پہنچ گیا جس کا پتہ اس نے ایک انفارمیشن دینے والی رابرٹ ایجنسی سے حاصل کیا تھا۔ وہ ایک بہت بڑا میدانی علاقہ تھا۔ جہاں تیل تلاش کرنے والی کسی کمپنی نے ایک عارضی پلانٹ لگایا تھا۔ اس میدان میں سڑک اندر دور تک جاتی ہوئی نظر آ رہی تھی۔ سڑک کی دونوں جانب باقاعدہ کانٹوں والی باڑ لگی ہوئی تھی۔ کافی آگے ایک بہت بڑی عمارت دکھائی دے رہی تھی۔

جوں جوں عمران گاڑی آگے لے جاتا گیا وہاں اسے کئی عمارتیں

دکھائی دینے لگیں۔ وہ عمارتیں دور دور تک پھیلی ہوئی تھیں۔ ان عمارتوں کے گرد اونچی اونچی دیواریں تھیں۔ جن پر بجلی کی ننگی تاریں لگی ہوئی تھیں۔

" کیا ہم کسی فوجی چھاؤنی میں جا رہے ہیں"۔ صفدر نے ان عمارتوں کو دیکھتے ہوئے کہا۔

" ہاں، ایسا ہی سمجھ لو"۔ عمران نے مختصر سا جواب دیتے ہوئے کہا۔ اس کی نظریں سامنے موجود ایک بڑی عمارت پر جمی ہوئی تھیں جس کا بڑا سا پھاٹک نما دروازہ صاف نظر آ رہا تھا۔ گیٹ کے پاس دو فوجی چوکیاں بنی ہوئی تھیں اور گیٹ کے پاس بے شمار مسلح فوجی نظر آ رہے تھے۔

عمران نے گاڑی گیٹ کے قریب لے جا کر روک دی تو ایک مسلح فوجی تیز تیز چلتا ہوا اس کے قریب آ گیا۔ عمران نے جیب سے ایک کارڈ نکال کر اس فوجی کی جانب بڑھا دیا۔ جس پر کافرستانی سیکرٹ سروس کا مخصوص نشان بنا ہوا تھا۔ سپاہی نے کارڈ کو غور سے دیکھا پھر پلٹ کر وہ ایک چوکی میں گھستا چلا گیا۔

" کیسا کارڈ تھا"۔ صفدر نے دبی زبان میں عمران سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

" پنڈت نارائن کی جیب سے ملا تھا۔ اس لئے اس کی کوئی نہ کوئی اہمیت تو ہو گی۔ میں نے دے دیا ہے۔ ہو سکتا ہے کام بن جائے"۔ عمران نے جواب دیا تو صفدر خاموش ہو گیا۔ پنڈت نارائن کی جیب

سے نکلنے والے کارڈ کا سن کر وہ سمجھ گیا تھا کہ وہ پنڈت نارائن کا وزیٹنگ کارڈ ہو گا۔

چند لمحوں بعد وہ فوجی واپس آ گیا۔ اس کے ساتھ ایک ادھیڑ عمر لمبا تڑنگا نوجوان بھی تھا۔ وہ ادھیڑ عمر بھی فوجی لباس میں تھا۔ اس کے کاندھوں پر موجود سٹارز اور سینے پر لگے ہوئے بیج دیکھ کر عمران سمجھ گیا کہ وہ ملٹری انٹیلی جنس کا کرنل چوپڑہ ہے۔ اسے یقینی طور پر وزیراعظم نے کال کر دی ہو گی اور اب وہ خود اس کے لئے فیکٹری سے نکل کر یہاں چوکی پر پہنچ گیا تھا۔

" میرا نام کرنل چوپڑہ ہے جناب۔ مجھے آپ کی آمد کی اطلاع جناب وزیراعظم نے دے دی تھی۔ آیئے جناب"۔ اس ادھیڑ عمر کرنل چوپڑہ نے کہا تو عمران اثبات میں سر ہلا کر گاڑی سے باہر آ گیا۔ صفدر نے بھی اس کی تقلید کی۔

کرنل چوپڑہ ان دونوں کو لئے ہوئے چوکی میں آ گیا جہاں چند فوجی پہلے سے موجود تھے اور ایک میز کے پیچھے ایک بھاری چہرے والا میجر رینک کا فوجی گہری نگاہوں سے ان دونوں کو دیکھ رہا تھا۔ انہیں اندر آتے دیکھ کر وہ پنڈت نارائن کے احترام میں اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

" تشریف رکھیئے جناب"۔ کرنل چوپڑہ نے کہا تو عمران اور صفدر سائیڈوں میں پڑی ہوئی کرسیوں پر بیٹھ گئے۔

" آپ کو تو بہت پہلے پہنچ جانا چاہئے تھا جناب۔ میں کئی گھنٹوں سے آپ کا یہاں انتظار کر رہا تھا"۔ کرنل چوپڑہ نے کہا۔ اس کی تیز

نظریں عمران اور صفدر کے سراپے کا جائزہ لے رہی تھیں۔ صفدر کو یوں لگ رہا تھا جیسے اس کی تیز چمکدار آنکھیں اس کے رگ و پے میں اترتی جا رہی ہوں۔

"کرنل چوپڑہ میں اے اے فیکٹری کا جائزہ لینے آیا ہوں۔ میرا مقصد اس فیکٹری کا صرف جنرل سروے سے ہے"۔ عمران نے پنڈت نارائن کے انداز میں انتہائی کرخت لہجے میں کہا۔

"معاف کیجئے گا جناب۔ لیکن جناب وزیراعظم صاحب کا حکم ہے۔ جب تک آپ ریڈ اتھارٹی لیٹر کا سپیشل کوڈ نہیں بتائیں گے ہم آپ کو اے اے فیکٹری میں نہیں لے جا سکتے"۔ کرنل چوپڑہ نے کہا۔ عمران نے اس کی طرف غور سے دیکھا پھر اس نے ریڈ اتھارٹی لیٹر کا اسے سپیشل کوڈ بتا دیا۔

کرنل چوپڑہ نے جیب سے ایک کارڈ نکالا اور عمران کا بتایا ہوا کوڈ اس کارڈ پر لکھے کوڈ سے ٹیلی کرنے لگا۔

"یس سر، ٹھیک ہے سر۔ آپ نے بالکل صحیح کوڈ بتایا ہے۔ آیئے میں آپ کو اے اے فیکٹری لئے چلتا ہوں۔ لیکن آپ میرے ساتھ اکیلے چلیں گے۔ جناب وزیراعظم کے حکم کے تحت میں سوائے آپ کے کسی اور کو وہاں نہیں لے جا سکتا۔ سوری سر، مجبوری ہے"۔ کرنل چوپڑہ نے کہا۔

"ٹھیک ہے، یہ میری واپسی تک یہیں رکے گا"۔ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور اٹھ کھڑا ہوا۔

کرنل چوپڑہ عمران کو لئے ہوئے چوکی سے باہر آ گیا۔

"کیا آپ اپنی گاڑی میں جانا پسند کریں گے یا میرے ساتھ چلیں گے"۔ کرنل چوپڑہ نے پوچھا۔

"جیسا تم مناسب سمجھو"۔ عمران نے کندھے اچکاتے ہوئے کہا۔

"آیئے"۔ کرنل چوپڑہ نے کہا اور وہ عمران کو لئے ہوئے بڑے آہنی گیٹ کی جانب بڑھتا چلا گیا۔ گیٹ کے قریب جا کر اس نے گیٹ پر لگے ہوئے ایک چیکنگ گلاس پر اپنا ہاتھ پھیلا کر رکھ دیا۔ چند لمحوں کے بعد گیٹ ہلکی سی گڑگڑاہٹ کی آواز کے ساتھ کھلتا چلا گیا۔ دوسری طرف بھی بہت سے مسلح افراد موجود تھے اور وہاں ایک فوجی جیپ کھڑی تھی۔ کرنل چوپڑہ جیپ کی ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا اور عمران اس کے ساتھ والی سیٹ پر آ بیٹھا۔ اسی لمحے کرنل چوپڑہ نے جیپ آگے بڑھا دی۔ سامنے ایک طویل راہداری نما راستہ تھا۔ کرنل چوپڑہ اس راستے پر جیپ دوڑاتا رہا۔ پھر اس راستے کا اختتام ایک اور عمارت کے اختتام پر ہوا۔ جہاں ایک اور بڑا سا دروازہ موجود تھا۔ کرنل چوپڑہ نے جیپ اس دروازے کے قریب لے جا کر روکی اور تین بار مخصوص انداز میں اس نے ہارن بجایا تو دروازہ خودبخود کھلتا چلا گیا۔

وہ ایک بڑا سا کمرہ تھا۔ کرنل چوپڑہ نے جیپ آگے بڑھائی اور اس گیراج نما کمرے میں لے آیا۔ جیسے ہی جیپ گیراج نما کمرے میں داخل ہوئی ان کے عقب میں دروازہ خودبخود بند ہوتا چلا گیا اور پھر جیسے ہی

دروازہ بند ہوا اچانک عمران کو یوں محسوس ہوا جیسے اس گیراج نما کمرے کا فرش نیچے بیٹھتا جا رہا ہو۔ کیونکہ چھت تیزی سے اوپر ہوتی جا رہی تھی۔

چند لمحوں بعد فرش لفٹ کی طرح نیچے جاتا رہا پھر ہلکے سے جھٹکے سے رک گیا۔ سامنے ایک اور دروازہ تھا۔ کرنل چوپڑہ نے جیپ کا ہارن اس بار چار مرتبہ مخصوص انداز میں بجایا تھا۔ تو دروازہ کھلتا چلا گیا اور سامنے ایک وسیع و عریض کشادہ اور جدید قسم کی سرنگ کا راستہ دکھائی دینے لگا۔ جہاں خاصی روشنی پھیلی ہوئی تھی۔

کرنل چوپڑہ نے جیپ آگے بڑھا دی اور پھر وہ جیپ کی رفتار تیز سے تیز کرتا چلا گیا۔

سرنگ میں جگہ جگہ فوجی چوکیاں بنی ہوئی تھیں اور وہاں مسلح فوجی بیٹھے ہوئے صاف نظر آ رہے تھے مگر انہوں نے کرنل چوپڑہ کی جیپ کو روکنے کی کوشش نہیں کی تھی۔

جیپ سرنگ میں تقریباً دو گھنٹے فل سپیڈ سے دوڑتی رہی پھر کرنل چوپڑہ نے رفتار کم کر لی۔ عمران نے چونک کر دیکھا تو اسے سامنے ایک اور بڑا فولادی دروازہ نظر آیا۔ اس دروازے کے پاس بھی مسلح فوجی موجود تھے۔

کرنل چوپڑہ نے ان فوجیوں کی طرف دیکھ کر انگلیوں سے وی کا نشان بنایا تو ان میں سے ایک فوجی نے دروازے کے ساتھ لگا ہوا ایک بٹن دبا دیا جس سے فولادی دروازہ تیزی سے دو حصوں میں

منقسم ہو کر دائیں بائیں دیواروں میں گھستا چلا گیا اور سامنے طویل راہداری نظر آنے لگی۔ کرنل چوپڑہ نے جیپ روکی اور اس کا انجن بند کر دیا۔

"آیئے جناب"۔ کرنل چوپڑہ نے کہا تو عمران جیپ سے اتر آیا۔ کرنل چوپڑہ عمران کو لئے ہوئے اس کھلے ہوئے دروازے میں داخل ہو گیا۔ وہ دونوں اس راہداری میں چلتے ہوئے ایک بار پھر ایک فولادی دروازے کے قریب آ کر رک گئے۔ اس قدر حفاظتی نظام اور جگہ جگہ سکیورٹی چیک پوسٹیں اور دروازے دیکھ کر عمران سوچ رہا تھا کہ اگر وہ پنڈت نارائن کے روپ میں نہ ہوتا تو وہ شاید ہی اس جگہ پہنچ پاتا۔

اس فولادی دروازے کے سامنے دو مسلح گارڈ کھڑے تھے۔ انہوں نے کرنل چوپڑہ کو فوجی انداز میں سیلوٹ کیا۔ کرنل چوپڑہ نے سر کو خم کر کے ان کے سلام کا جواب دیا اور جیب سے ایک پیتل کا کارڈ نکال کر ایک فوجی کو دے دیا۔ اس کارڈ پر چھوٹے چھوٹے بے شمار سوراخ بنے ہوئے تھے۔ مسلح گارڈ نے پیتل کا کارڈ سائیڈ کی دیوار میں نصب ایک کمپیوٹر نما مشین کے ایک خانے میں ڈال دیا۔ اسی لمحے دیوار پر موجود ایک کمپیوٹر سکرین آن ہوئی اور اس پر تیزی سے نمبر چلنا شروع ہو گئے۔ پھر یکلخت چند مخصوص نمبر رکے اور ان کے نیچے "اوکے" لکھا ہوا نظر آنے لگا۔ اسی لمحے سرر کی آواز کے ساتھ فولادی دروازہ کھلتا چلا گیا۔ یہ ایلومینیم کی بنی ہوئی ایک چھوٹی سی راہداری

تھی جس میں ہلکی زرد رنگ کی روشنی پھیلی ہوئی تھی۔ وہ دونوں جیسے ہی اندر داخل ہوئے ان کے پیچھے دروازہ بند ہو گیا اور راہداری میں اچانک نیلے رنگ کی روشنی بھر گئی۔ عمران بڑے اطمینان بھرے انداز میں کرنل چوپڑہ کے ساتھ اس راہداری میں چلتا رہا۔ اسے اچھی طرح سے معلوم تھا کہ اس راہداری میں مخصوص ریز کی وجہ سے اس کا میک اپ اور اس کے جسم کی چیکنگ کی جا رہی ہے۔

عمران نے چونکہ ان چیکنگ مرحلوں کی فائل پڑھ رکھی تھی اس لئے وہ خاص تیاری سے وہاں آیا تھا۔ اس نے جو میک اپ کر رکھا تھا اسے کسی بھی طرح چیک نہیں کیا جا سکتا تھا اور وہ اے اے فیکٹری کو تباہ کرنے کے لئے جو بم اپنے ساتھ لایا تھا وہ اس نے ایک خاص پیکٹ میں چھپا رکھے تھے جن میں سے کوئی ریز گزر کر ان بموں کو چیکنگ نہیں کر سکتی تھی۔ عمران نے بڑی آسانی سے ان حفاظتی انتظامات کو شکست دے دی تھی۔

کرنل چوپڑہ نے آگے بڑھ کر ایک دیوار پر ہاتھ پھیرا تو وہاں ایک چھوٹا سا خلا بنتا چلا گیا اور پھر کرنل چوپڑہ عمران کو لے کر ایک نہایت خوبصورت، جدید اور انتہائی وسیع و عریض فیکٹری میں داخل ہو گیا۔ جہاں ہر طرف بڑی بڑی، عجیب اور جدید ساخت کی مشینیں نصب تھیں۔ سامنے ایک چبوترے پر سیاہ رنگ کے ایرو نما پانچ ایئر کرافٹ کھڑے تھے جن کے گرد فولادی جنگلے لگے ہوئے تھے اور ان کے گرد بے شمار افراد نیلے رنگ کا مخصوص لباس پہنے اپنے کاموں میں مصروف

تھے۔

عمران بڑی گہری اور دلچسپ نگاہوں سے اس عظیم الشان فیکٹری کو دیکھ رہا تھا۔

"آیئے جناب۔ میرے دفتر میں تشریف رکھیں۔ آپ تھکے ہوئے ہیں۔ کچھ دیر آرام کر لیں پھر میں آپ کو فیکٹری کا نہ صرف وزٹ کرا دوں گا بلکہ آپ سے تفصیلاً بات چیت بھی ہو جائے گی"۔ کرنل چوپڑہ نے کہا۔

"یہاں سی جی ون الیکٹرا ویژن موجود ہے۔ مجھے وہاں لے چلو۔ میں وہاں بیٹھ کر اوپر موجود فولاد ساز کارخانے کے مزدوروں کو دیکھنا چاہتا ہوں"۔ عمران نے کہا۔

"بہتر جناب۔ آیئے"۔ کرنل چوپڑہ نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور پھر وہ مختلف راستوں سے ہوتا ہوا عمران کو ایک بڑے سے کمرے میں لے آیا۔ اس کمرے میں ایک بڑی سی مشین نصب تھی۔ جس کے سامنے ایک شخص کرسی پر بیٹھا اسے آپریٹ کرنے میں مصروف تھا۔ مشین کے اوپر ایک بڑی سی سکرین نظر آ رہی تھی جو روشن تھی اور اس پر ایک کارخانے کا منظر نظر آ رہا تھا۔ جس میں فولاد سازی کا کام کیا جا رہا تھا۔ یہ کمپیوٹر چیکنگ روم تھا۔ اس سے فیکٹری کے اوپر موجود فولاد ساز کارخانے پر نظر رکھی جاتی تھی۔

"شیرم، یہ سیکرٹ سروس کے چیف پنڈت نارائن ہیں۔ یہاں سپیشل سروے کے لئے آئے ہیں۔ ان کے ساتھ تعاون کرو"۔ کرنل

چوہڑہ نے مشین پر بیٹھے ہوئے آپریٹر سے مخاطب ہو کر کہا تو وہ شخص پنڈت نارائن کے احترام میں اٹھ کھڑا ہوا۔

"اوہ آیئے جناب۔ تشریف رکھیئے۔ حکم کیجئے میں آپ کی کیا خدمت بجا لا سکتا ہوں"۔ شیرم نے انتہائی مؤدبانہ انداز میں عمران کو سلام کرتے ہوئے کہا تو عمران اس کی کرسی پر بیٹھ گیا۔

"سر، اگر کسی چیز کی ضرورت ہو تو بتایئے"۔ کرنل چوہڑہ نے کہا۔

"کیا یہ کہنے کی ضرورت ہے۔ مشروب اور کچھ کھانے کے لئے لے آؤ"۔ عمران نے اسے گھور کر دیکھتے ہوئے کہا۔

"اوہ، یس سر۔ سوری سر میں ابھی لاتا ہوں جناب"۔ کرنل چوہڑہ نے جلدی سے کہا اور تیزی سے کمرے سے نکلتا چلا گیا۔

"یہاں کا چیف انجنیئر کون ہے"۔ کرنل چوہڑہ کے جانے کے بعد عمران نے شیرم سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"سر آکاش ورما صاحب ہیں جناب"۔ شیرم نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"ہوں، بلاؤ ان کو۔ میں اس سے ضروری بات کرنا چاہتا ہوں"۔ عمران نے کہا۔

"بہتر جناب"۔ شیرم نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور تیزی سے کمرے سے باہر نکل گیا۔ جیسے ہی وہ باہر گیا عمران کرسی سے اٹھا اس نے جیکٹ کی خفیہ جیبوں سے دو ماچس کی ڈبیہ جتنے بم نکالے اور انہیں کمپیوٹر مشین میں موجود الگ الگ رخنوں میں ڈال دیا۔ رخنے خاصے

بڑے تھے۔ بم ان خانوں میں غائب ہو گئے تو عمران دوبارہ اس اکلوتی کرسی پر آکر بیٹھ گیا۔

چند لمحوں بعد دروازہ کھلا اور شیرم اندر آ گیا۔ اس کے ساتھ ایک دبلا پتلا مگر ادھیڑ عمر شخص تھا۔ عمران چونکہ اپنا مشن مکمل کر چکا تھا۔ دو انتہائی طاقتور اور انتہائی خطرناک بم وہ وہاں چھپا چکا تھا جو اس وسیع و عریض فیکٹری کو اڑانے کے لئے کافی تھے۔ اس لئے عمران نے چیف انجنیئر سے چند معمولی نوعیت کے سوال کئے اور پھر اسے جانے کی اجازت دے دی۔ عمران چونکہ وہاں جنرل سروے کے لئے آیا تھا اور اس لئے وہ فوری اس فیکٹری سے باہر نہیں جا سکتا تھا کہ کہیں وہ مشکوک نہ ہو جائے۔ اس لئے وہ نہایت انہماک سے کمپیوٹر سکرین پر فولاد ساز کارخانے کے ہر مزدور کو سکرین پر کلوز اپ لے کر چیک کرتا رہا۔ وہ وہاں تقریباً چار گھنٹے تک رکا رہا تھا۔ تمام چیکنگ کر کے اس نے اے اے فیکٹری کا راؤنڈ لگایا۔ ڈاکٹر ورما سے ملا اور اس سے چند سائنسی امور پر باتیں کیں اور پھر وہ کرنل چوہڑہ کے ساتھ واپس روانہ ہو گیا۔ یہ اس کی خوش قسمتی ہی تھی کہ اس قدر جدید فیکٹری میں اسے پہچانا نہیں گیا تھا ورنہ اس کا وہاں سے نکلنا محال ہو جاتا۔

تمام راستوں سے بخیر و خوبی گزرتا ہوا وہ اس جگہ آ گیا جہاں چوکی پر صفدر موجود تھا اور پھر وہ کرنل چوہڑہ سے اور چوکی کے انچارج سے ہاتھ ملا کر لینڈ روور میں واپسی کے لئے روانہ ہو گیا۔

مسلسل اور نہایت تیز رفتاری سے سفر کرتے ہوئے وہ واجوڑہ

کے بارونق علاقے میں آگئے۔ اس دوران صفدر اور عمران بالکل خاموش رہے تھے۔

"کیا رہا"۔ صفدر نے گاڑی شہر میں داخل ہوتے دیکھ کر عمران سے پوچھا۔

"کامیابی۔ میں بی ایکس فائیو تھاؤزینڈ میگا پاور بم اس فیکٹری میں چھوڑ آیا ہوں۔ اب سے ٹھیک دو گھنٹوں بعد اس فیکٹری کا نام ونشان تک مٹ جائے گا"۔ عمران نے سنجیدگی سے جواب دیا۔

اس کی بات سن کر صفدر نے سکون کا سانس لیا اور بے فکری سے سیٹ کی پشت سے سر لگا کر آنکھیں موند لیں جیسے اس کے سر سے بہت بڑا بوجھ اتر گیا ہو۔

وزیراعظم اپنے مخصوص آفس میں موجود تھے۔ ان کا چہرہ غصے کی شدت سے سیاہ ہو رہا تھا۔ وہ نہایت غضبناک انداز میں ادھر ادھر ٹہل رہے تھے۔ ان کی فراخ پیشانی پر لاتعداد شکنیں پڑی ہوئی تھیں۔

انہیں پہلے ڈاکٹر پرکاش کی ہلاکت، پھر منتاری برج کی تباہی اور اب کچھ دیر قبل اے اے فیکٹری کے تباہ ہونے کی خبر ملی تھی۔ اے اے فیکٹری میں اچانک یکے بعد دیگرے دو انتہائی خوفناک دھماکے ہوئے تھے جن کی وجہ سے پوری کی پوری فیکٹری اور اس فیکٹری کے اوپر موجود فولاد ساز کارخانہ تباہ ہو گیا تھا۔ اے اے فیکٹری میں کام کرنے والے ورکرز، انجنیئرز اور ڈاکٹر ورما کے ساتھ ساتھ ملٹری انٹیلی جنس کے لوگ اور فولاد ساز کارخانے میں کام کرنے والے تمام افراد ہلاک ہو گئے تھے۔ منتاری کے عظیم الشان برج کی تباہی اور اس کے بعد ان کے سب سے اہم اور انتہائی قیمتی ترین ایرو ایئر کرافٹس کی

فیکٹری کی تباہی نے کافرستان کی کمر توڑ کر رکھ دی تھی۔ یہ ایسی خوفناک اور دل ہلا دینے والی خبریں تھیں جس سے پورے ملک میں کھلبلی سی مچ گئی تھی اور حکومت بری طرح سے ہل کر رہ گئی تھی۔

وزیراعظم کو پنڈت نارائن پر غصہ آرہا تھا جو اے اے فیکٹری کا سروے کرنے گیا تھا۔ اس نے کہا تھا کہ اس نے عمران اور اس کے ساتھیوں کو گرفتار کر کے انہیں ہلاک کر دیا ہے اور اس کی ہلاکت کی اس نے باقاعدہ فلم بھی بنائی تھی مگر پھر یکے بعد دیگرے جب ڈاکٹر پرکاش کی ہلاکت، مناری برج کی تباہی اور پھر اے اے فیکٹری کے واقعات یکے بعد دیگرے ان کے سامنے آئے تو انہیں یقین ہو گیا کہ پنڈت نارائن نے ان سے جھوٹ کہا تھا۔ وہ عمران اور اس کے ساتھیوں کو ہلاک نہیں کر سکا تھا۔

اے اے فیکٹری میں جانے سے پہلے پنڈت نارائن نے فون پر اس سے جو باتیں کی تھیں وہ رہ رہ کر انہیں یاد آرہی تھیں۔ اس کے بعد سے پنڈت نارائن یوں غائب ہو گیا تھا جیسے اسے زمین نے نگل لیا ہو یا پھر آسمان نے اٹھا لیا ہو۔ جس سے وزیراعظم کو یقین ہو چلا تھا کہ یا تو پنڈت نارائن ہلاک ہو چکا ہے یا پھر وہ ان مجرموں کا آلہ کار بن چکا ہے اور اس نے مجرموں کے ساتھ مل کر اے اے فیکٹری تباہ کی ہے۔

وزیراعظم کے حکم سے فوری طور پر بے شمار خفیہ ایجنسیاں حرکت میں آگئی تھیں جو پنڈت نارائن اور پاکیشیائی ایجنٹوں کو ہر جگہ تلاش کرتی پھر رہی تھیں۔ مگر ان کی طرف سے ابھی تک کوئی امید افزا

خبر نہیں مل رہی تھی۔ جس کی وجہ سے وزیراعظم کا غصہ بڑھتا جا رہا تھا کہ انہیں میز پر پڑے ہوئے ہاٹ لائن فون کی مترنم گھنٹی کی آواز سنائی دی تو وہ تیزی سے فون کی طرف لپکے اور انہوں نے جھپٹ کر رسیور اٹھا لیا۔

یس، پرائم منسٹر سپیکنگ"۔ انہوں نے باوقار مگر انتہائی تیز لہجے میں کہا۔

" جناب ظل سبحانی الانجہانی آپ کی طبیعت گرامی کیسی ہے"۔ دوسری جانب سے ایک شوخ اور چہکتی ہوئی آواز سنائی دی اور وزیراعظم بری طرح سے اچھل پڑے۔

" کیا بکواس ہے۔ کون ہو تم"۔ انہوں نے غصے سے چیختے ہوئے کہا۔

" منم ہیچمدان، آپ کا مہربان اور قدر دان علی عمران بول رہا ہوں"۔ دوسری طرف سے علی عمران کی مخصوص آواز سنائی دی اور وزیراعظم کو جیسے اپنے پیروں کے نیچے سے زمین سی کھسکتی ہوئی معلوم ہوئی۔

" علی عمران، یہ۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ تم زندہ ہو"۔ ان کے منہ سے نکلا۔

" فون لائن تو ابھی عالم بالا تک نہیں پہنچی ہے"۔ عمران نے شوخ لہجے میں کہا۔

" تم، تم کہاں سے بول رہے ہو اور یہاں فون کیسے کیا ہے"۔

وزیراعظم نے بری طرح سے چیختے ہوئے کہا۔

" ارے، ارے اتنی زور سے کیوں چیخ رہے ہیں جناب۔ میں بہرہ نہیں ہوں۔ ذرا آہستہ اور دھیرے سے بولیئے"۔ عمران نے کہا اور وزیراعظم تلملا کر رہ گئے۔

" یو شٹ اپ۔ نانسنس۔ تمہاری یہاں فون کرنے کی جرأت کیسے ہوئی ہے"۔ انہوں نے گرجتے ہوئے کہا۔

" شٹ اپ تو ہو جاؤں گا مگر یہ نانسنس کا خطاب آپ اپنے لئے سنبھال کر رکھیئے۔ کیونکہ آپ کا وقت پورا ہو چکا ہے آپ اب یقیناً خود کش کر کے نانسنس آنجہانی ہو جائیں گے۔ میں نے اپنے وعدے کے مطابق کافرستان کا جو حشر کیا ہے وہ آپ سب کو صدیوں تک یاد رہے گا۔

میں نے آپ کو صرف یہ بتانے کے لئے فون کیا تھا کہ آپ کا بندہ خاص محترم جناب پنڈت نارائن صاحب اس وقت جان کنی کی حالت میں ایک جگہ موجود ہیں۔ اسے وہاں سے فوراً نکالنے کا انتظام کر لیں۔ کہیں ایسا نہ ہو وہ بے چارہ اس جگہ بھوکا پیاسا پڑا ایڑیاں رگڑ رگڑ کر آنجہانی ہو جائے"۔ دوسری طرف سے عمران تیز تیز لہجے میں کہتا چلا گیا اور اس کی باتیں سن کر وزیراعظم کا رنگ سرسوں کے پھول کی طرح زرد ہو گیا۔

اوہ، تم بہت بڑے کمینے، بدمعاش ہو۔ تم نے کافرستان میں جو تباہی پھیلائی ہے اس کا تمہیں نہایت خوفناک خمیازہ بھگتنا پڑے گا۔

تم یہاں سے کسی طرح سے بچ کر نہ جا سکو گے"۔ وزیراعظم نے غصے سے چیختے ہوئے کہا۔

" کب کی بات ہے"۔ دوسری طرف سے عمران نے ہنستے ہوئے پوچھا۔

" کیا مطلب، کیا بکواس کر رہے ہو"۔ وزیراعظم نے دھاڑتے ہوئے کہا۔

" ارے جناب۔ میں اور میرے ساتھی اس وقت آپ کے مفلوج اور ٹوٹے پھوٹے ملک سے نکل کر اپنے وطن پہنچ چکے ہیں اور میں اس وقت اپنے بیڈروم میں نہایت اطمینان سے لیٹا آپ سے فون پر شرف یابی حاصل کر رہا ہوں"۔ عمران نے چہکتے ہوئے کہا اور اس کی بات سن کر وزیراعظم کے اعصاب ڈھیلے پڑتے چلے گئے۔

" نہیں، یہ نہیں ہو سکتا"۔ اس کے منہ سے بے اختیار نکلا۔

" یہ ہو چکا ہے جناب۔ سوری، آئی ایم رئیلی سوری۔ اگر مجھے معلوم ہوتا کہ یہ بات سن کر آپ کو ہارٹ اٹیک ہو جائے گا تو میں آپ کے آنجہانی ہونے کے بعد کے کا انتظام کر کے جاتا"۔ عمران نے کہا اور وزیراعظم نے ہونٹ بھینچ لیے۔

"تت، تم۔ تم......." ان کے منہ سے نکلا۔

" اچھا جناب، اب اجازت دیں۔ بندہ ایک غریب آدمی ہے۔ اتنی طویل کال کے بل کا متحمل نہیں ہو سکتا"۔ عمران نے کہا اور پھر اس نے رابطہ منقطع کر دیا اور وزیراعظم کو اپنا سر گھومتا ہوا محسوس ہوا۔

عمران نے واقعی جو کہا تھا وہ کر دکھایا تھا۔

جیسے ہی فون بند ہوا وزیراعظم نے جلدی سے انٹرکام کا بٹن پریس کیا اور اپنے پرسنل سیکرٹری کو ہدایات دیں کہ وہ پتہ کرائے کہ اسے کہاں سے اور کس نمبر سے ہاٹ کال کی گئی تھی۔ چند ہی لمحوں بعد پرسنل سیکرٹری نے اس بات کی تصدیق کر دی کہ کال پاکیشیا کے دارالحکومت سے کی گئی تھی تو وزیراعظم غصے اور خفت سے بری طرح سے اپنے بال نوچنے پر مجبور ہو گیا۔

رات کے اندھیرے میں چھ سائے دارالحکومت سے دور چاگاری شہر کے ایک فوجی ایئرپورٹ کی طرف بڑھ رہے تھے۔

وہ اس وقت ایک چھوٹے سے جنگل میں تھے اور نہایت احتیاط اور خاموشی سے آگے بڑھتے جا رہے تھے۔ یہ عمران اور اس کے ساتھی تھے۔ جو اپنا مشن مکمل کر کے وہاں سے نکلنا چاہتے تھے۔

اپنے اپنے کام مکمل کر کے وہ سب فارٹی کی اس کوٹھی میں جمع ہوئے تھے اور پھر انہوں نے اپنی کارکردگی کی رپورٹ ایک دوسرے کو دے کر مشن کی کامیابی کی رپورٹ دی تھی۔ عمران اور فارٹی نے وہاں سے نکلنے کی ترکیبیں سوچنا شروع کر دی تھیں۔

فارٹی کے مطابق اے اے فیکٹری اور منتاری برج کی تباہی سے حکومت بری طرح سے ہل گئی تھی۔ کافرستان کی پولیس، انٹیلی جنس انہیں ہر جگہ شکاری کتوں کی طرح ڈھونڈتے پھر رہے تھے۔

پورے ملک میں ایمرجنسی نافذ کر دی گئی تھی۔ ہر طرف شدید اور نہایت سخت چیکنگ کی جا رہی تھی۔ تب عمران نے وہاں سے ایک طیارہ ہائی جیک کرنے کا پروگرام بنایا تھا۔ اس کے مطابق وہ جس اعتماد سے کافرستان میں داخل ہوا تھا اسی اعتماد سے وہ واپس پاکیشیا جانا چاہتا تھا۔

فارٹی نے اسے مشورہ دیا تھا کہ وہ چند دن یہیں رکا رہے پھر وہ کسی طرح ان لوگوں کا وہاں سے نکلنے کا انتظام کر دے گا مگر عمران نہ مانا تھا۔ اس نے فوری طور پر واپسی کا فیصلہ کر لیا تھا۔

اس قدر طویل جدوجہد کے بعد ابھی اس نے صرف کافرستان کو سبق سکھایا تھا۔ ابھی روسیاہ کو سبق سکھانا باقی تھا جنہوں نے پاکیشیا بلیک مشن پر کافرستان کا ساتھ دیا تھا۔

عمران پروگرام کے تحت کافرستان کے بعد روسیاہ جانا چاہتا تھا تاکہ وہ روسیاہ کو بھی ایسا ہی سبق سکھا سکے مگر وہ فوری طور پر کافرستان سے روسیاہ نہیں جانا چاہتا تھا اس لئے اس نے فیصلہ کیا تھا کہ پہلے وہ پاکیشیا جائے گا اور پھر وہاں سے باقاعدہ پلاننگ کر کے روسیاہ جائے گا۔

فارٹی سے اس نے چاگاری ایئرپورٹ کی تفصیلات حاصل کی تھیں۔ اس کے مطابق چاگاری پاکیشیا کی سرحد سے تقریباً چھ سو کلومیٹر کی دوری پر تھا۔ عمران اگر اس ایئرپورٹ سے طیارہ ہائی جیک کرتا تو اسے وہاں سے نکلنے میں زیادہ وقت نہیں لگ سکتا تھا۔ چنانچہ عمران

اسی ایئرپورٹ سے طیارہ ہائی جیک کرنے کا پروگرام بنا لیا اور پھر فارٹی نے ان سب کو فوری طور پر چاگاری پہنچانے کا انتظام کر دیا۔

وہ انتہائی جدید اور تیز ترین طیارہ تھا۔ جو نہایت تیزی سے پاکیشیا سرحد کی جانب بڑھتا چلا گیا تھا۔ عمران اور اس کے ساتھیوں نے چاگاری ایئرپورٹ پر ڈائریکٹ ایکشن کرتے ہوئے وہاں موجود تمام لوگوں کا خاتمہ کر دیا تھا اور وہاں موجود دوسرے طیاروں کو ناکارہ کر دیا تھا۔ اس لئے اسے یقین تھا کہ اس کے تعاقب میں کوئی طیارہ نہیں آئے گا اور واقعی ایسا ہی ہوا تھا۔ جب تک کافرستان کے لڑاکا طیارے الرٹ ہوتے وہ کافرستان کی سرحد پار کر گیا تھا۔ اس نے سرحد پر اپنے آنے کی خبر دے دی تھی جس کی وجہ سے لڑاکا طیارے کو نہیں روکا گیا تھا۔ عمران نے سرحد پر آتے ہی خصوصی کاشن دے کر سرحدی چوکیوں اور وہاں موجود رینجرز کو اپنے طیارے کی نشاندہی کروا دی تھی۔

ختم شد

عمران سیریز میں سسپنس ایکشن اور نان سٹاپ ایکشن کا طوفان لئے

ایک حیرت انگیز اچھوتا اور انتہائی شاندار ایڈونچر

خاص نمبر

مکمل ناول

مصنف ظہیر احمد

مشن سائی گان

مشن سائی گان — کافرستان ایکریمیا اور اسرائیل جنہوں نے اس بار نہایت خفیہ طور پر پاکیشیا کو مکمل طور پر صفحہ ہستی سے مٹانے کا پروگرام بنالیا۔

ٹاپ میزائل — جو پاکیشیا کی تباہی کے لئے تیار کئے گئے تھے۔

ٹاپ میزائل — جن سے صرف چند گھنٹوں میں پاکیشیا کے انسان مکھی مچھروں کی طرح ہلاک ہو جاتے۔

کرنل راکیش — جس نے عمران کو پاکیشیا میں اپنے پیچھے بھاگنے پر مجبور کر دیا۔ جبکہ جزیرہ مگوڈیا پر عمران کے ساتھی خوفناک حالات کا شکار ہو گئے تھے۔

جوزف — جسے کرنل راکیش نے اغوا کر لیا اور اس پر انسانیت سوز تشدد کی انتہا کر دی۔

جوزف — جس کا رواں رواں کھینچ لیا گیا تھا مگر دیوزاد جوزف نے ان کے سامنے زبان نہ کھولی تھی۔ کیوں ——؟

وہ لمحہ — جب جوزف، کرنل راکیش اور اس کے ساتھیوں پر شدید زخمی ہونے کے باوجود موت بن کر جھپٹ پڑا۔

عمران — جو مشن سائی گان کا تاروپود بکھیرنے کے لئے اندھا دھند اپنے ساتھیوں کے ساتھ نکل کھڑا ہوا۔

جزیرہ مگوڈیا — جہاں عمران کے ساتھیوں کو گرفتار کر لیا گیا۔ کیوں ——؟

جزیرہ مگوڈیا — جہاں عمران کے ساتھیوں کو گرفتار کر کے کافرستان سیکرٹ سروس کے چیف پنڈت نارائن کے حوالے کیا جانا تھا۔

وہ لمحہ — جب عمران کو کافرستان کے پرائم منسٹر سے ایکریمی صدر بن کر بات کرنا پڑی۔

وہ لمحہ — جب کافرستانی پرائم منسٹر نے خود ہی عمران کو آپریشنل سپاٹ بتا دیا۔ کیوں؟

عمران — جس پر اچانک اور نہایت خوفناک جان لیوا حملے شروع کر دیئے گئے۔ کیوں؟

عمران — جسے ہلاک کرنے کے لئے کافرستان کی ملٹری انٹیلی جنس حرکت میں آگئی۔

کرنل راکیش — جس نے عمران کو پاکیشیا میں اپنے پیچھے بھاگنے پر مجبور کر دیا۔ جبکہ اس طرف کے ساتھی جزیرہ مگوڈیا خوفناک حالات کا شکار ہو گئے تھے۔

ٹاپ میزائل — جن پر سائی گان آئی لینڈ پر نہایت تیزی سے کام کیا جا رہا تھا۔

جزیرہ مگوڈیا — جہاں حکومت مگوڈیا کے خلاف ایک انتہائی تباہ کن کھیل کھیلا جا رہا تھا۔

جزیرہ مگوڈیا اور جزیرہ جاڈیا کے درمیان ہونے والی کشمکش اس قدر خوفناک صورتحال اختیار کر گئی تھی کہ عمران اور اس کے ساتھی بری طرح ان میں پھنس کر مشن سائی گان کو یکسر بھول گئے تھے۔

کیا — عمران ٹاپ میزائلوں کو پاکیشیا پر فائر ہونے سے روک سکا ——؟

کیا — عمران اور اس کے ساتھی سائی گان آئی لینڈ پر جا سکے ——؟

کافرستان، ایکریمیا اور اسرائیل اس بار اپنے مذموم ارادوں میں کامیاب ہو سکے۔ یا؟

ایک ایسا مشن جس میں عمران اور اس کے ساتھیوں کے لئے قدم قدم پر موت کے پھندے لگے ہوئے تھے۔

ارسلان پبلی کیشنز اوقاف بلڈنگ پاک گیٹ **ملتان**

عمران کے متوالوں کے لئے سنسناتا ہوا سسپنس لئے ایک یادگار ناول

مکمل ناول

کراسٹی

مصنف

ظہیر احمد

پاکیشیا اور شوگران کے درمیان اسلحے اور ایک سپیشل فارمولے کا معاہدہ ہوا جسے حاصل کرنے کے لئے کافرستانی مجرموں کی ایک خوفناک تنظیم ریڈ تھری پاکیشیا پہنچ گئی۔

صفدر — جس نے مجرموں کی گفتگو سن کر عمران کو اپنی مدد کے لئے بلایا۔ مگر —— ؟

صفدر — جو عمران کو ایک مجرم کی رہائش گاہ میں لے جانا چاہتا تھا لیکن عمران صفدر کی شادی کرانے کے لئے ایک ہتھنی جیسی موٹی عورت کی کوٹھی میں گھس گیا۔ ایک قہقہہ بار دلچسپ چوئیشن۔

ریڈ تھری — جس کا چیف کرنل شکلا تھا جو انتہائی عیار، شاطر اور خطرناک انسان تھا۔

ریڈ تھری — جس نے سرداور کی کوٹھی سے ایک اہم فائل آسانی سے حاصل کر لی۔

کراسٹی — ایک خطرناک، چالاک اور خوفناک مجرمہ جو پاکیشیا میں شوگران سے ملنے والے اسلحے کو تباہ کرنے کا مشن لے کر آئی تھی۔

کراسٹی — جس نے انتہائی برق رفتاری سے کامیابیاں تو حاصل کر لیں۔ مگر —— ؟

کراسٹی — جو موت کی طرح دہشت ناک آندھی کی طرح تیز اور طوفان کی طرح ہولناک تھی۔

ایس کے تھری — ایک ایسا راز جسے حاصل کرنے کے لئے کراسٹی اور ریڈ تھری تنظیم کے ارکان پاگلوں کی طرح ہنگامے کرتے پھر رہے تھے۔

ایس کے تھری — ایک ایسا راز جسے کرنل شکلا نے حاصل کر لیا تھا۔

عمران اور صفدر — جسے ریڈ تھری نے زہریلے انجکشن لگا کر ہلاک کرنے کی کوشش کی کیا واقعی عمران اور صفدر ہلاک ہو گئے تھے —— ؟

کراسٹی — جو ہر قیمت پر کرنل شکلا سے فائل حاصل کرنا چاہتی تھی۔ کیا وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو گئی۔ یا —— ؟

وہ لمحہ — جب تنویر، چوہان اور خاور مجرموں سے جنگ کرتے ہوئے گولیوں کا شکار ہو گئے۔ کیا واقعی —— ؟

وہ لمحہ — جب کراسٹی نے عمران کے سامنے اس کے ساتھیوں کو مشین گنوں سے ہلاک کرنے کا فیصلہ کر لیا اور پھر وہ کمرہ مشین گنوں کی تڑتڑاہٹ سے گونج اٹھا۔

کیا — صفدر، صدیقی، نعمانی اور جولیا واقعی گولیوں سے چھلنی ہو گئے تھے۔

کراسٹی — جس نے پورے پاکیشیا میں آگ اور خون کی ہولی کھیلنے کا پورا انتظام کر لیا تھا۔ اور پھر —— ؟

وہ لمحہ — جب اپنے ساتھیوں کی جان بچانے کے لئے ایکسٹو کو میدان میں اترنا پڑا۔

وہ لمحہ — جب کراسٹی ایکسٹو کے ہاتھوں چکنی مچھلی کی طرح پھسل گئی تھی۔ اور پھر؟


عمران کی کرنل شکلا اور کراسٹی سے اعصاب شکن اور انتہائی ہولناک لڑائی۔ اس لڑائی کا انجام کیا ہوا تھا۔




ایک دلچسپ، حیرت انگیز، تیز رفتار ایکشن، سسپنس اور خوفناک چوئیشن سے مزین عمران سیریز کا نیا ناول جس کا ایک ایک لفظ آپ کے دل کی دھڑکنیں تیز کر دے گا۔

انتہائی منفرد انداز میں لکھا گیا ایک خصوصی ناول

ارسلان پبلی کیشنز — اوقاف بلڈنگ، پاک گیٹ — ملتان

عمران سیریز میں انتہائی ھنگامہ خیز ناول

مجرم ایکسٹو

مصنف
ظہیر احمد

ماسٹر کاسٹرو۔ فائی لینڈ کا ایک خطرناک سیکرٹ ایجنٹ جو عمران کی طرح ذہین، چالاک اور بلا کا شاطر انسان تھا۔

ماسٹر کاسٹرو۔ جو شرارتیں اور حماقتیں کرنے میں عمران سے بھی دو جوتے آگے تھا۔

فریگن ۔ ماسٹر کاسٹرو کا ملازم جو حماقتوں اور ذہانت میں ماسٹر کاسٹرو کا باپ تھا۔

ماسٹر کاسٹرو۔ جسے سپر ایجنسی کے چیف نے عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کی ہلاکت کا مشن دے دیا۔

ماسٹر کاسٹرو۔ جو عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کو ہلاک کرنے کے لئے اپنے ملازم فریگن کو اپنے ساتھ پاکیشیا لے گیا۔

ماسٹر کاسٹرو۔ جس نے اپنی ذہانت، چالاکی اور ہوشیاری سے ایکسٹو کو دانش منزل سے نکلنے پر مجبور کر دیا۔

وہ لمحہ ۔ جب ایکسٹو آسانی سے ماسٹر کاسٹرو کی گرفت میں آ گیا۔

عمران ۔ جس پر ایک بار پھر حماقتوں کا دورہ پڑا اور وہ اپنا مخصوص احمقانہ ٹیکنی کلر لباس پہن کر سنٹرل جیل پہنچ گیا۔

عمران ۔ جس کی حماقتوں اور احمقانہ پن نے سنٹرل جیل میں حماقتوں کے گل کھلا دیئے۔ انتہائی دلچسپ اور ہنسا ہنسا کر لوٹ پوٹ کر دینے والی سچویشن۔

ٹی کاؤ۔ جس نے عمران کا سر گنجا کر کے اسے کوڑے کے ڈھیر پر پھینک دیا۔ کیوں؟

ماسٹر کاسٹرو۔ جس نے آسانی سے دانش منزل پر قبضہ کر کے ایکسٹو کا چارج سنبھال لیا تھا۔ کیا واقعی ——؟

پاکیشیا سیکرٹ سروس۔ جو ایکسٹو کے حکم سے اپنے ملک میں مجرمانہ کاروائیاں کرنے پر مجبور ہو گئی تھی۔ کیوں ——؟

وہ لمحہ ۔ جب عمران کو ایک مکان میں بم برسا کر زندہ دفن کر دیا گیا۔

وہ لمحہ ۔ جب ہر طرف مجرم ایکسٹو پاکیشیا کے خلاف کام کر رہا تھا۔

مجرم ایکسٹو ۔ کون تھا اور سیکرٹ سروس کے ممبر اس کے حکم کی تعمیل کرنے پر کیوں مجبور تھے۔

مجرم ایکسٹو ۔ جس نے عمران کی اصلیت بے نقاب کرنے کا پروگرام [illegible]

مجرم ایکسٹو ۔ جو ایکسٹو بن کر پاکیشیا پر قبضہ کرنا چاہتا تھا۔

بلیک زیرو ۔ جسے موت کی انتہائی آخری حد تک پہنچا دیا گیا تھا۔

عمران ۔ جو پاکیشیا اور ایکسٹو کے راز بچانے کے لئے سیکرٹ سروس کے ممبران [illegible] [illegible] کوشش کر رہا تھا کہ وہاں پہنچنے کے بعد دیگر [illegible] ایکسٹو کون تھے ——؟

عمران سیریز میں ایک یادگار اور لازوال ناول جو اس سے پہلے آپ نے کبھی نہ پڑھا ہوگا۔

نئی اور انوکھی کہانی جس کا ہر لفظ آپ کو اچھل اچھل پڑنے پر مجبور کر دے گا۔

ارسلان پبلی کیشنز
اوقاف بلڈنگ
پاک گیٹ
ملتان